فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ

فتاویٰ قاسمیہ

منتخب فتاویٰ

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی
خادم الافتاء و الحدیث جامعہ قاسمیہ
مدرسہ شاہی مرادآباد، الہند

(جلد ۱۴)

المجلد الرابع عشر

الرضاع، الطلاق

إلى باب الكناية

۵۹۴۴ ——— ۶۴۶۲

ناشر
مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الہند
01336-223082

فتاویٰ قاسمیہ

صاحب فتاویٰ

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی

پہلا ایڈیشن محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، ضلع سہارنپور، الهند

01336-223082

ASHRAFI BOOK DEPOT

DEOBAND, SAHARANPUR, INDIA

Phone: 01336-223082

Mob. : 09358001571،08810383186

مکمل اجمالی فہرست ایک نظر میں

فہرست مضامین

۱۶/ كتاب الرضاع

۱۷/ کتاب الطلاق

۱/ باب صفة الطلاق و من أحق به

۲/ باب إباحة الطلاق

۳/ باب مطالبة الطلاق

۴/ باب وقوع الطلاق

۵/ باب طلاق الحامل والحائض

۶/ باب طلاق الهازل والغاضب

۷/ باب طلاق السکران والجنون

۸/باب طلاق المکرہ

۹/باب الطلاق بالألفاظ المصحفة

۱۰/ باب عدم وقوع الطلاق

۱۱/ باب وعد الطلاق

۱۲/ باب الطلاق الصریح

۱۳/ باب الکنایۃ

۱۶/ کتاب الرضاع

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ☆ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ثبوت رضاعت کیلئے شرعی شہادت

سوال [۵۹۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ثبوت رضاعت کے لئے حنفیہ کے یہاں دومرد یا ایک مرد اور دوعورتوں کا ہونا ضروری ہے، جیسا کہ ہے:

لاتقبل في الرضاع شهادة النساء منفردات، وإنما يثبت بشهادة رجلين أو رجل وامرأتين.

اس عبارت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ثبوت رضاعت میں عورت کی گواہی کالعدم قرار دیدی گئی ہے، اس صورت کو سامنے رکھتے ہوئے زید کی والدہ حلفیہ بیان دیتی ہے کہ میں نے احمدی بانو کو مدت رضاعت میں دودھ پلایا ہے؛ لیکن موصوف کی والدہ کے پاس کوئی شرعی گواہ نہیں ہے۔ اب زید کی شادی احمدی بانو کی لڑکی سے ہوجاتی ہے، تو کیا یہ نکاح جو شرعی گواہ کی عدم موجودگی میں ہوا ہے، وہ ازروئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب بہشتی زیور میں ثقہ عادل مرد کا ہونا لازمی قرار دیا ہے اور مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی اپنی مشہور کتاب جواہر الفقہ میں عادل مرد کا ہونا ضروری قرار دیا ہے، ان سب کتابوں پر قدرے نگاہ رکھتے ہوئے نکاح ہونے کے جواز وعدم جواز پر شرعی روشنی ڈالی جائے۔

المستفتی: قطب الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب زید کی والدہ کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو محض زید کی والدہ کے بیان کی وجہ سے احمدی بیگم کو دودھ پلانے کا ثبوت شرعاً ثابت نہیں ہوسکتا؛ لہٰذا زید کے ساتھ احمدی بیگم کی لڑکی کی شادی کرنا شرعاً درست ہوجائے گا۔

أن عمر بن الخطابؓ أتي في امرأة شهدت على رجل وامرأته أنها أرضعتهما، فقال: لا، حتى يشهد رجلان أو رجل، وامرأتان.

(السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الرضاع، باب شهادة النساء في الرضاع ١١/ ٤٦٩، رقم: ١٦١٠١-١٦١٠٠)

لايفرق بينهما بعد النكاح، و لاتثبت الحرمة بشهادتهن، فكذلك قبل النكاح إذا أراد الرجل أن يخطب امرأة، فشهدت امرأة قبل النكاح أنها أرضعتهما كان في سعة من تكذيبها، كما لو شهدت بعد النكاح .

(البحر الرائق، كتاب الرضاع، زكريا٣/٤٠٥، كوئٹه ٣/٢٣٢)

ولا يقبل في الرضاع إلا شهادة رجلين، أورجل، وامرأتين عدول.

(هندية، زكريا ١/٣٤٧، جديد زكريا ديوبند ١/٤١٣)

ولا تقبل في الرضاع إلا شهادة رجلين، أو شهادة رجل، وامرأتين عدول......وفيها إذا أراد الرجل أن يخطب امرأة فشهدت امرأة قبل النكاح، أنها أرضعتهما كان في سعة من تكذيبها، كما لو شهدت بعد النكاح.

(الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٧٥، رقم: ٦٤٦٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۹۲۲/۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۱۱/۲۴ھ

کیا حرمت رضاعت کے لئے دودھ کا اترنا لازم ہے؟

سوال [۵۹۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنے لڑکے کا نکاح اپنے سالے کی لڑکی کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور ایام رضاعت میں سالے کی بیوی نے اپنا پستان اپنے بھانجے کے منھ میں رکھ دیا تھا، اور اس سے تین ماہ قبل اس عورت کے مردہ بچہ کی پیدائش ہوئی تھی اور عورت یہ بھی کہتی ہے کہ میرا دودھ بالکل سوکھ گیا تھا، اگر میں اس کو مستقل دس پندرہ دن پلاتی رہتی تب تو بہرصورت نکل آتا، صرف ایک مرتبہ میں نے اپنا پستان اس بچہ کے منھ میں داخل کیا تھا اور اس نے فوراً ہٹالیا اور مجھے بھی کچھ مزہ نہیں آیا، گھن سا محسوس ہوا، تو کیا اس صورت میں ان دونوں کا باہمی عقد ہوسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: فضل احمد، نیا پورہ، پوسٹ: گواری، سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عورت یقین کے ساتھ یہ بات کہتی ہے کہ اس کے پستان میں اس وقت دودھ بالکل نہیں تھا، اور یوں ہی منھ میں ڈال دیا تھا، تو اس سے شرعاً حرمت رضاعت کا حکم ثابت نہیں ہوتا؛ بلکہ حرمت کے ثبوت کے لئے بچہ کے حلق میں دودھ پہونچنا لازم ہے۔

امرأة كانت تعطي ثديها صبية واشتهر ذلك بينهم، ثم تقول لم يكن في ثديي لبن حين ألقمتها ثديي، ولم يعلم ذلك إلا من جهتها جاز لإبنها أن يتزوج بهذه الصبية. (شامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ۳/۲۱۲، زكريا ديوبند ٤/٤٠١)

إن المراد وصول اللبن إلي جوفه من فمه أو أنفه، فلا فرق بين

المص، والصب، والسعوط، هذا إذا علم أن اللبن وصل إليه، وإلا لم تثبت الحرمة؛ لأن في المانع شكًا كما في أكثر الكتب. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت ۱/ ۵۵۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ ؍ربیع الاول ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۰۵۴/۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۳/۴ھ

دودھ پیٹ میں نہ جانے کی صورت میں رضاعت کا حکم

سوال [۵۹۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے نانی کا دودھ اس حالت میں پیا کہ نانی کو دودھ اچھی طرح آتا تھا اور ہندہ جو زید کی نانی کی حقیقی پوتی ہے، اس نے جب دودھ پیا تو دودھ بالکل خشک ہو چکا تھا؛ لیکن سینہ میں منھ لگایا اور دونوں کی مدت رضاعت میں تقریباً دس سال کا فاصلہ ہے۔ اب کیا زید کا نکاح ہندہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بصورت دیگر زید کے بھائی عمر کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: مقبول احمد قاسمی، بھیلا گاؤں، پوسٹ: ملہی پور، شراوستی (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے مدت رضاعت میں اپنی حقیقی نانی کا دودھ پیا ہے، تو زید کے لئے نانی کی اولادوں میں سے کسی کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے، چاہے نانی کی پوتیاں ہوں یا نواسیاں، ہاں البتہ زید کے دوسرے بھائی جنہوں نے نانی کا دودھ نہیں پیا ہے، ان کے لئے نانی کی پوتی اور نواسی کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے، ان سے شرعی طور پر شادی کرنا منع نہیں ہے؛ لہٰذا ہندہ نے جس زمانے میں نانی کا پستان منھ میں لیا تھا، اگر اس زمانے میں نانی کے پستان میں دودھ نہیں رہا ہے اور یقین سے معلوم ہے کہ نانی کا دودھ ہندہ

کے پیٹ میں نہیں پہونچا، تو ہندہ کا زید کے بھائی عمر کے ساتھ نکاح جائز اور درست ہے؛ اس لئے کہ حرمت رضاعت کے ثبوت کے لئے مدت رضاعت میں دودھ کا پیٹ میں جانا شرط ہے اور ہندہ کے پیٹ میں دودھ نہیں پہونچا ہے۔

في الشامية: ولا رضاع إن لم يصل إلى الجوف وعكساً......المراد بالمص الوصول إلى الجوف من المنفذين . (شامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ۳/۲۰۹، زكريا ٤/٣٩٢)

ولا يتزوج المرضعة أحدًا من ولد التي أرضعته......ويجوز أن يتزوج الرجل بأخت أخيه من الرضاع؛ لأنه يجوز أن يتزوج بأخت أخيه من النسب . (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۵۱، زكريا ۱/۳٤۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۵ ر صفر المظفر ۱۴۲۹ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸ / ۹۴۶۷)	۱۴۲۹/۲/۲۵ھ

لے پالک کو حقیقی بہن، بھتیجی یا بھانجی کا دودھ پلانا

سوال [۵۹۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت جس کو ایک بچہ لے پالک بنانا ہے، مگر اس بات کے پیش نظر کہ لے پالک بچہ جب بڑا ہوجاتا ہے، تو محرم اور غیر محرم کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے، تو اس عورت نے اس شیر خوار بچہ کو اپنی بھانجی یا بھتیجی سے دودھ پلوایا؛ تاکہ وہ مرضعہ کی پھوپھی یا خالہ بن جائے، تو کیا وہ عورت رضیع (دودھ پینے والے) بچہ کے محرم میں شامل ہوجائے گی یا نہیں؟ مرضعہ کی اصل بعید کی فرع کا رضیع کے لئے محرم یا غیر محرم ہونا فقہ وفتاویٰ کی کتابوں میں صراحۃً ذکر نہیں آیا تو مزید کتابوں کی عبارت سے واضح فرمائیں۔

المستفتی: نثار احمد، محمد حنیف سندھی، محلّہ: محمدی، گودھرا (، گجرات)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عورت بانجھ ہے اور اس سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی ہے اور اس کے پستان سے دودھ بھی نہیں اتر تا ہے، تو ایسی صورت میں لے پالک بچے کو محرم بنانے کے لئے بہتر شکل یہی ہے کہ وہ عورت اپنی حقیقی بھتیجی یا حقیقی بھانجی کا اس بچے کو شیر خوارگی کے زمانے میں دودھ پلائے یا عورت اپنی ماں کا دودھ پلائے، یعنی ہر ایسی عورت سے دودھ پلائے جس عورت کی اولاد سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں وہ بچہ جس عورت کا دودھ پیا گیا ہے اس کے لئے اور اس کے اصول وفروع کے لئے اور پرورش کرنے والی عورت کے لئے بھی محرم ہو جائے گا، اب یہ بچہ بالغ ہونے کے بعد حرمت رضاعت کی وجہ سے گھر میں آنے جانے میں رکاوٹ کا باعث نہیں بنے گا؛ اس لئے کہ یہ بچہ پرورش کرنے والی عورت کا بھانجہ یا بھائی یا بھانجی کی اولاد ہے، جس کے گھر میں آنے جانے میں کسی قسم کی شرعی رکاوٹ نہیں رہتی ہے اور سوال نامہ میں ایک بات یہ پوچھی گئی ہے کہ مرضعہ کے اصل بعید کی فرع کا رضیع کے لئے محرم یا غیر محرم ہونے کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کے اصل بعید کی فرع مثلاً پھوپھی اور خالہ وغیرہ کی رضیع نہ مرضعہ کے لئے حرام ہے اور نہ ہی مرضعہ نے جس کو دودھ پلایا ہے اس کے لئے حرام ہے؛ اس لئے کہ خالہ زاد اور پھوپھی زاد بھائی بہنوں سے نکاح شرعی طور پر جائز ہے۔

الأصل أن کل من یحرم بسبب القرابة من الفرق السبع الذین ذکرهم اللّٰه عزو جل في کتابه الکریم نصاً أو دلالةً علی ما ذکرنا في کتاب النکاح یحرم بسبب الرضاعة. (بدائع الصنائع، کتاب الرضاع، زکریا ۳۹۶/۳، بیروت ۶۲/۵)

عن عائشةؓ، قالت: استأذن عليَّ أفلح فلم آذن له، فقال: أتحتجبین منّی وأنا عمک، فقلت: وکیف ذلک؟ فقال: أرضعتک امرأة أخي بلبن أخي، فقالت: سألت ذلک رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فقال: صدق أفلح،

ائذني له. (صحيح البخاري، كتاب الشهادة على الانساب والرضاع ١/٣٦٠، رقم: ٢٥٧٠، ف: ٢٦٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۰۴۶)

دودھ پلانے کی صورت میں دودھ نہ نکلنے سے رضاعت کا حکم

سوال [۵۹۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت نے اپنی پڑوسی کی لڑکی کو دودھ پلایا؛ لیکن دودھ نہیں نکلا، بہت کوشش کی اب وہی عورت اپنے لڑکے کا اس لڑکی سے رشتہ کرنا چاہتی ہے؛ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ نوازش ہوگی۔

المستفتية: فاکہہ پروین، بروالان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں اگر واقعتاً دودھ نہیں نکلا ہے تو اس عورت کے لئے اپنے لڑکے سے اس لڑکی کا نکاح درست ہے؛ کیونکہ دونوں کے درمیان رضاعت کا تعلق قائم نہیں ہوا۔

امرأة كانت تعطي ثديها صبية واشتهر ذلك بينهم، ثم تقول: لم يكن في ثديي لبن حين ألقمتها ثديي، ولم يعلم ذلك إلا من جهتها جاز لابنها أن يتزوج بهذه الصبية. (شامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ٣/٢١٢، زكريا ديوبند ٤/٤٠١)

إن المراد وصول اللبن إلي جوفه من فمه، أو أنفه، فلا فرق بين المص، والصب، والسعوط، هذا إذا علم أن اللبن وصل إليه، وإلا لم تثبت

الحرمة؛ لأن في المانع شكًا كما في أكثر الكتب. (مجمع الأنهر، دارالكتب العليمة، بيروت ۱/ ۵۵۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۱۸۲)

مدت رضاعت میں ایک دومرتبہ دودھ پینے کا حکم

سوال [۵۹۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غالباً ۱۰/ نومبر ۱۹۸۷/ کو پاکستان ریڈیو کی نشریات میں فتوی کے سوال وجواب میں کسی مفتیٔ دین نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کا دودھ دو یا چار دن کسی دوسری عورت کے لڑکے نے پی لیا ہو، تو دودھ پلانے والی عورت کی لڑکی سے دودھ پینے والے لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے۔

سائل نے کسی عالم دین سے حکم شرعی دریافت کیا کہ کیا دودھ شریک لڑکی اور لڑکا رضاعی بہن بھائی بن جاتے ہیں اور دونوں کا رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونا قطعاً غیر شرعی اور ناجائز ہے۔ براہ کرم صحیح حکم سے آگاہ فرماکر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: ڈاکٹر معین الدین، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جب اس کا یقین ہوجائے کہ مدت رضاعت میں بچہ کے پیٹ میں دودھ جاچکا ہے، تو شرعاً اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوجاتی ہے، چاہے ایک دن پیا ہو یا زیادہ، ایک دفعہ پیا ہو یا زیادہ، ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو، بہر صورت حرمت ثابت ہوجائے گی، اس بچہ کے لئے دودھ پلانے والی عورت کی لڑکی کے ساتھ عقد نکاح ہرگز جائز نہیں۔

أن علیاً و ابن مسعودؓ، کانا یقولان یحرم من الرضاع قلیله و کثیره. (سنن النسائي، کتاب النکاح، باب القدر الذي یحرم من الرضاع، النسخة الهندیة۲/٦٠، رقم: ۳۳۱۳)

قلیل الرضاع و کثیره سواء، إذا حصل في مدة الرضاع یتعلق به التحریم. (هـداية، اشرفی دیو بند ۲/ ۳۵۰، فتاوی عالمگیري، زکریا۱/۳٤۲، زکریا جدید دیو بند ۱/٤٠٩، البحر الرائق، کوئٹه ۳/۲۲۲، زکریا۳/۳۸۸، الجوهرة النیره، زکریا۲/۹۲، امدادیه ملتان ۲/۹۵، ملتقي الأبحر، قدیم۱/۳۷۵، جدید دارالکتب العلمیة بیروت۱/۵۵۱-۵۵۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۵۸۷)

بہن کا اپنے شیر خوار بھائی کو دودھ پلانا

سوال [۵۹۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بہن اپنے شیر خوار سگے بھائی کو بلا عذر یا بعذر اپنا دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: سید اشرف علی، شیر کوٹ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہن اپنے شیر خوار سگے بھائی کو بلا ضرورت دودھ نہ پلائے؛ البتہ اگر کوئی ایسی شدید ضرورت پیش آجائے کہ وہاں بہن کے علاوہ اور کوئی دودھ پلانے والی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی چیز ہے، جس کو کھلا کر بچہ کو بچایا جا سکے، تو ایسی صورت میں بہن کے لئے اپنا دودھ پلا کر بھائی کی حفاظت کی گنجائش ہے۔

والواجب علی النساء أن لا یرضعن کل صبي من غیر ضرورة. (هندیة، کتاب الرضاع، زکریا۱/۳٤۵، زکریا جدید دیو بند ۱/٤۱۱، حاشیة چلپي

على التبيين، امداديه ملتان ۲/ ۱۸۱، زكريا ۲/ ٦٣٠، شامي، كراچي ۳/ ۲۱۲، زكريا ٤/ ٤٠٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۷۸۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۴/ ۱۴۱۷ھ

خطأً دودھ پلانے سے حرمت رضاعت کا حکم

سوال [۵۹۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی عائشہ شام کو سورہی تھی اور اس کی چھوٹی لڑکی بھی قریب میں سورہی تھی اور قریب ہی میں زینب کا لڑکا عمر سو رہا تھا، عائشہ نے رات میں زینب کے لڑکے عمر کو اپنی لڑکی سمجھ کر دودھ پلادیا، مگر جب دیکھا تو وہ زینب کا لڑکا عمر تھا، مگر عائشہ نے دودھ غلطی سے پلایا ہے؛ البتہ وہ اقرار کرتی ہے کہ میں نے دودھ پلایا ہے اور اس کے گواہ بھی موجود ہیں جس میں دو عورتیں ایک مرد ہے؛ لہٰذا عائشہ کے اقرار کرنے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی یا نہیں؟

المستفتی: مشیر عالم، لکھیم پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب عائشہ اقرار کر رہی ہے، جس پر شرعی گواہ (دو عورتیں ایک مرد) گواہی دے رہے ہیں، تو غلطی سے دودھ پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوجاتی ہے؛ لہٰذا عائشہ کی ساری اولادیں زینب کے لڑکے عمر کے لئے حرام ہوجائیں گی، کسی بھی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں ہوگا، اسی طرح عائشہ کی بہن کے ساتھ بھی درست نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۳/ ۶۱۶)

وإن أخطأت أو أرادت الخير بأن خافت على الرضيع الهلاك

من الجوع لا يرجع عليها. (تاتارخانية، زكريا٤/ ٣٧٠، رقم:٦٤٤٧، المحيط البرهاني، المجلس العلمي بيروت ٤/ ٩٩، رقم:٣٧٣٩، رشيديه كوئٹه٣/ ١٩٢)

قليل الرضاع و كثيره سواء عندنا...... كما يحصل الرضاع بالمص من الشدي يحصل بالصب والسعوط. (قاضي خان على الهندية، باب الرضاع، زكريا ١/ ٤١٧، زكريا جديد ديوبند ١/ ٢٤٩، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ١/ ٥٢١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍صفر المظفر ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۴۲۴/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۲/۷ھ

بچے کا رضاعی باپ کون ہے؟ سابقہ شوہر یا موجودہ شوہر

سوال [۵۹۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حاملہ عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دی، وہ عورت قریب الولادت تھی، طلاق کے چند دن کے بعد ہی ولادت ہوگئی، اس کے بعد اس عورت نے بچہ کی مدت رضاعت ہی میں دوسرے شخص سے نکاح کرلیا، تو اس بچہ کا رضاعی باپ کون ہوگا، اس عورت کا سابق شوہر جس سے اس کا دودھ آیا ہوا ہے، یا موجود شوہر جس کے زیر تربیت ابھی یہ رضیع ہے؟ صورت مسئلہ سے با حوالہ آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: راشد فتحپوری، متعلم معراج العلوم، چیتا کیمپ (ممبئی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اس بچہ کا حقیقی باپ اور رضاعی باپ پہلا شوہر ہی ہے؛ کیونکہ اس کی ماں کے پستان سے جو دودھ اترا ہے وہ پہلے شوہر کے نطفہ کی وجہ سے اترا ہے اور اس دودھ کے اترنے میں دوسرے شوہر کی ہمبستری کا کوئی دخل نہیں ہے

اور دوسرا شوہر اس بچہ کا سوتیلا باپ ہے، رضاعی باپ نہیں ہے اور شوہر ثانی کی دوسری بیوی سے جو اولادیں ہوں، ان کا نکاح اس بچے کے ساتھ جائز اور درست ہے۔

ويثبت أبوة زوج مرضعة إذا كان لبنها منه له، وإلا لا كما سيجي: أي في قوله "طلق ذات لبن". (شامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ۳/۲۱۳، زكريا ۴/۴۰۲)

طلق ذات لبن (تحته في الشامية) أي منه بأن ولدت منه؛ لأنه لو تزوج امرأة ولم تلد منه قط ونزل لها لبن وأرضعت ولداً لا يكون الزوج أبا للولد؛ لأن نسبته إليه بسبب الولادة منه، وإذا انتفت انتفت النسبة، فكان لبن البكر؛ ولهذا لو ولدت للزوج، فنزل لها لبن فأرضعت به، ثم جف لبنها، ثم در فأرضعته صبية، فإن لابن زوج المرضعة التزوج بهذه الصبية، ولو كان صبيًا كان له التزوج بأولاد هذا الرجل من غير المرضعة بحر عن الخانية. (شامي، كراچي ۳/۲۲۱، زكريا ۴/۴۱۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۰۱۰/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۳/۱۷ھ

رضاعی بہن کی علاتی بہن سے نکاح کا حکم

سوال [۵۹۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بشیر اور خالد دو حقیقی بھائی ہیں دونوں شادی شدہ ہیں، بشیر کی بیوی خالدہ ہے، خالد کی بیوی صفیہ ہے، بشیر کی بیوی خالدہ سے ایک لڑکی رابعہ ہوئی ، پھر خالدہ کا انتقال ہو گیا، پھر بشیر نے دوسری شادی کی راشدہ سے، دو لڑکیاں ہوئیں، ایک لڑکی کا نام زینب، دوسری کا نام طاہرہ ہے، اب خالد کی بیوی صفیہ نے بشیر کی دوسری لڑکی طاہرہ کو دودھ پلایا، تو اب خالد

اپنے لڑکے شکیل کی شادی بشیر کی بڑی لڑکی رابعہ سے کرسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: شکیل احمد، سیتاپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بشیر کی بیوی راشدہ کی لڑکی طاہرہ کو خالد کی بیوی صفیہ نے دودھ پلایا ہے، تو خالد کی بیوی صفیہ کا لڑکا شکیل کے لئے بشیر کی بیوی خالدہ کی لڑکی رابعہ حرام نہیں ہوگی، ان دونوں میں علت حرمت نہیں ہے؛ اس لئے شکیل کا نکاح رابعہ کے ساتھ جائز اور حلال ہے؛ بلکہ صرف طاہرہ کے لئے صفیہ کے سب لڑکے حرام ہیں، طاہرہ کی دوسری بہنیں حرام نہیں ہیں۔

وكان لإخوته أن يتزوجوا بنات الأخرىٰ إلا الابنة التي أرضعتها أمهم وجدها؛ لأنها أختهم من الرضاعة. (شامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ٣/٢١٧، زكريا ٤/٤١١)

وجاز لإخوته أن يتزوجوا بنات تلك المرأة إلا البنت التي أرضعتها أمهم. (تاتارخانية، زكريا ٤/٣٦٥، رقم: ٦٤٣٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ر شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۸۹۹/۲۶)

آٹھ ماہ بعد دوسرا بچہ پیدا ہونے کی صورت میں پہلے بچہ کو دودھ پلانے کا حکم

سوال [۵۹۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بچہ کی مدت رضاعت میں دوسرا بچہ پیدا ہو جاتا ہے، یعنی بچہ کی عمر آٹھ یا نو ماہ ہے، کیا دوسرے بچہ کے دودھ میں سے شرعاً پہلے بچہ کو دودھ پلا سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ دوسرا بچہ خوب سیر ہو کر دودھ پیتا ہے اور پھر بھی کافی مقدار میں دودھ بچ جاتا ہے، کیا یہ دودھ اس بچہ کو

پلایا جاسکتا ہے؟ جس کی عمر ابھی آٹھ نو ماہ ہے۔

المستفتی: محمد صدیق، امام مسجد،، مالیر کوٹلہ (پنجاب)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں پہلے بچہ کو بلا کراہت دودھ پلانا جائز ہوگا؛ کیونکہ ۹/۱۰ ماہ کا بچہ شرعاً دودھ پی سکتا ہے، دوسرے بچہ کے ساتھ عورت مدت رضاعت کے اندر اندر اپنے بچہ اور غیر کے بچہ کو دودھ پلاسکتی ہے، اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

ووقت الرضاع في قول أبي حنيفةؒ قدر بثلاثين شهراً. (قاضي خان علـى هامش الهندية ۴۱۷/۳، خانية جديد زكريا ديوبند ۲۴۹/۱، هندية، زكريا ۳۴۲/۱، جديد زكريا ديوبند ۴۰۹/۱، وكذا في درمختار كراچي ۲۰۹/۳، زكريا ۳۹۳/۴)

وقوله تعالیٰ: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ. [سورة البقره:۲۳۳]

عن ابن عباسؓ قال: ماكان في الحولين فإنه يحرم وإن كان مصة، وإن كان بعد الحولين، فليس بشيئ.

وعن ابن عمرؓ قال: سمعت عمرؓ يقول: لا رضاع إلا في الحولين في الصغر. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، دارالفكر بيروت ۴۶۶/۱۱، رقم: ۱۶۰۹۲-۱۶۰۸۸) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۹۵/۲۴)

بیوی کا دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی

سوال [۵۹۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ(۱) ایک عورت آٹا گوندھ رہی تھی، اور آٹا گوندھنے میں اس کی چھاتی پر اتنا زور پڑا کہ چھاتی سے دودھ نکل کر آٹا میں گرگیا اور اس کی روٹیاں پکالیں، ان روٹیوں کو گھر میں سب نے کھایا اور اس عورت کے شوہر نے بھی کھایا، تو اس کا نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا؟

(۲) شوہر نے اپنی بیوی کے پستان کو منھ میں دبایا پیار میں یا جماع کے جوش میں یا جان بوجھ کر، ایسا کیا اور اپنی بیوی کے پستان کو خوب چوسا اس سے دودھ بھی نکلا، اس دودھ کو اس نے نگل لیا یا زمین پر اگلا تو شرعاً کیا حکم ہے، نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا؟

المستفتی: فصاحت حسین، مدرسہ بدر العلوم حسین پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) بیوی کا دودھ بالغ شوہر کے پیٹ میں چلا جانا حرمت نکاح کا سبب نہیں ہے، حرمت نکاح کے لئے ڈھائی سال سے کم عمر کا شوہر ہونا شرط ہے۔ نیز روٹی کے ساتھ پک جانے کی وجہ سے ڈھائی سال کے بچہ کے حق میں بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

وإن اختلط بالطعام لم يتعلق به التحريم الخ. (هداية، كتاب الرضاع، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۵۲)

وإذا صنع لبن امرأة في طعام فأكله صبي، فإن كانت النار قلمسته ونضجت الطعام حتى تغير لا تثبت الحرمة. وفي الهداية: في قولهم جميعاً سواء كان اللبن غالباً أو مغلوباً، وفي الخانية: ولو مسته نار وغيرته أو جعل جبناً، أو أقطا، أو كيحا، أو مصلا لاتثبت اتفاقاً؛ لأنه صار طعاماً آخر.

(تاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٦٩، رقم: ٦٤٤٢)

(۲) جی ہاں نکاح بدستور باقی ہے، اس سے نکاح میں کوئی حرمت ثابت نہیں ہوتی؛ اس لئے کہ ڈھائی سال کی عمر کے بعد حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی؛ البتہ اس نے ایک گندی حرکت کی ہے۔

ومدة الرضاع ثلاثون شهراً عند أبي حنيفةؒ. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۵۰)
مص رجل ثدي زوجته لم تحرم. (در مختار، كراچي ۳/ ۲۲۵، زكريا٤/ ٤٢١)

إذا مص الرجل ثدي امرأته وشرب لبنها لم تحرم عليه امرأته لما قلنا: إنه لا رضاع بعد الفصال. (خانية على هامش الهندية، زكريا ۱/ ٤١٧، جديد زكريا ۱/ ۲۵۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۱؍ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۷۶۱)	۱۴۱۴/۱۲/۲۱ھ

بیوی کے پستان کو چوسنے سے نکاح کا حکم

سوال [۵۹۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کی چھاتی کو منہ میں ڈال کر چوسا، تو کیا نکاح باقی رہے گا یا نہیں یا اگر صرف منہ میں ڈالا ہے، تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

المستفتی: ایوب عالم، چودھر پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کا اپنی بیوی کی چھاتی کو منہ میں ڈال کر چوسنا یا صرف منہ میں ڈالنا اس کی وجہ سے نکاح میں کوئی خرابی نہیں آتی ہے، اسی طرح اگر دودھ منہ میں آ گیا یا وہ حلق میں چلا گیا تو اس صورت میں بھی نکاح میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، ہاں البتہ اس کو فوراً نکال دینا ضروری تھا، اس نے گندہ فعل کیا ہے؛ اس لئے آئندہ وہ اس طرح کی حرکت کہ جس سے دودھ حلق میں چلا جائے نہ کرنے کا عہد کرے اور اللہ سے توبہ کرے۔

مص رجل ثدي زوجته لم تحرم. (در مختار مع الشامي، كراچي ۳/ ۲۲۵، زكريا٤/ ٤٢١)

عن جابرؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا رضاع بعد فصال، ولا يتم بعد احتلام. الحديث (مسند أبي داؤد الطيالسي، دارالكتب العلمية بيروت ٢٤٣/٧، رقم:١١٦٧)

عن عليؓ قال: لا رضاع بعد فصال. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الرضاع، باب رضاع الكبير، دارالكتب العلمية بيروت ٤٦٤/١١، رقم:١٦٠٨٢)

إذا مص الرجل ثدي امرأته وشرب لبنها لم تحرم عليه امرأته لما قلنا: إنه لا رضاع بعد الفصال. (خانية على هامش الهندية، كتاب النكاح، باب الرضاع، زكريا ٤١٧/١، جديد زكريا ٢٥٠/١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ر رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۴۴۶/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۷/۶ھ

اہلیہ کا دودھ پینے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا

سوال [۵۹۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی شخص اگر اپنی بیوی کا دودھ پی لے، تو وہ اس کے نکاح میں رہی یا نہیں؟ اور دودھ پینا کیسا ہے، اس مسئلہ کو حل کر کے شکریہ کا موقع دیں، عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد عطاء الرحمٰن، مسجد تاج والی، منڈی بانس، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شہوت کے جوش میں پستان منھ میں لینے پر مجبور ہو جائے تو گناہ نہ ہوگا، مگر دودھ پینا حرام ہے؛ البتہ اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی اور نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا، دودھ اگر منھ میں آجائے تو کلی کر کے منھ صاف کر لینا چاہئے۔

عن جابرؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا رضاع بعد فصال، ولا يتم بعد احتلام. الحديث (مسند أبي داؤد الطيالسي، دارالكتب العلمية بيروت ٢٤٣/٧، رقم:١١٦٧)

عن عليٍّؓ قال: لا رضاع بعد فصال. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الرضاع، باب رضاع الكبير، دارالفكر بيروت ١١/ ٤٦٤، رقم:١٦٠٨٢)

وإذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم، لقوله عليه السلام: لا رضاع بعد الفصال الخ. (هداية، كتاب الرضاع، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٥٠)

إذا مص الرجل ثدي امرأته وشرب لبنها لم تحرم عليه امرأته لما قلنا: إنه لا رضاع بعد الفصال. (خانية على هامش الهندية، كتاب النكاح، باب الرضاع، زكريا ٤١٧/١، جديد زكريا ديوبند ١/ ٢٥٠)

مص رجل ثدي زوجته لم تحرم. (در مختارمع الشامي، كراچي ٢٢٥/٣، زكريا٤/ ٤٢١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍رجب المرجب ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴؍۷۸۳)

رضاعی بھائی کے دیگر بھائیوں سے نکاح کا حکم

سوال [۵۹۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے، تو صرف ہم سے ان کی لڑکی کی شادی جائز نہیں ہوگی یا ہمارے چھوٹے یا بڑے بھائیوں سے بھی شادی جائز نہیں؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: محمد طیب فرخ آبادی، متعلم درجۂ افتاء

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف آپ کا اس خالہ کی لڑکی سیشادی کرنا ناجائز ہے،

جس کا آپ نے دودھ پیا ہے اور آپ کے بھائیوں کے ساتھ اس خالہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے، جنہوں نے اس خالہ کا دودھ نہیں پیا ہے۔

ولاحل بين الرضيعة وولد مرضعتها أي التي أرضعتها الخ.
(الدرالمختار، كتاب النكاح، باب الرضاع، زكريا ٤/ ٤١٠، كراچي ٣/٢١٧)

لاحل بين رضيع وولد مرضعته. (مجمع الأنهر، دارالكتب العمية بيروت ١/٥٥٤)

ولايتزوج المرضعة أحداً من ولد التي أرضعت؛ لأنه أخوها. (هداية، اشرفي ديو بند ٢/ ٣٥١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ رشوال المکرّم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۸۷۵)

رضاعی لڑکی کا نکاح مرضعہ کے کسی بھی لڑکے سے جائز نہیں

سوال [۵۹۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دوسگی بہنیں ہیں، ایک کی لڑکی ایک کا لڑکا ہے دودھ پینے کے زمانہ میں لڑکی کو لڑکے کی ماں نے مجبوراً ایک بار دودھ پلادیا تھا۔ اب حکم شرعی کیا ہے کہ دونوں بہنیں آپس میں لڑکے اور لڑکی کی شادی کرسکتی ہیں یا نہیں؟ لڑکا چھ سال بڑا ہے۔

المستفتی: اشفاق اللہ حسین، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں جب لڑکے کی ماں نے لڑکی کو دودھ پلادیا، تو اس لڑکی کا نکاح دودھ پلانے والی عورت کے کسی بھی لڑکے سے جائز ودرست نہیں؛ لہٰذا صورت مسئولہ میں لڑکے کا نکاح لڑکی سے جائز نہیں۔

ولاحل بين الرضيعة وولد مرضعتها أي التي أرضعتها الخ.
(الدرالمختار، كتاب النكاح، باب الرضاع، زكريا ٤/ ٤١٠، كراچي ٣/٢١٧)

لاحل بين رضيع وولد مرضعته. (مجمع الأنهر، دارالكتب العمية بيروت ۱/۵۵٤)

ولايتزوج المرضعة أحداً من ولد التي أرضعت؛ لأنه أخوها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۵۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رشعبان المعظم ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۱۴۳)

رضیع کا مرضعہ کی کسی بھی اولاد سے نکاح جائز نہیں

سوال [۵۹۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے فاطمہ کی ماں کا فاطمہ کے ساتھ دودھ پیا تو فاطمہ کے علاوہ فاطمہ کی حقیقی بہنوں سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد کرامت علی قاسمی، چوبیس پرگنہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: زید کا فاطمہ کی بہنوں میں سے کسی سے بھی نکاح جائز نہیں ہوگا۔

ولاحل بين الرضيعة وولد مرضعتها أي التي أرضعتها الخ. (الدرالمختارمع الشامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ۳/۲۱۷، زكريا ٤/۴۱۰)

لاحل بين رضيع وولد مرضعته. (مجمع الأنهر، دارالكتب العمية بيروت ۱/۵۵٤)

ولايتزوج المرضعة أحداً من ولد التي أرضعت؛ لأنه أخوها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۵۱)

إذا مص الرجل ثدي امرأته وشرب لبنها لم تحرم عليه امرأته لما قلنا: إنه لا رضاع بعد الفصال. (خانية على هامش الهندية، كتاب النكاح، باب الرضاع، زكريا ۱/۴۱۷، جديد زكريا ديوبند ۱/ ۲۵۰)

مص رجل ثدي زوجته لم تحرم. (در مختار مع الشامي، كراچي ٣/٢٢٥، زكريا٤ /٤٢١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۲۹/۳۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۱۱/۲۷ھ

مرضعہ کا اپنی بیٹی کا نکاح رضاعی بیٹے سے کرنا

سوال [۵۹۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ نے اپنی نند کے بیٹے کو اپنا دودھ پلایا کسی مجبوری میں صرف ایک دو منٹ اور اب ہندہ اپنی چھوٹی بیٹی کا رشتہ اپنی اسی نند کے بیٹے سے کرنا چاہتی ہے، جس کے بیٹے کو اس نے اپنا دودھ پلایا تھا؛ لہٰذا از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟

نوٹ: ہندہ اپنی بیٹی کا نکاح نند کے اسی بیٹے سے کرنا چاہتی ہے، جس کو ہندہ نے دودھ پلایا تھا۔

المستفتی: شکیل احمد، قاضی ٹولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ہندہ نے نند کے جس لڑکے کو دودھ پلایا ہے، وہ ہندہ کا رضاعی بیٹا ہوگیا؛ اس لئے اس کا نکاح ہندہ کی کسی بھی لڑکی سے جائز نہیں ہے؛ البتہ نند کے دوسرے لڑکے جن کو ہندہ نے دودھ نہیں پلایا ہے، ان سے ہندہ کی لڑکیوں کا نکاح جائز ہے۔

يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعاً الخ. (هندية، كتاب الرضاع، زكريا ١/٣٤٣، جديد زكريا ديوبند ١/٤٠٩)

إذا ثبت بالرضاع تتعدي إلي أصول المرضعة وفروعها. (خانية على الهندية، زكريا ١/٤١٦، جديد زكريا ديوبند ١/٢٤٩)

وأخواتكم من الرضاعة، فقد أثبت سبحانه وتعالىٰ الحرمة والأخوة

بين بنات المرضعة وبين الرضيع مطلقاً من غير فصل بين أخت وأخت. (الموسوعة الفقهية ۲۲/ ۲٤۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۸۶۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۱/۱۴۳۱ھ

رضیع کے بھائی کا مرضعہ کی بیٹی سے نکاح

سوال [۵۹۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی ایک خالہ زاد بہن ہے، جس کے ساتھ زید کا رشتہ ہونا ہے؛ لیکن زید کی عمر جس وقت ۵ر سال کی تھی اس وقت زید کا ایک چھوٹا بھائی جو دودھ پی رہا تھا، اس دوران زید کی خالہ زاد بہن بھی چھوٹی تھی اور وہ اپنی ماں کا دودھ پی رہی تھی، ایک مرتبہ اچانک دھوکے سے لڑکی کی ماں نے زید کے بھائی کو اپنی لڑکی سمجھ کر دودھ پلا دیا اور جوں ہی پہچانا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے فوراً ہٹا دیا، تو اس حالت میں زید کی شادی اپنی خالہ زاد بہن کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد غفران قاسمی، جمیعۃ بلڈنگ ۵۴ر کچہری روڈ، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کی شادی اپنی خالہ زاد بہن کے ساتھ درست ہے؛ اس لئے کہ خالہ کا زید نے دودھ نہیں پیا ہے؛ بلکہ زید کے بھائی نے پیا ہے؛ لہٰذا زید کے بھائی کے ساتھ خالہ کی لڑکی کا نکاح جائز نہ ہوگا، مگر زید نے دودھ نہیں پیا ہے؛ اس لئے زید کے ساتھ حرمت کا ثبوت نہیں ہوگا اور اس کے ساتھ نکاح بلا تردد درست ہو جائے گا۔

وتحل أخت أخيه رضاعاً، يصح اتصاله بالمضاف كأن يكون له أخ نسبي له أخت رضاعية. (شامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ۳/ ۲۱۷، زكريا ٤/ ٤۱۰)

وتحل أخت أخيه رضاعاً كما تحل نسباً. (هندية، زكريا ١/٣٤٣، جديد زكريا ديوبند ١/٤٠٩، ملتقي الأبحر، دارالكتب العلمية بيروت ١/٥٥٤)

ويجوز أن يتزوج الرجل بأخت أخيه من الرضاع؛ لأنه يجوز أن يتزوج بأخت أخيه من النسب. (هداية، اشرفي ديوبند٢/٣٥١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ر صفر المظفر ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۴۸۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۲/۱۲ھ

رضاعی بھائی کے دیگر بھائیوں کا مرضعہ کی لڑکی سے نکاح

سوال [۵۹۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تانا اور ریحانہ دو سگی بہنیں تھیں، تانا بڑی اور ریحانہ چھوٹی، ایک دن تانا بڑی بہن نے ریحانہ کے ایک ڈیڑھ ماہ کے بیٹے آصف کو کئی بار دودھ پلادیا، اس کے بعد اس سال ابھی عیدالفطر کے بعد ریحانہ ہی کے بڑے بیٹے محمد صادق سے تانا کی لڑکی کا نکاح ہوا ہے، تو سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور یہ بات دھیان رہے کہ دودھ تانا نے محمد صادق کو نہیں پلایا تھا؛ بلکہ اس کے چھوٹے سگے بھائی آصف کو پلایا تھا

المستفتی: مشاہد حسین، مغل پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تانا کا ریحانہ کے بیٹے آصف نے دودھ پیا ہے، لہٰذا آصف کے لئے تانا کی کسی بھی لڑکی کیساتھ نکاح درست نہ ہوگا؛ لیکن آصف کے علاوہ ریحانہ کے دوسرے بیٹوں کا نکاح تانا کی کسی بھی لڑکی کے ساتھ جائز اور درست رہے گا؛ اس لئے کہ ریحانہ کے دوسرے لڑکوں کا تعلق تانا کے ساتھ خالہ ہونے کا ہے، رضاعی ماں ہونے کا نہیں ہے؛ لہٰذا آصف کے دوسرے بھائی صادق کا نکاح تانا کی لڑکی کے ساتھ بلا شبہ جائز اور درست ہے۔

ولو أن امرأتين لإحداهما بنون وللأخرىٰ بنات، فأرضعت التي له البنات ابنًا واحدا من بني المرأة الأخرىٰ لم يجز؛ لذلك الابن أن يتزوج بتلك المرأة التي أرضعته ولا واحدة من بناتها ويجوز لسائر البنين أن يتزوجوا تلك المرأة وبناتها أيتهن شاء وا. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا٤/ ٣٦٤، رقم: ٦٤٣٠)

ويجوز أن يتزوج الرجل بأخت أخيه من الرضاع. (هداية، اشرفي يوبند ٢/ ٣٥١)

وتحل أخت أخيه رضاعاً كما تحل نسباً. (هندية، زكريا ١/ ٣٤٣، جديد زكريا ١/ ٤٠٩، ملتقي الأبحر، دارالكتب العلمية بيروت١/ ٥٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۴۲۹/۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۶/۷ھ

رضاعی بھائی بہن کی اولادوں کا باہم نکاح

سوال [۵۹۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حسیب النساء نے اور نصر النساء دونوں حقیقی بہن ہیں، دونوں بہنوں کی عمروں میں کافی تفاوت ہے، حسیب النساء نے اپنی حقیقی بہن نصر النساء کو دودھ پلایا جس سے حسیب النساء کے لڑکے لڑکیاں سب اپنی حقیقی خالہ نصر النساء کے رضاعی بھائی بہن بن گئے اور حسیب النساء کا لڑکا مطیع عالم جو نصر النساء کا رضاعی بھائی ہے، اس کی ایک لڑکی سلمٰی خانم کا نکاح نصر النساء کے لڑکے جمال الدین کے ساتھ شرعی طور پر صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: انصار الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مطیع عالم اور نصر النساء دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں اور شرعی طور پر رضاعی بھائی بہن کی اولاد کے درمیان نکاح جائز اور درست ہے کہ جس طرح حقیقی بھائی بہن کی اولاد کے درمیان درست ہوتا ہے؛ لہٰذا سلمٰی خانم کا نکاح رضاعی پھوپھی

کے لڑکے جمال الدین کے ساتھ جائز اور درست ہو جائے گا۔

أما بنت عمة نفسه فإنها حلال نسباً ورضاعاً. (شامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ٣/٢١٦، زكريا ٤/٤٠٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ / ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۱۹۱)

رضاعی ماموں سے نکاح

سوال [۵۹۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور فاطمہ دونوں پھوپھی زاد بھائی اور بہن ہیں، زید کو فاطمہ کی نانی نے دودھ پلایا ہے۔ اب زید کے والدین زید کا نکاح فاطمہ سے کرنا چاہتے ہیں، شریعت کی رو سے یہ نکاح مباح ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد ذکی اللہ رحمانی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جس طرح نسبی ماموں سے بھانجی کا نکاح جائز نہیں ہے، اسی طرح رضاعی ماموں سے بھی بھانجی کا نکاح درست نہیں ہے اور مسئولہ صورت میں زید فاطمہ کا رضاعی ماموں ہو گیا ہے؛ اس لئے ان دونوں کا آپس میں نکاح جائز نہیں ہے۔

عن عائشة رضـ أنها أخبرته أن عمّها من الرضاعة يسمىٰ أفلح استأذن عليها، فحجبته، فأخبرت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال لها: لاتحتجبي منه، فإنه يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب. (مسلم شريف، كتاب الرضاع، النسخة الهندية ١/٤٦٧، بيت الأفكار رقم: ١٤٥٥)

عن علي رضـ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم من الرضاعة ماحرم من النسب. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ماجاء يحرم من

الرضاع ما يحرم من النسب،النسخة الهندية ١/٢١٧، دارالسلام رقم: ١١٥٦)

إذا تزوج صغيرة فأرضعتها أمه من النسب، أو من الرضاع حرمت عليه؛ لأنها صارت أختاله من الرضاع، فتحرم عليه كما في النسب، وكذا إذا أرضعتها أخته، أو بنته من النسب، أو من الرضاع؛ لأنها صارت بنت أخته، أو بنت بنته من الرضاعة، وأنها تحرم من الرضاع كما تحرم من النسب. (بدائع الصنائع، كتاب الرضاع، فصل صفة الرضاع المحرم، كراچي ٤/١١، زكريا٣/١٠ ٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رشعبان المعظم ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ٦٨٧٦)

رضاعی بھتیجی سے نکاح

سوال [٥٩٦٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بچپن میں ہی میری والدہ کا انتقال ہو گیا تھا، والدہ کے انتقال کے بعد میرے والد صاحب نے میری حقیقی خالہ کے ساتھ نکاح کیا، جو تادم تحریر حیات ہیں، میری حقیقی مرحومہ والدہ سے ہم تین بھائی، بہن ہیں، میرا ایک لڑکا حافظ عمران ہے، اس کا رشتہ میرے حقیقی بھائی کی لڑکی (حقیقی بھتیجی) نور جہاں سے طے ہوا ہے۔ اب یہ بات ہمیں معلوم ہوئی ہے کہ میرے لڑکے حافظ عمران کو میری مذکورہ خالہ جو حقیقت میں والدہ ہیں) نے دودھ پلایا ہے، تو کیا اس سے رضاعت ثابت ہوگی؟ اور عمران اور نور جہاں کے درمیان نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: حسن، بھڑکودروی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حافظ عمران نے جب اپنی سوتیلی دادی سے مدت رضاعت یعنی ڈھائی سال کے اندر اندر دودھ پی لیا ہے، تو حافظ عمران سوتیلی دادی کا رضاعی

بیٹا بن گیا ہے اور نورجہاں کا رضاعی چچا بن گیا ہے اور نورجہاں حافظ عمران کی رضاعی بھتیجی بن گئی ہے اور جس طرح نسبی بھتیجی سے نکاح درست نہیں ویسا ہی رضاعی بھتیجی سے نکاح درست نہیں ہے۔(مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۴١٨/٧)

وأصله يحرم من الرضاع مايحرم من النسب. (شامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ٣/٢١٣، زكريا ٤/٤٠٤)

عن عائشةؓ أنها أخبرته أن عمّها من الرضاعة يسمىٰ أفلح استأذن عليها، فحجبته، فأخبرت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال لها: لاتحتجبي منه، فإنه يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب. (مسلم شريف، كتاب الرضاع، النسخة الهندية ١/٤٦٧،بيت الأفكار رقم: ١٤٥٥)

عن عليؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم من الرضاع ماحرم من النسب. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ماجاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب،النسخة الهندية ١/٢١٧، دارالسلام رقم: ١١٥٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٣ ررجب المرجب ١۴٢٧ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٨/ ٩٠۴۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢/٧/١۴٢٧ھ

حقیقی ماموں کی سوتیلی ماں کا دودھ پینے سے رضاعت کا حکم

سوال[٥٩٦٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ(١) غلام مصطفیٰ ماسٹر کا حقیقی بھانجہ روشن الدین نے ماسٹر مصطفیٰ کی سوتیلی ماں مسماۃ درپائی کا دودھ پیا، مسماۃ مذکورہ روشن الدین کی سوتیلی نانی بھی ہے۔ اب اگر روشن الدین غلام مصطفیٰ کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو نکاح شرعاً ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(٢) بکر نے زید کو پالا اور بکر کی بیوی کا دودھ بھی پیا ہے، زید کے حقیقی ماں باپ فوت ہوگئے

تھے، اس لئے زید کو بکر نے پالا اور بکر کی بیوی نے اپنے دودھ سے زید کو پالا اور پال کر فوت ہوگئی، بکر نے دوسری ایک عورت سے نکاح کرلیا۔ اب بکر کی سابقہ بیوی کے بطن سے بکر کی لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں، ان لڑکیوں سے زید کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد ہارون رشید، مقرب پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ مذکورہ میں اگر در پائی کا دودھ غلام مصطفیٰ کے والد کے وطی کی وجہ سے اترا ہے، تو غلام مصطفیٰ کی لڑکی کے ساتھ روشن الدین کا عقد نکاح صحیح نہ رہے گا؛ کیونکہ غلام مصطفیٰ روشن الدین کا رضاعی علاتی بھائی ہوگیا اور رضاعی علاتی بھائی کی لڑکی سے نکاح درست نہیں ہے۔

كما في العالمگيرية: يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعاً؛ حتى أن المرضعة لو ولدت من هذا الرجل، أو غيره قبل هذا الإرضاع، أو بعدهٔ، أو أرضعت رضيعاً، أوولد لهذا الرجل من غير هذهٖ المرأة قبل هذا الإرضاع، أو بعدهٔ، أوأرضعت امرأة من لبنه رضيعاً، فالكل إخوة الرضيع و أخواته وأولادهم أولاد إخوته و أخواته. (عالمگيري، كتاب الرضاع، زكريا ۱/۳٤۳، جديد زكريا ديوبند ۱/٤۰۹)

اور اگر در پائی سے بچہ پیدا نہ ہوا مصطفیٰ کے باپ سے، تو روشن الدین کا نکاح غلام مصطفیٰ کی لڑکی سے درست رہے گا۔

رجل تزوج امرأة ولم تلد منه قط، ثم نزل لها لبن فأرضعت صبياً، كان الرضاع من المرأة دون زوجها حتى لايحرم على الصبي أولاد هذا الرجل من غير هذهٖ المرأة. (عالمگيري، زكريا ۱/۳٤۳، جديد زكريا ديوبند ۱/٤۱۰، الفتاوى التاتارخانية، زكريا٤/۳٦۳، رقم: ٦٤۲٦)

(۲) درست نہیں، جیسا کہ اوپر کے دلائل سے واضح ہوگیا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳؍ ۲۰۴)

مرضعہ کا اپنے بیٹے کا نکاح رضاعی بیٹے کی بہن سے کرنا

سوال [۵۹۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ پھوپھی نے اپنے بھتیجے کو دودھ پلایا، تو وہ اپنے بھتیجے کی بہن کو اپنے کسی لڑکے کے نکاح میں لاسکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: شمشاد حسین، بچھرایوں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف اس بھتیجے کے ساتھ پھوپھی کی اولاد کی شادی ناجائز ہے، جس کو پھوپھی نے دودھ پلایا ہے، اور اس بھتیجے کے جن بھائی بہن کو دودھ نہیں پلایا ہے، ان کے ساتھ جائز ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں اس کی بہن کے ساتھ پھوپھی اپنے لڑکے کی شادی کرسکتی ہے، ان میں کوئی حرمت نہیں ہے۔

ویجوز أن یتزوج الرجل بأخت أخیه من الرضاع. (هداية، كتاب الرضاع، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٥١)

وتحل أخت أخیه رضاعاً كما تحل نسباً. (هندية، زكريا ١/ ٣٤٣، ملتقي الأبحر، دارالكتب العلمية بيروت ١/ ٥٥٤)

وتحل أخت أخیه رضاعاً، یصح اتصاله بالمضاف، كأن یكون له أخ نسبي له أخت رضاعية. (شامي، كراچي ٣/ ٢١٧، زكريا ٤/ ٤١٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲؍ ۴۷۵۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۴؍۳؍۱۴۱۷ھ

والدین کا بالجبر رضاعی بہن سے نکاح کرانا

سوال [۵۹۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی کے والدین بالجبر رضاعی بہن سے شادی کرائیں، تو ایسی صورت میں لڑکا کیا کرے؟ والدین کی اطاعت کرتے ہوئے شادی کرلے، یا شادی سے انکار کر کے عدم اطاعت کا ثبوت دے؟

المستفتی: ایم زید، شاہد خان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی کے والدین رضاعی بہن سے نکاح پر مجبور کریں تو اس سلسلہ میں بیٹے کو باپ کی اطاعت لازم نہیں ہے؛ بلکہ باپ کی بات کو رد کرنا لازم اور ضروری ہے؛ کیونکہ رضاعی بہن کے ساتھ نکاح کرنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ حقیقی بہن سے نکاح کرنا جو قطعاً ناجائز اور حرام ہے؛ اس لئے بیٹے کو باپ کی بات رد کرنا لازم ہے، اس سے وہ نافرمان اور گنہگار نہ ہوگا؛ کیونکہ خدا کی نافرمانی میں باپ کی اطاعت لازم نہیں ہے۔

عن عليؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث جيشاً وأمر عليهم -إلى- وقال للآخرين قولاً حسنا، وقال: لاطاعة في معصية الله، وإنما الطاعة في المعروف. الحديث (مسلم شريف، كتاب الامارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية، النسخة الهندية۲/ ۱۲۵، بيت الأفكار رقم: ۱۸۴۰)

عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع و لاطاعة. (صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام مالم تكن معصية۲/ ۱۰۵۷، رقم: ۶۸۶۱، ف: ۷۱۴۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۴۳)

رضاعی بہن سے نکاح کے بعد تفریق کی شکل

سوال [۵۹۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فہمیدہ کے پاس تین لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے، چاروں کی شادی ہوگئی ہے، سبھی کے بچے بھی ہوئے، چھوٹی لڑکی راشدہ کے ایک ہی لڑکی ہوئی تھی، دوتین مہینہ بعد راشدہ کا انتقال ہوگیا، تب اس بچی کو اس کی نانی فہمیدہ پالنے لگی اور فہمیدہ بچی کو چپ کرنے کے لئے اپنا پستان اس کے منھ میں ڈالنے لگی، فہمیدہ کے بوڑھی ہونے کی وجہ سے دودھ نہیں ہوتا تھا؛ لیکن ایسا کرتے کرتے دودھ اتر آیا، بچی دودھ پی کر پلنے لگی، بچی کے بالغ ہونے پر نانی فہمیدہ نے اپنی بڑی لڑکی کے لڑکے سے اس لاوارث بچی کی شادی کردی، جس سے تین بچے بھی ہوگئے ہیں، تو یہ شادی صحیح ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو صحیح ہونے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟

المستفتی: نثار احمد بستوی، بستی (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب فہمیدہ نے راشدہ کی بچی کو اپنا دودھ پلا دیا، تو وہ بچی اس کی رضاعی بیٹی ہوگئی اور فہمیدہ کی بڑی لڑکی کی بچی کی رضاعی بہن ہوگئی؛ لہٰذا رضاعی بہن کی اولاد سے نکاح جائز نہیں ہوا۔

ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها وولد ولدها. (تنوير الأبصار على الشامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ۳/۲۱۷، زكريا ٤/٤١٠)

ولا حل بين رضيع وولد مرضعته. (مجمع الأنهر، دارالكتب العملية، بيروت ١/٥٥٤، فتاوى دارالعلوم ٧/٣٩٨)

اب نکاح صحیح ہونے کی کوئی صورت نہیں؛ بلکہ متارکت کے ذریعہ دونوں میاں بیوی کے مابین

علیحدگی کرنا ضروری ہے، جس کی صورت یہ ہوگی کہ مثلاً شوہر یہ کہہ دے کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا، تو دونوں میں علیحدگی ہو جائے گی۔

إن النكاح لا يرتفع بحرمة المصاهرة والرضاع (إلى قوله) إلا بعد تفريق القاضي، أوبعد المتاركة الخ (شامي، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچي ٣/٣٧، زكريا ٤/١١٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۳؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍۴۰۱۶)	۱۴۱۵/۵/۲۳ھ

رضاعی بھائی بہن کا آپس میں نکاح کرنا

سوال [۵۹۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خالدہ کے بھانجے زید نے شیر خوارگی کے زمانہ میں اپنی خالہ خالدہ کا چار پانچ مرتبہ دودھ پیا، ضرورت شدیدہ کی بناء پر عجلت میں یہ عمل پیش آیا، آج سے تقریباً ۲۰؍سال سے مسائل سے واقفیت نہیں تھی کہ حرمت رضاعت سے چندرشتے حرام ہیں، جیسے حرمت نسبی سے؛ چونکہ زید کی والدہ فاطمہ بیمار تھی اور پستان پر ورم بھی آگیا تھا اور اسوقت زید کی عمر صرف ایک ماہ کی تھی، دودھ پلانے کے بعد زمانہ گذرتا گیا، دودھ پلانے کا علم کوئی خیال ذہن میں نہیں رہا، تقریباً ۲۰؍سال گذرنے کے بعد خالدہ کی بھانجی نسیمہ سے نکاح ہوگیا۔ اب جبکہ شادی ہوگئی اور ۷؍سال گذر گئے اور نسیمہ کے دو بچے بھی ہیں ازدواجی زندگی کے بندھن میں پوری طرح جکڑ چکی ہے، حرمت رضاعت کا مسئلہ درپیش ہے اس صورت میں کیا کیا جائے؟ کیا ایام جاہلیت کی طرح اس بے دین کفر والحاد، مشرکانہ تہذیب وتمدن میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے شریعت مطہرہ میں کچھ گنجائش نکل سکتی ہے؟ کیونکہ حرمت رضاعت کے سبب اب دونوں میں تعلقات ختم کرنا اور دو بچوں کے نسب نامے میں بہت بڑا اخلل

اوران کی آئندہ زندگی میں طرح طرح کے اندیشے پائے جاتے ہیں؛ لہٰذا سماج میں ان بچوں کا اور میاں بیوی کا کوئی وقار یا اثر نہیں رہے گا؛ لہٰذا برائے کرم شریعت مطہرہ میں کوئی گنجائش نکل سکتی ہے تو وضاحت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: عبدالواجد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید اور فاطمہ آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں؛ اس لئے فوراً دونوں میں علاحدگی لازم ہے اور انجانی میں نکاح کے نتیجہ میں جو اولاد ہوئی ہیں، وہ سب حلال اور ثابت النسب ہیں، ان کے بارے میں غلط الفاظ کہنے والے سخت گناہ گار ہوں گے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ٤٢٥)

ویثبت نسب الولد المولود في النكاح الفاسد، وتعتبر مدة النسب من وقت الدخول عند محمدؒ وعليه الفتوىٰ. (هندية، كتاب النكاح، الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه، زكريا ١/ ٣٣٠،جديد زكريا ديوبند ١/ ٣٩٦)

وإذا فرق القاضي بين الزوجين في النكاح الفاسد......ويثبت نسب ولدها؛لأن النسب يحتاط في إثباته إحياء للولد، فيترتب على الثابت من وجه، و تعتبر مدة النسب من وقت الدخول عند محمدؒ. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٣٢- ٣٣٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٩/ رمضان المبارک ١٤١٢ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٢٨/ ٢٨٣٨)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٤١٢/٩/١٩ھ

رضاعی بھائی بہنوں کے آپس میں نکاح کا حکم

سوال [٥٩٧٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ساجدہ اور باکرہ دو عورتیں ہیں، ان دونوں میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کے

چھوٹے بچے کو دودھ پلایا، تو کیا ان دونوں کے چھوٹے بچوں کے علاوہ ان کے بڑے بچوں کا آپس میں نکاح ایک دوسرے سے ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتا ہے، تو کیوں اور اگر ہوسکتا ہے تو کس بناء پر؟

المستفتی: ریاض احمد، متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: باکرہ کے جس بچہ نے ساجدہ سے دودھ پیا ہے، وہ ساجدہ ہی کے بچہ کے حکم میں ہوچکا ہے، اس بچہ کا نکاح ساجدہ کی کسی بھی بچی کے ساتھ صحیح نہ ہوگا اور اس بچہ کے دوسرے بھائی بہن کے ساتھ ساجدہ کے بچوں کا نکاح جائز ہے؛ کیونکہ ان بچوں میں ساجدہ کا کوئی جزء منتقل نہیں ہوا، اسی طرح ساجدہ کے جس بچہ نے باکرہ سے دودھ پیا ہے وہ باکرہ کا بچہ بھی ہوگیا؛ اس لئے اس بچہ کا نکاح باکرہ کی کسی لڑکی سے جائز نہیں ہوگا؛ البتہ اس بچہ کے دوسرے بھائی کا نکاح باکرہ کی لڑکی سے ہوسکتا ہے؛ کیونکہ یہ بچہ باکرہ کا جزء بن گیا ہے اور اس کا بھائی باکرہ کا کچھ بھی نہیں بنا؛ لہٰذا مذکورہ سوال نامہ کے مطابق صرف ساجدہ کا چھوٹا لڑکا جس نے باکرہ کا دودھ پیا ہے، اس کا نکاح باکرہ کی کسی بھی لڑکی سے جائز نہیں ہوگا اور باکرہ کا چھوٹا بچہ جس نے ساجدہ کا دودھ پیا ہے، اس کا نکاح ساجدہ کی کسی بھی لڑکی سے جائز نہ ہوگا؛ البتہ باکرہ کے دوسرے بچوں کا نکاح ساجدہ کی دوسری لڑکیوں کے ساتھ جائز ہوگا، اسی طرح ساجدہ کے دوسرے لڑکوں کا نکاح باکرہ کی دوسری لڑکیوں کے ساتھ جائز ہوجائے گا۔

عن عقبة بن الحارثؓ قال: وقد سمعته من عقبة؛ لكني لحديث عبيد أحفظ، قال: تزوجت امرأة، فجائتنا امرأة سوداء، فقالت: قد أرضعتكما، فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت: تزوجت فلانة بنت فلان، فجائتنا امرأة سوداء، فقالت لي: إني قد أرضعتكما وهي كاذبة فأعرض عني، فأتيت من قبل وجهه، قلت: إنها كاذبة، قال: كيف بها؟ وقد زعمت

أنها قد أرضعتكما، دعها عنك. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب شهادة المرضعة٢/٧٦٤، رقم: ٤٩١٣، ف:٥١٠٤)

وكل صبيين اجتمعا على ثدي امرأة واحدة لم يجز لأحدهما أن يتزوج بالأخرىٰ، هذا هو الأصل؛ لأن أمهما واحدة فهما أخ و أخت الخ. (هداية، كتاب الرضاع، اشرفي ديوبند ٣/٣٥١)

وكل صبيين اجتمعا على ثدي واحد لم يجز لأحدهما أن يتزوج بالأخرىٰ. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٣٦٤، رقم:٦٤٢٨)

ولا حل بين رضيعي ثدي و تحته: أي بين من اجتمعا على الارتضاع من ثدي في وقت مخصوص لأنهما أخوان من الرضاع. (ملتقي الأبحر مع مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ١/٥٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٩ ربیع الثانی ١۴١٦ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣١/ ۴۴۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢٩/۴/١۴١٦ھ

رضاعی بہن سے نکاح

سوال [۵۹۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دو سگی بہنیں ہیں، ایک کا نام سعیدہ، دوسری کا نام شمیمہ ہے، سعیدہ کا آپریشن ہوا، اس کی ایک لڑکی چھ ماہ کی تھی شمیمہ یعنی لڑکی کی خالہ اس بچی کی پریشانی کی وجہ سے صرف ایک دن کے لئے اپنے گھر لے آئی بچی رات کو رونے لگی، تو شمیمہ نے اس بچی کو اپنا دودھ پلادیا، اب شمیمہ چاہتی ہے کہ میں اس لڑکی یعنی بھانجی کے ساتھ اپنے لڑکے کا عقد کرادوں کیا یہ عقد جائز ہے؟

المستفتی: عظمت اللہ، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مدت رضاعت میں دودھ پینے اور پلانے سے رشتۂ رضاعت قائم ہوجاتا ہے؛لہٰذا جب شمیمہ نے اپنی بہن کی شیرخوار بچی کو دودھ پلایا ہے، تو وہ اس کی رضاعی بیٹی اوراس کے لڑکے کی رضاعی بہن بن گئی ہے؛ اس لئے شمیمہ کے لڑکے کے ساتھ اس بچی کا نکاح درست نہیں ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے:

عن عليؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم من الرضاعة ماحرم من النسب. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب،النسخة الهندية ۱/ ۲۱۷، دارالسلام رقم:۱۱۵٦، مشكوة ۲/ ۲۷۳)

عن عائشةؓ، أنها أخبرته أن عمَّها من الرضاعة يسمىٰ أفلح استأذن عليها، فحجبته، فأخبرت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال لها: لاتحتجبي منه، فإنه يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب. (صحيح مسلم، كتاب الرضاع، النسخة الهندية ۱/ ٤٦٧،بيت الأفكار رقم:۱٤٥٥)

ولا يتزوج المرضعة أحداً من ولد التي أرضعت؛ لأنه أخوها. (هداية، كتاب الرضاع، اشرفي ديوبند ۲/ ۳٥۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲ / رجب المرجب ۱۴۱۷ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۹۳۰)	۲/۷/۱۴۱۷ھ

رضاعی بھائی بہن کا نکاح

سوال [۵۹۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی نکہت نے ایک عورت فرحت کا دودھ پیا تھا، اب اس کی شادی ہورہی ہے، تو نکہت کی شادی فرحت کے اس لڑکے کے ساتھ جس کے ساتھ دودھ پیا ہے ہوسکتی ہے

یا نہیں؟ اسی طرح اس لڑکے کے علاوہ مذکورہ عورت کے کسی دوسرے لڑکوں میں سے کسی دیگر لڑکے سے نکہت کی شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ یعنی رضاعی ماں کے تمام لڑکے نکہت کے لئے حرام ہیں یا صرف وہ لڑکا جس کے ساتھ نکہت نے دودھ پیا ہے؟

المستفتی: ایم زاہد خاں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صوت میں نکہت کا فرحت کے کسی بھی لڑکے کے ساتھ نکاح جائز نہیں، نہ اس کے ساتھ کہ جس کے ساتھ دودھ پیا ہے اور نہ اس لڑکے سے جس کے ساتھ دودھ نہیں پیا؛ کیونکہ نکہت فرحت کے تمام لڑکوں کی رضاعی بہن ہے، جس کے ساتھ نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

یحرم علي الرضيع أبواه من الرضاع وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعاً. (هندية، كتاب الرضاع، زكريا ۱/۳٤۳، جديد زكريا ديوبند ۱/٤۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۴۳)

کیا رضاعی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں؟

سوال [۵۹۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ہندہ کا دودھ پیا جو کہ زید کی نانی ہے اور حلیمہ نے بھی ہندہ کا دودھ پیا جو ہندہ کی لڑکی ہے، اب حلیمہ کی ایک لڑکی سلمیٰ ہے، جو زید کی رضاعی بہن کی لڑکی ہے، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ سلمیٰ اور زید کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ حلیمہ اور زید کا آپس میں رشتہ خالہ اور بھانجہ کا ہے؟

المستفتی: محمد قاسم، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید جو ہندہ کا نواسہ ہے، اس نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے اور حلیمہ ہندہ کی بیٹی ہے؛ لہٰذا ہندہ زید کی نانی ہونے کے ساتھ ساتھ رضاعی ماں ہے، اور حلیمہ زید کی خالہ ہونے کے ساتھ ساتھ رضاعی بہن ہے۔ اور حلیمہ کی بیٹی سلمیٰ زید کی رضاعی بھانجی ہے اور رضاعی بھانجی سے شرعی طور پر نکاح درست نہیں ہوتا، وہ ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں۔

عن عقبة بن الحارثؓ قال: وقد سمعته من عقبة؛ لكني لحديث عبيد أحفظ، قال: تزوجت امرأة، فجاء تنا امرأة سوداء، فقالت: قد أرضعتكما، فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت: تزوجت فلانة بنت فلان، فجاء تنا امرأة سوداء، فقالت لي: إني قد أرضعتكما وهي كاذبة، فأعرض عني، فأتيت من قبل وجهه، قلت: إنها كاذبة، قال: كيف بها؟ وقد زعمت أنها قد أرضعتكما دعها عنك. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب شهادة المرضعة ٧٦٤/٢، رقم: ٤٩١٣، ف: ٥١٠٤، سنن الترمذي، كتاب الرضاع، باب في شهادة المرضعة في الرضاع، النسخة الهندية ٢١٨/١، دار السلام رقم: ١١٦١)

وكل صبيين اجتمعا على ثدي امرأة واحدة لم يجز لأحدهما أن يتزوج بالأخرىٰ، هذا هو الأصل؛ لأن أمهما واحدة فهما أخ و أخت الخ. (هداية، كتاب الرضاع، اشرفي ديوبند ٣٥١/٣)

والأصل في ذلك أن كل اثنين اجتمعا على ثدي واحد، صارا أخوين، أو أختين، أو أخا، وأختا من الرضاعة، فلا يجوز لأحدهما أن يتزوج بالآخر، ولا بولده، كما في النسب. (بدائع الصنائع، زكريا ٣٩٦/٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۱۴۵/۴۰)

دودھ شریک بھائی سے نکاح درست نہیں

سوال [۵۹۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی کی عمر ایک سال تھی اور میری بڑی بہن کے لڑکے کی عمر بھی ایک سال تھی، ہم دونوں بہنیں ایک جگہ بیٹھے تھے، میری نند کا لڑکا باہر سے آیا اور میری گود میں سے لڑکی کو لے کر باہر چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد دوسرا لڑکا آیا اور وہ میری بہن کے لڑکے کو باہر لے گیا اور باہر جا کر دونوں بچہ بدل لئے اور میری گود میں بڑی بہن کے لڑکے کو دیدیا، میں نے اپنی لڑکی سمجھ کر دھوکے سے اس لڑکے کو لے کر دودھ پلا دیا؛ کیونکہ میرا گھونگھٹ نکلا ہوا تھا، اب میں اپنی چھوٹی لڑکی کی شادی اس لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتی ہوں، اب آپ بتائیں یہ شادی جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب حلفیہ ہے۔

المستفتية: اختر بیگم، نئی آبادی، لال باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ نے اس لڑکے کو اپنا دودھ پلایا ہے، تو آپ کی کسی بھی لڑکی کے ساتھ اس لڑکے کی شادی جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: ہدایہ)

ولا يتزوج المرضعة أحداً من ولد التي أرضعت؛ لأنه أخوها. (هداية، كتاب الرضاع، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۵۱) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۲۱۲)

رضاعی بھائی بہن کا نکاح اور اس سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

سوال [۵۹۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ اگر رضاعی بھائی بہن کا نکاح ساتھ میں ہو جائے یہاں تک کہ اس عورت کے کئی بچے بھی پیدا ہو جائیں اور بعد میں پتہ چلے کہ رضاعی بھائی بہن کا نکاح درست نہیں، تو آیا دونوں کو ساتھ میں رہنے کی کوئی صورت نکل سکتی ہے کہ یا نہیں؟

المستفتی: ثناء اللہ، پرتاب گڈھی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رضاعی بھائی بہن کا نکاح شرعاً صحیح نہیں ہوتا ہے، اب اگر نکاح ہو چکا ہے، اور شرعی شہادتوں سے دونوں کا رضاعی بھائی بہن ہونا ثابت ہو چکا ہے، تو دونوں میں تفریق کر کے نکاح سے علیحدہ کر دینا واجب ہے۔ اور اس درمیان میں جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ شرعاً اولاد الزنا نہ ہوگی؛ بلکہ وہ حلال اور صحیح النسب بچے ہوں گے اور ان بچوں اور ماں باپ کے بارے میں لب کشائی کرنے والے سخت گنہگار ہوں گے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۳/۶۲۶)

رجل مسلم تزوج بمحارمه فجئن بأولاد يثبت نسب الأولاد عند أبي حنيفة. (هندية، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب، زكريا ۱/ ٥٤٠، جديد زكريا ۱/ ٥٩١)

ويثبت نسب ولدها؛ لأن النسب يحتاط في إثباته إحياءً للولد. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۳۳)

ويثبت لكل واحد منهما فسخه، ولو بغير محضر عن صاحبه و دخل بها، أو لا في الأصح خروجاً عن المعصية فلا ينافي وجوبه؛ بل يجب على القاضي التفريق بينهما. (در مختار، كراچي ۳/ ۱۳۲، زكريا ٤/ ۲۷٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۷۵۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/ ۶/ ۱۴۱۲ھ

رضاعی بہن سے نکاح اور اس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

سوال [۵۹۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) شکیل احمد اور عمرانہ کے درمیان رضاعت ثابت ہے اور شکیل احمد نے عمرانہ کی ماں کا دودھ پیا ہے، تو شکیل کی شادی عمرانہ کی چھوٹی بہن سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) شکیل احمد کی شادی عمرانہ کی چھوٹی بہن زینب سے ہوگئی ہے، تو کیا نکاح کو فسخ کیا جائے گا یا نہیں؟ اور دونوں سے بچہ پیدا ہوا ہے، بچہ کو لڑکے یا لڑکی کے حوالہ کیا جائے گا؟

المستفتی: مولوی عبدالحفیظ، بیلا ستوہر، سپول (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جب شکیل احمد نے عمرانہ کی ماں کا دودھ پیا ہے، تو شکیل احمد عمرانہ کی ماں کا رضاعی بیٹا بن گیا اور رضاعی بیٹے کا حکم حقیقی بیٹے کی طرح ہے؛ لہٰذا عمرانہ کی تمام بہنیں شکیل احمد کے لئے حقیقی بہن کی طرح حرام ہوگئی ہیں؛ اس لئے عمرانہ کی ماں کی کسی بھی لڑکی سے شکیل احمد کا نکاح جائز نہ ہوگا؛ ہاں البتہ شکیل احمد کے دوسرے بھائیوں کا نکاح جائز ہوسکتا ہے۔

لو كانت أم البنات أرضعت أحد البنين، وأم البنين أرضعت إحدى البنات لم يكن للابن المرتضع من أم البنات أن يتزوج واحدة منهن.

(شامي، زكريا٤/ ٤١٠، كراچي ٣/٢١٧، باب الرضاع)

ولو أن امرأتين لإحداهما بنون وللأخرىٰ بنات، فأرضعت التى له البنات ابنا واحدًا من بني المرأة الأخرىٰ لم يجز لذلك الابن أن يتزوج بتلك المرأة التي أرضعته ولا بواحدة من بناتها.

(تاتارخانية، زكريا ٤ /٣٦٤، رقم: ٦٤٣٠)

(۲) شکیل احمد نے عمرانہ کی چھوٹی بہن سے نکاح کرلیا ہے، تو یہ نکاح شرعی طور پر باطل

ہوگیا ہے؛ اس لئے کہ زینب شکیل احمد کی رضاعی بہن ہے؛ اس لئے دونوں کے درمیان فوراً علیحدگی لازم ہے اور اس نکاح کے ذریعہ سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے، وہ مسئلہ نہ جاننے کی بناء پر نکاح کے ذریعہ پیدا ہوا ہے؛ اس لئے وطی بالشبہ کے درجہ میں رکھ کر بچہ کو ثابت النسب قرار دیا جائے گا، یعنی بچہ کا نسب شکیل احمد سے ثابت ہوگا۔

بخلاف الفاسد فإنه وطئ بالشبهة، فيثبت به النسب. (شامي، قبيل باب الحضانة، كراچي ۳/۵۵۵، زكريا ۵/۲۰۲)

ويثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محضر عن صاحبه دخل بها أولا في الأصح خروجاً عن المعصية، فلا ينافي وجوبه؛ بل يجب على القاضي التفريق بينهما. (در مختار، كتاب النكاح، باب المهر مطلب في النكاح الفاسد، زكريا ٤/٢٧٥، كراچي ٣/١٣٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۴۱۵/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۸/۲۹ھ

رضاعی بہن کی بہن سے نکاح کرنا

سوال [۵۹۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور ہندہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں، تو کیا زید کے لئے ہندہ کی چھوٹی یا بڑی بہن سے شادی کرنا جائز ہے؟ اسی طرح زید کا ماموں یا چچا ہندہ کی چھوٹی یا بڑی بہن سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: سید ضمیر الدین، دورۂ حدیث

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر ہندہ نے زید کی ماں کا دودھ پیا ہے، تو ایسی صورت میں ہندہ اور اس کی تمام بہنیں زید کے خاندان میں داخل ہوکر زید کے

لئے حرام ہوجائیں گی اور اگر زید نے ہندہ کی ماں سے دودھ پیا ہے، تو صرف زید ہندہ کے خاندان میں داخل ہوا ہے، زید کے دوسرے بہن بھائی اور ماموں، چچا وغیرہ ہندہ کے خاندان میں داخل نہیں ہوں گے۔ استفتاء میں سوال واضح نہیں ہے کہ زید نے ہندہ کی ماں سے دودھ پیا تھا یا ہندہ نے زید کی ماں سے دودھ پیا تھا، اس کی وضاحت ضروری تھی۔

(مستفاد: امداد الاحکام ۴/۴۱۵، کفایت المفتی قدیم ۵/۱۷۰، جدید زکریا ۵/۱۶۵-۱۶۶، محمودیہ قدیم ۳/۲۲۴، جدید ڈابھیل ۱۱/۳۳۶)

وتحل أخت أخيه رضاعاً و نسباً، ولا حل بين رضيعي امرأة؛ لكونهما أخوين وإن اختلف الزمن والأب (در مختار) قال الشامي: لو كانت أم البنات أرضعت أحد البنين، وأم البنين أرضعت إحدىٰ البنات لم يكن للابن المرتضع من أم البنات أن يتزوج واحدة منهن وكان لإخوته أن يتزوجوا بنات الأخرىٰ. (شامي، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچي ۳/۲۱۷، زكريا ٤/٤١٠)

ولو أن امرأتين لإحداهما بنون وللأخرىٰ بنات، فأرضعت التى له البنات ابنا واحدًا من بني المرأة الأخرىٰ لم يجز لذلك الابن أن يتزوج بتلك المرأة التي أرضعته ولا بواحدة من بناتها، ويجوز لسائر البنين أن يتزوجوا تلك المرأة وبناتها أيتهن شاءوا. (تاتارخانية، زكريا ٤/٣٦٤، رقم: ٦٤٣٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۴۹۹/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۷/۱۴۲۵ھ

رضاعی بھائی بہن کا لاعلمی میں نکاح کرنا

سوال [۵۹۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے ہندہ سے رات میں نکاح کیا، صبح میں معلوم ہوا کہ ہندہ کو زید کی ماں نے دودھ پلایا ہے، اس کے بعد محلّہ کے چند لوگوں کو خبر ملی تو دونوں کو بلایا گیا اور سب کے سامنے پوچھا گیا تو سب کے سامنے یہی بولی کہ میں نے ہندہ کو واقعۃً دودھ پلایا ہے، تو شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عبداللہ، برپاہی بازار سہرسا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں زید کا نکاح ہندہ سے شرعاً درست ہی نہیں ہوا؛ اس لئے کہ وہ ایک دوسرے کے رضاعی بھائی بہن ہیں جو حقیقی بھائی بہن کے درجہ میں ہوتے ہیں اور اگر دونوں کے درمیان رات میں ہمبستری ہوئی ہے تو یہ وطی بالشبہ ہوئی ہے؛ اس لئے ہندہ پر دوسری جگہ نکاح کرنے سے پہلے کم از کم ایک ماہواری عدت گزارنا لازم ہے، اور ماہواری سے فارغ ہونے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اس سے پہلے نہیں۔ (مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۱۱/۳۴۳)

قال اللّٰہ تعالیٰ: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا. (سورة النساء: ٢٣)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: یحرم من الرضاعة ما یحرم من الولادة. (ابو داؤد شریف، باب یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب النسخة الهندیه ١/٢٨٠، دارالسلام رقم: ٢٠٥٥)

كل امرأة حرمت من النسب حرم مثلها من الرضاع، وهن الأمهات والأخوات والبنات الخ. (اعلاء السنن کراچی ١١/١٢٣، دار الکتب العلمية ١١/٣٢)

ولا حل بين رضيع وولد مرضعته. (ملتقى الابحر على مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ١/٥٥٤)

عدة المنكوحة نكاحاً فاسداً والموطوءة بشبهة الخ، الحيض للموت وغيره أي كفرقة أو متاركة لأن عدة هؤلاء لتعرف براءة الرحم وهو بالحيض أى لأجل أن يعرف أن الرحم غير مشغول لا لقضاء حق النكاح إذلا نكاح صحيح والحيض هو المعرف. (در مختار مع الشامى، كراچى ٣/٥١٦، ٥١٧، زكريا ٥/١٩٦-٢٠٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۶۶۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۴/۱۴۳۳ھ

ڈھائی سال کے بعد دودھ پلانے والی مرضعہ کی بیٹی کا رضیع سے نکاح

سوال [۵۹۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص ڈھائی سال کے بعد اپنی خالہ کا دودھ پی لے تو کیا خالہ کی لڑکی سے اس شخص کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد حسنین سیتا پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مسئولہ صورت میں ڈھائی برس ہوجانے کے بعد جب خالہ کا دودھ پیا ہے تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی؛ اس لئے خالہ کی لڑکی سے نکاح کرنا صحیح اور درست ہے۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ص: ۵۵۲، احسن الفتاویٰ ۱۲۸/۵)

وهو حولان ونصف عنده وحولان عندهما وهو الأصح. (شامى، كتاب النكاح، باب الرضاع، كراچى ٣/٢٠٩، زكريا ٤/٣٩٣)

وهى أى مدته حولان ونصف أى ثلاثون شهراً من وقت الولادة

عند الإمام، وعندهما حولان وهو قول الشافعي وعليه الفتوىٰ، كما في المواهب، وبه أخذ الطحاوي. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۵۵۲/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۲۳۴/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۵/۲۸ھ

رضیع کے چھوٹے بھائی کا مرضعہ کی بیٹی سے نکاح

سوال [۵۹۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مغفور خاں کے چار لڑکے ہیں، سب سے بڑا لڑکا افتخار ہے، اس نے اپنی ممانی سے دودھ پیا ہے اور افتخار نے اپنی جس ممانی سے دودھ پیا ہے اس کی لڑکی سے افتخار کے چھوٹے بھائی کا نکاح جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالعظیم، امام بڑی مسجد چاند پور مرزا، وایا سکندر راؤ علی گڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: افتخار کے چھوٹے بھائی کا نکاح اس کی ممانی کی لڑکی سے ہو سکتا ہے؛ کیونکہ ممانی کا دودھ پینے کی وجہ سے صرف افتخار ہی ممانی کا رضاعی بیٹا بنا؛ اس لئے اس کے دوسرے کسی بھی بھائی کا نکاح ممانی کی لڑکی سے جائز ہے۔

وتحل أخت أخيه رضاعاً. (شامی، کتاب النکاح، باب الرضاع، کراچی ۲۱۷/۳، زکریا ۴۱۰/۴، هندیه کتاب الرضاع، زکریا ۳۴۳/۱، جدید زکریا دیوبند ۴۰۹/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۲۱۹/۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۶/۲۱ھ

رضیع کے دوسرے بھائی کا مرضعہ کی بیٹی سے نکاح

سوال [۵۹۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بچے نے پھوپھی کا دودھ پیا تو اس بچے کے بھائی یا بہن کا نکاح پھوپھی کے کسی لڑکے یا لڑکی سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد امداد اللہ، کملائی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس بچہ نے پھوپھی کا دودھ پیا ہے صرف اسی بچہ کا نکاح جائز نہیں ہے، باقی اس بچہ کے تمام بھائی بہنوں کا نکاح درست ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵/۷۵)

وتحل أخت أخيه رضاعاً، يصح اتصاله بالمضاف كأن يكون له أخ نسبيٌّ له أخت رضاعية. (شامی، کتاب النکاح، باب الرضاع، کراچی ۳/۲۱۷، زکریا ۴/۴۱۰، بدائع الصنائع، زکریا ۳/۴۰۰، هندیه زکریا ۱/۳۴۳، جدید زکریا دیوبند ۱/۴۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۵۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۳/۲۷ھ

رضاعت متحقق نہ ہونے کی وجہ سے پھوپھی زاد بھائی سے نکاح

سوال [۵۹۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شبانہ نام کی لڑکی مدت رضاعت میں اپنی والدہ کا دودھ پیتی تھی؛ لیکن کبھی کبھی اپنی دادی کے پستان منہ میں لے لیتی تھی؛ جبکہ دادی کی عمر اس وقت پچاس سال سے

بھی زیادہ تھی، دادی اپنی زندگی میں یہ کہا کرتی تھی کہ میں بہلانے کے لئے اس بچی کے منھ میں پستان دے دیتی ہوں؛ مگر دودھ نہیں اترتا تھا، اس دودھ نہ اترنے کے دو مرد اور دو عورتیں گواہ بھی ہیں، جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) رشید احمد شبانہ کے دادا (۲) امیر احمد شبانہ کے والد (۳) شبانہ کی والدہ ریحانہ (۴) سکینہ شبانہ کے باپ کی چچی، تو کیا اس شبانہ کا نکاح اس کی دادی کے نواسہ سے ہو سکتا ہے؟ شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد کیف، بڑا دربار امروہہ جے پی نگر یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب دادی اپنے پستان سے دودھ کے نہ اترنے کا بذات خود انکار کر رہی ہے اور اس پر شرعی گواہ بھی موجود ہیں تو محض چھاتی بچہ کے منھ میں ڈالنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوئی؛ لہٰذا شبانہ کا نکاح اپنی دادی کے نواسہ سے جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲۳۸/۱۳، جدید ڈابھیل ۶۱۹/۱۳، احسن الفتاویٰ ۱۲۷/۵)

وفی القنیة: امرأة کانت تعطی ثدیها صبیة واشتهر ذٰلک بینهم، ثم تقول: لم یکن فی ثدیي لبن حین ألقمتها ثدیي ولم یعلم ذٰلک إلا من جهتها جاز لابنها أن یتزوج بهٰذه الصبیة. (شامی، کتاب النکاح، باب الرضاع، کراچی ۲۱۲/۳، زکریا ۴۰۱/۴، ۴۰۲/۴، البحر الرائق زکریا ۳۸۷/۳، کوئٹہ ۲۲۲/۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۳۹۶/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱۱/۷ھ

مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے اور اس سے نکاح کا حکم

سوال [۵۹۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ حامد نے کسی غیر محرم لڑکی کی چھاتی منھ میں ڈال کر چوسا ،تو حامد کے لئے اس لڑکی سے نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: ایوب عالم، چودھر پور مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حامد نے جس غیر محرم لڑکی کی چھاتی منھ میں ڈال کر چوسا ہے، یہ حرکت اس کے لئے داعی زنا ہونے کی وجہ سے نا جائز اور حرام ہے، اس سے توبہ کرنا لازم وضروری ہے؛ لیکن اس حرکت کی وجہ سے اس لڑکی سے نکاح کرنے میں کوئی حرمت لازم نہیں آئے گی؛ اس لئے کہ دو یا ڈھائی سال کی عمر سے پہلے کسی عورت کا دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور یہاں پر حامد بڑی عمر کا آدمی ہے۔

وإذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم. (عالمگیر، کتاب الرضاع، زکریا ۱/ ۳٤۳، جدید زکریا دیوبند ۱/ ٤٠۹)

هو مص الرضيع من ثدي الأدمية في وقت مخصوص وتحته: واحترز بمصّ الرضيع عن مص غيره كما إذا وقع بعد الفطام، وبقوله من ثدى الأدمية عما إذا مص عن غيره، وأراد بقوله في وقت مخصوص احترازاً عن المص في غيره، فإنه لا تحرم. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیه بیروت ۱/ ٥٥١)

وإذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم لقوله عليه السلام: لا رضاع بعد الفصال، لأن الحرمة باعتبار النشو وذٰلک في المدة، إذ الكبير لا يتربى به. (هداية، اشرفی دیوبند ۲/ ۳٥٠، ۳٥۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ رجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۴۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۶/ ۷/ ۱۴۲۵ھ

دو رضاعی بھائی میں سے ایک کی بیٹی اور دوسرے کے پوتے سے نکاح

سوال [۵۹۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ انور اور انظر دونوں آپس میں دودھ شریک بھائی ہیں، انور کی بیٹی اور انظر کا پوتا ہے، اب ان دونوں کا رشتہ آپس میں ہوسکتا ہے کہ نہیں، یعنی شادی ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد آصف، محلّہ ڈیریہ دیوان بازار مسجد امام باڑہ مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انور اور انظر دونوں رضاعی بھائی ہیں، دونوں میں سے ایک کی بیٹی اور دوسرے کے پوتے کے درمیان شرعاً نکاح جائز اور درست ہے اور دو حقیقی بھائی کی اولادوں کے درمیان بھی نکاح جائز ہو جاتا ہے؛ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد خواجہ عبد اللہ اور چچا خواجہ ابو طالب کے بیٹے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان نکاح ہوا ہے اور یہ **وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ** .(النساء: ٢٤) میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ يعنى ما سوى المحرمات المذكورات فى الآيات السابقة. (تفسير مظهرى زكريا ديوبند ٦٦/٢)

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ أى وراء ما حرمه الله تعالىٰ. (بدائع الصنائع زكريا ٥٤٠/٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ر صفر المظفر ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۷۲۸/۳۷)

رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا

سوال [۵۹۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ زید نے زینب سے شادی کی اور پھر کچھ دنوں کے بعد طلاق دے دی، اس کی عدت گزر چکی، پھر زینب نے پندرہ مہینہ کے لڑکے سے نکاح کیا اور زینب نے پھر اس کو دودھ پلا دیا، تو کیا زینب پھر پہلے والے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے کہ نہیں؟

المستفتی: شفیع الرحمٰن، متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زینب کے پستان میں جو دودھ اترا ہے وہ اگر زید کے جماع کے نتیجہ میں اترا ہے اور طلاق کے بعد شیر خوار بچہ سے نکاح کرکے اس کو وہی دودھ پلا دیا ہے تو ایسی صورت میں وہ بچہ زید کا رضاعی بیٹا بن گیا ہے اور زینب رضاعی بیٹے کی بیوی ہوگی اور رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہوتا ہے؛ لہٰذا آئندہ زینب کا نکاح زید کے ساتھ کبھی بھی نہ ہوگا۔

طلق امرأته تطليقتين ولها منه لبن فا عتدت فنكحت صغيرًا فأرضعته، فحرمت عليه فنكحت آخر فدخل بها فهل تعود للأول بواحد أم بثلاث؟ الجواب لا تعود إليه أبداً لصيرورتها حليلة ابنه رضاعا.

(الدر المختار مع الرد المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچی ۳/ ۳۱، ۳۲، زكريا ٤/ ١٠٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۸۴۱)

اپنے بیٹے کی رضاعی بہن سے نکاح کرنا

سوال [۵۹۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عرفان علی کی شادی گلشن کے ساتھ ہوئی، شادی کے بعد گلشن کے لڑکا پیدا ہوا اور گلشن

لڑکا پیدا ہوتے ہی انتقال کرگئی، لڑکے کو دودھ گلشن کی والدہ یعنی لڑکے کی نانی نے پلایا اور لڑکے کی پرورش بھی نانی کے یہاں ہوئی، اب عرفان گلشن کی سگی بہن چمن سے نکاح کرنا چاہتا ہے، مندرجہ بالا حالات میں عرفان کا نکاح چمن سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اقبال مرادآبادیوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عرفان کے لڑکے نے اگر اپنی نانی سے دودھ پیا ہے، تو گلشن کی بہن چمن میں حرمت کی علت ثابت نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے چمن کے ساتھ عرفان کے لئے نکاح کرنا درست اور جائز ہوگا؛ اگرچہ چمن عرفان کے لڑکے کی رضاعی بہن کیوں نہ ہو۔

ویجوز تزوج أخت ابنه من الرضاع. (هداية، كتاب النكاح، باب الرضاع، اشرفی دیوبند ۳۵۱/۲)

ویجوز له أن یتزوج أخت ابنه من الرضاع. (بدائع الصنائع کراچی ۴/۴، جدید زکریا ۳۹۹/۳)

لا یجوز للرجل أن یتزوج أخت ابنه من النسب، ویجوز فی الرضاع؛ لأن أخت ابنه من النسب إن کانت منه فهی ابنته وإن لم تکن منه فهی ربیبته، وهٰذا المعنی لا یتأتی فی الرضاع. (هنديه زكريا ۳۴۳/۱، جديد زكريا ديوبند ۴۰۹/۱، الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۱۸/۳۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/صفر المظفر ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۰۳/۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۲/۸ھ

❐ ❖ ❐

۱۷/ کتاب الطلاق

(۱) باب صفة الطلاق و من أحق به

طلاق کا مسنون طریقہ

سوال [۵۹۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ طلاق کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ **بینوا بالبرهان تو جروا عند الرحمن.**

المستفتی: محمد عین الحق، متعلم مدرسہ شاہی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پاکی کی حالت میں صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے۔ نیز اس طہر میں ہمبستری بھی نہ کی ہو۔

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ما يستحب من طلاق وكيف هو؟ مؤسسة علوم القرآن بيروت ۵۱۲/۹، رقم: ۱۸۰۴۰، مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب وجه الطلاق، وهو طلاق العدة والسنة، المجلس العلمي بيروت ۳۰۲/۶، رقم: ۱۰۹۲۶)

فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه ويتركها حتى تنقضي عدتها. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي ديوبند ۳۵۴/۲)

أما الأحسن: أن يطلقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تنقضي العدة، وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كانوا يستحبون

أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم من أن يطلق الرجل امرأته ثلاثاً عند كل طهر تطليقة. (تاتارخانية، زكريا٤/ ٣٧٨، رقم: ٦٤٧٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۶۶۷)

طلاق بدعی

سوال [۵۹۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ تینوں طلاق دے دے، تو تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی یا ایک طلاق ہوگی؟

المستفتی: محمد عین الحق، متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر ایک ہی دفعہ تین طلاق دیتا ہے، تو تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی؛ لیکن ساتھ ساتھ شوہر گنہگار بھی ہوگا۔

عن محمود بن لبيد قال: أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعاً، فقام غضباناً، ثم قال: أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم حتى قام رجل وقال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم! ألا أقتله. (سنن النسائي، كتاب الطلاق، باب الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ، النسخة الهندية٢/ ٨٢، دار السلام رقم: ٣٤٣٠)

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة (إلى قوله) وقع الطلاق وكان عاصياً. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة اشرفي ديوبند ٢/ ٣٥٥)

وأما البدعي: فنوعان...... فالذي يعود إلى العدد أن يطلقها ثلاثاً في

طهر واحد بكلمة واحدة، أو بكلمات متفرقة......وفي الهداية: فإذا فعل ذلك وقع الطلاق، وكان عاصياً. (تاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٨١، رقم: ٦٤٧٦، هندية، زكريا ١/ ٣٤٩، جديد زكريا ديوبند ١/ ٤١٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۶۶۷)

طلاق کا حق دار کون ہے؟ اور بیوی کا طلاق کے بعد شوہر لکھنا

سوال [۵۹۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شریعت میں طلاق دینے کا حکم شوہر کو ہے یا بیوی کو ہے؟ طلاق ہونے کے بعد بھی کیا عورت کو حق ہے کہ وہ شوہر کو اپنا شوہر کہے یا لکھے؟

المستفتی: شہاب عالم ولد حاجی محمد رئیس، اندرا چوک، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شریعت نے طلاق دینے کا حق صرف شوہر کو دے رکھا ہے، عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے؛ لہٰذا جب شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں، تو شوہر کے نکاح سے وہ خارج ہو کر قطعی طور پر شوہر پر حرام ہوگئی ہے، اب دونوں میاں بیوی نہیں رہے اور اس کے بعد بیوی کو اس کا اپنا شوہر کہنا اور اپنا شوہر سمجھنا جائز نہیں ہے۔

عن ابن عباسؓ قال: ......فصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ......إنما الطلاق لمن أخذ بالساق. (سنن ابن ماجه شريف، كتاب الطلاق، باب طلاق العبد، النسخة الهندية، ١٥١، دارالسلام رقم: ٢٠٨١، شامي، كتاب الطلاق، مطلب في تعريف السكران وحكمه، زكريا ٤/ ٤٥٠، كراچي ٣/ ٢٤٢)

إن الذي يملك الطلاق إنما هو الزوج.....ولا تملكه الزوجة

...... **جعل الطلاق بيد الزوج لا بيد الزوجة.** (الفقه الإسلامي و أدلته، هدى انٹر نیشنل دیو بند، ۷/۳٤۷-۳٥٥)

لأن الطلاق لايكون من النساء. (شامي، کراچي۳/ ۱۹۰، زکریا٤/۳٦۱)

ومحله المنكوحة وأهله زوج عاقل بالغ مستيقظ. (در مختار کراچي۳/ ۲۳۰، زکریا ٤/۴۳۱، هندية، زکریا۱/۳٤۸-۳٥۳، جدید زکریا دیوبند ۱/ ٤۲۰، سکب الأنهر۲/٤، دارالکتب العلمية بيروت، منتخبات نظام الفتاوی ۲/۱٦۳، فتاوی محمودیه میرٹھ۸ /۹۹)

الطلاق هو رفع القيد الثابت شرعاً بالنكاح. (البحر الرائق، زکریا۳/ ٤۱۰، کوئٹه ۳/۲۳٥)

وأما حكم الطلاق فزوال الملك عن المحل......وزوال حل العقد متى تم ثلاثاً. (تاتارخانية، زکریا٤/ ۳۷۷، رقم: ٦٤٧١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍۱۱۴۲۶)

شوہر کے علاوہ کی طلاق غیر معتبر ہے

سوال [۵۹۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری کچھ آپس میں نا اتفاقی سے جھگڑا ہو گیا تھا، جس میں لڑکی والوں نے قانونی کاروائی کردی، انہوں نے ہمیں کچھ ایسا کر دیا تھا کہ ہمیں جیل جانا پڑ جاتا، تو اس کی وجہ سے میرے گھر والوں نے میری بغیر اجازت کے ایک درخواست لگادی لڑکی والوں کے نام جس میں انہوں نے یہ لکھوا دیا کہ ہم اس کو طلاق دے چکے، یہ قانونی کارروائی کرائی تھی؛ اس لئے کہ ہم جیل جانے والے تھے اور ہم اس کو جہیز بھی دے چکے، اسی وقت وہ سب کچھ لے گئی تھی؟

المستفتی: محمد شمشاد، محلّہ: کٹار شہید، نئی آبادی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسلامی شریعت میں شوہر کے علاوہ کسی اور کی طلاق یا طلاق کی تحریر معتبر نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں محمد شمشاد کی عدم موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر والوں نے جو طلاق کی تحریر لکھوائی ہے، وہ شریعت کی نظر میں غلط اور ناقابل اعتبار ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

عن ابن عباسؓ قال:......فصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال:......إنما الطلاق لمن أخذ بالساق. (سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب طلاق العبد، النسخة الهندية، ١٥١، دارالسلام رقم: ٢٠٨١)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل. (الدر المختار، كتاب الطلاق، مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق، زكريا ٤/٤٣٨، كراچي ٣/٢٣٥)

الطلاق لمن أخذ بالساق. (الدر المختار، كراچي ٣/٢٤٢، زكريا ٤/ ٤٥٠)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍صفر المظفر ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۵۴۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۲/۱۳ھ

شوہر کے طلاق دیئے بغیر لڑکی والوں کا طلاق کی شہرت دینے کا حکم

سوال [۵۹۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ کے نکاح کو عرصہ چار برس کا گذرا، ہندہ اور زید کے درمیان شادی کے ۲؍سال بعد آپس میں نا اتفاقی پیدا ہوئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ دو سال سے ہندہ اپنے باپ کے گھر ہے، اس کے باپ ایک یا دو مرتبہ ۱۰؍ پندرہ آدمیوں کو لے کر زید کے مکان پر گئے، لڑکی کو باعزت بلانے کے لئے تیار نہیں ہوئے، بے عزتی کے لئے تیار ہیں، پنچایت میں یہ

بات طے پائی تھی کہ ہم دو چار آدمی لڑکی کو بلانے آئیں گے؛ لیکن جب زید بلانے کے لئے آیا تو بغیر سواری کے آیا اور دیگر لوگ بھی آئے؛ جبکہ پنچایت میں مع سواری آنا طے ہوا تھا، ہندہ یہ بیان دیتی ہے کہ میرا شوہر مجھ کو طلاق دے چکا ہے اور لڑکی کے والد والدہ بھی کہتے ہیں کہ وہ طلاق دے چکا ہے؛ لیکن ہمارے پاس اس کا کوئی گواہ نہیں ہے، عرصہ دو سال سے نہ وہ نان ونفقہ دیتا ہے اور نہ ہندہ کی کوئی خبر گیری کرتا ہے اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ اپنے باپ سے یا تو ایک مکان بنوا کر دے، یا ایک انجن لے کر دے یا بھینس دلوا ورنہ میں تجھے اپنے گھر نہیں رکھوں گا اور جو کوئی آدمی زید سے یہ کہتا ہے کہ اپنی بیوی کو لا کر کیوں نہیں بلاتے، تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ میں ہندہ کو نہیں رکھوں گا؛ لہٰذا مہربانی فرما کر شرعی احکام سے مستفیض فرمایئے کہ عقد ثانی کرسکتی ہے یا نہیں اور اس کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ نیز نکاح پڑھانے والے پر کوئی شریعت کی طرف سے قباحت تو نہیں؟

المستفتی: رفیع الدین، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر محض لڑکی اور اس کے والدین نے اپنی طرف سے طلاق کی شہرت دی ہے، اس کے ثبوت کے لئے شرعی گواہ پیش نہیں کرتے ہیں اور لڑکا طلاق کا انکار کررہا ہے، تو شرعاً لڑکی پر طلاق کا حکم نہیں لگے گا، نکاح بدستور باقی ہوگا اور لڑکے نے محض دھمکی دینے کے لئے اگر (نہیں رکھوں گا) کہہ دیا ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ لہٰذا ان حالات میں موجودہ شوہر سے شرعی طلاق حاصل کئے بغیر اگر دوسری جگہ لڑکی کا عقد نکاح کیا جائے، تو نکاح شرعاً باطل ہوگا اور ہمیشہ حرام کاری ہوگی اور اس نکاح میں شرکت کرنے والے اور اس کے گواہ بننے والے اور نکاح پڑھانے والے سب خدائی لعنت اور غضب الٰہی اور سخت عذاب کے مستحق ہوں گے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۷/۴۶۶)

والمحصنٰت من النساء عطف علیٰ أمهاتكم يعني حرمت عليكم

المحصنٰت من النساء أي ذوات الأزواج لا يحل للغير نكاحهن مالم يمت زوجها، أو يطلقها وتنقضي عدتها من الوفاة أو الطلاق. (تفسيرمظهري، سورة النساء تحت رقم الآية:٢٤، زكريا ديوبند٢/٦٤)

أما نكاح منكوحة الغير و معتدته-إلى قوله- لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كتاب النكاح، مطلب في النكاح الفاسد، كراچي٣/١٣٢، زكريا٤/٢٧٤)

ولايجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير. (قاضي خان على الهندية، جديد زكريا ديوبند ١/٢٢١، باب المحرمات زكريا١/٣٦٦)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (هندية زكريا١/٢٨٠، كتاب النكاح القسم السادس، المحرمات التي يتعلق بها حق الغير جديد زكريا ديوبند ١/٣٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۳۳۴)

بیوی نے طلاق دے کر پردہ کرلیا

سوال [۵۹۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا اور میری بیوی کا ایک شادی کی تقریب میں جانے پر جھگڑا ہوگیا، وہ مجھ پر بہت بگڑی اور میں بھی اس پر بہت بری طرح برس پڑا، بیوی غصہ میں بھر گئی اور مجھ سے کہا کہ ”میں نے تم کو طلاق دی، میں نے تم کو طلاق دی، میں نے تم کو طلاق دی“ تین طلاق دے کر وہ پردہ میں چلی گئی اور مجھ سے کہا کہ اب تمہارا یہاں کوئی کام نہیں جاؤ، آج سے تم میرے لئے محرم ہو، اس جھگڑے کے وقت محلّہ پڑوس کی دو عورتیں بھی آگئی تھیں اور میرے بڑے بھائی پہلے سے موجود تھے ان تینوں کے سامنے میری بیوی نے تین بار مجھ کو طلاق دی اور پردہ کرلیا، پڑوس کی عورتوں اور میرے بھائی نے بیوی سے کہا کہ عورت کو طلاق دینے کا حق نہیں ہے، اس پر میری

بیوی نے کہا کہ یہ غلط ہے، میں نے قرآن میں سورۃ النساء پڑھی اور سورۂ بقرہ پڑھی ہے، اس میں جو حقوق دیے گئے ہیں وہ واضح ہیں، اس میں لفظ نوع انسانی استعمال ہوا ہے، میں بھی نوع انسان سے ہوں؛ اس لئے قرآن مرد اور عورتوں کو برابر کے حقوق ادا کرتا ہے۔ قرآن میں عورت اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہے؛ لہٰذا نوع انسان ہونے کے ناطے عورت برابر کا حق رکھتی ہے؛ اس لئے مرد کی طرح طلاق لینے کا حق بھی رکھتی ہے؛ لہٰذا شریعت کی روشنی میں بتایا جائے کہ مجھ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اگر مجھ کو طلاق ہوگئی تو کیا عورت کی طرح گھر میں بیٹھ کر عدت پوری کرنی پڑے گی؟ اور میری عدت کی مدت کیا ہوگی؟ اور بتایا جائے کہ کیا مجھ کو بھی عورت کی طرح نان ونفقہ ملے گا یا نہیں؟

المستفتی: شریف احمد، نہٹوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کی بیوی کا دعوی اور دلیل دونوں غلط! اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے طلاق دینے کا حق شوہر کو دیا ہے اور عدت گذارنے کی ذمہ دار بیوی کو بنایا ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

عن ابن المسيبؓ قال: الطلاق بالرجال و العدة بالنساء. (مصنف عبد الرزق، كتاب الطلاق، باب طلاق الحرة، الملجس العلمي ٧/٢٣٦، رقم:١٢٩٥١)

عن عبد الله بن مسعودؓ قال: الطلاق بالرجال و العدة بالنساء.

(المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي ٩/٣٣٧، رقم:٩٦٩٧)

الطلاق بالرجال و العدة بالنساء......وقوله فإنه حينئذٍ أنسب من أن يراد به الإيقاع بالرجال؛ ولأنه معلوم من قوله تعالىٰ فطلقوهن. الآية.

(مرقات، شرح المشكوة، باب الخلع و الطلاق، البحث على أن العبرة في العدة بالمرأة، امداديه ملتان ٦/٢٩٠)

(المرادبه) أن قيام الطلاق بالرجال الخ. (مرقات، امداديه ملتان ٦/ ٢٩١)

إن الـذي يـمـلـك الـطـلاق إنما هو الزوج......ولا تملكه الزوجة، جعل الـطـلاق بيد الزوج، لا بيد الزوجة. (الـفـقـه الإسـلامي وأدلته، هدیٰ انٹر نیشنل دیوبند ٧/ ٣٤٧٠، ٣٥٥)

لأن الطلاق لا يكون من النساء. (شامي، كراچي ٣/ ١٩٠، زكريا ٤/ ٣٦١)

لہٰذا وہ آپ کی بیوی ہے، آپ کو بیوی کی طرح رکھنے کا حق ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱ر محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۴۲۵)

شوہر کو طلاق کی تعداد یاد نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۵۹۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں مظفر حسین نے اپنی بیوی کو طلاق دی، مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کتنی بار طلاق دی؛ کیونکہ اس وقت بیٹے سے لڑائی ہورہی تھی، غصہ کی حالت میں مجھے کچھ پتہ نہیں رہا، مگراس وقت میری بیوی اور ایک بیٹی اور ایک بیٹا موجود تھے، اس کے بعد جب ساتھیوں کو پتہ ہوا کہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے، تو قریب چھ یا سات ماہ کے بعد دو عورتوں کو معلومات کے لئے بھیجا گیا، تو اس وقت بیوی نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں سنا؛ کیونکہ دونوں باپ بیٹے میں لڑائی ہورہی تھی، اس کے بعد لڑکی سے پوچھا تو اس نے بھی یہی کہا کہ میں نے کچھ نہیں سنا؛ لیکن اس وقت لڑکا گھر پر موجود نہیں تھا، اس سے پوچھ تاچھ نہ ہوسکی، کچھ دن بعد لڑکے سے معلوم کیا گیا، تو اس نے کہا کہ انہوں نے دو بار طلاق وہیں کمرے میں دی اس کے بعد جب وہ غسل خانہ میں نہانے گئے تو ایک بار پھر کہا میں مظفر حسین کا کہنا ہے کہ اس کے بعد میں کسی سے بولا نہیں یہ بات بالکل غلط ہے، جب یہ فتوی نہیں مانا، تو اب پھر چار آدمی دو بارہ معلوم کرنے

گئیے، بیٹی کا کہنا ہے کہ میں تجھے کہیں کا نہیں چھوڑوں گا، میں نے طلاق دی، اس کے علاوہ میں نے کچھ نہیں سنا۔ اور اب بیٹے کا کہنا ہے کہ میں نے تین بار سنا اور اب بیوی کا بھی کہنا ہے کہ میں نے تین بار سنا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی: مظفر حسین حسنپوری، محلّہ: کنکر والا کنواں، جے پی نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پورے واقعہ سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ بیٹے نے پہلے بیان کے اندر یہ بتایا کہ دو طلاق سنا ہے، پھر غسل خانہ میں جاتے وقت سنا ہے۔ اور اب آخری بار بھی یہی کہہ رہا ہے کہ میں نے تین بار سنا ہے، تو اس کی بات کل ملا کر ایک ہی جیسی ہے کہ تین ہی بار اس نے سنا اور بیوی کی بات میں تضاد ہے، اس کا پہلا بیان ہے کہ اس نے کچھ نہیں سنا ہے اور دوسرا بیان ہے کہ تین بار سنا ہے اور مظفر حسین خود طلاق کا اقرار کر رہا ہے، مگر کتنی بار کہا ہے اس کی تعین نہیں کر پا رہا ہے، تو ایسی صورت میں اگر مظفر حسین کو بیٹے کی بات پر یقین ہے کہ تین مرتبہ یا اس سے زائد کہا ہے، تو فوراً بیوی کو اپنے سے الگ کر دینا اس پر لازم ہے اور بیوی کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر واقعی اس نے تین بار اپنے کان سے سنا ہے اور تین بار طلاق دینے کا اس کو یقین ہو چکا ہے، تو اس کے لئے اس شوہر کے پاس جانا قطعاً جائز نہیں ہے، اگر شوہر تین طلاق کا انکار کرے، تو خلع وغیرہ کے ذریعہ سے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لے، اور اس کے پاس نہ جائے۔

وإذا قال: أنت طالق، طالق، طالق، وقال: إنما أردت به التكرار صدق ديانة لا قضاءً، فإن القاضي مأمور باتباع الظاهر، والله يتولي السرائر، والمرأة كالقاضي لا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذلک، أو علمت به؛ لأنها لا تعلم إلا الظاهر. (تبيين الحقائق، زكريا ۸۲/۳، امداديه ملتان ۲۱۸/۲، هندية، زكريا ۳۵٤/۱، جديد زكريا ديوبند ٤۲۲/۱)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه،

والفتویٰ علی أنه لیس لها قتله و لا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمالٍ، أوتهرب. (شامي، زكريا ٤/٦٣ ٤، كراچي ٣/٢٥١، البحرالرائق، كوئٹه ٣/٢٥٧، زكريا٣/٤٤٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۳۳۵)

عورت حنفی اور شوہر غیر مقلد ہو تو طلاق میں کن کا اعتبار ہوگا؟

سوال [۵۹۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی غیر مقلد شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے؛ جبکہ اس کی بیوی امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی متبع ہے اور وہ شوہر جو غیر مقلد ہے، وہ ایک مجلس میں تین طلاق دیتا ہے، اور پھر بیوی کو اپنے گھر لے جانے کے لئے آتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے مذہب میں ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے اور لڑکی والے کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں تین ہی طلاق واقع ہوتی ہیں۔ اب ایسی صورت میں کیا کیا جائے، طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ لڑکی کو شوہر کے گھر بھیجا جائے یا نہیں؟ جیسا بھی ہو قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: کلیم اللہ بستوی، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب حنفی مذہب کی عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، تو اس پر مذہب حنفی کے مطابق اپنے کو شوہر پر حرام سمجھنا اور اس شوہر سے علیحدہ ہو جانا لازم ہے اور میاں بیوی کے اختلاف کی صورت میں جب بیوی کو اپنے مذہب کے مطابق تین طلاق کا علم ہو جائے، تو اپنی علیحدگی میں خودمختار ہو جایا کرتی ہے؛ لہٰذا عورت کے لئے اب شوہر کے یہاں جانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥١، البحرالرائق، كوئٹه٣/٢٥٧، زكريا٣/٤٤٨)

والمرأة كالقاضي لا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذلك، أو علمت به؛ لأنها لا تعلم إلا الظاهر. (تبيين الحقائق، امداديه، ملتان، ٢/٢١٨، زكريا ٣/٨٢)

والمرأة كالقاضي لا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذلك، أو شهدبه شاهد عدل عندها. (هندية، زكريا ١/٣٥٤، جديد زكريا ديو بند ١/٤٢٢)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۰۵۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۰/۱۲/۱۶ھ

بے قصور طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال [۵۹۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر شوہر بلا وجہ بلا قصور لڑکی کو طلاق دیتا ہے؛ جبکہ لڑکی کا کوئی قصور نہ ہو تو طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد ادریس، محلّہ: پٹھان، علی گڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بے قصور طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ البتہ ایسی صورت میں شوہر گنہگار ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے مبغوض ترین چیز طلاق ہے۔

عن ابن عمرؓ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله الطلاق. (أبوداود شريف، كتاب الطلاق، باب كراهية الطلاق،

النسخة الهندية ١/٢٩٦، دارالسلام رقم:٢١٧٨، سنن ابن ماجه أبواب الطلاق، النسخة الهندية ١٤٥، دارالسلام رقم:٢٠١٨، مشكوة شريف ص:٢٨٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

كتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۸۵/۲۴)

بیوی کو ڈرانے کے لئے طلاق دینے سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

سوال [۵۹۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر رہا ہو کہ اس کو مسائل سے کچھ واقفیت نہ ہو اور اس نے اپنی بیوی کو ڈرانے کے لئے کہ ''میں تم کو تین طلاق دے رہا ہوں'' یا اس نے ایک بار کہا، پھر کچھ دنوں کے بعد کہا لیکن اس کو معلوم نہیں تھا، تو کیا کرے؟ حلالہ بھی نہیں کرانا چاہتا، تو ایسی صورت میں کیا کرے؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی: کلیم خاں گورکھپوری، متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئلہ معلوم نہ ہونے کی حالت میں ڈرانے کے لئے (بیوی کو) طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگر ہر شخص کو مسئلہ معلوم ہوتا تو دارالافتاء میں مفتی خالی بیٹھا رہتا۔ نیز طلاق صریح میں نیت کی ضرورت نہیں ہوتی، بلا نیت ڈرانے کے لئے کہا ہو یا کسی اور غرض سے کہا ہو ہر صورت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگر تین طلاق کہا ہے، تو تینوں طلاقیں واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی اور اگر ایک طلاق یا ایک بار لفظ طلاق کہا ہے، تو ایک طلاق واقع ہوگئی اور اگر بعد میں دو طلاق کہا ہے، یا تین طلاق کہا ہے تو سب ملا کر تین طلاق واقع ہوجائیں گی۔

إن الصريح لايحتاج إلى النية. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٦١، كراچي ٣/٢٥٠)

لأن الصريح موضوع للطلاق شرعاً، فكان حقيقة فيه فاستغني عن النية، حتى لو نوى بشيئ من ذلك الطلاق من القيد لا يصدق قضاءً الخ.

(مجمع الأنهر قديم، ۱/ ۳۸٦، جديد درالكتب العلمية بيروت ۲/ ۱۱)

الطلاق على ضربين: صريح، وكناية، فالصريح: قوله أنت طالق، مطلقة، وطلقتك، فهذا يقع به الطلاق الرجعي......ولا يفتقر إلي النية؛ لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال. (هداية، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق، اشرفي ديو بند ۲/ ۳۵۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲٦/ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۱۱٦۷)

نکاح کی حرص دلا کر طلاق حاصل کرنا

سوال [۵۹۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی کی ایک بیوہ تھی، جو نو سال سے بیوہ تھی، کچھ دن ہوئے اس نے ایک انصاری برادری کے آدمی کے ساتھ نکاح کرلیا، جب وہ اپنے شوہر کے وہاں سے واپس آئی اور بچوں کو لینے کے لئے آئی تو بچوں نے وہاں جانے سے انکار کردیا، وہ بچے جانے کے لئے تیار نہ تھے، ایک بچے کی عمر تقریباً ساڑھے دس سال اور دوسرے کی نو سال ہے، جب وہ بچوں کی وجہ سے بہت روئی، تو میں نے اس سے اپنے نکاح میں لانے کا وعدہ کیا اور اس نے اس آدمی سے آزادی لے لی، اس نے اس کو طلاق دیدی؛ لیکن میری ماں اور میرے بہن بھائی اور میرے خاندان والے اس نکاح کو کرانے یا اس کے ساتھ نکاح میں لانے کو تیار نہیں ہیں، میری ماں اس سے پہلے سے ہی ناراض رہتی ہے؛ کیونکہ اس نے ان کی شان میں بدتمیزی کے الفاظ بولے تھے، اس معاملہ میں جبکہ میری ماں اس سے ناراض ہے اور ایک طرف اس

نے میرے وعدے کے مطابق اس سے طلاق لے لی ہے۔ آپ کا اس معاملہ میں کیا فتوی ہے؟ اب اس کی عدت بھی ختم ہو چکی ہے؟

المستفتی: عبدالقدیر، بڑی مسجد اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نکاح کی حرص دلاکر شوہر سے طلاق حاصل کروانا سخت گناہ ہے؛ اس لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرلینا ضروری ہے، عدت ختم ہونے کے بعد آپ کو اختیار ہے، چاہے اپنے نکاح میں لائیں یا نہ لائیں اور والدہ کو راضی کرنا بھی ضروری ہے۔

قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ. [النساء:۳] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵؍ ۱۷۳۷۸)

ان بری باتوں پر لوگوں نے طلاق دیدی ہیں کہنا

سوال [۶۰۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اپنی والدہ کی طبیعت خراب ہونے پر اپنی اہلیہ کو سسرال سے بلالایا، یہاں آکر میری اہلیہ ناراض ہوئی اور جھگڑا شروع کردیا، میں نے اپنی اہلیہ کو سمجھانے کے لئے ان الفاظ کو ادا کیا ”بتا رہا ہوں تجھے ان بُری باتوں پر لوگوں نے طلاق دیدی ہیں“ کیا اس طرح سمجھانے کی وجہ سے طلاق ہوجاتی ہے؟

المستفتی: محمد عرفان، محلّہ: ڈیریہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح لوگوں کے واقعات کی طرف توجہ دلانے کی

غرض سے بیوی کومخاطب کرکے کہنے کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

كما يستفاد من الأشباه والنظائر: لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها، ويقول في كل مرة أنت طالق لم يقع. (الأشباه والنظائر قديم ص:٤٥)

لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها، أو كتب ناقلا من كتاب امرأتي طالق مع التلفظ، أو حكى يمين غيره، فإنه لا يقع أصلا مالم يقصد زوجته. (شامي، كراچي ٣/ ٢٥٠، زكريا ٤/ ٤٦١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۳۹۶)

مرتد کی طلاق

سوال [۶۰۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص محمد ولد حاجی مقبول احمد ساکن محلّہ: بیگم سرائے امروہہ تقریباً پانچ سال سے مرتد چلا آرہا ہے اور صرف مرتد ہونے کی وجہ سے احمد رضا خاں کے ترجمہ کو پڑھتا ہے، زمانہ ارتداد میں ہی اس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اب یہ شخص بہت ہی پریشان ہے اور اکثر نو مسلم ہونا چاہتا ہے، اس کی بیوی کو کئی سال گذرے نسبندی کرائے ہوئے، تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح بھی کرنا ہوگا؟ اگر ہوگا تو کس طرح؟ کیا عدت وغیرہ بھی کرنی ہوگی؟ کیا مرتد کی طلاق کا اعتبار ہے؟

المستفتی: سلطان احمد، انصاری، بیگم سرائے کلاں، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص پر محض احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ پڑھنے کی وجہ سے حکم ارتداد کس طرح لگایا گیا، اس کی وضاحت لازم تھی، تاہم اگر کوئی واقعۃً مرتد

ہوجاتا ہے اور عدت کے اندر اندر بیوی کو طلاق دیتا ہے، تو طلاق واقع ہوجاتی ہے اور اگر تین طلاق دی ہیں، تو حلالہ اور تجدید اسلام کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، اس کے بغیر نہیں اور دوسرے شوہر کے طلاق دینے کے بعد عدت گذار کر ہی نکاح ہوسکتا ہے۔

إن الطلاق الصريح يلحق المرتدة في عدتها، وإن كانت فرقتها فسخاً؛ لأن الحرمة بالردة غير متأبّدة لارتفاعها بالإسلام، فيقع طلاقه عليها في العدة مستتبعا فائدته من حرمتها عليها بعد الثلاث حرمة مغياة بوطء زوج آخر.

(شامي، كتاب النكاح، باب الولي، كراچي ٣/٧٠، زكريا ٤/١٧٦، وقبيل باب التفويض، شامي، كراچي ٣/٣١٣، زكريا ٤/٥٥٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ / رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۹۰۷۸/۲۶)

غیر مسلم عدالت میں مسلم جج کے طلاق کے فیصلہ کا حکم

سوال [۶۰۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ابرار خاں بن تقدیر خاں کی شادی ناصرینہ بنت ابراہیم خاں سے ہوئے پانچ چھ سال ہوگئے، لڑکی تقریباً چھ ماہ شوہر کے ساتھ رہی اور کسی بات پر ناراض ہوکر میکے چلی گئی، اس کے بعد سے وہ آئی ہی نہیں، اسی درمیان اس نے عدالت میں دعویٰ دائر کردیا اور نفقہ متعین کروالیا جو ابرار خاں ہر ماہ چار سو روپیہ کے حساب سے دے رہا ہے، اب پتہ چلا کہ لڑکی نے عدالت سے طلاق بھی لے لی ہے اور اب وہ مہر کا دعویٰ کر رہی ہے، تو اب جواب طلب امر یہ ہے کہ کیا لڑکی کے عدالت سے طلاق لے لینے سے طلاق واقع ہوجائے گی؟ جبکہ شوہر موجود ہے، اس کو بلایا بھی نہیں گیا ہے اور اس نے طلاق بھی نہیں دی ہے؛ بلکہ وہ تو اب بھی رکھنا چاہتا ہے، دوسری چیز جب تک اس کی دوسری جگہ شادی نہیں ہوجائیگی اس وقت

تک ابرار سے ماہانہ نفقہ لیتے رہنا؛ جبکہ وہ اپنے میکہ میں ہے اس کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا ابرار پر لازم ہے کہ اس کو اس طرح نفقہ دیتا رہے؟

المستفتی: تقدیر خاں، وارڈ: ارسہاگ پور، شہڈ ول (ایم پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم عدالت میں مسلم جج کا طلاق کے معاملہ میں وہ فیصلہ معتبر ہوتا ہے، جو شریعت کے مطابق ہو اور شریعت کے مطابق فیصلے کا طریقہ یہ ہے کہ عدالت میں شوہر کو بلا کر کے اس سے بھی بیان لیا جائے اور ضرورت پڑے تو اسی سے طلاق دلائی جائے اور غیر مسلم عدالت میں غیر مسلم جج کا طلاق کا فیصلہ دینا؛ جبکہ شوہر نے خود طلاق نہ دی ہو شرعاً معتبر نہیں ہے، طلاق واقع ہونے کے لئے شوہر کا ازخود طلاق دینا لازم ہے اور جب شوہر نے خود طلاق نہیں دی، تو ایسی صورت میں بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، وہ شرعی طور پر بدستور اسی شوہر کے نکاح میں باقی ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۵۲)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. [النساء:۱٤۱]

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم، وينفذ للمسلم على الذمي.

(شامي، كتاب القضاء، باب التحكيم، زكريا ۸/۱۲٦، كراچي ۵/٤۲۸)

نیز جو عورت شوہر کی مرضی کے بغیر میکہ جا کر بیٹھ جائے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے وہ شرعی طور پر نان ونفقہ کی مستحق نہیں ہوتی؛ اس لئے ایسی صورت میں شوہر پر نان ونفقہ لازم نہیں۔

لا نفقة لأحد عشر: وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب النفقة، كراچي ۳/۵۷۹، زكريا ۵/۲۸٦)

وإن نشزت فلا نفقة لها حتی تعود إلی منزله. (هداية، اشرفي ديو بند ۲/ ۴۳۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰؍ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۸۹۱۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳۰/ ۷/ ۱۴۲۶ھ

عدالت کی طلاق کا حکم

سوال [۶۰۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیٹی ریشما بانو کی شادی تقریباً ۱۳؍ برس قبل عاشق علی ساکن شاہجہاں پور مقیم حال دہلی سے ہوئی تھی ،شادی کے تقریباً ۵؍ سال تک لڑکی وشوہر کے تعلقات ٹھیک رہے اس کے بعد کچھ تعلقات خراب ہونے لگے، تعلقات خراب ہونے پر عدالت سے رجوع ہونا پڑا، جب پھر بھی معاملہ صحیح نہ ہوا، تو مجبوراً عدالت سے یک طرفہ طلاق دلوادی، طلاق کے تقریباً ۳؍ برس کے بعد عدالت کے باہر آپس میں تحریری صلح کرلی، اس شرط کے ساتھ کہ اب ہم لڑکی کو اپنے ساتھ رکھیں گے اور کوئی تکلیف وغیرہ نہیں دیں گے، تو پھر ہم لوگوں نے لڑکی کو سسرال بھیج دیا؛ لیکن پھر کچھ ہی دن بعد تعلقات خراب ہوگئے، پھر لڑکے نے لڑکی کو ہمارے گھر بھیج دیا، اس وقت سے آج تک لڑکی گھر پر ہے، لڑکی کے ایک لڑکا اور لڑکی بھی ہے، لڑکا باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس ہے، جب کافی انتظار کے بعد لڑکے سے اس بارے میں بات کی گئی ،تو اس نے جواب دیا کہ میری طلاق تو عدالت میں ہوچکی ہے، ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ کیا عدالت کے ذریعہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو اس کی طلاق کی کیا صورت ہوگی؛ تاکہ ہم اپنی بیٹی کی دوسری جگہ شادی کرسکیں اور لڑکے والے اگر کوئی قانونی کارروائی کریں، تو ہم لوگوں کو کوئی دشواری نہ ہو، دوسری جگہ شادی کرنے میں، اور اگر عدالت کے ذریعہ طلاق کو شرعی حیثیت حاصل نہیں ہے تو کوئی شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: عبدالباری ،اشراف ٹولہ، ہردوئی (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے سلسلہ میں عدالت کا فیصلہ معتبر ہونے اور نہ ہونے میں دو شکلیں ہے:

(۱) کسی مسلمان اور عادل جج نے حدود شرع کی رعایت کرتے ہوئے طلاق کا فیصلہ بصورت مجبوری نافذ کیا، تو ایسی صورت میں اس کا فیصلۂ طلاق صحیح ہوگا اور عورت پر طلاق واقع ہوجائے گی۔

(۲) طلاق کا فیصلہ کرنے والا اگر غیر مسلم شخص تھا، تو ایسی صورت میں اس کا فیصلہ معتبر نہ ہوگا اور عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی، اس بارے میں صاحب معاملہ خود دیکھ لے کہ عدالت سے جو طلاق حاصل ہوئی تھی، اس طلاق کا فیصلہ مسلم جج نے حدود شرع کی رعایت کرتے ہوئے کیا تھا یا غیر مسلم جج کا فیصلہ تھا، اگر مسلم جج کا فیصلہ تھا، تو تفریق صحیح ہوگئی تھی؛ لہٰذا عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرنا صحیح ہے، مگر ایسی صورت میں شوہر نے جو دوبارہ اپنے ساتھ رکھا تھا وہ ناجائز ہوگا اور اگر مسلم جج نہیں تھا؛ بلکہ غیر مسلم جج نے فیصلہ صادر کیا تھا، تو طلاق واقع نہیں ہوئی تھی، اس کا بعد میں شوہر کے ساتھ رہنا درست ہوا۔ اب شوہر سے طلاق یا شرعی تفریق حاصل کئے بغیر اس لڑکی کا نکاح درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۵۱)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: **وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا.** [النساء:١٤١]

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم، وينفذ للمسلم على الذمي. (شامي، كتاب القضاء، باب التحكيم، زكريا ٨/١٢٦، كراچي ٥/٤٢٨)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (هندية، زكريا ١/ ٢٨٠، جديد زكريا ديوبند ١/٣٤٦)

و لا يجوز نكاح منكوحة الغير و معتدة الغير. (خانية على الهندية،

زکریا ۳٦٦/١، جديد زكريا ديوبند ٢٢١/١، شامي، كراچي ١٣٢/٣، زكريا ٢٧٤/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۰۰۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۵/۱٦ھ

غیر مسلم عدالت کی طلاق کے فیصلہ کا حکم

سوال [۷۰۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ مہذب گھر کی ایک غریب لڑکی ہے والد کا سایہ بچپن ہی میں اٹھ گیا تھا، والدہ کافی بوڑھی ضعیف ہے، اس کے ساتھ ایک چھوٹا بھائی اور بہن بھی ہے، زمین وجائیدا دوغیرہ کچھ بھی نہیں، اس ہندہ کا نکاح اہل ثروت زید سے ہوگیا، نکاح کے بعد زید ریاض چلا گیا، عرصۂ دراز کے بعد ہندوستان واپسی ہوئی زید نے زوجہ کی محبت میں زوجہ کے نام کافی رقم بینک میں جمع کردی اور زید پھر ملک ریاض چلا گیا، مدت ہوگئی، تب زید پھر ہندوستان واپس آیا اور زوجہ سے پیار ومحبت کی باتیں کرکے سابقہ بینک بیلنس واپس لے لیا، پھر زید ملک ریاض چلا گیا اور نفرتی خط وکتابت کرنے لگا، ہندہ افسوس کا ہاتھ مل کر رہ گئی، زید کو جب یہ علم ہوا کہ میری بیوی میکہ میں رہتی ہے، تو پھر ہندوستان آیا اور گاؤں کی ایک طائفہ لڑکی کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور قرب وجوار میں مشہور کردیا کہ اب میں نے دوسرا نکاح کیا ہے اور حقیقت میں نکاح پڑھانے والا معلوم ہے، جب یہ علم ہندہ کو ہوا، تو ہندہ اپنے شوہر زید کے گھر گئی اور کہنے لگی، آپ نے مجھ کو چھوڑ کر طائفہ لڑکی سے نکاح کیسے کرلیا؟ تو زید نے ہندہ کو جواب دیا کہ اب میں تجھ کو نہیں رکھوں گا اور نہ طلاق دوں گا، یہ سن کر ہندہ کافی پریشان ہوئی اور اب تقریباً پانچ سال سے میکہ میں بیٹھی ہوئی ہے، اس درمیان ہندہ کے شوہر نے ہندہ کے

گھر میں آگ لگوادی اور مخبروں کے ذریعہ کہلوایا کہ ہندہ کی جان خطرہ میں ہے، تو ہندہ نے اپنی حفاظت کے لئے عدالتی مقدمہ شروع کردیا، مقدمہ اب تک چل رہا ہے، جب مقدمہ ہندہ کے حق میں ہوجاتا ہے، تو زید رشوت دے کر وکیلوں کو اپنا لیتا ہے، وکیل مقدمہ فائنل ہونے سے روک دیتا ہے، ہندہ کی زندگی کانٹوں میں بسر ہورہی ہے، مقدمہ بازی سے عاجز و پریشان ہوکر اب شرعی دارالافتاء سے رابطہ قائم کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر عدالت ہندہ کے حق میں فیصلہ کردے، تو اس کو ماننا کیسا ہے؟ یا عدالت ہندہ کے مسئلہ کو معلق رکھے، تو ہندہ کب تک معلق رہے گی؟ یا ہندہ بغیر عدالتی فیصلہ کے نکاح ثانی کرسکتی ہے؟

المستفتی: محمد ہارون مظاہری، خادم العلوم، سہارنپور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم عدالت کے غیر مسلم جج کی طلاق کا فیصلہ شرعی طور پر معتبر نہیں ہوتا؛ اس لئے اگر ہندہ کے بارے میں عدالت تفریق کا فیصلہ کردے گی، تو وہ فیصلہ معتبر نہ ہوگا اور دوسری جگہ نکاح کرنا ہندہ کے لئے جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۵۲)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. [النساء: ۱٤۱]

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم، وينفذ للمسلم على الذمي.

(شامي، كتاب القضاء، باب التحكيم، زكريا ۸/۱۲٦، كراچي ٥/٤۲۸)

لہٰذا تفریق تب ہی ہوسکتی ہے کہ جب شوہر طلاق یا خلع وغیرہ سے علیحدہ کردے یا شرعی عدالت یا شرعی محکمہ تفریق کردے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍ شوال المکرّم ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۱۷۹)

ہندوستانی عدالت کی طلاق کی شرعی حیثیت

سوال [۶۰۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قریب عرصہ چار سال پہلے میری لڑکی نازینہ پروین کی شادی شاہد علی کے ساتھ ہوئی تھی، اس دن سے میاں بیوی کے مزاج آپس میں نہیں ملے، اس چار سال کے عرصہ میں میری لڑکی ساڑھے تین سال میرے یہاں رہی۔ اب دو سال سے مسلسل میرے یہاں رہ رہی ہے، اس کا اپنا کوئی مکان نہیں ہے کبھی کبھی جو میری لڑکی اس کے یہاں رہی تو اس نے مختلف جگہوں پر اسے رکھا، جب میری لڑکی ہر جگہ ذلیل ہوئی تو میں نے پانچ ہزار روپیہ پیشگی دے کر مکان کرایہ پر دلوایا، وہ اس میں بھی نہیں رہا، کرایہ بھی میں نے ادا کیا اور میری لڑکی کا سامان خرد برد کر کے کہیں چلا گیا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ کسی بازاری عورت کے ساتھ رہتا ہے، رکشا چلاتا ہے اور روز شراب پیتا ہے، شراب پی کر میری لڑکی کو مارتا تھا، اس عرصہ میں اس نے میری لڑکی کا کوئی خرچ نہیں اُٹھایا، کپڑے وغیرہ میں نے ہی بنائے، مجبور ہو کر میں نے کچھ لوگوں کو جمع کیا اور اس سے کہا کہ جب تو میری لڑکی کا خرچ نہیں اُٹھا سکتا تو میری لڑکی کو آزاد کر دے، تو اس نے کہا کہ زندگی بھر ایسے ہی بٹھائے رکھوں گا اور آزاد نہیں کروں گا، اب میں کیا کروں؟ میری لڑکی کی عمر بیس سال ہے، وہ اس طرح کب تک بیٹھی رہ سکتی ہے، میرے حالات بھی ایسے نہیں ہیں کہ میں اس کا خرچ برداشت کرسکوں۔

اب میری لڑکی کسی بھی شکل میں اس کے گھر میں رہنا نہیں چاہتی، میں سمجھا سمجھا کر ہار گئی ہوں، مجبور ہو کر میں نے مرادآباد کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہے۔

المستفتیة: پھول بیگم، رفعت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوستان میں عدالت دنیاوی سے جو طلاق حاصل کی

جاتی ہے، وہ شرعاً معتبر نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے لڑکی کا معاملہ شرعی محکمہ میں پیش کردیں شاید وہاں سے کوئی حل نکل آئے گا۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا [النساء: ١٤١]

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم وينفذ للمسلم على الذمي. (شامي، كتاب القضاء، باب التحكيم، زكريا ١٢٦/٨، كراچي ٤٢٨/٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰/ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۲۷۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۴/۳۰ھ

بیوی کا کورٹ سے طلاق لینا

سوال [٦٠٠٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں سید محمد جاوید آفتاب ولد سید آفتاب علی مرحوم ساکن مولوی گنج بھیڑ منڈی لکھنؤ ہوں، میرا نکاح شہناز فاطمہ عرف رضوی بنت سید واحد علی مرحوم سے ۲۵/ رمضان المبارک مطابق ۱۴ مارچ / ۱۹۹۳ء کو ہوا تھا، میں نکاح کے ایک ماہ کے بعد نوکری کی غرض سے ممبئی چلا گیا اور سال میں دو تین مرتبہ اپنی بیوی کی خیریت کے لئے لکھنؤ آتا اور جب بھی آیا میں نے دس پانچ ہزار روپیہ ان کو دیا، میری بیوی ٹیچر ہیں، سرکاری ملازمہ ہیں انہوں نے مجھ سے بار بار کہا کہ نوکری چھوڑ کر ممبئی سے چلے آؤ، لکھنؤ ہی میں میرے مکان میں میرے ساتھ رہو؛ چنانچہ میں ۲۰/ مارچ ۲۰۰۰ء کو اپنا سب کچھ ختم کر کے نوکری چھوڑ کر چلا آیا اور اپنی بیوی کے ہمراہ انہیں کے مکان میں رہنے لگا۔ دوران رہائش سخت بیمار ہوا۔ اور دل کا مریض ہوگیا پیسہ ہونے کے باوجود انہوں نے میری طرف کوئی دھیان نہیں دیا؛ جبکہ ممبئی سے واپسی پر کافی پیسہ ساتھ لایا تھا، جتنا پیسہ میرے پاس تھا، وہ سب

انہیں کے گھر پر ختم ہوگیا؛ بلکہ پیسہ کے لئے مزید مجھے تنگ کرتی رہیں، ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں ان کے مکان میں ایک نوکر کی طرح پڑا رہوں، تقریباً دو سال ہم لوگ اس کشمکش میں رہتے رہے، ان کا حال یہ تھا کہ مجھے گھر پر تنہا چھوڑ کر ایک ایک ماہ کے لئے گھر سے غائب ہوجایا کرتی تھیں۔ بالآخر انہوں نے ۷/ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو پولیس کے ذریعہ مجھے گھر سے نکلوا دیا اور میرے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کرا دیا اور سخت دفعات لگوا دیں اور اب کورٹ سے طلاق کا مطالبہ کر رہی ہیں اور میں طلاق دینا نہیں چاہتا ہوں، میری خواہش ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی کی طرح ایک دوسرے کا خیال کرتے ہوئے زندگی گذاریں؛ لہٰذا درخواست ہے درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

(۱) کیا شہناز فاطمہ کا کورٹ سے طلاق مانگنا درست ہے؟

(۲) جب میں پورے طور پر ان کے حقوق کی رعایت کے ساتھ اپنی بیوی بنا کر رکھنا چاہتا ہوں، تو ان کا مجھ سے طلاق مانگنا ازروئے شرع کیسا ہے؟

(۳) چونکہ وہ مجھ سے پندرہ سال بڑی ہیں، مجھے بوجھ محسوس کر رہی ہیں، ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

(۴) بارہا انہوں نے فون کے ذریعہ میرے ملنے والوں سے کہا کہ میرا اور جاوید کا کوئی تعلق نہیں، میں نے ان سے چھٹکارا لے لیا ہے، کیا وہ واقعی کورٹ سے میرے طلاق دیئے بغیر چھٹکارا حاصل کرنے کی حق دار ہیں؟

المستفتی: سید جاوید آفتاب، مولوی گنج، بھیڑی منڈی، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شہناز فاطمہ کا بغیر عذر شرعی کے کورٹ سے طلاق کا مطالبہ کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر وہ کورٹ سے طلاق نامہ حاصل کر بھی لیتی ہے، تو غیر مسلم جج کا طلاق کا فیصلہ کرنا شرعی طور پر معتبر اور صحیح نہیں ہوگا اور اس سے بیوی پر طلاق نہیں ہوگی۔ نیز جبکہ شوہر بیوی کو اس کے تمام حقوق کے ساتھ اپنی زوجہ بنا کر رکھنا چاہتا ہے، تو ایسی صورت میں شہناز فاطمہ کا طلاق کا مطالبہ کرنا شرعی طور پر درست نہیں ہے، بیوی کو چاہئے اپنے شوہر

جاوید کے ساتھ زن وشوہر کی زندگی گذارے اور شوہر کو بوجھ محسوس نہ کرے؛ بلکہ دونوں ایک دوسرے کے تمام حقوق کی رعایت کریں، اس کے باوجود اگر وہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہے، تو شوہر کو اختیار رہے کہ مہر کی معافی کی شرط لگا کر طلاق دے، اور بلا وجہ شرعی طلاق کا مطالبہ کرنے کی وجہ سے عورت گنہگار رہوگی۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. [النساء:۱۴۱]

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم، وينفذ للمسلم على الذمي.
(شامي، كتاب القضاء، باب التحكيم، زكريا ۸/۱۲۶، كراچي ۵/۴۲۸)

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا. [البقرة:۲۲۹]

عن ثوبانؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة سئلت زوجها الطلاق من غير بأس حرم الله عليها أن تريح رائحة الجنة. (مستدرك للحاكم، نزار مصطفیٰ الباز رياض ۳/۱۰۶۰، رقم: ۲۸۰۹، سنن كبرىٰ، دار الفكر بيروت ۱۱/۱۸۴، قديم ۷/۳۱۶، رقم: ۱۵۲۳۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍۸۰۵۸)

غیر مسلم جج سے طلاق لینے کے بعد شوہر کے پاس واپس آنا

سوال [۷۰۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا بیوی سے جھگڑا چلتا رہتا تھا، تین چار سال چلا اور اس بیچ ہمبستر بھی نہیں ہوئے، اسی درمیان وہ ایک ماسٹر کیساتھ بچوں کو لے کر بھاگ گئی اور اس نے عدالت سے

طلاق بھی چکے سے چار سو بیس سے لے لی۔اب وہ آنا چاہتی ہے، مجھ کو رکھنا چاہئے یا نہیں؟ اور یہ طلاق عدالت سے ایک غیر مسلم جج سے لی ہے۔

المستفتی: محمد اسلم، کسرول، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپسی جھگڑے کی وجہ سے تین چار سال تک بیوی سے ہمبستر نہ ہونے کی وجہ سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا؛ بلکہ بیوی شوہر کے نکاح میں بدستور باقی ہے اور جو غیر مسلم جج نے طلاق کے متعلق فیصلہ دیا ہے، وہ شرعی طور پر معتبر نہیں ہے اور نہ ہی بیوی کو آزادی حاصل ہوگئی ہے۔اب اگر وہ دونوں ایک ساتھ رہنا چاہیں تو بلاشبہ رہ سکتے ہیں۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. [النساء:١٤١]

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم، وينفذ للمسلم على الذمي.

(شامي، كتاب القضاء، باب التحكيم، زكريا ٨/١٢٦، كراچي ٥/٤٢٨، ایضاح النوادر ٢/١٥٢) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍شوال المکرّم ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۵۷۶)

ہندوستانی عدلیہ کے جج کی طلاق، تفریق اور فسخ کا حکم

سوال [۶۰۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جو کہ پاکستان کا باشندہ ہے، وہ ہندوستان میں ہندہ سے نکاح کرنے کے چار یوم بعد پاکستان چلا گیا، جس کو قریب پانچ سال کا عرصہ ہوگیا، ہندہ کے پاکستان

جانے کی کوئی صورت نہیں ہے اور وہاں ہندہ کے شوہر زید نے دوسری شادی کرلی، ہندہ نے مجبور ہوکر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا عدالت سے طلاق ہوگئی، زید باوجود سمن وصول ہونے کے نہیں آیا، کیا یہ عدالتی طلاق شرعی طور پر کافی ہے؟ لڑکی جدائی اختیار کرنے کے لئے کیا صورت اختیار کرے؟

المستفتی: شیر محمد، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوستانی عدالت میں غیر مسلم کا طلاق یا تفریق اور فسخ وغیرہ کردینا شرعی طور پر معتبر نہیں ہے، اسی طرح مسلم جج جو مسائل شرعیہ کے خلاف تفریق کردے، تو وہ بھی شرعاً معتبر نہیں ہے، لڑکی کے لئے شوہر سے تفریق شرعی حاصل کئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

قد اتفق أئمة الحنفية، والشافعية على أنه يشترط لصحة الحكم واعتباره في حقوق العباد، الدعوى الصحيحة، وأنه لا بد في ذلك من الخصومة الشرعية. (شامي، كتاب القضاء، مطلب في الحكم الفعلي، زكريا ٨/٢٣، كوئٹه ٤/٣٣٢، كراچي ٥/٣٥٤، تبيين الحقائق امداديه ملتان ٤/١٩٣، زكريا ديوبند ٥/١١٨)

اور لڑکی کے لئے جدائی اختیار کرنے میں شوہر سے تفریق حاصل کئے بغیر یا کسی شرعی محکمہ سے فیصلہ لئے بغیر کوئی راستہ نہیں ہے؛ لہٰذا اس سلسلہ میں لڑکی کسی محکمۂ شرعیہ میں اپنی شکایات پیش کردے، محکمۂ شرعیہ الحیلۃ الناجزہ کے اصول کے مطابق فیصلہ کردے گی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ ربیع اول ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۶۸۷)

کورٹ سے طلاق حاصل کرکے نکاح کرنے کا حکم

سوال [۶۰۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ منصور کی بیوی ریحانہ نے منصور سے کہا کہ میں فلانی کے گھر جا رہی ہوں، بچی کی فیس جمع کرنے کے لئے اور ایک ہفتہ کے بعد آؤں گی، ریحانہ کے شوہر منصور نے ریحانہ سے کہا کہ تم اپنی بہن کے گھر مت جانا، ریحانہ ملانی کے گھر نہ جا کر اپنی بہن کے گھر چلی گئی، ریحانہ کی بہن ریحانہ کو اور امیر حسن ایک لڑکا کو لے کر اجمیر شریف گئی اور اجمیر شریف میں ہی عدالت سے طلاق دلوا کر عدالت میں ہی امیر حسن کے ساتھ کورٹ میرج کروا دیا، ریحانہ کا کہنا ہے کہ منصور نے مجھے طلاق دیدی ہے؛ جبکہ ریحانہ کا شوہر منصور کا کہنا ہے کہ ہم نے ریحانہ کو طلاق نہیں دی ہے، ریحانہ کے قول کے مطابق کس کا قول معتبر ہوگا، عدالت سے جو طلاق لی گئی یہ طلاق شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

نیز عدالت سے ہی کورٹ میرج کروایا ہے، یہ بھی شرعاً نکاح جائز ہے یا نہیں؟ ریحانہ شوہر اول کے گھر جانا نہیں چاہتی ہے، اس کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ ہر ایک مسئلہ کا تفصیل کے ساتھ جواب دیں، ریحانہ منصور کے نکاح میں ہے یا نہیں؟ شوہر ثانی ریحانہ کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد الحفیظ خاں، پیر غیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر منصور طلاق کا منکر ہے تو ریحانہ کا قول طلاق کے بارے میں شرعاً معتبر نہیں ہے، عدالت سے جو طلاق حاصل کی گئی ہے، وہ شرعاً معتبر نہیں ہے؛ جبکہ حاکم غیر مسلم ہو۔

لم ینفذ حکم الکافر علی المسلم. (شامي، کوئٹہ ٤/٣٨٦، زکریا ٨/١٢٦)

اور امیر حسن کے ساتھ ریحانہ کا نکاح شرعاً صحیح نہیں ہوا ہے، ریحانہ شرعی طور سے منصور کی بیوی ہے، ریحانہ پر لازم ہے کہ فوراً امیر حسن سے الگ ہو جائے، امیر حسن کے ساتھ رہنا حرام کاری ہے، غضب الٰہی کا سخت خطرہ ہے۔

أما نکاح منکوحة الغیر، ومعتدته، فالدخول فیه لایوجب العدة،

إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كتاب النكاح، مطلب في النكاح الفاسد، كراچي ۱۳۲/۳، زكريا ۲۷٤/٤)

ولا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير. (خانية على الهندية، زكريا ۳٦٦/۱، جديد زكريا ديوبند ۲۲۱/۱)

لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (هندية، زكريا ۲۸۰/۱، جديد زكريا ديو بند ۳٤٦/۱)

والمحصنت من النساء عطف علىٰ أمهاتكم يعني حرمت عليكم المحصنٰت من النساء: أي ذوات الأزواج لا يحل للغير نكاحهن مالم يمت زوجها، أو يطلقها و تنقضي عدتها من الوفاة أو الطلاق. (تفسير مظهري، سورة النساء تحت رقم الآية:۲٤، زكريا ديو بند ۲۷۳/۲-۲۷٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۱۷۶)

کورٹ کی طلاق

سوال [۲۰۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیٹی فرزانہ کی شادی اطہر الاسلام (بارہ دری) کے ہمراہ ۴؍ اکتوبر کو کی اور ہم نے حسب حیثیت مال وزر دیا اور مہر ۲۵؍ ہزار روپئے طے کئے گئے، وہ اپنی بہن کے مکان میں رہتا ہے، اس نے شادی کی رات کو ہی لڑکی کو بتایا تھا کہ میں شادی کے لائق نہیں تھا، میرے بھائیوں نے زبردستی میری شادی کرادی تھیں، تمہیں مجھ سے کچھ حاصل نہ ہوگا اور وہی ہوا کہ شادی کے بعد وہ لڑنے جھگڑنے لگا، وہ کسی بھی بات کو لے کر رات رات بھر لڑتا اور وہ اپنے بہنوئی اور بھائیوں سے پٹواتا، ہم نے لوگوں کو اکٹھا کیا، ان دونوں کو سمجھا بجھا کر پھر

بھیج دیا، وہ پھر لڑتا پھر لوگ سمجھاتے پھر بھیج دیتے، چار پانچ مرتبہ ایسا ہوا ایک دن وہ خود لڑکی کو ہمارے یہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ اور اس نے آنا جانا بند کر دیا، ہم نے رشتہ داروں کے ذریعہ بات کرائی، تو اس نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں، میں اسے رکھنا نہیں چاہتا، مالک مکان لڑکے کی بہن اس کا جہیز تو رکھنا چاہتی ہے، مگر لڑکی کو گھر میں نہیں رہنے دیتی اور وہ الگ مکان بھی نہیں لیتا، لڑکی نے بتایا کہ اس کا شوہر میڈیکل انفٹ ہے؛ یعنی وہ مرد نہیں ہے، لڑکا اسے اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا کہ اس کو مہر دینے پڑیں گے، ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیا ہم اس سے مہر مانگ سکتے ہیں؟ اس صورت میں اگر ہم لڑکی کو طلاق دلا کر کسی اور جگہ شادی کرا دیں، تو کوئی گناہ تو نہیں؟ اس کا شوہر اس کو کوئی خرچ نہیں دیتا اور نہ اسے رکھنا چاہتا ہے اور نہ خود طلاق دیتا ہے، لڑکی کو ہمارے یہاں پورے تین سال ہو گئے، دونوں نے ایک دوسرے کی صورت بھی نہیں دیکھی اور نہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

برائے کرم فتوی صادر فرما دیجئے کہ ہم اس لڑکی کو آزاد کرا لیں، تو کوئی گناہ ہم پر واجب تو نہیں ہوگا لڑکی لڑکے کو نہیں چاہتی۔

المستفتی: ضمیر حسن، کہنہ مغلپورہ، نئی سڑک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عدالت مجاز سے طلاق دلانے سے طلاق نہیں ہوتی؛ لہٰذا جب تک شوہر طلاق نہ دے یا اس سے شرعی تفریق نہ کرائی جائے، دوسری جگہ لڑکی کی شادی جائز نہیں ہوگی؛ ہاں البتہ محکمۂ شرعیہ کے ذریعہ سے تفریق کرائیں گے، تو جائز ہوسکتی ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾. [النساء: ١٤١]

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم، وينفذ للمسلم على الذمي.

(شامي، كتاب القضاء، باب التحكيم، زكريا ٨/١٢٦، كراچي ٥/٤٢٨،

ایضاح النوادر۲/ ۱۵۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۹۶۱/۳۲)

مروجہ عدالت کے ذریعہ طلاق

سوال [۲۰۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ کی شادی کو کچھ عرصہ ہوگیا ہے، دونوں میاں بیوی میں نباہ نہ ہوسکا، میاں نے دوسری شادی کرلی ہے، ہندہ بھی کورٹ یعنی سرکاری عدالت کے ذریعہ طلاق لے چکی ہے، شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، تو کیا ہندہ کا نکاح دوسرے سے کردیں، جائز ہوگا یانہیں؟ مفصل جواب سے نوازیں گے۔

المستفتی: صلاح الدین، سنگھیٔ گھاٹ، پوسٹ: کنکٹا کالا، سہرسہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر شرعی عدالت سے لی ہوئی طلاق شرعاً معتبر نہیں ہے، اس سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا؛ بلکہ بدستور باقی رہتا ہے۔(مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۲۲۶/۶، جدید زکریا ۲۵۲/۶، جدید زکریا مطول ۴۸۹/۸)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾. [النساء:۱۴۱]

لم ینفذ حکم الکافر علی المسلم. (شامي، کتاب القضاء، باب التحکیم، کراچي ٤٢٨/٥، زکریا ١٢٦/٨، کوئٹه ٣٨/٤)

لہٰذا جب تک باقاعدہ تفریق شوہر سے حاصل نہ کرے گی، اس وقت تک دوسرا نکاح درست نہیں ہوسکتا۔

أما نكاح منكوحة الغير، ومعتدته، فالدخول فيه لايوجب العدة، إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كتاب النكاح، مطلب في النكاح الفاسد، زكريا ٤/٢٧٤، كراچي٣/١٣٢)

لا يجوز نكاح منكوحة الغير، ومعتدة الغير. (خانية على الهندية، زكريا قديم ١/٣٦٦، زكريا جديد١/٢٢١، هندية، زكريا قديم ١/٢٨٠، زكريا جديد ديوبند ١/٣٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶؍۲۰۴۳)

غیر مسلم عدالت کی طلاق معتبر نہیں

سوال [۶۹۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ باغ گلاب رائے کی ایک لڑکی جس کا نام نرگس ہے، شب برأت کے دوسرے دن جامع مسجد کے نیچے ٹاٹ کالونی میں اس کا میکہ ہے، دو دن کے بعد میں اچانک یہ خبر ملی کہ اس کو کوئی لڑکا بہکا کر بھگا لے گیا ہے، جو خود بھی شادی شدہ ہے اور تین بچے ہیں نہایت جواری شرابی اور بدمعاش قسم کے لوگ ہیں، اس سے پہلے تین لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکے ہیں، یہ لڑکی نرگس گھر سے ہنسی خوشی گئی تھی اور کوئی بھی رنجش نہیں تھی، ۱۳؍دن کے بعد ان دونوں کو تھانہ مغل پورہ میں لایا گیا تھا اور اس کے بعد یہ لڑکی اپنی بڑی بہن کے گھر پر ہے۔ اب اس کا شوہر اس کو اپنے گھر میں کسی بھی قیمت میں رکھنے کو تیار نہیں ہے، لڑکی کا شوہر یہ بھی کہتا ہے کہ اپنی مرضی سے گئی تھی، اپنی مرضی سے آجاتی؛ لیکن ڈر کے مارے برا حال ہے؛ لیکن میں رکھوں گا نہیں اس لڑکی نے نکاح کر لیا تھا اور عدالت سے طلاق بھی لے لی تھی، تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

المستفتی: میر صاحب، باغ گلاب رائے، نئی مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عدالتی طلاق شرعاً معتبر نہیں؛ جبکہ شوہر نے طلاق نہیں دی اور غیر مرد کے ساتھ بھاگنے کی وجہ سے آپ کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ کا نکاح شرعاً بدستور باقی ہے اورآپ کی بیوی اور بھگا کر لیجانے والا مرد دونوں سخت ترین گنہگار ہوں گے، ان دونوں کو خالص دل سے توبہ کرنا لازم ہے، آئندہ کبھی اس طرح گناہ کبیرہ کا ارادہ بھی نہ کریں اورآپ کو بیوی بنا کر رکھنے میں عدت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

والمحصنٰت من النساء عطف علیٰ أمهاتكم يعني حرمت عليكم المحصنٰت من النساء أي ذوات الأزواج لا يحل للغير نكاحهن مالم يمت زوجها، أو يطلقها وتنقضي عدتها من الوفاة أو الطلاق. (تفسيرمظهري، سورة النساء تحت رقم الآية:٢٤، زكريا ديوبند٢/٢٧٣-٢٧٤)

ولايجوز نكاح منكوحة الغير، ومعتدة الغير. (خانية على الهندية، زكريا١/٣٦٦، جديد زكريا ديوبند ١/٢٢١)

لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (هندية، زكريا١/٢٨٠، جديد زكريا ديوبند ١/٣٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶؍رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳۶۳/۲۷)

مسلمہ عورت کا غیر شرعی عدالت سے طلاق حاصل کرنا

سوال [۲۰۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسلم عورت عدالت (غیر شرعیہ) سے طلاق حاصل کرسکتی ہے؟ اور اس طرح حاصل کی گئی طلاق کو شرعی طور پر طلاق تسلیم کیا جاسکتا ہے؟

(۲) کیا عدالت (غیر شرعی عدالت) کے ذریعہ حاصل کی گئی طلاق کے بعد عورت شرعاً عدت میں بیٹھ سکتی ہے اور عدت کی مدت کا خرچ شرعاً اپنے شوہر سے طلب کرنے کی حقدار ہے؟

المستفتی: جاوید مشتاق، کٹگھر بیچ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱/۲) عدالت غیر شرعی میں غیر مسلم جج یا مسلم جج جو احکام شرعیہ کے خلاف تفریق کردیتے ہیں، اس سے شرعی طور پر کوئی طلاق یا تفریق شرعاً واقع نہیں ہوتی ہے، اور نہ اس طلاق کو شرعی طور پر تسلیم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی عورت پر عدت لازم ہوگی اور نہ ہی شوہر پر عدت کا خرچ واجب ہوگا۔ اور عورت شوہر سے عدت کا خرچ طلب کرنے کی حقدار ہرگز نہیں ہوسکتی ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتي قدیم ۲۲۶/۶، جدید زکریا ۲۵۲/۶، جدید زکریا مطول ۴۹۵/۸)

قد اتفق أئمة الحنفية، والشافعية على أنه يشترط لصحة الحكم واعتباره في حقوق العباد الدعوى الصحيحة، وأنه لا بد في ذلك من الخصومة الشرعية. (شامي، كتاب القضاء، مطلب في الحكم الفعلي، كراچي ٣٥٤/٥، زكريا ٢٣/٨، كوئٹه ٣٣٢/٤، تبيين الحقائق، زكريا ديوبند ١١٨/٥، امدايه ملتان ١٩٣/٤)

قال الله تبارك وتعالىٰ: قال الله تبارك وتعالىٰ: وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. [النساء: ١٤١]

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم. (شامي، كتاب القضاء، باب التحكيم، كراچي ٤٢٨/٥، زكريا ١٢٦/٨، كوئٹه ٣٨٦/٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۵۰/۲۵)

شوہر کی طلاق کا اعتبار ہے یا پنچایت کی؟

سوال [۶۰۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کی شادی ہوئی جب لڑکی دوسری تیسری مرتبہ سسرال گئی تو لڑکی اور اس کے شوہر کے درمیان ان بن ہوگئی، لڑکے نے غصہ کی حالت میں طلاق دیدی'' کہا جا تجھے طلاق دیدی'' تو لڑکی نے کہا کہ کیا کہہ رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ تو میرے لائق نہیں ہے، تجھے تین بار طلاق دی، یہ لڑکی کا بیان ہے لڑکی ایک سوا سال رکی رہی، اب پنچایت کے ذریعہ سے عوام کے سامنے بھی طلاق ہوگئی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شوہر کی طلاق کا اعتبار ہوگا یا پنچایت کی طلاق کا؟ لہٰذا جس کی بھی طلاق کا اعتبار ہو ایک سوا سال گذرنے کے بعد عدت کرے گی یا نہیں؟ یا وہ بغیر عدت کے دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے؟

المستفتی: محمد شاکر، بیر پور تھان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دینے میں شوہر کا اعتبار ہوتا ہے، نہ کہ پنچایت کا اور شوہر پہلے ہی تین بار طلاق دے چکا ہے اور پنچایت میں ہندی میں جو طلاق نامہ لکھا گیا ہے، اس میں بھی تین بار کا ذکر ہے؛ اس لئے طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر پر حرام ہوچکی ہے، بغیر حلالۂ شرعیہ کے دوبارہ آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہے اور چونکہ طلاق واقع ہوئے ایک سوا سال ہوگیا ہے؛ اس لئے عورت کی عدت پوری ہوچکی ہے؛ لہٰذا اگر وہ دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔

عن عائشةؓ، أن امرأة رفاعة القرظي جاءت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: يارسول الله! إن رفاعة طلقني، فبتَّ طلاقي وإني نكحت بعده عبد الرحمٰن بن زبير القرظي، وإنما معه مثل الهدبة، قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم: لعلك تريدين أن ترجعي إلي رفاعة؟ لا حتى يذوق عسيلتك وتذوقي عسيلته. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰۶۱، ف: ۵۲٦۰)

إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد زكريا ۱/۵۳۵، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، هداية اشرفي ديوبند۲/۳۹۹)

وابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق......فإن لم تعلم بالطلاق، أو الوفاة، حتى مضت مدة العدة، فقد انقضت عدتها. (هداية، اشرفي ۲/۴۲۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۱۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۶/۲۳ھ

طلاق کے بارے میں کمیٹی کا فیصلہ معتبر ہے یا نہیں؟

سوال [۶۰۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اب سے تقریباً چار سال پہلے مسمیٰ رئیس احمد کی شادی شریعت کے مطابق مسماۃ محمودہ خاتون کے ہمراہ ہوئی تھی، مسماۃ ہنسی خوشی اپنے شوہر مذکور کے یہاں تقریباً ایک سال رہی، اسی اثنا میں مسماۃ کے گھر میکہ آنے پر مسماۃ کے طلائی ونقرئی زیورات کی چوری ہوگئی، مسمیٰ رئیس احمد اپنی اہلیہ سے برابر زیورات کی مانگ کرتا رہا، مسمیٰ نے مسماۃ کو مارنا پیٹنا اور تنگ کرنا شروع کیا، مسمیٰ مسماۃ کو اپنے ہمراہ لے کر اپنی سسرال آ گیا جہاں پر مسماۃ کو کچھ دنوں کے لئے روک لیا گیا، مسمیٰ اپنے گھر چلا آیا، کچھ مدت کے بعد مسمیٰ اپنی بیوی کو لانے کے لئے سسرال پہونچا تو اس کے خسر نے لڑکی بھیجنے سے انکار کر دیا۔ اب

سے تقریباً چھ ماہ پہلے مسماۃ کے والد کی طرف سے مسلم قوم کی فلاح و بہبود کے لئے بنائی گئی ”انجمن اصلاح الانصار“ کمیٹی رجسٹرڈ قصبہ قاسم پور گڑھی ضلع بجنور میں ایک درخواست پیش کی، جس میں مسماۃ کے والد نے اپنی دختر کی طرف سے لڑکی کو تنگ کرنے کی شکایات اور لڑکی کو نہ لیجانے کے لئے کمیٹی ہذا میں پیش کی، کمیٹی کے عہدیداران نے مسمیٰ رئیس احمد کو روبرو اجلاس کمیٹی حاضر کرلیا اور دونوں فریقین کے تحریری اور زبانی بیانات لے کر مندرجہ ذیل شرائط میں پابند کرلیا۔

مسمیٰ رئیس احمد کی طرف سے کمیٹی نے اقرار لیا ہے کہ کمیٹی جو بھی حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ دے گی میں اس کا بہر صورت پابند رہوں کا اور خلاف ورزی کرنے پر روبرو برادری مجرم قرار ہونے کے ساتھ میری بیوی پر میری جانب سے تین طلاق مغلظہ پڑ جائیں گی، مسماۃ کے والد نے یہ اقرار لیا ہے کہ کمیٹی ہذا کو میری جانب سے کلی اختیار ہے کہ حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر کے ہمارے معاملات درست کرا دے، اگر میں یا میری لڑکی اس فیصلہ کی خلاف ورزی کرے گی، تو اپنے جائز زیور جو بوقت شادی لڑکی کو دیا گیا ہے، جس کا ثبوت رسید نکاح سے ثابت ہے، اس کے علاوہ مبلغ دس ہزار روپئے دینے کے علاوہ جرمانہ جو بھی کیا جائے گا خسر اپنے داماد پر کسی طرح کا کوئی مطالبہ باقی نہ رکھے، دینے کا حق دار رہے گا۔ کمیٹی نے ذیل میں فیصلہ دیا۔

مسمیٰ رئیس احمد کو اپنی بیوی مسماۃ محمودہ خاتون کے خوف کو دور کرنے کے لئے اور اپنی حق زوجیت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایک ماہ کے لئے اپنی سسرال موضع دولہاپور میں رہنا ہوگا اور مسماۃ کے والد کو مسمیٰ کے قیام کے لئے ایک بلا کرایہ کا کمرہ اپنے سے علیحدہ دینا ہوگا، اس ماہ کا پورا خرچہ مثلاً کھانے پینے کا جملہ خرچہ مسمیٰ اور مسماۃ کے رہنے کا ذمہ لینا ہوگا، جس کے لئے فی الوقت مسماۃ کے والد کو مبلغ ایک ہزار روپئے بطور خرچہ مسمی اور اپنی دختر کے لئے کمیٹی ہذا میں جمع کرنا ہوگا اور جو جائز مطالبہ زیور وغیرہ کا ان پر واجب ہے، اس میں سے بھی اس دوران کم از کم دو چیزیں تیار کرا کر دینی ہوں گی۔ اور اس فیصلہ کے مطابق رئیس احمد

اپنی سسرال میں قیام کرنے کے بعد اپنے حالات کے صحیح ہونے کی اطلاع کمیٹی میں دے کر اپنی زوجہ کو اپنے گھر سہسپور لیجا سکتے ہیں۔ مسماۃ کے والد کو کسی طرح روکنے کا حق حاصل نہ ہوگا اور مسمیٰ کا جو بھی جائز مطالبہ جورو برو کمیٹی ہو چکا ہے، مسماۃ کے والد کو ایک سال میں پورا ادا کرنا ہوگا، اگر مسمیٰ نے اس فیصلہ کی خلاف ورزی کی تو مسماۃ کا پورا جائز مہر کے ساتھ ساتھ مکمل جہیز دینا ہوگا، مسماۃ کے والد اس فیصلہ کی خلاف ورزی کریں گے، تو مہر سے معافی مبلغ دس ہزار روپئے اور مسمیٰ کو رضا مند کرنے کے لئے روپئے دینے ہوں گے۔

مندرجہ بالا فیصلہ پر عمل کرانے کے لئے کمیٹی کے دو آدمیوں کو چنا گیا، جنہوں نے مسمیٰ رئیس احمد سے یہ کہا کہ آپ موضع دولہا پور میں ہوٹل میں جا کر رہیں گے اور کسی اور جگہ نہیں جائیں گے، ہم کمیٹی والے دوپہر گیارہ بجے تک متعین جگہ پر پہونچ جائیں گے؛ لیکن کسی وجہ سے یہ کمیٹی کے آدمی نہیں پہونچ سکے؛ جبکہ مسمیٰ وقت مقررہ اور متعین جگہ پہونچ کر گیارہ بجے سے ساڑھے تین بجے تک انتظار کر کے اپنے گھر واپس چلا آیا۔

کمیٹی کے چنیدہ افراد کی کوتاہی کے سبب پندرہ دن کے بعد کمیٹی کے دوسرے منتخب کئے گئے افراد مسمیٰ کو لے کر مسمیٰ کے گھر پہونچے، مسماۃ کے والد و دیگر معزز حضرات کی سپردگی میں دے کر اور شرائط کے مطابق مسماۃ کے والد کو یہ ہدایت کر کے کہ آپ نے مسمیٰ اور مسماۃ کے رہنے کے لئے الگ کمرہ کا بندوبست کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لئے کہا تھا، تو انہوں نے جواب دیا کہ سبھی مکمل انتظام ہے، کمیٹی کے یہ چنیدہ افراد مسمیٰ کو ان کی سسرال چھوڑ کر اپنے گھر چلے آئے، مسماۃ کے والد نے مسمیٰ اور مسماۃ کو الگ الگ کمروں میں رکھا تنہا کمرہ کا بندوبست نہیں کیا، دوسری صبح مسماۃ کے والد نے مسمیٰ کو یہ تسلی دی کہ چار دن کے بعد اپنی بیوی کو لے جانا، چار دن کے بعد مسمیٰ پہنچے؛ لیکن مسماۃ کے والد نہ ملے، وہاں سے کمیٹی ہذا میں پیش ہوا اور کہا میں نے کمیٹی کی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔

تیسری بار مسمیٰ کو مسماۃ کے میکہ میں حسب شرائط ذمہ دار افراد کی ذمہ داری میں مسمی رئیس احمد کو عمل کرانے کا ذمہ دیا گیا، مسمیٰ اپنی سسرال پہونچا، شرائط کے مطابق ان کے یعنی مسمی او

رمسماۃ کے تعلق استوار کرنے کا موقع پھر سے نہیں کرایا گیا، شرائط کے مطابق عمل پیرا نہ ہونے کی اطلاع مسمیٰ رئیس احمد نے کمیٹی میں دی۔

مندرجہ بالا مسئلہ کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں مندرجہ ذیل نکات میں دینے کی زحمت گوارہ کریں،ہم بہت ہی منتظر ہیں

(۱) مندرجہ بالا مکمل تفصیلات کے مطابق کسی طرح کی طلاق پڑگئی ہے یا نہیں پڑی ہے؟

(۲) کسی بھی ازدواجی معاملات کو حل کرنے یا منسوخ کرنے کے لئے طلاق مغلظہ کی شرائط لگانا کہاں تک مناسب ہے؟

(۳) اگر کوئی عالم کسی مسمیٰ کو طلاق مغلظہ کے تحت پابند کرلیتا ہے؛ جبکہ مسمیٰ کو طلاق مغلظہ کا علم نہ ہو،تو ایسے عالم پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) اگر کوئی ذمہ دار آدمی اپنی ہٹ دھرمی سے ناانصافی کا فیصلہ کردیتا ہے،تو ایسی صورت میں گناہ کا مرتکب وہی آدمی ہوگا یا پوری کمیٹی یا پورا اجلاس؟

المستفتی: معراج عالم خزانچی انجمن اصلاح الانصار (کمیٹی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) سوال نامہ کی تفصیل سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ شوہر رئیس احمد نے اس پر عائد کردہ تمام شرائط کا احترام کرتے ہوئے ان پر پابندی کی ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں رئیس احمد کی بیوی پر کسی قسم کی کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

كما استفيد من عبارة الهداية: وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط. (هداية، كتاب الطلاق، باب الأيمان في الطلاق، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۸۵)

(۲) بیک وقت تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں، اور تین طلاق کی شرط لگانے سے شرط بھی صحیح ہوجاتی ہے؛ لیکن طلاق مغلظہ واقع ہونے کے ساتھ ساتھ شوہر سخت گناہ گار ہوجاتا ہے،اسی طرح شوہر پر تین طلاق کی شرط لگانا بھی خلاف شریعت ہے اور شرط لگانے والے گنہگار ہوں گے۔

عن محمود بن لبيد قال: أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعاً، فقام غضباناً، ثم قال: أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم حتى قام رجل وقال: يارسول الله! ألا أقتله.

(سنن النسائي، كتاب الطلاق، باب الثلاث المجموعة و ما فيه من التغليظ، النسخة الهندية ۲/۸۲، دارالسلام رقم:۳۳۹۸)

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثًا بكلمة واحدة-إلى-وقع الطلاق وكان عاصياً. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة اشرفي ديوبند ۲/۳۵۵)

وبدعي يأثم به الخ. (در مختار، كراچي۳/ ۲۳۰، زكريا ٤/۴۳۱)

أما البدعي (إلى قوله) فإذا فعل ذٰلک وقع الطلاق وكان عاصياً الخ.

(عالمگيري، زكريا۱/۳٤۹، جديد زكريا ۱/٤۱٦)

(۳) طلاق مغلظہ کے تحت شرائط متعین کرنے سے شرائط صحیح ہوجاتی ہیں؛ لیکن اس طرح طلاق مغلظہ کی شرط لگانا باعث گناہ اور معصیت ہے۔

(۴) اگر ایک شخص ناانصافی کا فیصلہ کرتا ہے، تو وہی گنہگار ہوگا اور اگر کمیٹی ناانصافی کا معاملہ کرتی ہے، تو کمیٹی کے تمام افراد گنہگار رہوں گے؛ اس لئے کہ یہ اتباع ہوی ہے، جو شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔

إن المجتهد والمقلد لا يحل لهما الحكم والإفتاء بغير الراجح؛ لأنه اتباع للهوىٰ، وهو حرام إجماعاً. (عقود رسم المفتي قديم ص: ۲۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۰۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۳/۱۴۱۳ھ

ٹیلیفون پر طلاق دینا

سوال [۲۰۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ اگر ایک ہی شہر میں فون پر طلاق دی جائے ،تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ گواہ ہونے چاہئیں یا نہیں، طلاق معتبر ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: نیاز الحسن، محلہ: دہریا، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹیلیفون پر بھی طلاق معتبر ہے؛ جبکہ اس بات میں شک نہ رہے کہ شوہر ہی طلاق دے رہا ہے، چاہے شوہر بیوی کے شہر میں رہ کر طلاق دے رہا ہو یا دوسرے شہر سے اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے گواہوں کی بھی ضرورت نہیں ہے؛ جبکہ شوہر اقرار کرتا ہو۔

عدم الشک من الزوج في الطلاق وهو شرط الحکم بوقوع الطلاق.

(بدائع الصنائع، کتاب الطلاق، فصل في الرسالة، زکریا۳/ ۱۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۶۶۰)

فون کی طلاق کا حکم

سوال [۷۰۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے موبائل فون پر زوجہ کے بھائی سے بات چیت کے دوران اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دیدیں، اس پوری بات چیت کو بعینہ موبائل میں محفوظ کرلیا گیا، بعد میں شوہر سے پوچھے جانے پر وہ کہتا ہے کہ میں نے صرف دو طلاقیں دی ہیں اور وہ اس پر مصر ہے اور جب اسے موبائل میں ریکارڈ کیا ہوا کلام سنایا گیا، تو اس نے صاف انکار کردیا کہ یہ میری آواز نہیں ہے؛ بلکہ دوسرے کی آواز ہے؛ جبکہ خود لڑکے کے باپ اور بہنوئی اس کے خلاف اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ یہ لڑکے کی ہی آواز ہے، مگر لڑکا پھر بھی

انکار کر رہا ہے اور لڑکی کے بھائی کو بھی پورا یقین ہے کہ یہ لڑکے کی ہی آواز ہے؛ کیونکہ اس نے خود بات چیت کے دوران یہ ریکارڈ کیا تھا اور لڑکے نے ریکارڈ کئے ہوئے کلام کے مطابق تین طلاقیں دی ہیں۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ آیا شوہر کی بات کا اعتبار کرتے ہوئے صرف دو ہی طلاقیں ہوں گی یا موبائل پر ہوئی بات چیت کے مطابق (جو کہ محفوظ ہے) تین طلاقیں ہوں گی؟ جبکہ لڑکی کے بھائی کو پورا یقین ہے کہ اگر شوہر کی بات کا اعتبار کرتے ہوئے (کہ اس نے صرف دو ہی طلاقیں دی ہیں) لڑکی کو رخصت کر دیا، تو آگے زن وشوہر کے مابین ہونے والے تعلقات زنا میں شمار کئے جائیں گے؟ دونوں صورتوں میں سے جو بھی صورت واقع اور حکم شرع کے موافق ہو اس کو دلیل سے واضح فرما کر ممنون ومشکور ہوں۔

المستفتی: مرغوب الرحمٰن، ساکن و پوسٹ: سمریا، ضلع چترا (جھارکھنڈ)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب موبائل فون پر شوہر کی آواز محفوظ کر لی گئی ہے اور اس کی آواز کو پہچاننے والے اس کے باپ، اس کے بھائی اور اس کے بہنوئی سب اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ یہ اسی کی آواز ہے اور تین طلاق اس میں ریکارڈ ہیں؛ اس کے باوجود اس کا دو طلاق دینے کا اقرار اور تین کا انکار معتبر نہیں اور موبائل کا ریکارڈ خود دستاویز کے طور پر اس کے خلاف ہے اور اس کے باپ اور اس کے بہنوئی سب اس کے خلاف گواہی دے رہے ہیں، تو ایسی صورت میں اس کی طرف سے تین طلاقیں معتبر ہوں گی اور بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ کے ان کے درمیان ازدواجی تعلقات جائز نہیں۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية اشرفي ديوبند۲/۳۹۹، هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم:۷۵۰۴)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم مطبوعة ديوبند ۱/ ۲۱۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۱۶۳)

فون پر طلاق دینے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۰۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ایک سال سے اپنے شوہر کی شراب کی لت اور گالی گلوج کی عادت کی وجہ سے اپنے میکہ میں رہ رہی تھی، بدھ کے دن رات میں سوا بجے میرے شوہر نے مجھے فون کر کے کہا کہ میرے جھگڑے میں چوٹ لگ گئی ہے فوراً گھر آجائیں میں اپنی والدہ سے پوچھنے لگی، تو اس نے فون پر ہی مجھے گالیاں بکنی شروع کر دیں اور کہنے لگے میں تجھے فون پر ہی طلاق دے رہا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق تین بار اس نے ایسا کہہ کر فون کاٹ دیا، اس وقت وہاں پر کچھ اور لوگ بھی موجود تھے، ان لوگوں نے بتایا کہ ہاں اس نے ہمارے سامنے ایسا کہا تھا، آپ اس کا جواب مرحمت فرمایئے مہربانی ہوگی۔

بیان گواہان: ہم لوگوں کے سامنے اور موجودگی میں خالد ولد ذوالفقار علی ساکن محلّہ بروالان کٹگھر مرادآباد نے اپنی بیوی شاہین قمر کو ٹیلیفون پر تین بار طلاق دی ہے۔

المستفتیة: شاہین قمر، محلّہ کٹگھر مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فون پر طلاق ہو جاتی ہے اور جب فون پر تین طلاق دینے کے گواہان بھی موجود ہیں اور بیوی نے اپنے کان سے سن بھی لیا ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے۔

ولـوقال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثًا. (الأشباه والنظائر قديم مطبوعه ديوبند ص: ٢١٩)

لـو كـرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شـامـي، كتـاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١، قاضي خان على هامش الهندية زكريا ١/٤٥٤)

نوٹ: گواہوں سے زبانی شہادت بھی حاصل ہوئی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۵؍صفر المظفر ۱۴۲۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ؍)	۱۵؍۲؍۱۴۲۵ھ

ٹیلیفون پر دی گئی طلاق کا شرعی حکم

سوال [۶۰۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سائلہ کی شادی ۱۹۸۰ء میں مولانا محمد احمد صاحب کے ساتھ ہوئی تھی، اس ۲۳؍سالہ ازدواجی زندگی میں دس بچے پیدا ہوئے، جن میں چھ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں، جن کی عمریں بالترتیب ۲۲؍سال ۲۰؍سال ۱۸؍سال ۱۵؍سال ۱۳؍سال ۱۰؍سال ۸؍سال ۶؍سال ۵؍سال ۳؍سال ہیں اس طویل عرصہ میں بچوں کی پیدائش اور پرورش میں سخت فطری دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا، اس کے ساتھ شوہر کی سخت مزاجی کی وجہ سے زندگی میں تلخی رہی، حقیقی خوشی نصیب نہیں ہوئی، اس کے باوجود بھی بچوں کی پرورش کی خاطر سب سخت مزاجی برداشت کرتی رہی، جب منھ کھولنے کی کوشش کی تو چھوڑ دینے کی اور سبق سکھا دینے اور گھر بھیج دینے کی دھمکی ملتی رہی، بچوں پر نصیحت کے نام پر غصہ کرنا، ۹؍فروری ۲۰۰۳؍کو میرے شوہر نے میرے بھائی کو فون پر بتایا کہ میں نے ۲۵؍نومبر ۲۰۰۲ء کو طلاق دے دی ہے اور میں مہر کا انتظام کر رہا ہوں۔ ۱۸؍اپریل ۲۰۰۳ء کو میرے بھائی رہائش علی گڑھ آئے، مولانا سے بات کرنے کی کوشش کی؛ لیکن میرے شوہر کسی طرح اس مسئلہ پر بات کرنے کو راضی نہ ہوئے۔ اس دس ماہ

میں نہ بچوں کی کفالت کی ہے، نہ میری طرف کوئی توجہ کی ہے، ایسی حالت میں کیا طلاق ہوجائے گی اوران بچوں کا کیا ہوگا؟ اگر طلاق واقع ہوگئی، تو مہر اور دوران عدت کے مصارف اوربچوں کی گذر بسر کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: تبسم، آفتاب منزل شمشاد مارکیٹ، علی گڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ کے شوہر نے ٹیلیفون پر طلاق کی اطلاع دی اور بعد میں اس کا اقرار بھی کیا ہے، تو شوہر نے جتنی طلاقیں دیں اتنی ہی واقع ہوگئی ہیں، اس سوال نامہ میں طلاق کی تعداد اورنوعیت کے بارے میں کوئی صراحت نہیں ہے، شوہر سے معلوم کیا جائے کہ کتنی طلاقیں دی ہیں، اگر وہ تین طلاق کا اقرار کرے تو تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اورآپ اپنے شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہیں۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا اور اگر تین طلاق نہیں دی ہے؛ بلکہ ایک یا دو طلاق دی ہے، تو طلاق رجعی واقع ہوگئی؛ لیکن سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس طلاق کے بعد دونوں کے درمیان آپس میں ملاقات نہیں ہوئی اورتین ماہواری گذرنے تک دونوں الگ رہے ہیں، تو ایسی صورت میں عدت بھی گذر گئی۔ اوراب اگر شوہر بیوی بنانا چاہے تو بغیر حلالہ کے نکاح کرکے رکھ سکتا ہے، تو طلاق کی کون سی صورت پیش آئی ہے، اس بارے میں شوہر سے وضاحت طلب کی جائے، شوہر جس قسم کی طلاق کا اقرار کرے گا، اسی طرح کی طلاق واقع ہوگی، یہ بات یاد رکھیں کہ اگر تین طلاق کا اقرار کرتا ہے، تو بغیر حلالہ کے ساتھ رہنے کی کوئی صورت نہیں اور بچوں کی پرورش کا خرچہ باپ کے اوپر لازم ہے اور بالغ لڑکیوں کی شادی کا ذمہ دار بھی باپ ہی ہوگا اور اگر آپ شوہر کی اجازت سے میکہ گئی ہیں، تو عدت کا خرچہ بھی شوہر پر لازم ہے اوراس خرچہ کی مقدار آپس کی بات چیت سے طے کی جائے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیري، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، زکریا ۱/۴۷۳، جدید زکریا دیوبند ۱/۵۳۵، تاتارخانیة، زکریا دیوبند ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۴، هدایة اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹)

نفقة الأولاد الصغار على الأب لايشاركه فيها أحد. كما لا يشاركه في نفقة الزوجة الخ. (هدایة ثاني، اشرفي دیوبند ٤٤٤)

وإذا طلق الرجل امرأته، فلها النفقة، والسكنىٰ في عدتها رجعياً كان، أو بائناً. (هدايه ثاني، اشرفي ديوبند ٤٤٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍شوال المکرم ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۷۸/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۱۱/۳ھ

طلاق کے معنی جانے بغیر طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۰۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین مرتبہ طلاق دیدی، مجھے طلاق کے معنی وغیرہ کا پتہ نہیں تھا، تو ایسی صورت میں بھی طلاق ہوجاتی یا نہیں؟ اور اگر اب ساتھ رہنا چاہیں تو کیا شکل ہوگی؟

المستفتی: ندیم انور، محلّہ: خلو چار مینار والی مسجد لالباغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔ اب اگر رکھنا چاہے تو شرعی حلالہ لازم ہوگا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ بیوی کو تین مرتبہ ماہواری ہوجانے کے بعد وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے ہمبستر ہوجائے، اس کے بعد وہ مرد اپنی مرضی سے طلاق دے دے، تو پھر تین ماہواری گذرنے کے بعد آپ نکاح کرسکتے ہیں۔

عن عائشةؓ، أن امرأة رفاعة القرظي جاء ت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: يارسول الله! إن رفاعة طلقني، فبت طلاقي وإني نكحت بعده عبد الرحمٰن بن الزبير القرظي، وإنما معه مثل الهدبة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعلك أن تريدين أن ترجعي إلي رفاعة؟ لا حتى يذوق عسيلتك وتذوقي عسيلته. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث ۲/۷۹۱، رقم:٥٠٦١، ف:٥٢٦٠)

إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگيري، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، زكريا قديم ۱/٤٧٣، جديد زكريا ديوبند ۱/٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ديوبند ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٤، هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة اشرفي ديوبند۲/۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۴۰/۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۳/۱ھ

(۲) باب إباحة الطلاق

شرعاً طلاق کب دے سکتے ہیں؟

سوال [۲۰۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح آج سے آٹھ سال قبل ایک طلاق شدہ عورت سے ہوا تھا، اس کا دماغی توازن درست نہیں ہے، میں نے ہر ممکن کوشش کرلی، میرے گھر دو ماہ رہتی ہے اور میکہ میں دس ماہ رہتی ہے، کیا میں اس کو آزاد کرسکتا ہوں شریعت کی روشنی میں؟ اور دوسرا نکاح کرسکتا ہوں؛ کیونکہ میری آمدنی اتنی نہیں ہے کہ ایک وقت میں دو بیویوں کے حقوق ادا کرسکوں۔

المستفتی: شاہ عالم، ٹانڈہ، کاشی پور، اودھم سنگھ نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا وجہ شرعی عورت کو طلاق دے کر تکلیف دینا موجب گناہ ہے، اگر واقعۃً اس کا دماغی توازن درست نہیں ہے اور اس سے کچھ اولاد بھی حاصل ہوچکی، تو بجائے طلاق کے آپ اس کا علاج کرا کے اس کے مرض کو دور کرنے کی کوشش کریں؛ لیکن اگر دماغی توازن میں کمی کے باوجود وہ آپ کے حقوق ادا کرسکتی ہے اور آپ کے ساتھ رہتی ہے، تو آپ کو طلاق نہیں دینا چاہئے، ہاں اگر آپ کے حقوق ادا نہ کر کے ضد میں زیادہ وقت میکہ میں گزارتی ہے، جیسا کہ سوال نامہ میں صراحت ہے، تو چونکہ یہ آپ کی نافرمان ہے؛ اس لئے آپ کو طلاق دینے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاوی رحیمیہ قدیم ۱۴۰/۳، جدید زکریا ۲۵۷/۸، فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۶۶/۱۲، فتاوی دارالعلوم ۴۱۵/۸)

ویجب (أي الطلاق) لو فات الإمساک بمعروف. (در مختار علی الشامي، کتاب الطلاق، کراچي ۲۲۹/۳، زکریا ۴۲۹/۴)

ویکون واجباً إذا فات الإمساک بالمعروف کما في امرأة المجبوب والعنین بعد الطلب، ولذا قالوا: إذا فاته الإمساک بالمعروف ناب القاضي منابه، فوجب التسریح بالإحسان. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۳۷، زکریا۳/٤١٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ٦٥٦٥)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۴/۲ھ

شرعاً طلاق دینا کب جائز ہے؟

سوال [٦٠٢٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ۱۹۸۲ء میں راجستھان کے ایک قصبہ میں تیسرا نکاح کیا ۱۹۸۹ء تک زندگی اچھی گذری ۱۹۹۰ء میں میری بیوی جو (بی اے) پاس ہے، اپنے میکہ گئی، واپسی میں دلی میں کسی کے یہاں رک گئی، میں بہت پریشان ہوا، دوڑ کر سسرال گیا، وہاں سے سالا آیا اور بیوی کو کھوج کر میرے پاس پہونچادیا۔ ۱۹۹۱ء تک رہی میں نے خوشی خوشی اپنی بیوی کو میکہ کے لئے سوار کرادیا، وہاں جاکر بیوی نے جھوٹ اور من گھڑت کہانی بنا کر خاندانی عدالت میں میرے خلاف مقدمہ درج کرادیا، عدالت سے تین سو روپیہ نان ونفقہ طے ہوا، وہیں بھیجتا رہا، تقریباً ڈیڑھ سال ہم نے خط وکتابت کیا، بیوی کے بھائیوں نے کہا کہ آپ یہ لکھ دیں کہ ان کو لے جاکر مار پیٹ نہیں کروں گا، نہ کچھ لکھواؤں گا، میں تیار ہوگیا؛ کیونکہ مار پیٹ گالی گلوج کرنا میری عادت نہیں، مگر میری بیوی کے چچازاد بھائی جو وکیل ہیں مجھ سے لمبے چوڑے ٹائپ شدہ اسٹامپ پر دستخط دھوکہ دے کر اور دباؤ ڈال کر کرائے، جس کو اس نے بیان حلفی کی شکل دلوائی، اس اسٹامپ میں مجھے قانونی طور پر باندھنے کی کوشش کی گئی تھی، میری بیوی کے بھائیوں نے میری بیوی کو ساتھ بھیج دیا، مگر مجھ پر پابندی لگادی کہ آئندہ ہمارے گھر پر قدم نہ رکھیں۔

میں ۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۲ء کے بعد اپنی سسرال نہیں جاسکا؛ چونکہ پابندی لگا دی تھی اور نہ ہی کوئی خط وکتابت ہے، یہاں تک کہ مرنے جینے اور غم میں بھی شرکت ناممکن ہے۔

اسی دوران پچھلے ایک سال سے میری بیوی کو ایسی بیماری ہے کہ ہمبستری کے لائق نہیں، علی گڑھ، مرادآباد علاج بھی ہوا، مگر بیوی نے مستقل لگ کر علاج نہیں کرایا اس کی وجہ وہی جانتی ہوں گی، پچھلے ایک سال میں ہم دونوں نے ایک بار ہمبستری کی وہ بھی نامکمل رہا، پیشاب کے راستے میں کوئی خاص خرابی ہے، اسی چپقلش میں ہم لوگ زندگی گزار رہے ہیں، بیوی نے مزید علاج کرانے کو منع کر دیا ہے، مجھے جب نفسانی خواہش ہوتی ہے، تو بیوی سے کہتا ہوں، وہ کہتی ہیں میں کیا کروں، آپ مجھے طلاق دے دیجئے اور نکاح کر لیجئے، پچھلے سال میں کم از کم دوبار طلاق کی نوبت بھی آئی؛ لیکن بات رفع دفع ہوگئی، برائے مہربانی یہ بتلائے کہ مجھے مہر کتنا ادا کرنا ہے؟ شادی سے پہلے پنچ لوگوں نے گیارہ ہزار مہر طے کئے تھے، شادی کے دن نکاح سے ایک گھنٹہ پہلے پندرہ ہزار مہر طے کئے، نکاح کے وقت قاضی اور گواہان اکیس ہزار مہر طے کر کے لائے؛ لیکن جب مجھے نکاح کی رسید دی گئی، تو پچیس ہزار مہر لکھے تھے، اس میں آدھے مؤجل اور آدھے معجّل ہیں، یہ بھی فرمائیں کہ عدت کا خرچ کتنے دن کا اور کتنا دینا ہے۔

بیوی کا بیان: محترم جناب مفتی صاحب، میرے شوہر جناب اظہار الحسن صاحب نے جو لکھا ہے ہم دونوں کے باہمی مشورہ سے لکھا گیا ہے صحیح ہے، برائے مہربانی جلد جواب ارسال کیجئے گا، نوازش ہوگی۔

المستفتیہ: ناصرہ خاتون، عرف سلمٰی بانو زوجہ اظہار الحسن، سیدی سرائے، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بہتر شکل تو یہ ہے کہ آپ اسی بیوی کے ساتھ نبھاؤ کریں، طلاق نہ دیں؛ لیکن اگر نبھاؤ نہیں ہو رہا ہے، حقوق زوجیت ادا نہیں ہو رہے ہیں، تو آپ کو

طلاق دینے کا حق ہے، قاضی اور گواہوں کی موجودگی میں نکاح کے وقت جو اکیس ہزار روپیہ مہر طے کیا گیا تھا وہی دینا لازم ہوگا، اس کے علاوہ کا اعتبار نہ ہوگا

أو الأكثر منها إن سماه، والمتبادر التسمية وقت العقد. (شامي، كتاب النكاح، باب المهر، كراچي ۳/۱۰۴، زكريا ٤/٢٣٥)

مطلقہ بیوی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری عدت کے گزارنے اور ختم ہونے تک ہے، اگر حائضہ ہے تو تین حیض آنے تک اور اگر بیوی کو حیض نہیں آتا، تو طلاق کے بعد تین ماہ مکمل ہونے تک ہے۔

وتلزمهٔ النفقة حتى تحيض ثلاثاً، أو تبلغ سن اليأس، وتمضي بعدهٔ ثلاثة أشهر. (شامي، كتاب الطلاق، باب النفقة، كراچي ۳/۶۱۰، زكريا ۵/۳۳٤)

نان ونفقہ کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے؛ بلکہ آپ کی آمدنی کی جو حیثیت ہے، اس کے اعتبار سے نہ آپ پر زور پڑے اور نہ اس کے خرچہ میں دقت پیش آئے اور اس درمیان میں صرف کھانے کا خرچہ دیا جائے گا، کپڑا بیماری وغیرہ کا خرچہ نہیں دیا جائے گا۔

ويعتبر في هذه النفقة ما يكفيها وهو الوسط من الكفاية وهي غير مقدرة؛ لأن هذه النفقة نظير نفقة النكاح، فيعتبر فيها ما يعتبر في نفقة النكاح. (هندية، زكريا ۱/۵۵۸، جديد زكريا ديوبند ۱/۶۰۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۵۶۶/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۲/۳ھ

عدم نبھاؤ کی شکل میں طلاق کا طریقہ

سوال [۶۰۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جلیس نامی شخص کی شادی اب سے تقریباً تین ماہ قبل بڑے اہتمام کے

ساتھ ہوئی، لڑکی بھی پہلی بار دو تین روز اپنی سسرال میں رہی، لڑکی کے جانے کے بعد اگلے روز جلیس جو اس لڑکی کا شوہر ہے، اس کی طبیعت کی عجیب وغریب کیفیت ہوگئی، مثلاً دل کا بے انتہا دھڑکنا اور ادھر اُدھر کے عجیب وغریب خیالات کا پیدا ہونا اور بڑبڑانا، مثلاً ''شہناز کو ہم تیرے پاس نہیں چھوڑیں گے، اس کو طلاق دیدیں؛ کیونکہ وہ میری بیوی ہے ورنہ تجھ کو ماردیں گے'' جلیس یہ گفتگو اس وقت کرتا تھا؛ جبکہ اس کے اوپر دورہ پڑتا تھا، جلیس کی اس گفتگو کو یہ سمجھ کر کہ شاید ذہنی ٹینشن کا شکار ہو، جس کی وجہ سے اس طرح بڑبڑا رہا ہے، دل ودماغ کے اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کو دکھلایا گیا؛ لیکن ڈاکٹروں کی رپورٹ کے مطابق سب کچھ نارمل اور صحیح نکلا؛ لیکن طبیعت صحیح ہونے کے بجائے مزید بگڑتی ہی گئی، مثلاً کمر میں بے حد درد کا ہونا اور ایسا محسوس ہونا کہ شاید کوئی کمر توڑ رہا ہو، لیٹرین میں نہایت تکلیف کے ساتھ خون کا آنا، بار بار گھر چھوڑ کر پاگلوں کی حالت میں کئی کئی روز کے لئے گھر سے باہر بھاگ جانا وغیرہ؛ اس لئے ڈاکٹروں کو دکھلانے کے بعد عاملوں کو دکھایا گیا، عاملوں میں بھی ان عاملوں کو جو پیشہ ور نہیں؛ بلکہ اپنے فن کے ماہر ہیں اور لوجہ اللہ کام کرتے ہیں، مثلاً لکھنؤ، دیوبند، مرادآباد، چاندپور اور اس کے علاوہ دیگر متعدد مقامات پر دکھلایا، وقتی طور پر کچھ فائدہ ہوا، اس کے بعد مزید تکلیف دہ دورہ پڑنے شروع ہوجاتے، تقریباً زیادہ تر عاملوں نے اپنے علاج کی مدت پوری کرنے کے بعد اور مرض قابو میں نہ آنے کے بعد یہی بات کہی کہ ہمارے مؤکل نے یہ بات کہی ہے کہ ''جو جن جلیس پر سوار ہے، اس کا یہ کہنا ہے کہ جلیس شہناز کو طلاق دےدے، ہم سلیمان علیہ السلام کی قسم کھاتے ہیں کہ جلیس سے ہم کچھ نہیں کہیں گے، ورنہ ہم اس کو ختم کردیں گے'' اور عاملوں نے یہ بات بھی کہی کہ ''جلیس پر عامل جن ہے، جب جب علاج ہوتا ہے وہ اس کی کاٹ کردیتا ہے''

واضح رہے کہ جلیس کے گھر والوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ شہناز کو طلاق دلوانا ہے؛ بلکہ یہی کوشش کی کہ گھر آباد ہوجائے، اور جلیس کی طبیعت صحیح ہوجائے اور لڑکی کو بلوالیا جائے؛ لیکن کوئی تدبیر بھی کارگر اور مفید ثابت نہیں ہوئی؛ بلکہ تکلیف اور پریشانی بڑھتی ہی گئی؛ اس

لئے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا مجبوری کی حالت میں جلیس کا اپنی بیوی شہناز کوطلاق دینا جائز ہے کہ نہیں؟

المستفتی: عبدالغفار،سوار رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: میاں بیوی میں اگر نباہ نہ ہوسکے، تو شرعاً طلاق دینے کی گنجائش ہے؛ لیکن اس بات کا خیال ضرور رہے کہ تین طلاق ہرگز نہ دے؛ بلکہ ضرورت کی وجہ سے صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دے؛ اس لئے کہ ایک طلاق سے بھی بیوی کو آزادی مل جاتی ہے، عدت گزرنے کے بعد جہاں چاہے وہاں نکاح کرسکتی ہے اور یہ بھی گنجائش باقی رہتی ہے کہ سابقہ شوہر سے بھی نکاح ہو جائے۔

وأما وصفهٔ فهو أنه محظور نظراً إلى الأصل، و مباح نظراً إلى الحاجة، كذا في الكافي. (عالمگیري، كتاب الطلاق، الفصل الاول، زكريا ۱/ ۳٤۸، جديد زكريا ديوبند ۱/ ٤۱٥)

وأما الطلاق: فإن الأصل فيه الحظر بمعنىٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه، وهو معنىٰ قولهم: الأصل فيه الحظر والإباحة للحاجة إلى الخلاص. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب طلاق الدور، زكريا ديوبند ٤/ ٤۲۸، كراچي۳/ ۲۲۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۷/ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۰۳۰)	۱۴۲۷/۶/۷ھ

نبھاؤ کی شکل مشکل ہو تو علیحدگی حاصل کرلیں

سوال [۶۰۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زوجین میں نااتفاقی کی وجہ سے اختلاف ہوتا رہتا ہے حتی کہ مار پیٹ بھی ہوگئی، اب

بیوی اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کر رہی ہے اور طلاق بھی مانگ رہی ہے اور شوہر طلاق دینے سے انکار کر رہا ہے؛ حالانکہ مہر کی بھی ادائیگی ہو چکی ہے؛ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ وضاحت کریں کہ طلاق کی کیا صورت ہوگی، اور مہر کا کیا مسئلہ ہوگا؟

المستفتی: ممتاز حسین، چوراہا جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اولاً میاں بیوی میں نبھاؤ کی شکل نکالنے کی کوشش کریں، اگر نبھاؤ کی کوئی شکل نہ نکل سکے تو معتبر لوگوں کو بیچ میں ڈال کر اچھے انداز سے علیحدگی کی شکل اختیار کرلیں، اگر طلاق دیں تو صرف ایک طلاق دیں تین طلاق نہ دیں، ایک طلاق کے بعد جب عدت پوری ہوجائے گی، تو عورت خود بخود آزاد ہوجائے گی اور جہاں چاہے دوسرا نکاح کرسکتی ہے، آپس کی رضامندی سے پہلے شوہر سے بھی دوبارہ نکاح کرسکتی ہے اور اگر شوہر طلاق سے انکار کرے اور نباہ کی گنجائش نہ ہو تو مالی فدیہ دے کر خلع حاصل کرلیں۔

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ما يستحب من طلاق و كيف هو؟ مؤسسة علوم القرآن بيروت ٥١٢/٩، رقم: ١٨٠٤٠، مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب وجه الطلاق وهو طلاق العدة و السنة، المجلس العلمي بيروت ٣٠٢/٦، رقم: ١٠٩٢٦)

الأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها حتى تنقضي عدتها. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، ٣٥٤/٢، هندية، زكريا ٣٤٨/١)

طلقة رجعية فقط في طهر لا وطء فيه، وتركها حتى تمضي عدتها أحسن. (در مختار مع الشامي، كراچي ٢٣١/٣، زكريا ٤٣٢/٤)

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ. الآیة
[البقرة:۲۲۹]

وإن تشاقا الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله فلابأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها. (هداية، اشرفي ديوبند۲/ ۴۰۴، هندية، زكريا ۱/ ۴۸۸، جديد زكريا ديوبند ۱/ ۵۴۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۰۴/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۴/۱۰ھ

والدین کے ساتھ مار پیٹ کرنے والی لڑکی کو طلاق دینا کیسا ہے؟

سوال [۲۰۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی منکوحہ لڑکی اپنے باپ کو مار لگاتی ہو، تو اس لڑکی کے لئے شرعی سزا کیا ہے، اس کا یہ فعل بیجا دیگر تمام مذاہب کے نزدیک بھی قابل جرم ہے، اور پھر مذہب اسلام میں تو شرعی سزا بھی؟

(۲) اگر اس کا شوہر اس فعل بیجا سے نفرت کر کے طلاق دے دے تو کیا حکم ہے علماء دین کا؛ کیونکہ کوئی شریف آدمی یا تعلیم یافتہ مسلم گھرانا اسے رکھنا قطعی پسند نہیں کرتا۔

(۳) اگر ایسی لڑکی کسی اولاد کی تربیت کرے، تو وہ بھی غلط ہوگا؛ کیونکہ اپنی اولاد کو بھی یہی سکھائے گی، تو وہ بھی اپنے باپ کو مارے گا، گولی، بارود کی تعلیم وتربیت دے گی، کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟

المستفتی: محمد عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) ماں باپ کی عزت کرنا اولاد پر فرض ہے، ان کو

مارنا تو درکنار ان کے ساتھ بدتمیزی اور بدکلامی بھی گناہ کبیرہ کا باعث ہے۔ احادیث میں اس کی سخت وعید آئی ہے، ایسی لڑکی سخت گنہگار ہے؛ تاوقتیکہ وہ اپنے والد سے معافی نہ مانگ لے، سلطنت اسلامی ہوتی تو حاکم وقت ایسی لڑکی کو تعزیراً سخت سزا دیتا۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۱۲/۲۶۴)

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه قال: قال رسول الله صلى عليه وسلم: ألا أحدثكم بأكبر الكبائر؟ قالوا: بلىٰ يا رسول الله! قال: الإشراک بالله وعقوق الوالدين الخ. (ترمذي شريف، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في الوالدين، النسخة الهندية ۲/ ۱۲، دارالسلام رقم: ۱۹۰۱)

وعن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من الكبائر أن يشتم الرجل والديه. (ترمذي شريف، النسخة الهندية ۲/ ۱۲، دارالسلام رقم: ۱۹۰۲)

(۲) ایسی لڑکی کے ساتھ زندگی گذارنا مشکل ہو اور آپسی تعلقات میں رنجش آ گئی ہو، تو اس کو طلاق دینا مباح ہے؛ لیکن اس کو طلاق دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ صرف ایک طلاق دے دے کہ اگر دوران عدت وہ اپنے گناہ پر نادم ہو کر توبہ کر لیتی ہے تو رجوع کرنے کا حق باقی رہے۔

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ما يستحب من طلاق و كيف هو؟ جديد مؤسسة علوم القرآن بيروت ۹/ ۵۱۲، رقم: ۱۸۰۴۰، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي بيروت ۶/ ۳۰۲، رقم: ۱۰۹۲۶)

أحسن الطلاق في ذوات القرء أن يطلقها طلقة واحدة رجعية في طهر لا جماع فيه ولا طلاق ولا في حيضة طلاق ولا جماع ويتركها حتى تنقضي عدتها ثلاث حيضات. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، زكريا ۳/ ۱۴۰)

فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها حتى تنقضي عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۵۴)

أما الأحسن: أن يطلقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تنقضي العدة. وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ديوبند٤ /٣٧٨، رقم:٦٤٧٢)

(۳) اگراولادکوایسی عورت کی تربیت میں دینے سے ان کے مذہب یا اخلاق پر اثر پڑ سکتا ہو، توان کواس عورت کی تربیت میں نہ دے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۱۱/۱۰۷)

إن الحاضنة إن كانت فاسقة فسقاً يلزم منه ضياع الولد عندها سقط حقها.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الحضانة، زكريا ٥ /٢٥٤، كراچي ٣/ ٥٥٧، البحرالرائق، كوئٹه ٤ /١٦٧، زكريا ٤ /٢٨٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	**الجواب صحیح:**
۱۳؍رجب المرجب ۱۴۱۷ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۹۴۶)	۱۳/۷/۱۴۱۷ھ

کیا پاگل بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں؟

سوال [۶۰۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی محمد طاہر کی کچھ عرصہ پہلے شادی ہوئی تھی، کچھ وقت بعد پتہ چلا کہ وہ ذہنی طور سے پاگل ہے، علاج وغیرہ کرایا گیا، کچھ خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا، اب وہ اپنے گھر میکہ میں رہ رہی ہے، میرا بھائی اس کو طلاق دینا چاہتا ہے، کیا ایسے میں طلاق دی جا سکتی ہے؟

المستفتی: غلام محمد، بارہ دری، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اس بات کا قوی امکان ہے کہ ذہنی طور پر بیوی کے پاگل ہونے کی وجہ سے شوہر کا اپنی اہلیہ کے ساتھ رہنا انتہائی مشکل ہے۔ نیز ان حالات میں صحیح طور پر جانبین سے حقوق زوجیت کی ادائیگی بھی نہیں ہو سکتی ہے، تو ایسی صورت میں شوہر

محمد طاہر کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کردے، تاکہ مزید اختلاف وانتشار پیدا نہ ہو۔

ومنها أي من محاسنه جعله بيد الرجال دون النساء لاختصاصهن بنقصان العقل وغلبة الهوىٰ ونقصان الدين. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في طلاق الدور، كراچي ٣/ ٢٢٩، زكريا٤/ ٤٢٩)

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنىٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه......وإن أراد الخلاص عند الحاجة إليه فهو المطلوب. (در مختار مع الشامي، كراچي٣/ ٢٢٨، زكريا ٤/ ٤٢٨)

إذا طلق المخاطب المكلف امرأته وقع الطلاق كالعاقل البالغ.
(تاتار خانية ٤/ ٣٩٢، رقم: ٦٥٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۸؍محرم الحرام ۱۴۳۳ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۵۷۶)	۱۴۳۳/۱/۸ھ

بے نمازی بیوی کو طلاق دینا

سوال [۷۰۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی شخص کی بیوی ہے اور وہ نماز ادا نہیں کرتی یعنی نماز کی پابند نہیں، تو کیا اس کو طلاق دے سکتے ہیں اور اس کو اس حالت میں طلاق دینا ثواب کی چیز ہے؟ یعنی اس کو طلاق دے دیں تو بہت ثواب ملے گا؟

المستفتی: پیش امام، جامع مسجد، مدھیہ پردیش

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بے نمازی بیوی کو اولاً سمجھائے اور اس کو نماز نہ پڑھنے پر تنبیہ کرے، اگر سمجھانے سے بھی راہ راست پر نہ آئے، تو بھی اسے طلاق دینا ضروری نہیں

ہے؛ البتہ اگر بلا زوجہ صبر کرسکتا ہے اور ادائے مہر کی بھی قدرت ہے، تو بہتر ہے کہ طلاق دیدے، ورنہ طلاق نہ دے، فقہاء نے وجوب کی نفی فرمائی ہے۔

لايجب على الزوج تطليق الفاجرة. (شامي، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء، زكريا ٩/ ٦١١، كراچي ٦/ ٤٢٧)

إذا اعتادت الزوجة الفسق عليه الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر والضرب فيما يجوز فيه، فإن لم تنزجر لا يجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد أدى حقه والإثم عليه، هذا مااقتضاه الشرع، وأما مقتضي غاية التقوىٰ، فهو أن يطلقها؛ لكن جواز الطلاق إنما هو إذا قدر على أداء المهر وإلا فلا يطلقها. (نفع المفتي و السائل ص:١١٨)

نیز اگر بے نمازی بیوی سے اولاد موجود ہے، تو اس کو طلاق دینا بہتر نہیں ہے؛ اس لئے کہ طلاق فی نفسہ امر مبغوض بھی ہے۔

عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه قال: أبغض الحلال إلى الله الطلاق. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق، باب كراهية الطلاق، النسخة الهندية ١/ ٢٩٦، دارالسلام رقم:٢١٧٨، سنن ابن ماجه، أبواب الطلاق، النسخة الهندية ص:١٤٥، دارالسلام رقم:٢٠١٨، مشكوة ٢٨٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۵؍شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍ ۳۵۵۱)	۱۴۱۴/۸/۶ھ

حقوق زوجیت ادا نہ کرنے والی عورت سے نبھاؤ

سوال [۲۰۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک لڑکے نے شادی کی، جب وہ اپنی بیوی سے ملنے کے لئے گیا، تو لڑکی نے رونا چلانا اور شوہر سے جھگڑنا شروع کردیا۔

الغرض شوہر اپنی مرضی سے اپنی خواہش پوری کرنے سے عاجز ہے، نیز جب چاہتی ہے بلا اجازت شوہر میکہ چلی جاتی ہے اور جب چاہتی ہے کسی کو اطلاع دیئے بغیر واپس آجاتی ہے، تو کیا ایسی صورت حال میں لڑکی کو طلاق دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر کیا صورت اختیار کریں؟

المستفتی: محمد موسیٰ، محلّہ: قریشی امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرعاً ایسی عورت ناشزہ اور نافرمان ہے، اس کو سمجھایا جائے اور زوجین کے حقوق کیا ہیں اس سے مطلع کیا جائے، تاکہ کسی طرح نبھاؤ ہوجائے، پھر بھی اگر یکجا بود و باش اور باہمی اتحاد کی کوئی شکل نہ نکلے تو مرد بیوی کو طلاق دے سکتا ہے، اس معاملہ میں اس کے ذمہ کچھ گناہ نہیں؛ بلکہ یہی شکل بہتر ہے، مگر تین طلاق نہ دے؛ بلکہ ایک دے دے، تین دینا گناہ ہے ورنہ بعد میں پریشانی بھی ہوتی ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۴۰۷، ایضاً ۹/۳۴۶)

إذا وقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلهما ليصلحوا بينهما، فإن لم يصطلحا جاز الطلاق، والخلع. (شامي، كتاب الطلاق، باب الخلع، زكريا ديوبند٥/٨٧، كراچي٣/٤٤١)

وطلاق البدعة: أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدةٍ–إلى–وقع الطلاق وكان عاصياً. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٥)

وفي شرح الطحاوي: إذا وقع بينهما اختلاف فالسنة أن يجتمع أهل الرجل والمرأة ليصلحا بينهما، فإن لم يصلحا جازله الطلاق والخلع. (مجمع الأنهر قديم ١/٤٤٦، جديد دارالكتب العلمية ديوبند٢/١٠٢، تاتارخانية، زكريا٥/٥، رقم:٨٠٧٢)

عن أبي هريرةؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا دعا الرجل

امرأته إلى فراشه فأبت فبات غضبان لعنتها الملائكة حتى تصبح. (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم آمين والملائكة في السماء آمين، النسخة الهندية ١/ ٤٥٩، رقم:٣١٣٣، ف: ٣٢٣٧، مشكوة شريف ص: ٢٨٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

كتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۲۳۶/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۶/۹ھ

بیوی پسند نہ آنے پر طلاق

سوال [۶۰۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو اپنی بیوی پسند نہیں ہے، اسی وجہ سے دونوں کے درمیان بہت زیادہ نا اتفاقی بھی رہتی ہے، زید اسی بناء پر اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے، تو کیا شریعت میں مذکورہ وجہ کی بناء پر زید کو طلاق دینے کی اجازت ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد الجبار، دیوریا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے یا بیوی پسند نہ آنے کی وجہ سے بیوی کا حق ادا نہیں ہورہا ہے اور آئندہ بھی حالات بہتر ہونے کی صورت نظر نہیں آرہی ہے، تو ایسے حالات میں اس کے زیورات، مہر، سامان جہیز سب چیز دے کر عزت کے ساتھ ایک طلاق دے کر الگ کردینے کی گنجائش ہے تاکہ عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہو اور عدت کے بعد نکاح کی گنجائش ہو اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو لڑکی بھی کسی دوسری جگہ نکاح کر کے باعصمت زندگی گذار سکے۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وَبُعُولَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا اِصْلَاحًا. الآية [سورة البقرة: ٢٢٨]

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن بيروت ۹/۵۱۲، رقم: ۱۸۰۴۰، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي بيروت ٦/٣٠٢، رقم: ١٠٩٢٦)

أما الأحسن: أن يطلقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تنقضي العدة، وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم. (تاتارخانية، زكريا ٤/٣٧٨، رقم: ٦٤٧٢، هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍۵۵۷۸)

بدفعلی کے شبہ پر طلاق

سوال [۶۰۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی گونگی بہری ہے نہ سن سکتی ہے نہ بول سکتی ہے وہ غصہ میں گھر سے چلی گئی، ہم نے اس کو بہت تلاش کیا، تلاش کرنے پر ۲۲؍روز میں پتہ چلا ہم وہاں گئے، وہ وہاں پر تھی، انہوں نے بتایا کہ ۲۲؍روز سے ہمارے گھر پر ہے، ہم نے اس کو اپنی لڑکی بنا کر رکھا ہے اوران کے لڑکے نے بتایا کہ ہم نے اس کو اپنی بہن بنالیا ہے، ہم اس کو اپنے گھر لے آئے، صبح ۹؍بجے کے قریب گھر سے نکلی تھی، اور دوپہر ۳؍بجے وہاں پہونچ گئی اور میں امامت کرتا ہوں۔ تو اب آپ بتائیں کہ میں امامت کروں یا نہ کروں؟ اس کو رکھوں یا نہ رکھوں؟ نا تو وہ کسی کے ساتھ گئی تھی، نہ وہ بدچلن ہے، نہ اور کوئی بات ہے، بس ایسے لوگوں کو غصہ زیادہ ہوتا ہے، وہ غصہ میں چلی گئی، جس دن گھر سے گئی اسی دن وہاں پہونچ گئی تھی، اسکے پاس دو

بچے ہیں، ایک لڑکا ایک لڑکی، چھوٹے لڑکے کو ساتھ لے گئی تھی۔

المستفتی: حافظ شمشاد حسین، سیوہارہ، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب بیوی بدچلن نہیں اور گھر سے تقریباً ٢٢/روز غائب رہی اس کو پناہ دینے والے نے اسے بیٹی اور بہن بنا کر رکھا، تو ایسی صورت میں بیوی پر بدفعلی کا شبہ نہ کرنا چاہئے، خصوصاً جبکہ بیوی نیک پارسا بھی ہے؛ لہٰذا اس کو طلاق نہ دے؛ اس لئے کہ فاجرہ بیوی کو بھی طلاق دینا لازم نہیں ہے اور اس کو رکھنے سے آپ کی امامت میں کسی قسم کی کوئی خرابی بھی لازم نہیں آئیگی۔

لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة و لاعلیها تسریح الفاجر، إلا إذا خافا أن لا یقیما حدود الله فلا بأس أن یتفرقا (مجتبیٰ) والفجور یعم الزنا وغیره. (شامي، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء، فصل في البیع، کراچي٦/٤٢٧، زکریا دیوبند ٩/١٦١٦)

لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة، ولا علیها تسریح الفاجر، إلا إذا خافا أن لا یقیما حدود الله فلا بأس أن یتفرقا. (البحر الرائق، کوئٹه ٣/١٠٧، زکریا ٣/١٨٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٤/ربیع الاول ١٤٢٠ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٤/٦٠٨٧)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٤٢٠/٣/٢٨ھ

پھوپھی کی عادت خراب ہونے کی وجہ سے بھتیجی کو طلاق دینا

سوال [٦٠٣١]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنے لڑکے آصف کی شادی ٥/سال کی عمر میں اپنے بھائی یونس کے سالے کی لڑکی سے کیا تھا، ابھی آصف کی عمر ٩/سال ہے، ہم دونوں بھائی ساتھ ہیں کاروبار

قیام و طعام سب ایک ہی جگہ ہے، یونس کی زوجہ زبان دراز بد اخلاق ثابت ہوئی، چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا اور گالی گلوج کرنا گویا اس کی فطرت ثانیہ ہے، جس سے سب پریشان اور ذہنی الجھن میں پھنسے ہیں۔ مزید یہ عورت بار بار یہ بھی کہتی ہے کہ میری بھتیجی کا رشتہ ختم کرنا چاہو تو ختم کردو، اس عورت کے چال چلن اور بد اخلاقی کو دیکھ کر ہم نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس رشتہ کو ختم کردیں؛ اس لئے کہ اس بچی کی پھوپھی کے جب ایسے عادت واطوار ہیں تو اس کی بھی بڑے ہوکر ایسی ہی عادتیں ہوجائیں گی، ہر چھوٹا اپنے بڑے کے نقش قدم پر چلتا ہے، تو آپ تحریر فرمائیں کیا یہ رشتہ ختم ہوسکتا ہے؛ جبکہ لڑکے کی عمر ۹ر سال ہے، اور کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

المستفتی: عثمان غنی (رجستھان)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ ضروری نہیں ہے کہ بھتیجی کی عادت پھوپھی کی طرح ہو؛ اس لئے محض اندیشہ کی وجہ سے عقد نکاح ختم کردینا کسی طرح مناسب نہیں ہے، بعض دفعہ پھوپھی بھتیجی میں بھی تعلقات باقی نہیں رہتے۔

عن عمرو بن یحییٰ المازني عن أبیه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لا ضرر و لاضرار. (مؤطا امام مالك، کتاب الاقضیة، القضاء في المرفق، اشرفي دیو بند ۳۱۱)

لا ضرر و لاضرار. (الأشباه، قدیم مطبع دارالعلوم دیو بند ۱۳۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ر صفر المظفر ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱ ر ۳۸۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۲/۹ھ

شوہر کی جان لینے کے درپے ہونے والی بیوی کو طلاق دینا

سوال [۶۰۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میری بیوی کے ناجائز تعلقات ایک لڑکے شبو سے ہوگئے ہیں، میں نے اسے اپنے گھر آنے سے منع کیا، تو میرے اوپر پستول کے ذریعہ فائر کردیا اور وہ میرے قتل کے درپے ہے، میری بیوی بھی اسی کے ساتھ رہنا چاہتی ہے، میری دشمن ہے، وہ کسی وقت بھی مجھے مروا سکتی ہے، اس معاملہ کے محلّہ کے لوگ بھی گواہ ہیں، تو اس طرح غیر مرد سے بیوی کو تعلقات رکھنا شرعاً کیسا ہے؟ اور ایسی عورت کو رکھنا چاہئے یا چھوڑ دینا چاہئے شرعی حکم کیا ہے؟ میرے پانچ بچے بھی ہیں۔

المستفتی: سلیم خاں، محلّہ: کنور صاحب والی گلی، بروالان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی بددین عورت کو طلاق دینے کی شرعاً اجازت ہے، مگر صرف ایک طلاق دے، تین طلاق نہ دے۔

لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة و لاعليها تسريح الفاجر، إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا، والفجور يعم الزنا وغيره.

(شامي، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، كراچي٦/٤٢٧، زكريا ديوبند ٩/٦١١، البحر الرائق، كوئٹه ٣/١٠٧، زكريا ٣/١٨٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۲۷۶/۳۳)

نافرمان بیوی کو طلاق

سوال [۶۰۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کی بیوی نافرمان ہے، حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی ہے، تو ایسی صورت میں وہ بیوی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ حکم شرعی کیا ہے؟

المستفتی: محمد قاسم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو بیوی شوہر کی نافرمان ہو، حقوق زوجیت ادا نہ کرتی ہو اور تمام شرعی تنبیہات کے بعد بھی اپنی بری عادتوں کو بدلنے کے لئے تیار نہ ہو، تو ایسی عورت کو طلاق دینے میں کوئی گناہ نہیں اور صرف ایک طلاق دی جائے؛ اس لئے کہ صرف ایک طلاق سے بھی فرقت واقع ہوجاتی ہے اور بعد میں تعلقات صحیح ہوجائیں تو نکاح کرنا بھی آسان ہوجائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۹/۳۸، محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۱۶۶، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۸/۴۱)

وإيقاعه مباح عند العامة لإطلاق الآيات...... بل يستحب لو مؤذية، أو تاركة صلاة (وتحته) لو موذية أطلقه، فشمل المؤذية له، أو لغيره بقولها أو بفعلها، أو تاركة صلاة:–مفاده أي مفاد استحباب طلاقها. (شامي، كتاب الطلاق، زكريا ٤/٤٢٨، كراچي ٣/٢٢٧، البحرا الرائق، كوئٹه٣/٢٣٧، زكريا٣/٤١٤)

حكمًا من أهله وحكما من أهلها ويؤكل الزوج حكمه في طلاق وقبول عوض عليه. (جلالين ص:٧٦)

قال سعيد بن جبير: الحكم أن يعظها أولا، فإن قبلت وإلاهجرها، فإن هي قبلت وإلا ضربها، فإن هي قبلت وإلا بعث الحاكم حكماً من أهله وحكما من أهلها، فينظران ممّن الضرر و عند ذلک يكون الخلع. (تفسير قرطبي بيروت٥/١١٥، تحت سورة النساء، الآية:٣٥) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۶۰)

نافرمان بیوی کو طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۰۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو اپنی بیوی پر بدکاری کا شبہ ہے، اور قرائن اس طرح کے ہیں کہ بالکل حقیقت

ہے ادھر بڑے بیٹے کا حال جو دنیاوی اعلیٰ تعلیم حاصل کررہا ہے یہ ہے کہ باپ کو بندوق کی گولی مارنے کی دھمکی دے رہا ہے، اسی طرح ایک جوان لڑکی ہے، جو پابند صوم وصلوۃ وذکر ہے؛ لیکن اس نے ایک روز بیمار باپ کا گلا دبایا، بیوی اور لڑکا بھی مارنے پر آمادہ ہوگئے، اب زید کو یہ خطرہ لاحق ہے کہ کہیں موقع پاکر بیوی اور بچے اس کو قتل نہ کردیں یا کسی اور طرح سے اس کو ہلاک نہ کردیں ایسی صورت میں کیا بیوی کو طلاق دینا ضروری ہے یا صرف علیحدہ دوسری جگہ منتقل کردینا بھی کافی ہے اور لڑکے کو وصیت وغیرہ کے ذریعہ عاق کردینا کیسا ہے، اسی طرح ایسی نافرمان لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: ڈاکٹر سید احمد، عمری کلاں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر واقعتاً بیوی اور اولاد نافرمانی پر اتری ہوئی ہیں، تو ایسی صورت میں نافرمان بیوی کو طلاق دینے کی اجازت ہے۔ (مستفاد: فتاوی رحیمیہ قدیم ۱۴۰/۳، جدید زکریا ۲۵۷/۸، فتاوی محمودیہ قدیم ۴۲۹/۱۱، جدید ڈابھیل ۱۶۶/۱۲، فتاوی دارالعلوم ۴۱۵/۸)

ویجب أي الطلاق لوفات الإمساک. (در مختار علی الشامي، کتاب الطلاق کراچي ۲۲۹/۳، زکریا ٤۲۹٤)

اسی طرح نافرمان بچوں کو اپنی جائیداد اور مال ودولت سے محروم کرنے کا ارادہ ہے، تو اس کی شکل یہ ہوسکتی ہے کہ اپنی جائیداد اپنی فرماں بردار اولاد کے نام ہبہ کر کے قبضہ دے دیں اور مرتے وقت اپنی ملکیت میں کچھ بھی باقی نہ رکھیں، تو ایسی صورت میں نافرمان اولاد مرنے کے بعد محروم ہوجائے گی۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۱۰۳۹)

وتتم الهبة بالقبض الکامل. وفي الشامیة: یشترط قبل الموت.

(در مختار علی الشامي، کتاب الهبة، کراچي ٦۹۰/٥، زکریا ٤۹۳/۸)

لا بـأس بـأن يعطي من أولاده من كان عالماً متأدبًا و لا يعطي منهم مـن كان فاسقاً فاجراً . (مـجـمع الأنهر، قديم ٢ /٣٥٨، جديد دارالكتب العلمية بيروت و مكتبه فقيه الأمت ديو بند ٣ /٤٩٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۵۲)

نافرمان، بدتمیز بیوی کو طلاق دینا

سوال [۶۰۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی مسماۃ خوش نصیب عرف مسیبہ میری مرضی کے بغیر ادھر اُدھر آنا جانا رکھتی ہے اور منع کرنے کے باوجود نہیں مانتی۔ نیز گھر میں گالم گلوچ اور لڑائی جھگڑا ہمیشہ کرتی رہتی ہے بڑوں چھوٹوں کا بھی کوئی خیال نہیں رکھتی ہے؛ بلکہ بڑوں کی بے عزتی پر بھی اتر آتی ہے اور میری بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتی ہے اور نہ کہنا مانتی ہے اور بچوں کیساتھ میں بھی بہت براسلوک اور مار پیٹ کرتی ہے اور گھر کا سامان بھی اپنے ماں باپ کو اور روپئے وغیرہ بھی بغیر مجھ سے اجازت کے دے دیتی ہے اور منع کرنے پر اڑ جاتی ہے، میری کسی بات کو اور کسی حکم کو نہیں مانتی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس بیوی کو ہم طلاق دینا چاہتے ہیں اور بیوی کہتی ہے کہ ابھی میں حمل سے ہوں، تو طلاق دینے کے لئے اور اس سے ساتھ چھڑانے کے لئے کس طرح طلاق دی جائے اور کون سی؟ حالت حمل میں یا اس کے بعد؟ اور مجھے اس کے حمل کے بارے میں شک ہے؛ کیونکہ بظاہر حمل کے اثرات نظر نہیں آرہے ہیں، تو اب کیا صورت ہوگی؟ طلاق کے بعد مہر اور نفقۂ عدت کے لئے میں تیار ہوں۔

المستفتی: قمر ریاض، بارہ دری، سرائے حسین بیگم، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں شوہر کو طلاق دینے کا اختیار ہے؛ البتہ بہتر یہی ہے کہ مزید کچھ دن عورت کو اور سمجھاتا رہے مگر پھر بھی اگر نبھاؤ کی کوئی شکل نظر نہ آئے، تو طلاق دے کر اپنے نکاح سے علیحدہ کردینا مستحب ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۶/۹)

قوله الأصل فيه الحظر معناه أن الشارع ترك هذا الأصل فأباحه؛ بل يستحب لو مؤذية، أوتاركة صلوة. (الدر المختار، كتاب الطلاق، كراچي ۳/۲۲۷، زكريا٤/٤٢٨، مطبوعه كوئٹه ٢/٤٥١)

ولا يجب على الزوج تطليق الفاجرة و لاعليها تسريح الفاجر، إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا. (الدر المختار، كراچي٦/٤٢٧، زكريا٩/٦١١، مطبوعة كوئٹه٢/٣١٨)

اگر طلاق دینا ہوتو ایک طلاق دے کر چھوڑ دیں یہی مستحسن ہے۔

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف ابن أبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن بيروت ٩/٥١٢، رقم: ١٨٠٤٠، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي بيروت ٦/٣٠٢، رقم: ١٠٩٢٦)

أما الأحسن: أن يطلقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تنقضي العدة. وروي عن إبراهيم أن اصحاب النبيﷺ كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم من أن يطلق الرجل امرأته ثلاثاً عند كل طهر تطليقة. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ديوبند٤/٣٧٨، رقم: ٦٤٧٢)

فالأحسن: أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها حتى تنقضي عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٤)

حالت حمل میں طلاق دینا مناسب نہیں ہے؛ لیکن اگر طلاق دے گا تو واقع ہو جائے گی۔

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٥٦)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳ / ۶۶۴)

کیا نافرمان بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں؟

سوال [۶۰۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی ریشمہ رانی جس کے بطن سے میرے پانچ بچے ہیں، جن میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، سب سے چھوٹی بیٹی کی عمر دس سال ہے اور بڑے لڑکے کی عمر چودہ سال ہوگئی ہے، شروع ہی سے ریشمہ رانی روزہ نماز سے بہت دور ہے، بار بار کہنے پر بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ میرے نماز اور روزہ کا کوئی احترام کرتی ہے، گھر میں ٹیلی ویژن چل رہا تھا، میں نے کہا میں نماز پڑھ رہا ہوں اس کی آواز آہستہ کردو، اس نے اس کی آواز کو اور تیز کر دیا۔

اب عرصہ تقریباً آٹھ سال سے وہ بہت بگڑ گئی ہے، نافرمانی حد سے تجاوز کر چکی ہے، میری اجازت کے بغیر جہاں اس کا جی چاہے جاتی ہے، جیسے ہی میں گھر سے باہر نکلتا ہوں فوراً وہ گھر میں تالا ڈال کر چلی جاتی ہے اور دن بھر غائب رہتی ہے، معلوم کرنے پر منھ زوری کرتی اور گندی گندی گالیاں سناتی ہے، غیر مردوں سے اس کے ناجائز تعلقات ہو گئے ہیں اور اب اس کے پاس موبائل بھی موجود ہے، کس نے دیا کہاں سے آیا نہیں معلوم، باپ کو غریب بتاتی ہے، وہ بھی بردہ فروش ہے، جہاں موبائل کی گھنٹی بجی اس نے تیاری شروع کردی اور اب میری موجودگی کی پرواہ کئے بغیر برقع اوڑھ کر چلی جاتی ہے، معلوم کرنے پر

گندی گندی گالیاں سناتی ہے اور کہتی ہے جس وقت میں چاہوں گی تجھے جان سے ختم کروادوں گی ، بس میرے بیچ مت بولنا اس کے ماں باپ سے شکایت کرنے سے کچھ نتیجہ نہیں وہ جو کچھ کر رہی ہے وہ ان کی عین مرضی کے مطابق ہے، میرے پڑوس کا ایک نوجوان لڑکا جس کا نام اشرف ہے، اس سے ریشمہ کے ناجائز تعلقات ہیں، جس مکان میں میں رہتا ہوں، اس کی چھت ٹوٹنے کے سبب ٹپک رہی تھی، جس کی وجہ سے میرے گھر کے قریب مسجد میں میں بچوں کو لے کر سوجایا کرتا تھا، ایک دن اچانک رات کے بارہ بجے میں کسی ضرورت سے گھر میں گیا، تو وہاں اشرف کو اس کے پاس موجود پایا، وہ دیکھ کر دیوار کے سہارے اتر کر اپنے کارخانے میں چلا گیا، یہ تو بہت بعد میں اس کی آوارگی کے ثبوت مجھے آٹھ سال پہلے ہی مل چکے ہیں، جس دن سے مجھے اس کی حرام کاری، زنا کاری کا یقین ہوا ہے، اس دن سے ہی میں نے اس سے جنسی تعلق بالکل ختم کر دیا ہے، بچوں کو بغیر گالی کے آواز نہیں دیتی ہے، صبح کے دس بجے سو کر اٹھتی ہے، گھر کا کوئی کام دلچسپی سے نہیں کرتی، دیر سے اٹھنے کی وجہ سے بچوں کا اسکول جانا بھی ختم ہو گیا ہے، اس کی حرام کاریوں کے اثرات سے میرا کاروبار بھی ختم ہو گیا ہے، فاقہ کشی کی شکایت دنیا بھر میں کرتی پھر رہی ہے، چیخ چیخ کر بولنا ننگا پن دکھانا اس کی فطرت بن چکی ہے، ایسی صورت میں اگر میں گھر سے نکالنے کی بات کرتا ہوں، تو وہ پولس کی دھونس دیتی ہے اور کہتی ہے کہ میں تیرے خلاف کیس بنادوں گی ، ایسی عورت کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں، بعد طلاق کے کیا اس کا نان ونفقہ مجھ پر واجب ہے یا نہیں؟

(۲) اس کی آوارگی کے پیش نظر کیا وہ کسی بچے کو اپنے پاس رکھنے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ چھوٹی لڑکی کی عمر دس سال، دوسری لڑکی کی عمر گیارہ سال ہے۔

المستفتی: محمد شمیم، محلّہ: بھٹی، مسجد برھ والی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نافرمان اور گنہگار بیوی کو طلاق دینا شریعت میں لازم

نہیں؛ لہٰذا شرعی اعتبار سے آپ کو اپنے حالات کے مناسب فیصلہ کرنے کا مکمل حق حاصل ہے، اگر نبھاؤ کی شکل نہ ہو، تو طلاق دینے کی گنجائش ہے اور از خود طلاق دینے کی صورت میں عدت کا خرچہ (تین ماہواری گذرنے تک کا نان ونفقہ) ادا کرنا لازم ہوگا اور بچوں کے اس کے ساتھ رکھنے کی صورت میں اگر ان کے بگڑ جانے کا خطرہ ہو، تو آپ بچوں کو اس سے علیحدہ کرسکتے ہیں۔

لایجب علی الزوج تطلیق الفاجرة. (شامي، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء، فصل في البیع، زکریا۹/ ٦١١، کراچي٦/٤٢٧)

وأما الطلاق......سببه الحاجة إلی الخلاص عند تباین الأخلاق وعروض البغضاء الموجبة عدم إقامة حدود الله تعالیٰ. (شامي، زکریا ٤/٤٢٨، کراچي ٣/٢٢٨)

وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة، والسکنی في عدتها رجعیاً، کان أو بائناً. (هدیة، اشرفي دیوبند ٢/٤٤٣)

تثبت للأم إلا أن تکون فاجرة فجورا یضیع الولد به، وتحته في الشامیة: لاشتغال الأم عن الولد بالخروج من المنزل ونحوه. (شامي، باب الحضانة، کراچي ٣/٥٥٦، زکریا ٥/٢٥٣)

أحق الناس بحضانة الصغیر حال قیام النکاح أو بعد الفرقة الأم إلا أن تکون مرتدة أو فاجرة غیر مأمونة. (هندیة قدیم زکریا ١/٥٤١، الباب السادس عشر في الحضانة، جدید زکریا دیوبند ١/٥٩٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ربیع الاول ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۳۰۲)

کیانافرمان اور بدتمیز بیوی کوطلاق دے سکتے ہیں؟

سوال [۶۰۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی کوہمبستری سے دور ہوئے قریب ۱۲-۱۳/سال ہو چکے ہیں، کبھی کوشش بھی کرتا ہوں تو گالیاں دیتی ہے اور بدکلامی سے پیش آتی ہے، نہ کھانا دیتی ہے نہ پانی، شروع سے ہی صبح کو چائے بنانا، بچوں کو اسکول بھیجنا میرا ہی کام رہا، دس گیارہ بجے سوکر اٹھتی ہے، ٹی وی ایک بجے تک دیکھتی ہے، بغیر اجازت آنا جانا کرتی ہے، جب سے آئی ہے زندگی میں طوفان آ گیا ہے، بزنس ختم ہو گیا ہے، میرے خلاف بچوں کو ابھارتی ہے، میں اس سے تنگ آ چکا ہوں، تو کیا ایسی عورت کو طلاق دیدوں؟ آپ ہمیں فتویٰ تحریر کردیں، شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد سلیمان خان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ کے اور بیوی کے درمیان نبھاؤ کی کوئی شکل نہیں ہے اور ایک گھر میں رہتے ہوئے بارہ تیرہ سال سے مستقل علیحدگی کی شکل ہے اور بیوی کسی طرح شوہر کا حق ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، تو ایسی صورت میں اس بیوی کو طلاق دینے کی گنجائش ہے اور بہتر ہے کہ تین طلاق نہ دیں، صرف ایک طلاق یا زیادہ سے زیادہ دو طلاق دے دیں؛ اس لئے کہ ایک طلاق سے بھی علیحدگی حاصل ہوجاتی ہے اور اس کے بعد دوسرا نکاح کر کے باعصمت زندگی گزار سکتے ہیں۔

قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ: الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحٌۢ بِإِحۡسَانٍ. [سورة البقرہ: ۲۲۹]

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى

تحيض ثلاث حيض. (مصنف ابن أبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن بيروت ٩/٥١٢، رقم: ١٨٠٤٠، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي بيروت ٦/٣٠٢، رقم: ١٠٩٢٦)

الأحسن: أن يطلقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تنقضي العدة. وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم. (التاتارخانية، زكريا ديوبند ٤/٣٧٨، رقم: ٦٤٧٢)

فالأحسن: أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها حتى تنقضي عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۹۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/۴/۱۴۳۵ھ

حقوقِ زوجیت ادانہ کرنے والی کو طلاق

سوال [۶۰۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر دولہن کے گھر والوں نے اس کی دماغی بیماری کو چھپا کر دھوکہ دے کر شادی کی ہو، تو یہ شادی کیسی مانی جائے اور بیوی دماغی بیماری کے علاج کی دوائی لے کر اپنے میکہ میں ایک سال سے زیادہ وقت سے مسلسل رہ رہی ہو اور شوہر کے ساتھ آنے سے صاف انکار کرتی ہو، تو اس صورت حال میں شوہر کو کیا حقوق حاصل ہیں؟ کیا ایسی صورت میں طلاق دی جاسکتی ہے اور وہ طلاق مانی جاسکتی ہے؟

المستفتی: نفیس احمد ولد ضیاء اللہ، ساکن: رحمت نگر، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بیوی سے حقوق زوجیت ادا نہیں ہو پارہے ہیں اور

شوہر کے پاس نہیں رہ رہی ہے اور آنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے، تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ اس کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے الگ کردے اور دونوں ایک دوسرے سے آزاد ہو جائیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ میرٹھ ۱۱۸/۱۶)

ومن محاسنه أي الطلاق التخلص به من المكاره أي الدينية والدنيوية، أي كأن عجز عن إقامة حقوق الزوج أو كان لا يشتهيها.

(شامي، كتاب الطلاق، كراچي ٣/ ٢٢٩، زكريا٤/ ٤٢٩)

وأما محاسنه فالتخلص به من المكاره الدينية، والدنيوية.

(البحر الرائق، كوئٹه ٣/ ٢٣٨، زكريا٣/ ٤١٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۵۰۳/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۴/۲۲ھ

بدتمیزی اور مار پیٹ کرنے والی بیوی کو طلاق

سوال [۶۰۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت کے بارے میں جو اپنے شوہر سے بدتمیزی بداخلاقی مار پیٹ گالی گلوچ کرتی ہو، گھر میں جھگڑا فساد پھیلاتی ہو، اپنی عزت وناموس کی حفاظت نہ کرسکتی ہو، شوہر کو جان سے مارنے کیلئے لڑکوں کو اکساتی ہو، تو کیا ایسی عورت کو طلاق دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: عاشق حسین، گلشہید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اس عورت کے ساتھ شوہر کو اپنی عزت وآبرو اور جان کا خطرہ ہو، تو ایسی عورت کو طلاق دے کر اپنے نکاح سے الگ کردینے کی اجازت ہے اور ایسی

ناگزیر حالت میں بیوی کو طلاق دینے میں شوہر گنہگار نہ ہوگا، بس صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دے۔

فالأحسن: أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها حتى تنقضي عدتها. (هداية، كتاب الطلاق، بلب طلاق السنة، اشرفي ديو بند ٢/٣٥٤)

أحسن الطلاق في ذوات القرء أن يطلقها طلقة واحدة رجعية في طهر لا جماع فيه ولا طلاق ولا في حيضة طلاق ولا جماع ويتركها حتى تنقضي عدتها ثلاث حيضات. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، زكريا ٣/١٤٠)

طلقة رجعية فقط في طهر لا وطء فيه، وتركها حتى تمضي عدتها أحسن. (در مختار مع الشامي، كراچي ٣/٢٣١، زكريا٤/٤٣٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ر شوال المکرم ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۶۶۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/۱۰/۱۴۱۴ھ

فاحشہ اور ناشزہ کو طلاق دینا

سوال [۶۰۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح ۱۹۹۵ء میں سعیدہ بنت محمد فاروق سے ہوا تھا، جس سے میرے تین بچے بھی ہیں، مگر صورت حال یہ ہے کہ ڈیڑھ سال سے میری بیوی کے غلط تعلقات ایک اجنبی مرد سے قائم ہیں جو کہ شادی شدہ ہے، دونوں رات دن فون پر بات کرتے رہتے ہیں، ایک دوسرے کو میسج بھی کرتے رہتے ہیں، سمجھانے کے جو تین طریقہ قرآن کریم نے ذکر کئے ہیں، وہ سب اپنا لئے ہیں، مگر یہ سب کرنے کے باوجود وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آرہی ہے؛ بلکہ الٹا مجھے قتل کروانے کی دومرتبہ دھمکی بھی دے چکی ہے،

جو میں نے اپنے کانوں سے سنی ہے، وہ اجنبی مرد بھی مجھے قتل کی دھمکی دے چکا ہے، اس وقت بیوی ڈیڑھ سال سے اپنے میکہ میں ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی غلط حرکت کرنے سے بیوی نکاح میں رہتی ہے یا نہیں؟ اگر رہتی ہے تو ایسی بیوی کو رکھنا از روئے شرع کیسا ہے؛ جبکہ اس سے میری جان کو خطرہ ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: فخر الحسن ابن محمد صدیق مظاہری، 24/306 مسجد گلی نصیر خاں، نئی بستی، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی نافرمان بیوی جو کسی اجنبی مرد کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور اوپر سے قتل کی دھمکی دیتی ہے، تو وہ فاحشہ اور ناشزہ عورت ہے، شوہر کو اختیار ہے چاہے اس کو اسی حالت میں اپنے پاس رکھے یا اس کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے خارج کر کے اس کے جھگڑے سے یکسوئی حاصل کرلے اور دوسری پاک دامن عورت سے شادی کر کے عزت وعفت کی زندگی گذارے۔

قوله: لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة و لا عليها تسريح الفاجر، إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا. (شامي، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء، فصل في البيع، زكريا ديوبند ٩/ ٦١١، كراچي ٦/ ٤٢٧)

لا يجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد أدى حقه والإثم عليها، هذا ما اقتضاه الشرع، وأما مقتضي غاية التقوىٰ فهو أن يطلقها. (نفع المفتي والسائل ص: ١٦٣، بحواله محمودیه ڈابھیل ١٢/ ١٦٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍ ۱۰۹۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۲/۳ھ

فاجرہ کو طلاق دینا

سوال [۶۰۴۱]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح خیر النساء سے تقریباً آٹھ سال پہلے ہوا ہے، اس عرصہ میں مسمیٰ خیرالنساء اپنے میکہ اور میرے یہاں کبھی دو ماہ رہی اور کبھی ایک ماہ رہی، اس طرح اس نے میرے گھر پر تقریباً ڈھائی سال بتائے ہیں، اس اثنامیں ایک لڑکا مسماۃ خیر النساء کے میکہ ہی میں پیدا ہوا، ہم کہتے تھے کہ بچہ ہمارے گھر ہی پیدا ہو، اس سلسلہ میں ہم نے مسماۃ کو اپنے گھر لے جانے کی کوشش بھی کی، اس دوران مسماۃ خیر النساء نے مجھ سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ نکاح کرلیا۔

اب لڑکی میرے ہمراہ جانے کو تیار ہے؛ لیکن میں اس کو لے جانے پر راضی نہیں ہوں اور طلاق دینا چاہتا ہوں؛ لیکن مندرجہ بالا حالات میں شریعت نے کن کن چیزوں کو واجب کیا ہے، تحریر فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں، لڑکے کی عمر تقریباً چھ سال ہے، لڑکا شریعت کے اعتبار سے کس کے پاس رہنا چاہیے؟

المستفتی: رشید احمد خاں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے فاجرہ فاسقہ ہونے کی وجہ سے آئندہ دونوں کے درمیان خوش گوار زندگی اور نباہ کی کوئی صورت نظر نہ آئے، تو شوہر پر واجب ہے کہ طلاق دے کر علیحدہ کردے۔

ویجب أي الطلاق لو فات الإمساک بالمعروف. (شامي، کتاب الطلاق، کراچي ۳/۲۲۹، زکریا ٤/٤۲۹، مصري ۲/٤۳۳، فتاوی دارالعلوم ۹/۸٦)

لیکن شوہر پر مدخولہ بیوی کا پورا مہرادا کرنا لازم ہے۔

وإنما یتأکد لزوم تمامه أي المهر بالوطء–إلی قوله–إذا تأکد المهر

بـمـا ذكـر لا يسـقـط بعد ذٰلك وإن كانت الفرقة من قبلها. (شامي، كتاب النكاح، باب المهر، زكريا٤/٢٣٣، كراچي٣/١٠٢)

اگر ہر ماہ کے خرچ کی مقدار دونوں کے درمیان متعین نہیں ہوئی تھی، تو زمانۂ سابق کا کوئی خرچ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے۔

الـنـفـقـة لا يصير ديناً إلا بالقضاء أو الرضا. (الـدر الـمختار، باب النفقة، زكريا٥/٣١١، كراچي٣/٥٩٤، كوئٹه٢/٧١٥)

نیز بچہ کا گذشتہ خرچ بھی واجب نہیں ہے۔

وقـضـى بـنـفـقـة غيـر الزوجة زاد الزيلعي والصغير ومضت مدة، أي شهـر فأكثر سقطت لحصول الاستغناء. وفي الشامية: لأن نفقة الأقارب لا تـصيـر ديـنـا بـالقضاء؛ بل تسقط بمضى المدة. (در مـختار، كراچي، ٣/٦٣٣، زكريا٥/٣٦٩-٣٧٠، كوئٹه ٢/٧٤٤)

سات سال تک ماں کو اپنے پاس لے جانے کا حق ہے، اس کے بعد باپ کو لے جانے کا حق ہے، جب بچہ کی عمر چھ سال ہے، تو آئندہ مزید ایک سال کا خرچ باپ کو دینا پڑے گا۔

والـحاضنة أحق به أي بالغلام حتى يستغني عن النساء، وقدر بسبع وبه يفتى. (در مختار، باب الحضانة، زكريا٥/٢٦٧، كراچي٣/٥٦٦، كوئٹه٢/٦٩٥)

اور طلاق کی عدت گذرنے کے بعد نان نفقہ کا شرعاً مطالبہ نہیں کرسکتی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۴۵۵)

کیا فاجر بیوی کو طلاق دے دینا چاہئے؟

سوال [۶۰۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میری بیوی ۱۶/ جون ۲۰۱۲ء کی صبح چھ بجے ۵ مہینے کی لڑکی کو چھوڑ کر بنا بتائے کہیں چلی گئی ہے، کچھ دن پہلے روبینہ نام کی لڑکی نے میری بیوی کو ایک غیر لڑکے کے ساتھ لال کنواں ریلوے اسٹیشن پر گھومتے ہوئے دیکھا ہے، یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ۲۰۱۲/۶/۱۶ء سے پہلے بھی میری بیوی بنا بتائے دوبار گھر سے جا چکی ہے؛ لیکن سسرالیوں کے سمجھانے بجھانے پر میں نے اس کو اپنے گھر میں رکھ لیا تھا؛ لیکن اب اس کا ۲۰۱۲/۶/۱۶ء سے آج تک کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے، مجھے اب کیا کرنا چاہئے؟ میری پانچ مہینہ کی بچی بھی ہے، جس کی پرورش میں بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

المستفتی: محمد وسیم، مغلپورہ، سقہ اول، عباسیوں والی مسجد مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی بیوی جو معصوم بچی اور شوہر کو چھوڑ کر آزاد پھرتی ہو وہ عند اللہ گنہگار اور مستحق لعنت ہے، اس پر لازم ہے کہ شوہر کے پاس رہ کر اپنا گھر بسائے اور سابقہ حرکتوں سے سچی توبہ کرے، اپنے گناہوں کے بارے میں اللہ سے معافی مانگے اور شوہر کے اوپر ایسی آزاد عورت کو طلاق دینا لازم نہیں۔

لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء، زکریا دیوبند ۹/ ۶۱۱، کراچي ۶/ ۴۲۷)

ولا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة و لا علیها تسریح الفاجر، إلا إذا خافا أن لا یقیما حدود اللہ فلا بأس أن یتفرقا. (البحر الرائق، کوئٹه ۳/ ۱۰۷، زکریا ۳/ ۱۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ شوال المکرّم ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۷۹۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۱۰/ ۱۴۳۳ھ

فاجرہ عورت کوطلاق دینالازم نہیں

سوال[۲۰۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مدت تک حامد کے گھر میں رہا، اسی دوران حامد کی بیوی سے اس کا غلط تعلق ہوگیا، بالآخر دونوں گھر سے بھاگ گئے اور نکاح کرلئے، جب کہ اس عورت کی جانب سے حامد کے تین لڑکے، تین لڑکیاں اور تین نواسیاں ہیں، نکاح پر کافی ایام گذر گئے حال ہی میں زید نے ایک سود خور سرکاری قاضی سے حامد کے نام جعلی طلاق نامہ حاصل کرلیا؛ حالانکہ حامد نے اب تک اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی اور نہ ہی وہ طلاق دینے اور خلع کرنے پر راضی ہے؛ بلکہ وہ اب بھی امیدوار ہے کہ اس کی بیوی اگر واپس آئے، تو اسی سے وہ اپنا گھر بسائے۔اب سوال یہ کہ چونکہ زید اور حامد کی بیوی غلط کاری میں مبتلا ہیں، تو حامد طلاق نہ دینے کی وجہ سے کیا عنداللہ ماخوذ اور گنہگار رہوگا؟

المستفتی: محمد ابوریحان، بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے حامد کی عورت سے جونکاح کیا ہے، وہ نکاح ہوا ہی نہیں؛ بلکہ دونوں حرام کاری اور زنا میں مبتلا ہیں اور جعلی طلاق نامہ سے حرمت حلت میں تبدیل نہیں ہوتی اور حامد نے اگر اس کو سمجھایا بجھایا؛ لیکن اس کے باوجود نہیں مان رہی ہے اور حامد بچوں وبچیوں کی وجہ سے طلاق نہیں دے رہا ہے، تو ایسی صورت میں حامد گنہگار نہیں ہے؛ بلکہ صرف عورت ہی گنہگار ہے اور عورت کا خاندان اگر موجود ہے، تو خاندان والوں پر لازم ہے کہ عورت کو شوہر کے پاس بھیج دیں۔

لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة. (شامي، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء، فصل في البيع، كراچي٦/٤٢٧، زكريا٩/٦١١، البحر الرائق، كوئٹه٣/١٠٧، ٣/١٨٨)

إذا اعتادت الزوجة الفسق عليه الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر والضرب فيما يجوز فيه، فإذا لم تنزجر لا يجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد أدى حقه والإثم عليها، هذا مااقتضاه الشرع. (نفع المفتي والسائل ص:۱۱۸، مستفاد: فتاوی محمودیه میرٹھ۱۸/ ٤١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۵۴۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۵/۲۹ھ

فاجرہ بیوی کو طلاق دینا

سوال [۶۰۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی بدفعلی میں مبتلا ہے، شوہر کو گندے جواب دیتی ہے، بغیر اجازت غیر مردوں سے تعلقات رکھتی ہے، سمجھانے پر بھی غلط اور گندے الفاظ سے نوازتی ہے، تو اس صورت حال میں طلاق دینا جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: بابوعبداللطیف، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ بیوی کو آپ طلاق دے سکتے ہیں، طلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایسے پاکی کے زمانہ میں جس میں عورت سے صحبت نہ کی ہو ایک طلاق دے کر اسے چھوڑ دیا جائے؛ تاکہ اس کی عدت گذر جائے۔

وأما الطلاق: فإن الأصل فيه الحظر بمعنیٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه، وهو معنیٰ قولهم: الأصل فيه الحظر، والإباحة للحاجة إلى الخلاص. (شامي، كتاب الطلاق، كراچي ۳/ ۲۲۸، زكريا ٤/ ٤٢٨)

وأما وصفه فهو أنه محظور نظرًا إلى الاصل، ومباح نظراً إلى الحاجة،

كذا في الكافي. (هندية، زكريا ١/ ٣٤٨، جديد ١/ ٤١٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۹۰۵۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳؍ ۷؍ ۱۴۲۷ھ

فاجرہ، زانیہ، گمراہ بیوی کو طلاق دینا

سوال [۲۰۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ احقر کی زندگی سے وابستہ واقعات کا خلاصہ بہ حلف تحریر ہے کہ میرا نکاح مؤرخہ: ۳۰؍ اپریل ۱۹۷۸ء کو مسماۃ برجیس بنت شفیع، ساکن: دلی کے ساتھ بالعوض دین مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ عمل میں آیا تھا، جس کے نتیجہ میں میری زوجہ مذکورہ کے بطن سے پہلی لڑکی سلیمہ ہاجرہ مؤرخہ: ۱۳؍ فروری ۱۹۷۹ء کو اور دوسری لڑکی سلیمہ عامرہ ۲؍ جون ۱۹۸۰ء کو تولد ہوئیں، جن کی پیدائش کے بعد برجیس نے میری محبت اور قربانیوں کو نظر انداز کر کے بددیانتی اور خباثت سے میرے ملازم مسمیٰ کاجل ادھیکاری اہل ہنود سے ناجائز تعلقات قائم کر لئے، جس کا علم ہونے پر میں نے کاجل ادھیکاری کو ملازمت سے برطرف کر کے برجیس کو سمجھایا، جس کے باوجود برجیس میری کاروباری مصروفیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے کاجل ادھیکاری کے ساتھ رنگ فلیٹ واقع ڈی ڈی اے کالکا جی نیو دہلی اور اس کے دیگر ٹھکانوں پر مل کر کاجل ادھیکاری کے ساتھ رنگ رلیاں منائیں، میری دولت کو پانی کی طرح بہاتی رہی اور میرے دفتر میں آجانے کے بعد شام تک واپس ہونے سے پہلے زیادہ تر گھر سے فرار رہنے لگی، جس کی بابت جب میں نے برجیس کے بھائی سے معلومات کی تو اس کا علم ہونے کے بعد برجیس میری کافی رقم اور قیمتی زیورات لے کر کاجل ادھیکاری کے ساتھ گھر سے فرار ہوگئی، جس کا علم ہونے پر میں نے مؤرخہ: ۲۸؍ جون ۱۹۹۱ء کو برجیس اور کاجل ادھیکاری کے خلاف تھانہ میں رپورٹ درج کرا کر دیگر قانونی چارہ جوئی کی اور اس کے عزیز واقارب سے

بھی شکایت کی، جنہوں نے برجیس کوتلاش کر کے میرے اوپر اس کومعاف کر دینے کی بابت زور ڈالا اور برجیس نے بھی متعلقہ عزیزوں کے روبرو خدا اور رسول اور کلام پاک کی قسمیں کھا کر دست بستہ معافی مانگی اور اقرار کیا کہ میں اب کاجل ادھیکاری سے کبھی نہیں ملوں گی، جس پر میں نے اس کی مکارانہ جھوٹی قسموں پر اعتبار کر کے آشائش اور مستقبل کے پیش نظر اس کو معاف کر دیا، اور اس کی جانب سے مطمئن ہوکر اپنے کاروبار میں مصروف ہوگیا؛ لیکن برجیس اپنی ناجائز حرکات سے باز نہیں آئی، اس پر کاجل ادھیکاری کے عشق کا بھوت سوار تھا اور وہ اپنی جنسی پیاس کی تسکین کے واسطہ میری عدم موجودگی میں برابر زنا کاری اور میری کمائی مٹانے میں مصروف رہی، گذشتہ دنوں میں ایک پارٹی کی بطور امانت آئی ہوئی کثیر رقم سیف میں رکھ کر باہر چلا گیا اور جب واپس آکر اس کی معلومات کی تو برجیس نے بغیر کوئی جواب دیئے یہ کہہ کر چلی گئی کہ تمہاری رقم لا کر دیتی ہوں اور دوسرے دن متعلق تھانہ چترنجن پارک نیو دہلی پر جا کر میرے خلاف اپنے ہاتھ کی تحریر کردہ رپورٹ شری عقیل احمد ایس ایچ او کو دے کر زبانی کہا کہ میں اپنے شوہر کی حرکتوں سے تنگ آکر ان کے ساتھ (یعنی کاجل ادھیکاری) کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں، مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے، انکوائری کر کے میری جان کی حفاظت کی جائے، جس پر ایس ایچ او موصوف نے کہا کہ مسلمان اور یہ ہندو، اپنے شوہر سے طلاق لئے بغیر اس کے ساتھ کیسے رہ سکتی ہے، جس پر برجیس نے کہا میری چھوٹی بہن تاجو بنت شفیع نے ست پرکاش شرما کے ساتھ کراؤ کرلیا ہے، کیا ہندو انسان نہیں ہوتے، جس پر ایس ایچ او موصوف نے لاجواب ہوکر مجھے فون سے اطلاع دی اور جب میں تھانہ پہونچا تو وہ دونوں تھانہ سے واپس جا چکے تھے، آپ سے دریافت ہے کہ اب مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر مجھ کو برجیس کے ساتھ کیا عمل کرنا چاہئے؟ کیا از روئے شرع برجیس کو طلاق دے دینا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوصورت حال سوال نامہ میں درج ہے، اس سے بظاہر بیوی کی نافرمانی اور گمراہی کی وجہ سے ایک اچھے شوہر کے ساتھ نبھاؤ بہت مشکل نظر آتا ہے اور

ایسی نافرمان اور گمراہ عورت کو طلاق دے کر نکاح سے الگ کردینا شوہر کے لئے شریعت اسلامیہ میں بلاتردد جائز اور درست ہے، مگر صرف ایک طلاق دے کر الگ کردے اور اگر اس سے زیادہ دینا ہے تو دو طلاق سے زائد نہ دے، تین طلاق دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

قوله تبارک وتعالیٰ: الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمۡسَاكٌ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌ بِإِحۡسَانٍ. [سورة البقرہ: ۲۳۹]

فالأحسن: أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها حتى تنقضي عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۵٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍شوال المکرّم ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۶۷۹)

نافرمان بیوی کو طلاق دینا

سوال [۶۰۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کو تین سال کا عرصہ ہونے جارہا ہے، ہم دونوں میاں بیوی میں بعض حالات کی بناء پر نا اتفاقی رہنے لگی، بیوی چاہتی ہے کہ میں ماں باپ کو چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ رہوں؛ لیکن میں ماں باپ کو کسی قیمت پر چھوڑنا نہیں چاہتا، اسی وجہ سے تقریباً پانچ ماہ سے میری بیوی میکہ میں رہ رہی ہے، ہمارے ماں باپ سے لڑ کی لڑتی جھگڑتی رہتی ہے اور خودکشی کی دھمکی دیتی ہے، تو کیا ان حالات سے مجبور ہو کر میں اپنی بیوی کو طلاق دیدوں؟ کیا شرعاً میں گنہگار تو نہیں ہوں گا؟

المستفتی: اعجاز احمد، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر واقعی حالات اس طرح ہیں تو ایسی عورت کو طلاق دینا گناہ نہیں؛ بلکہ مستحب ہے۔

وإيقاعه مباح وقيل: الأصح حظره إلا لحاجة كريبة وكبر؛ بل يستحب لو مؤذية. قوله: أطلقه فشمل المؤذية له أو لغيره بقولها أو بفعلها.

(شامي، كتاب الطلاق، كراچي ۳/ ۲۲۷، زكريا ٤/ ٤٢٧ تا ٤/ ٤٢٩)

يستحب طلاقها إذا كانت سليطة مؤذية أو تاركة للصلوة لا تقيم حدود الله. (البحر الرائق، كوئٹه ۳/ ۲۳۷، زكريا ۳/ ٤١٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ / جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳ / ۵۷۶۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۵/۲۴ھ

فاجرہ عورت کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے

سوال [۷۰۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی ہندہ سے تین بچے ہیں، جن میں دولڑکیاں اور ایک لڑکا ہے، بڑی لڑکی کی عمر تقریباً سات سال ہے، لڑکے کی عمر تقریباً پانچ سال ہے، چھوٹی لڑکی تقریباً تین سال کی ہے، زید کی شادی ۱۸/ جولائی ۱۹۹۲ء میں ہوئی تھی، زید ۱۹۹۸ء میں کاروباری حالات خستہ ہونے کی وجہ سے اپنے بیوی بچوں کو سسرال میں اپنے ساس سسر کے پاس چھوڑ کر کچھ عرصہ کے لئے اپنے حالات سدھارنے کے لئے لکھنؤ چلا گیا تھا، تقریباً لکھنؤ میں چھ ماہ رہا، اس درمیان اپنی شریک حیات سے بذریعۂ فون برابر بات چیت ہوتی رہی، جب چھ مہینہ میں زید اپنے بچوں کے پاس سسرال آیا تو معلوم ہوا کہ زید کے بیوی بچے اپنی چھوٹی بہن بہنوئی کے پاس رہتے ہیں، زید نے اس بات کی تحقیق اپنے ساس سسر سے کی تو معلوم ہوا کہ زید کی بیوی

اپنے والدین سے جھگڑا کر کے اپنی چھوٹی بہن بہنوئی کے پاس رہتی ہے، زید نے اپنی بیوی سے والدین کے گھر نہ رہنے کی وجہ پوچھی تو بیوی نے جواب دیا کہ میرے والدین مجھ سے لڑتے جھگڑتے تھے اور بچوں کو تنگ رکھتے تھے؛ اس لئے میں چھوٹی بہن بہنوئی کے پاس آ کر رہ رہی ہوں، پھر محلّہ کے معزز حضرات نے بتایا کہ آپ کی بیوی کے چھوٹے بہنوئی سے ناجائز تعلقات ہوگئے ہیں، تو میں نے بیوی کو سمجھایا اور اپنے ساتھ رہنے کے لئے کہا، تو بیوی نے ساتھ رہنے سے انکار کردیا، زید نے اس کی شکایت ساس سسر سے کی، تو جواب ملا کہ تمہاری بیوی ہمارے قبضے سے باہر ہے، پھر ساڑھو کو سمجھایا کہ یہ بات اچھی نہیں ہے، پھر زید کی بیوی زید کے گھر رہنے لگی، ابھی آئے ہوئے دو روز ہوئے تھے کہ زید سے بغیر پوچھے اپنی مرضی سے بہنوئی کے پاس چلی گئی، اس طرح کی کئی بار اس نے حرکتیں کی ہیں، پھر زید بیوی اور ساڑھو کو سمجھا کر بیوی کو لایا، زید کی بیوی ہفتہ میں دو روز شوہر زید کے پاس رہتی ہے اور پانچ روز بہوئی کے پاس رہنا پسند کرتی ہے، جب زید نے اس پر اعتراض کیا، تو بیوی نے کہا کہ ساری دنیا اور آپ کو چھوڑ سکتی ہوں؛ لیکن بہن بہنوئی کو نہیں چھوڑوں گی، اس شرط پر اگر آپ مجھے رکھنا چاہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ مجھے طلاق دیدیجئے؛ لہٰذا حضور والا سے گذارش ہے کہ ازروئے شرع بتائیں کہ میرے تینوں بچوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور بعد طلاق بچوں کا حقدار کون ہے، اور کن کن شرائط پر طلاق ہوگی؟

المستفتی: محمد نیر عالم، ہرتھلہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فاسقہ اور فاجرہ عورت کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے؛ لیکن جب میاں بیوی کے درمیان نبھاؤ ناممکن ہوجائے، تو طلاق یا خلع سے الگ ہوجانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة و لا عليها تسريح الفاجر، إلا

إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا. (در مختار مع الشامي، كتاب النكاح، كراچي ٣/٥٠، زكريا ٤/١٤٤، البحر الرائق، كوئٹه ٣/١٠٧، زكريا ٣/١٨٨)

عورت نے طلاق کا مطالبہ کیا ہے، تو شوہر مہر وغیرہ کے ساقط کرنے کی شرط لگا کر بھی طلاق دینے اور خلع کرنے کا حق دار ہے۔

امرأة سألت زوجها، فقال الزوج: أبرئيني عن كل حق لك عليّ حتى أطلقك؟ فقالت: أبرأتك عن كل حق يكون للنساء على الرجال، فقال في فور ذلك: طلقتك واحدة وهي مدخول بها يقع بائناً. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٥/٢٣، رقم: ٧١٢٩، وهكذا في البزازية مع الهندية، زكريا ٤/٢١٠، جديد زكريا ديوبند ج: ١ سيٹ ١٠/١٣٧)

بعد طلاق بچوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے، لڑکا ہے تو سات سال تک اور لڑکی ہے تو بالغ ہونے تک، اس کے بعد باپ حقدار ہوگا۔

والحاضنة أماً، أو غيرها أحق به أي بالغلام حتى يستغني عن النساء، وقدر بسبع وبه يفتي. (در مختار مع الشامي، باب الحضانة، كراچي ٣/٥٦٦، زكريا ٥/٢٦٧)

والأم والجدة أحق بالصغيرة حتى تشتهي فيأخذها الأب. (البحر الرائق ٤/١٧٠، دار الكتاب ديوبند ٤/٢٨٨، وكذا في الدر المختار مع الشامي، زكريا ٥/٢٦٨، كراچي ٣/٥٦٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۳۰۵)

ناشزہ عورت کو طلاق دینا

سوال [۶۰۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ زید کی شادی تقریباً ۲۵ر سال پہلے ہوئی تھی اور زید کی بیوی ۲۲ر سال سے لگاتار اپنے میکہ میں رہتی ہے، اور آنے کے لئے تیار ہی نہیں ہے؛ جبکہ متعدد بار اس کو لانے کی کوشش بھی کی گئی، پنچایت کا بھی سہارا لیا گیا، مگر ہر مرتبہ ناکامی کا منھ دیکھنا پڑا، جس کے نتیجہ میں اس کا بیٹا جو اپنے ننہال میں رہ رہا ہے بالکل آوارہ ہو چکا ہے؛ اس لئے اتنے لمبے عرصہ کے انتظار کے بعد زید چاہتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے خلاصی حاصل کرے، تو کیا ایسے معاملہ میں شریعت نے اس کو جو حق طلاق دیا ہے، اس کو استعمال کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ جس سے زید شریعت کی نگاہ میں معتوب بھی نہ ہو اور اس کو روزمرہ کی تکلیف سے چھٹکارا بھی مل جائے۔ نیز یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ کیا ایسے مسائل میں امارت شرعیہ سے رجوع کر کے مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: خورشید عالم، پکا باغ، گلشہید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی نافرمان بیوی کو جو مدتوں سے شوہر سے الگ رہ رہی ہے اور واسطہ بلاواسطہ بلانے پر شوہر کے پاس نہیں آتی ہے، ایسی بیوی کو طلاق دے کر نجات حاصل کرنے کی اجازت ہے۔ اور طلاق دیتے وقت یہ خیال رکھے کہ تین طلاق نہ دی جائے؛ بلکہ صرف ایک طلاق یا زیادہ سے زیادہ دو طلاق دے کر چھوڑ دے۔ اور عدت گذرنے کے بعد عورت اپنے طور پر کسی سے بھی نکاح کر سکے گی اور جب شوہر کو خود طلاق دینے کا حق حاصل ہے تو امارت شرعیہ اور محکمۂ شرعیہ سے چارہ جوئی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ و لاعلیها تسریح الفاجر، إلا إذا خافا أن لا یقیما حدود اللہ فلا بأس أن یتفرقا. قال الشامي: تحت قوله إلا إذا خافا؛ لأن التفریق حینئذٍ مندوب بقرینة قوله فلا بأس إلی ماقال:

إنــه يستحـب لـو مـؤذية، أو تــاركة صـلاة، ويجب لو فـات الإمسـاك بالمعروف. (شامي، كتاب النكاح، كراچي ٣/ ٥٠، زكريا ٤/ ١٤٤، البحر الرائق، كوئٹه ٣/ ١٠٧، زكريا ٣/ ١٨٨)

عـن إبـراهيـم قـال: كـانـوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتـى تـحيـض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة، مؤسسه علوم القرآن بيروت ٩/ ٥١٢، رقم: ١٨٠٤٠)

أمـا الأحسـن: أن يـطـلـقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تـنقضي العدة، وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي ﷺ كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم.
(الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٧٨، رقم: ٦٤٧٢) ***فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم***

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۰۱/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۶/۲۱ھ

(۳) باب مطالبة الطلاق

بغیر شرعی وجہ کے طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال [۲۰۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عطاء الرحمٰن شمسی ساکن مرادآباد نے ۷؍جنوری ۲۰۰۳ء کو آنولہ ضلع بریلی کی ایک خاتون مسماۃ رعنا زریں بعمر ۳۵؍سال سے عقد ثانی کیا تھا، اور اچھی طرح سے وضاحت کر کے عطاء الرحمٰن نے اپنی سابقہ بیوی کی اولاد جن میں تین شادی شدہ دولڑ کے کنوارے ہیں، بخوبی واضح کر دیا تھا اور خود والدین ہمشیرہ رعنا زرین کے عطاء الرحمٰن کی رہائش گاہ پر آ کر دیکھ بھال کر گئے اور تقریباً تین ماہ کا عرصہ نکاح سے قبل اچھی طرح سوچ بچار کا ملا؛ لیکن رخصتی کے بعد سے عطاء الرحمٰن اور اس کے متعلقین پر طرح طرح کے بے بنیاد بہتان اور الزام تراشی کی بوچھار ہونے لگی، جس کو عطاء الرحمٰن صبر وتحمل سے برداشت کرتا رہا ہے، واضح رہے اس عرصہ چار ماہ میں رعنا زرین اپنے شوہر عطاء الرحمٰن کے گھر پہلی بار چار دن اور دوسری بار چھ دن کل دس یوم رہی، اتنے قلیل عرصہ رہنے پر بھی وہ اپنے شوہر سے اس قدر بدظن ہوگئی ہے کہ تین ماہ سے اپنے میکہ میں رہ رہی ہے؛ جبکہ اس اثنا میں عطاء الرحمٰن نے کئی معزز ہستیوں کو درمیان میں ڈال کر افہام وتفہیم کی کوشش کی اور ہر طرح سے اس رشتہ کو نبھانے کی کوشش میں ہے؛ لیکن رعنا زرین اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اس قدر ڈٹی ہے کہ شوہر سے علیحدگی اور طلاق لینے پر آمادہ ہو رہی ہیں، اس شکل میں اگر عطاء الرحمٰن کو بمجبوری اور بادل ناخواستہ طلاق دینی پڑ جائے، تو دین مہر وغیرہ کی ادائیگی شوہر پر عائد ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عطاء الرحمٰن، شمسی، بازار شاہی مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب رعنا زرین اور اس کے والدین اور متعلقین کو عطاء الرحمٰن کی مرحومہ پہلی بیوی کی اولاد کے بارے میں پہلے سے وضاحت کردی گئی تھی، نیز شادی کے بعد صرف دس یوم شوہر کے پاس اس نے گذارے ہیں، تو اتنی قلیل مدت میں شوہر کی طرف سے ظلم وزیادتی کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی، پھر رعنا زرین کا شوہر سے بغیر ظلم وزیادتی اور بغیر شرعی وجہ کے طلاق کا مطالبہ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، یہ ناجائز مطالبہ ہے، اس مطالبہ کی وجہ سے بیوی اور اس معاملہ میں بیوی کا تعاون کرنے والے سخت گنہگار ہوں گے، تاہم اگر شوہر کو طلاق دینے پر مجبور ہونا پڑجائے، تو اس کے لئے یہ شرط لگانا جائز ہوگا کہ پہلے مہر معاف کردے، اس کے بعد طلاق دی جائے گی۔

نیز ایسی صورت میں شوہر پر طلاق دینا شرعی طور پر لازم نہیں ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ ایسی حالت میں طلاق کا مطالبہ کرنے والی بیوی پر جنت بھی حرام اور جنت کی بو تک حرام ہے۔

عن ثوبانؓ عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: أیما امرأة سألت زوجها طلاقا من غیر بأس، فحرام علیها رائحة الجنة. (السنن الکبری للبیهقي ۶/۷ ۳۱، جدید دارالفکر بیروت ۱۱/۱۸٤، رقم: ۱۵۲۳۰، ترمذي شریف، باب ما جاء في المختلعات، النسخة الهندیة ۱/۲۲۶)

عن ثوبانؓ قال: قال رسول اللّٰہ النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: أیما امرأة سألت زوجها الطلاق من غیر بأس، حرّم اللّٰہ علیها أن تریح رائحة الجنة.

(المستدرك علی الصحیحین، نزار مصطفیٰ الباز، ۳/۸ ۲۱، رقم: ۲۸۰۹) مصنف ابن أبي شیبة، مؤسسه علوم القرآن بیروت ۱/۰۹ ۲، رقم: ۱۹۶۰۳، المعجم الأوسط للطبراني، دار الفکر بیروت ٤/۱۳۳، رقم: ۵٤۶۹) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍صفر المظفر ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶؍۷۹۴۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۲/۲۷ھ

طلاق کے مطالبہ پر شوہر کا مجبوراً طلاق دینا

سوال [۶۰۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی کو تقریباً چار ماہ گذر چکے ہیں، جس دن سے رخصتی ہوکر آئی ہے، تو سہاگ رات کو میں جب اپنی بیوی کے پاس گیا، تو میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ میں دوسرے کی امانت ہوں، میرے پاس آنے کی کوشش مت کرنا، تو میں نے اس سے کہا کہ میں نے جو شادی پر خرچہ کیا ہے، اس کا میں اپنے دوستوں اور عزیز واقارب کو کیا جواب دوں گا؛ لہٰذا میں نے اس کے ساتھ زبردستی کی اور جبراً صحبت کی، تو اس نے مجھ کو جان سے مرجانے کی اور خودکشی کرنے کی دھمکی دی، مزاج میرے اور اس کے ناخوش گوار شروع ہی دن سے رہے، اسی ٹائم میں اس کو حمل بھی رہ گیا، اس کو اس نے میکہ میں جاکر ڈاکٹرنی سے مل کر ساقط بھی کرادیا اور مجھ سے بدکلامی، بداخلاقی سے پیش آتی ہے، اور طلاق لینے کو برابر کہتی ہے اور اس کا مہر مبلغ ۵۰۰۰۰/ ہزار روپیہ ہیں، ایک دن جب مجھ سے برداشت نہ ہوسکا تو میں نے کہا کہ آج تیرے میکہ والوں کے سامنے یہ تیرا ڈرامہ رکھوں گا، تو یہ مجھ سے خوشامد کرنے لگی اور قسم کھاکر بولی کہ تم میرے گھر والوں کو مت بلانا، میں آج سے تمہارا کہنا مانوں گی، اس بات کے دوسرے دن میرے گھر کے برابر خالہ کا گھر ہے یہ کہہ کر چلی گئی کہ میں خالہ کے گھر جارہی ہوں اور یہ وہاں ہوکر اپنے میکہ چلی گئی، جب ہم کو معلوم ہوا کہ یہ میکہ چلی گئی، میں نے سسر صاحب کو فون کیا کہ میری بات سن لو، انہوں نے میری بات نہ سن کر برابر لڑکی کے فیور کی بات کہی کہ مجھے بہت مارا ہے اور مجھے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا ہے اور وہ ہماری بات سننے کو تیار نہیں ہے اور لڑکی والے بھی اس کو بھیجنا نہیں چاہتے، اس صورت میں مجھ کو کیا کرنا چاہئے؟ کیا اس کو مہر کی رقم کی ادائے گی کرنی ہوگی یا نہیں اور وہ طلاق لینے کے لئے آمادہ ہیں، از روئے شرع کیا حکم ہے؟

المستفتی: بابو ولد محمد یوسف، مقبرہ دوئم، متصل حسینی مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلی رات میں بیوی کا شوہر سے یہ کہنا کہ میں دوسرے کی امانت ہوں، یہ گناہ عظیم پر اصرار ہے غیر مرد کے ساتھ بغیر نکاح کے ناجائز تعلقات قائم ہوجانے کے بعد پھر اس تعلق کو اس کی امانت کہہ کر حقیقی وشرعی شوہر کے سامنے سخت مداہنت اور معصیت پر جرأت مندانہ حرکت ہے اور ڈاکٹر کے ذریعہ سے حمل گرادینا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ مزید شوہر کو خالہ کے گھر کے نام سے دھوکہ دے کر میکہ میں جاکر شوہر کے خلاف محاذ قائم کرنا یہ بھی بدترین حرکت اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے اور پھر طلاق کے مطالبہ پر مصر ہوجانا، یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے؛ اس لئے ایسے برے حالات پیدا کر کے طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورت اور پھر اس کے ساتھ دینے والے معاونین عنداللہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، ایسے حالات میں اگر مجبوراً طلاق دینی پڑے تو شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ مہر معاف کردینے کی شرط لگائے اور اسی شرط کے مطابق طلاق دے۔

قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ: فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا. [البقرہ:۲۲۹]

عن ثوبانؓ قال: قال رسول الله النبي صلى الله عليه وسلم : أيما امرأة سألت زوجها الطلاق من غير بأس، حرم الله عليها أن تريح رائحة الجنة.

(المستدرك حاكم، نزار مصطفى الباز بيروت ٣/٢١٨، رقم: ٢٨٠٩، سنن كبرى للبيهقي قديم ٧/٣١٦، جديد دارالفكر بيروت ١١/١٨٤، رقم: ١٥٢٣٠، مصنف ابن أبي شيبة مؤسسة علوم القرآن بيروت ١٠/٢٠٩، رقم: ١٩٦٠٣، المعجم الأوسط للطبراني، دارالفكر بيروت ٤/١٣٣، رقم: ٥٤٦٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۹۶۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۳/۷ھ

دوسری شادی کی بناء پر طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال [۷۰۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے دوسری شادی کرلی ہے؛ اس لئے پہلی بیوی اور اس کے ورثاء طلاق مانگتے ہیں اور مہر بھی مانگتے ہیں، میں دونوں بیویوں کو رکھنا چاہتا ہوں طلاق نہیں دینا چاہتا، تو کیا پہلی بیوی کو شرعاً طلاق کا مطالبہ کرنے کا حق ہے؟ جبکہ شوہر دونوں بیویوں میں برابری کرنے کا عزم رکھتا ہو، اس سلسلہ میں شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) پہلی بیوی سے ایک بچہ ایک سال کا ہے، وہ کس کے پاس رہے گا اور اس کے خرچہ وغیرہ کا کون ذمہ دار ہوگا؟ شرعی حکم لکھ دیں۔

المستفتی: معراج انور، کنور صاحب کی گلی بروالان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مسلمان مرد کے لئے شریعت اسلامیہ میں دو بیوی کرنے کی اجازت ہے اور اس میں کسی بھی بیوی کو دوسری بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کا حق نہیں ہے۔ نیز اگر دونوں کو برابر کرکے رکھتا ہے اور کسی کے حق میں کمی زیادتی نہیں کرتا ہے، تو کسی بیوی کو اپنی طلاق کا مطالبہ بھی جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ . [النساء:۳]

عن أبي هريرة رضي الله عنه، يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تسأل المرأة طلاق أختها لتكفئ ما في إنائها. (ترمذي، كتاب الطلاق، باب ما جاء لاتسأل المرأة طلاق أختها، النسخة الهندية ۱/۲۲٦، دارالسلام رقم: ۱۱۹۰، صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها، النسخة الهندية ۱/۴۵۳، بيت الأفكار رقم: ۱۴۰۸، صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه، النسخة الهندية ۱/۲۸۷، رقم: ۲۰۹۳، ف: ۲۱۴۰)

عن ثوبانؓ، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أيما امرأة سألت زوجها طلاقًا من غير بأس، فحرام عليها رائحة الجنة. (سنن ترمذي، أبواب الطلاق واللعان، باب ماجاء في المختلعات، النسخة الهندية ١/٢٢٦، دارالسلام رقم:١١٨٧، المعجم الأوسط للطبراني، دارالفكر بيروت ٤/١٣٣، رقم: ٥٤٦٩)

ونفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشاركه فيها أحد الخ . (هداية، اشرفي ديوبند٢/٤٤٤)

(۲) بچے کوسات سال تک ماں کورکھنے کا حق ہے، پھر باپ کولینے کا حق ہے اوراس کا خرچ بچے کے باپ پرلازم ہے۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹رشوال المکرّم ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۵۹۰۹/۳۴)

بیوی کا بلا کسی وجہ معقول کے طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال [۷۰۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شریعت محمدی کے مطابق مسلم بیوی کو اپنے شوہر سے بغیر کسی معقول وجہ کے طلاق مانگنے کا حق حاصل ہے؟

المستفتی: محمد عروج خاں نعیمی، کالا پیادہ، سنبھلی گیٹ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بغیر کسی عذر معقول کے بیوی کا شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، حدیث میں اس پر وعید آئی ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو:

عن ثوبانؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيما امرأة سألت زوجها طلاقا من غير بأس، فحرام عليها رائحة الجنة. (ترمذي شريف، أبواب الطلاق واللعان، باب ماجاء في المختلعات، النسخة الهندية ١/٢٢٦، دارالسلام رقم:١١٨٧،

المستدرك علی الصحیحین للحاكم، مكتبه نزار مصطفیٰ الباز بیروت ۲/ ۲۱۸، رقم: ۲۸۰۹،
سنن كبریٰ للبیهقي قدیم ۳۱٦/۷، مؤسسه علوم القرآن بیروت ۲۰۹/۱۰، رقم:۱۹۰۳،
المعجم الأوسط لطبراني، دارالفكر بیروت ٤ /۱۳۳، رقم: ٥٤٦۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ ذی القعدہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۸۴۱/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱۱/۲۱ھ

بیوی کا بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال[۷۰۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکا جس کی شادی کو لگ بھگ چار سال ہوگئے اور دو بچے ہیں، ایک بچے کی عمر دو سال ہے اور دوسرے کی عمر دس بارہ دن ہے، شوہر اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہے، مگر وہ اپنے شوہر کو پسند نہیں کرتی اور طلاق مانگتی ہے، لڑکا طلاق دینا نہیں چاہتا، اسی وجہ سے زندگی کا سکون درہم برہم ہے، اب اگر لڑکا مجبور ہوکر طلاق دیدے، تو لڑکے کو مہر دینا چاہئے یا نہیں؟ دوسری بات لڑکا کہتا ہے کہ اگر تم طلاق چاہتی ہو، تو میں بچے تم کو نہیں دوں گا، تو بچے کس عمر تک ماں کے پاس رہیں گے؟

المستفتی: عبد اللطیف، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں جب شوہر کی طرف سے کسی قسم کی زیادتی نہیں ہے، تو اس صورت میں بیوی کا طلاق کا مطالبہ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، اور نہ ہی شوہر پر طلاق دینا واجب ہے؛ بلکہ بیوی پر واجب ہے کہ ایک فرمانبردار بیوی بن کر شوہر کے حقوق کی ادائے گی کرتی رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: حلال چیزوں میں سب سے مبغوض شئ اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے۔

عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزو جل"الطلاق". (أبو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب كراهة الطلاق، النسخة الهندية ١/٢٩٦، دارالسلام رقم:٢١٧٨، سنن ابن ماجه، أبواب الطلاق، النسخة الهندية ١٤٥، دارالسلام رقم:٢٠١٨)

على المرأة من التعفف وطاعة الزوج وبذل الطاقة في مصالح المنزل. (حجة الله البالغة ١/٤٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۹۹۶)

شرعی وجہ کے بغیر عورت طلاق کا مطالبہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۰۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے سلیم میاں کی شادی مفتی ٹولہ باغ والی مسجد کے نزدیک بنے خاں کی لڑکی ریشمہ سے ۲۸/ جون ۲۰۰۳ء کو ہوئی تھی، شادی کے گیارہ ماہ بعد میاں بیوی دونوں میں کچھ ناراضگی شروع ہوگئی اور اسی ناراضگی میں ریشمہ اپنے میکہ میں رک گئی، کچھ دن بعد ریشمہ کا بھائی آیا اور سلیم کو سمجھا کر چلا گیا، پھر سلیم اپنی بیوی کو لے آیا، چار پانچ روز کے بعد بیوی نے کہا مجھے گھر پہونچا دو سلیم نے منع کیا، تو ریشمہ نے کہا میں اسی وجہ سے آنا نہیں چاہتی تم لے کر نہیں جاتے، تو سلیم نے کہا اتنی جلدی جلدی جانے کے لئے کیوں آتی ہو؟ اس پر ریشمہ نے کہا کہ میرے مہر کے پیسے دیدو، میں بالکل نہیں آؤں گی، پھر وہ بھائی کو بلا کر شوہر کی بغیر اجازت کے میکہ چلی گئی، دس پندرہ روز کے بعد کچھ لوگ آئے اور آپس میں تصفیہ کرا دیا، اب پھر محرم والے دن اس کا بھائی لے گیا اور وہ آزادی چاہتی ہے اور مہر کی رقم پوری لینا چاہتی ہے، تو سلیم نے کہا میرے پاس رقم نہیں ہے، تو اس نے کہا یہ رقم قسطوں پر لے لوں

گی، اس مسئلہ کو بتائیں مہر پورا دیا جائے یا آدھا دیا جائے یا بالکل نہیں دیا جائے گا؟

المستفتی: محمد وسیم، سرسید نگر کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وجہ شرعی کے بغیر عورت کا طلاق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے، پھر بھی اگر شوہر اپنی طرف سے طلاق دے دے گا، تو مکمل مہر ادا کرنا شوہر پر واجب ہوجائے گا، ہاں البتہ اگر بیوی خلع پر تیار ہوجائے تو مہر کی معافی کی شرط کے ساتھ خلع والی طلاق کی گنجائش ہوجاتی ہے اور مہر کو بدل خلع قرار دینا جائز ہے، تو ایسی صورت میں مہر دینا شوہر پر واجب نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ: وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ . [سورة البقرہ:۲۲۹]

وإن تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله، فلابأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها به، لقوله تعالىٰ عز و جل: فلا جناح عليهما فيما افتدت به. (الهداية، باب الخلع، اشرفي ديوبند۲/۴۰۴، هندية زكريا ۱/۴۸۸، جديد زكريا ديوبند ۱/۵۴۸، تاتارخانية، زكريا۵/۵، رقم:۷۰۷۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۷۵۸)

زیادہ عمر کے لڑکے سے شادی کرنے کی بناء پر والدین کا اس کے شوہر کو پریشان کرنا

سوال [۷۰۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ درخواستی نے بتاریخ: ۴؍ فروری ۲۰۱۱ء کو لبنیٰ صدیقی عمر ۲۷؍ سال سے نکاح کیا تھا، اس نکاح سے لبنیٰ کے والدین ناراض تھے اور اسی ناراضگی کے سبب لبنیٰ کے والدین نے لبنیٰ کو

عاق کردیا تھا؛ لہٰذا لبنیٰ نے اپنے والدین سے ملے بغیر ایک سال چھ مہینہ تک درخواستی کے گھر رہ کر حق زوجیت بخوبی نبھائے؛ لیکن لبنیٰ کے والدین مسلسل درخواستی و لبنیٰ سے انتقام لینے کے لئے طرح طرح کے جانی ومالی نقصانات پہونچاتے رہے، اخیر میں لبنیٰ کی والدہ عذرا قمر نے فون کے ذریعہ لبنیٰ سے رابطہ قائم کیا اور لبنیٰ کو بہلا پھسلا کر درخواستی کے گھر میں جھگڑا کرانے شروع کردیئے؛ جبکہ لبنیٰ و درخواستی آپس میں بے انتہا محبت کرتے تھے، ایک دن بتاریخ: ۶؍ جولائی ۲۰۱۲ء کو لبنیٰ بغیر موضوع کے جھگڑا کر کے درخواستی کی منھ بولی بہن کے گھر لالباغ چلی گئی، درخواستی نے بہن کے گھر جا کر اپنی بیوی کو واپس گھر لانے کی بہت کوشش کی، مگر لبنیٰ نے کہا کہ اس نے اپنے چاچا شرافت حسین کو بلایا ہے، ان کے آنے کے بعد وہ گھر چلے گی، شرافت حسین نے وہاں آکر درخواستی سے بات چیت کی اور کہا اب تم گھر جاؤ میں تھوڑی دیر میں لبنیٰ کو راضی کر کے تمہارے گھر لا رہا ہوں، درخواستی اپنی بہن کے گھر سے واپس اپنے گھر آگیا، شام تک لبنیٰ کے گھر نہ پہونچنے پر جب درخواستی نے اپنی بہن کے گھر فون کیا، تو انہوں نے بتایا کہ لبنیٰ تو اسی وقت شرافت حسین کے ساتھ چلی گئی تھی، جب درخواستی نے شرافت حسین سے لبنیٰ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے لبنیٰ کے والدین کو بلا کر لبنیٰ کو ان کے حوالہ کردیا ہے، لبنیٰ کے والدین اور شرافت حسین آپس میں ہم ساز ہو کر لبنیٰ کو کسی نامعلوم مقام پر پہونچا کر درخواستی پر یہ دباؤ ڈالنے لگے کہ تم لبنیٰ کو طلاق دیدو؛ کیونکہ لبنیٰ کی عمر اور تمہاری عمر میں ۱۲؍سال کا فرق ہے، ہم لبنیٰ کو کسی حالت میں بھی نہیں بھیجیں گے؛ جبکہ درخواستی اپنی بیوی سے آج بھی بے انتہا محبت کرتا ہے اور طلاق دینا نہیں چاہتا، درخواستی کو آج تک یہ بھی پتہ نہیں چل سکا ہے کہ لبنیٰ کے والدین نے درخواستی کی بیوی کو کہاں چھپا کر رکھا ہے، کیا لبنیٰ کے والدین کا یہ عمل صحیح ہے اور ان حالات میں درخواستی کو کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: محمد عروج خاں ولد تجم الحسن، کالا پیادہ، سنبھلی گیٹ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ سوال میں جو حالات لکھے گئے ہیں، اس پر غور

کیا گیا ہے اور مستفتی سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لڑکے اور لڑکی والوں کے درمیان پہلے سے رشتہ داری بھی ہے، صرف عمر کی کمی وزیادتی کی وجہ سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا ہے، جیسا کہ صحابہ کرام میں ایسی شادیاں بہت ہوئی ہیں۔

أن عمر بن الخطابؓ خطب إلى علي رضي الله عنه أم كلثومؓ، فقال: انكحنيها، فقال علي: إني أرصدها لابن أخي عبد الله بن جعفر، فقال عمر: انكحنيها فوالله ما من الناس احد يرصد من أمرها ما أرصده فأنحكه علي، فأتي عمرؓ المهاجرين، فقال: ألا تهنوني؟ فقالوا: بمن يا أمير المؤمنين! فقال: بأم كلثوم بنت علي وابنة فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(مستدرك حاكم، جديد ٥/٢٧٦٢، قديم ٣/١٥٣، رقم: ٤٦٨٤، انوار نبوت ٤٢)

لبنیٰ درخواستی کے نکاح میں بدستور باقی ہے؛ جب تک درخواستی سے طلاق حاصل نہیں کی جائے گی، اس وقت تک لبنیٰ کا نکاح کسی دوسرے مرد کے ساتھ جائز نہیں ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۸۱۲)

شوہر کی عمر زیادہ ہونے پر طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال [۲۰۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح ۳۱ رمئی ۲۰۱۱ء کو مشکور خان سے ہوا تھا، ان کی عمر ساٹھ سال ہے، میری عمر ۲۴ رسال ہے، میں ان کے ساتھ دس گیارہ دن رہ چکی ہوں؛ لیکن میں اب ان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی ہوں، ان سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہوں، تو طلاق نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ فتوی معلوم کرلو اگر مفتیان کرام لکھدیں تو میں طلاق دیدوں گا، انہوں نے نکاح سے آٹھ دن پہلے

میرے نام ایک مکان کا بیع نامہ کروایا تھا اور مہر میں پچیس ہزار روپئے ہیں، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا میں اپنے شوہر سے خلع کرسکتی ہوں؟ یعنی مہر و مکان کے بدلے میں طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہوں؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتیة: روحی ریاض، کالا پیادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں شوہر کی عمر بیوی کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے بیوی کو شوہر سے علیحدگی اختیار کرنے کا حق نہیں ہوتا؛ ہاں البتہ اگر شوہر بیوی کا حق ادا کرنے پر قادر نہ ہو یا شوہر عنین اور نامرد ہو، تو اب علیحدگی کے مطالبہ کا حق ہوتا ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں، تو طلاق کے مطالبہ کا حق نہیں ہوتا اور حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا اور اس وقت حضرت فاطمہؓ کے بطن سے پیدا شدہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ پندرہ سال سے کم کی تھیں؛ جبکہ حضرت عمرؓ کی عمر تقریباً ساٹھ سال تھی، دونوں میں نکاح ہوا اور اولادیں پیدا ہوئیں، پھر چند سال میں جب حضرت عمرؓ کی شہادت ہوگئی، تو حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کا نکاح حضرت جعفرؓ کے بیٹے حضرت عون بن جعفرؓ سے ہوا (الی آخرہ) وغیرہ ایسی مثالیں دور صحابہ میں سیکڑوں کی تعداد میں ملیں گی؛ لہٰذا عمر کی زیادتی علیحدگی کے مطالبہ کا سبب نہیں بن سکتی۔ نیز عمر کا تفاوت شادی سے پہلے بھی تو معلوم ہوا ہوگا؟

تزوج عمرؓ، أم كلثوم على مهر أربعين ألفاً، وقال الزبير: ولدت لعمر ابنيه: زيداً ورقية، وماتت أم كلثوم وولدها في يوم واحد. (الاصابة في تمييز الصحابة، درالكتب العلمية بيروت ٨/٤٦٥)

عن الحسن بن عليؓ قال: لما تأيمت أم كلثوم بنت عليؓ عن عمرؓ –إلى قوله– فتزوجها عون بن جعفرؓ بن أبي طالب......وذكرها الدار قطني في كتاب الآخرة، أن عونا مات عنها، فتزوجها أخوه محمد، ثم مات عنها، فتزوجها أخوه عبد الله بن جعفرؓ فماتت عنده. (الاصابة٨/٤٦٥)

خطبها عمر بن الخطابؓ إلى أبيها عليؓ، فقال: إنها صغيرة، فقال عمر: زوجنيها يا أبا الحسن فإني ارصد من كرامتها مالا: يرصده أحد–إلى قوله– وقالت له: بعثتني إلى شيخ سوء قال: يا بنية إنه زوجک......ولما قتل عنها عمرؓ تزوجها عون بن جعفرؓ (اسد الغابة ۶/۳۸۷، دارالفکر بیروت) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۵۴۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/۱۱/۱۴۳۲ھ

شوہر پر طلاق کا دباؤ ڈالنا

سوال [۷۰۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی اپنے بھائی کی شادی میں گئی اور شادی کے چند دن کے بعد زید اپنی بیوی کو بلوانے کے لئے گیا، تو انہوں نے کہا کہ پہلے اپنی عادت کا علاج کرلو، وہ شراب پیتا تھا، پھر زید نے اپنی ساری برادری کے سامنے اس گناہ عظیم سے توبہ کی اور اس کے بعد زید نے نماز شروع کردی اور اس کے بعد برابر آدمی وہاں جاتے رہے، مگر وہ آج کل پر ٹال مٹول کرتے رہے اور بغیر لڑکی اور لڑکے کی مرضی کے وہ طلاق کا مطالبہ کررہے ہیں، تو وہ لڑکی مہر کی حقدار ہے یا نہیں؟ اور زید کی سسرال والوں نے زید پر لواطت کا الزام لگایا بیوی کے ساتھ اور زید نے امام صاحب کے ساتھ قسم کھا کر منع کردیا، زید کی دو لڑکیاں ہیں، مگر زید طلاق دینے سے انکار کررہا ہے اور زید کی بیوی کی بھی مرضی نہیں تو جو لوگ زبردستی طلاق کا مطالبہ کررہے ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئلہ مذکورہ میں جب شوہر نے شراب سے توبہ کرلی ہے

اور لواطت کا جوالزام لگایا گیا ہے، اس کا زید نے حلفیہ انکار کردیا ہے، توجب تک شرعی ثبوت نہ ہوجائے زید کا انکار ہی معتبر ہوگا اور جب شراب سے توبہ کرلی ہے، توتوبہ کے بعد اس کا تذکرہ درست نہیں اور زید اور اس کی بیوی جب طلاق پر راضی نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں دوسرے لوگوں کا زید پر طلاق کا دباؤ ڈالنا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاوی رحیمیہ قدیم ۲/۱۴۱، جدید زکریا ۸/۲۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/رجب المرجب ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۵۸۷۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۷/۲۶ھ

لڑکے کی جسمانی کمزوری کی وجہ سے لڑکی کا طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال [۶۰۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیٹی شہیرا مسرور جس کی شادی مؤرخہ: ۲۸/اکتوبر ۲۰۰۶ء کو بمقام امروہہ میں عمل میں آئی تھی، ماہ مئی ۲۰۰۷ء تک میری بیٹی اپنی سسرال میں شوہر کے ساتھ رہتی رہی؛ لیکن ماہ جون ۲۰۰۷ء سے لڑکی شوہر کے گھر نہیں گئی، میکہ میں ہی اپنے والد کے گھر پر قیام پذیر ہے، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ لڑکا جسمانی طور پر شادی کے لائق نہیں تھا، اور حق زوجیت ادا کرنے میں پوری طرح ناکام رہا، پھر بھی میری بیٹی ذاتی طور پر معاملات کو نبھاتی رہی اور Adj ust کرنے کی پوری کوشش کی۔ اور اس کے علاج معالجے کے لئے بھی کوشاں رہی، سسرال والے بھی لڑکے کا خود علاج کراتے رہے ہیں، لڑکے نے خود اس بات کا انکشاف کیا ہے، لڑکی اور لڑکے کے درمیان جو بات چیت ہوئی، اس میں لڑکے نے قسم کھا کر اپنے نا اہل ہونے کا اقرار کیا، لڑکے کے والدین اور عزیز واقارب بھی اس کی اس کمی سے واقف ہیں اور سب کچھ جانتے ہیں۔ ایسی صورت میں میری بیٹی اپنی سسرال لڑکے کے پاس جانے کے لئے قطعی رضامند نہیں ہے اور علیحدگی چاہتی ہے، ہمارا مقصد یہ ہے کہ

لڑکے کے ذریعہ حق زوجیت ادا نہ کرنے کی وجہ سے لڑکی کا سسرال میں رہنے سے کیا فائدہ جب کہ اس کے شوہر کا علاج وغیرہ بھی ہوا ہے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ معلوم ہو کہ لڑکی کی عمر ۲۲ر سال ہے، دین اسلام کی روشنی میں ایسی صورت حال ہونے پر کیا شرعی حیثیت ہے اور علماء دین کیا فرماتے ہیں؟

المستفتی: مسرور احسن خاں، محلّہ: قریشیان، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر لڑکے کی جسمانی کمزوری کی وجہ سے لڑکی لڑکے کے پاس رہنا نہیں چاہتی ہے، تو ایسی صورت میں لڑکے سے طلاق لینے کی کوشش کی جائے، اگر لڑکا طلاق دے دیتا ہے، تو تین ماہواری گذار کر کسی دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق حاصل ہو جائے گا اور اگر طلاق پر راضی نہیں، تو خلع پر آمادہ کرنے کی کوشش کی جائے، یعنی مہر وغیرہ معاف کرا کے کچھ دے دلا کر چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

وقوله تعالیٰ: فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِه. [سورة البقرہ: ۲۲۹]

وفي الهداية: وإن تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله، فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلع به. لقوله تعالیٰ: فلا جناح عليهما فيما افتدت به، فإذا فعل ذٰلک وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال، ......وإن طلقها على مال، فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال.

(هداية، كتاب الطلاق، باب الخلع، اشرفی دیوبند ۲/ ۴۰۴، هندية، زكريا ۱/ ۴۸۸، جديد زكريا ۱/ ۵۴۸، تاتارخانية، زكريا ۵/ ۵، رقم: ۷۰۷۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ر شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۴۱۳/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۸/۲ھ

بیوی کا شب وروز طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال[۶۰۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری اہلیہ شب وروز طلاق کا مطالبہ کرتی ہے؛ جبکہ میں ایسا کرنے سے قاصر ہوں، ایسی صورت میں میں کیا کروں؟ شرعی فتوی صادر فرمایا جائے۔

المستفتی: اقبال بھارتی، فدا منزل، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ صوت میں آپ کو اختیار ہے کہ چاہے آپ طلاق دیں یا نہ دیں، آپ پر کوئی جبر نہیں ہے۔ نیز طلاق کے معاملہ میں عورت کو جبر کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۶۰/۸)

قال الله تعالىٰ: الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآء. [سورة النساء:٣٤]

عن ابن عباسؓ، قال: ......فصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إنما الطلاق لمن أخذ بالساق. (سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب طلاق العبد، النسخة الهندية ١٥١، دارالسلام رقم:٢٠٨١)

إن الذي يملك الطلاق،إنما هو الزوج......ولا تملكه الزوجة. جعل الطلاق بيد الزوج لا بيد الزوجة. (الفقة الإسلامي وأدله، هدىٰ انٹرنیشنل دیوبند ٣٤٧/٧، ٣٥٥)

ومحله المنكوحة وأهله زوج. (در مختار، زكريا ٤٣١/٤، كراچي ٢٣٠/٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ رجمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۸۸/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۲۶ھ

رخصتی سے قبل طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال [۶۰۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح ۲۰۰۹ءکو رئیس احمد بن محمد مقبول سرائے کشن لال مرادآباد سے ہوا تھا؛ لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی، جس کی وجہ یہ ہوئی کہ لڑکے کے معاملات اچھے نہیں ہیں، میں اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، میں اس سے ہر حالت میں علیحدگی چاہتی ہوں۔

المستفتیة: فرح ناز، بنت سبحان علی، سرائے کشن لال، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب ساتھ رہنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور مستفتی سے زبانی معلوم ہوا کہ لڑکا بھی طلاق دینے کے لئے تیار ہے، تو دونوں طرف کے ذمہ دار لوگ آپس میں بیٹھ کر علیحدگی کی مناسب صورت اختیار کرلیں تو بہتر ہے اور علیحدگی میں لڑکے سے صرف ایک طلاق کہلوانا کافی ہے، اس سے طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور رخصتی سے پہلے طلاق کی صورت میں نصف مہر ادا کرنا لازم ہوتا ہے؛ لیکن چونکہ اس طلاق کا مطالبہ لڑکی کی طرف سے ہے؛ اس لئے لڑکا اس بات کی شرط لگا سکتا ہے کہ مہر کی معافی پر طلاق دے گا اور رخصتی سے پہلے طلاق کے بعد لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنے کے لئے عدت گزارنا لازم نہیں ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا اِنْ يُرِيْدَا اِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا. [النساء:۳۵]

ومن محاسنه التخلص به من المكاره الدينية، والدنيوية. بحر، أي كأن عجز عن إقامة حقوق الزوجة، أو كان لا يشتهيها. (شامي، كتاب الطلاق، كراچي ۳/۲۲۹، زكريا ٤/٤٢٨، البحرالرائق، زكريا ۳/٤١٥، كوئٹه ۳/۲۳۸، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت ۲/۳)

في الكنز: هو رفع القيد الثابت شرعاً بالنكاح -إلى- وأما سببه فهو الحاجة المحوجة إلى الطلاق من المشاجرة وعدم الموافقة. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٣٧٧، رقم: ٦٤٧١)

إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل الدخول بها وقعن عليها، فإن فرق الطلاق بانت بالأولىٰ، ولم تقع الثانية، والثالثة وذٰلک مثل أن يقول: أنت طالق، طالق، طالق، وكذا إذا قال أنت طالق واحدة، وواحدة، وقعت واحدة، كذا في الهداية. (هندية، زكريا ١/٣٧٣، جديد زكريا ديوبند ١/٤٤٠)

ولزم نصفه أي المسمىٰ بالطلاق قبل الدخول، وقبل الخلوة الصحيحة. (مجمع الأنهر، قديم١/٣٤٦، جديد دارالكتب العلمية بيروت، ومكتبه فقيه الأمت ديوبند ١/٥٠٩-٢٣٦، هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٢٤، شامي، كراچي ٣/١٠٤، زكريا٤/٢٣٥، البحر الرائق، كوئٹه٣/١٤٤، زكريا٣/٢٥٣)

إن طلقها على مال، فقبلت وقع الطلاق، ولزمها المال، وكان الطلاق بائناً. (هندية، زكريا ١/٤٩٥، جديد زكريا ديوبند ١/٥٥٤، الفصل الثالث: في الطلاق على المال)

رجل خلع امرأته بمالها عليه من المهر -إلى- كان الخلع بمهرها، إن كان المهر على الزوج يسقط. (هندية، زكريا١/٤٩٨، جديد ١/٥٥٧، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت٢/١٠٣)

وكل خلوة لايمكن معها الوطئ كخلوة المريض -إلى- فلا عدة، وفي الخانية: وكذا لو طلقها قبل خلوة. (الفتاوى التاتارخانية ٥/٢٣٢، رقم: ٧٧٣٤ قاضي خان على هامش الهندية، زكريا ١/٥٤٩، جديد زكريا ديوبند ١/٣٤٧، البحر الرائق، زكريا ٤/٢١٦، كوئٹه ٤/١٢٨) *فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم*

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	*الجواب صحیح:*
۲۴؍ ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ	*احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ*
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍ ۱۱۳۱۳)	*۱۴۳۴/۱۱/۲۴ھ*

مرض کی بناء پر طلاق یا خلع کا مطالبہ

سوال [۶۰۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی شادی شدہ ہے، اور وہ اپنی سسرال تین مرتبہ جاچکی ہے اور اب وہ کہتی ہے کہ میں اس گھر میں نہیں جاؤں گی؛ اس لئے کہ اس لڑکے کو ٹی بی کی بیماری ہے۔ اب لڑکے کے والدین یہ کہتے ہیں کہ چلئے ڈاکٹر کے پاس، اگر ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ اس کو ٹی بی کی بیماری ہے، تو ہم طلاق دلوادیں گے، ورنہ رخصتی کرنی ہوگی، اس پر دونوں طرف سے منظوری ہوگئی۔ اب لڑکے والے نہ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور نہ طلاق دلواتے ہیں، تو اب ایسی صورت میں کیا فیصلہ ہوگا؟

المستفتی: محمد اسرائیل، سپولوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: محض شوہر کی بیماری کی وجہ سے جبکہ شوہر مکمل طریقہ پر حقوق زوجیت ادا کرتا ہو، بیوی کو فسخ نکاح طلاق خلع وغیرہ کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے۔

عن الثوري في رجل يحدث به بلا: لا يفرق بينهما، هو بمنزلة المرأة، لا يرد الرجل ولا ترد المرأة. (مصنف عبد الرزاق، باب مارد من النكاح، المجلس العلمي بيروت ٦/ ٢٤٩، رقم: ١٠٧٠٠)

وإذا كان بالزوج جنون، أو جذام، أوبرص فلا خيار للمرأة عند أبي حنيفةؒ، وأبي يوسفؒ. (مختصر القدوري، كتاب النكاح، امداديه ديوبند ١٦٥، البحرالرائق، زكريا ٤/ ٢١٣، كوئٹه ٤/ ١٢٦، شامي، كراچي ٣/ ٥٠١، زكريا ٥/ ١٧٥)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴۶۵/۲۹)

شوہر کی بدکاریوں کی وجہ سے بیوی کو طلاق کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں؟

سوال [۲۰۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح ۸۷/۵/۲ء کو فراست حسین کے ساتھ ہوا تھا، جو لاہور کے رہنے والے ہیں، نکاح کے کچھ دن بعد فراست اپنے گھر لاہور واپس چلے گئے، لاہور کچھ دن رہنے کے بعد وہ امریکہ چلے گئے، امریکہ جا کر انہوں نے کچھ ایسی بدکاریاں کیں، جس کا مجھے علم ہو گیا اور کچھ لوگوں نے بھی مجھ سے ان ناجائز حرکتوں کا ذکر کیا اور ان کی کئی حرکتوں کے ثبوت مجھے ملے، جس کی وجہ سے میں ان سے طلاق چاہتی ہوں، میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ میری مدد کر کے مجھے ان سے طلاق دلوا دیجئے۔

درخواست دہندہ مدعیہ ہندوستان میں ہے، مدعی علیہ کا مکان پاکستان ہے اور مستقل سکونت امریکہ میں ہے، کیا ایسے کیس کی سماعت ممکن ہے؟

المستفتی: حفظ الرحمٰن، جنرل سکریٹری محکمہ شرعیہ، مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عدالت شرعیہ کو فیصلہ کے لئے جن شرائط کی پابندی ضروری ہے، ان کی پابندی کرتے ہوئے، اگر مقدمہ کی سماعت ہوسکتی ہے، تو ایسے کیس کی سماعت بھی ممکن ہے؛ لیکن مذکورہ دعویٰ میں شرعاً نہ عورت کو طلاق کے مطالبہ کا حق ہے، نہ محکمہ کو فیصلہ دینے کا۔ نیز اگر شوہر کی بدکاریاں شرعی شہادتوں سے بھی ثابت ہو جائیں، تب بھی تفریق لازم نہیں ہے۔

نیز ہندوستان میں شدید ضرورت کے وقت مالکیہ کے مذہب پر محکمہ کو فیصلہ کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

ولا يجب على الزوج تطليق الفاجرة و لا عليها تسريح الفاجر.

(شامي، كتاب الحظر و الإباحة، باب الإستبراء، فصل في لبيع، كراچي ٤٢٧/٦، زكريا ٦١١/٩)

لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة و لاعليها تسريح الفاجر، إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۱۰۷، زکریا ۳/۱۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۱۰۳۱)

لواطت کرنے والے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرنے کا حکم

سوال [۶۰۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص اپنی بیوی کو غلط طریقے سے استعمال کرتا ہے (قوم لوط کا طریقہ) لڑکی اس فعل سے ناخوش ہے، لڑکی نے لڑکے سے بارہا منع کیا یہ فعل کرنے کو؛ لیکن لڑکے نے یہ کہا کہ تو اگر مجھ کو اس طریقے سے خوش نہیں کرے گی تو میں تجھ کو طلاق دیدوں گا، اگر اس فعل سے لڑکی طلاق خود لینا چاہے، تو مہر کی کیا شرائط ہوں گی، لڑکی حمل سے ہے، تو طلاق کس صورت میں ہوگی؟ لڑکے کے اس فعل کی شریعت میں کیا سزا ہے؟

المستفتی: سجاد حسین، بارہ دری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنی بیوی کے ساتھ ایسا فعل شنیع کا ارتکاب کرنا گناہ عظیم ہے، کسی بھی وقت خدا کا عذاب آ سکتا ہے، اگر کوئی اس کو جائز سمجھ کر کرے گا، تو ایمان سے خارج ہوجائے گا؛ اس لئے بہر حال شوہر پر لازم ہے کہ سچی توبہ کرلے۔

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: من أتى حائضاً، أوامرأةً في دبرها، أو كاهناً، فقد كفر بما أنزل على محمد. الحديث.

(ترمذي، كتاب الطهارة، باب ماجاء في اتيان الحائض، النسخة الهندية، ۱/۳۵، دار السلام رقم: ۱۳۵)

لہٰذا اگر کوئی شوہر اس فعل شنیع سے توبہ کرکے باز نہ آئے ،تو بیوی کو طلاق کے مطالبہ کا حق ہوگا اور شوہر کو پورا مہر ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر شوہر نے اس فعل سے نادم ہوکر سچی توبہ کرلی ہے، تو طلاق کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے ، پھر اگر طلاق پر مصر ہے، تو شوہر کو طلاق پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے؛ البتہ مہر معاف کرکے خلع پر شوہر کو راضی کرنے کی زحمت ہوسکتی ہے۔

حمل کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے ،ولادت تک عدت کا سلسلہ جاری رہے گا اور ولادت کے بعد عدت ختم ہوجائے گی۔

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هداية، كتاب الطلاق، باب ايقاع الطلاق، النسخة الهندية، اشرفي ديو بند۲/ ۳۵۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۷ر رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۳۲۰)	۱۴۲۰/۹/۲۷ھ

عورت کا مکان کی تبدیلی نہ کرنے پر طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال [۶۰۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد عمر کی شادی ہمراہ معظّمہ خاتون سے مبلغ پندرہ ہزار روپیہ مہر کے ہوئی، شادی کے بعد دو مہینہ تک دونوں مل کر ازدواجی زندگی گذارتے رہے، ایک دن لڑکی کے والد بہانہ بنا کر سارے زیور کے ساتھ (جو زیور لڑکی کے والد نے دیا تھا اور محمد عمر نے شادی کے موقعہ پر دیا تھا) لے کر اپنے گھر چلے گئے، چند روز کے بعد جب محمد عمر اپنی بیوی معظّمہ خاتون کو بلانے گیا ،تو ان کے والد نے یہ کہہ کر واپس کردیا کہ تم لوگوں سے کچھ بات چیت کروں گا؛ اس لئے اپنے ذمہ دار کو ساتھ لے کر آؤ۔ جب محمد عمر دوبارہ چند حضرات کو لے کر گئے تو انہوں نے یہ کہا کہ لڑکی وہاں (یعنی گلاب باڑی جو محمد عمر کا مکان ہے اور وہیں پر کاروبار کرتے ہیں) نہیں جائیگی، محمد عمر اپنا مکان اور کاروبار چھوڑنے کو تیار نہیں، اس مسئلہ کو قریب دو سال گذر گئے،

اب لڑکی والے طلاق مانگ رہے ہیں، محمد عمر طلاق دینے کو تیار نہیں۔

المستفتی: محمد عمر گلاب باڑی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئلہ مذکورہ میں اگر شوہر از خود طلاق دینے کے لئے تیار نہیں اور لڑکی والے طلاق مانگ رہے ہیں، تو ایسی صورت میں بلاظلم وزیادتی کے محض رہائشی مکان کی تبدیلی کی ضد پر شوہر کے اوپر دباؤ ڈالنا اور پھر طلاق کا مطالبہ کرنا بیوی کے لئے جائز نہیں ہے، ہاں البتہ وہاں رہنے میں اس کے اوپر ظلم وزیادتی یا عصمت دری کا خطرہ ہو رہا ہو، تو تب تبدیلی مکان کا مطالبہ جائز ہوسکتا ہے اور مذکورہ صورت میں بلاکسی خاص وجہ کے طلاق کا مطالبہ کرنا بیوی کے لئے جائز نہیں ہے، اب اگر پھر بھی طلاق لینے پر بضد ہے، تو شوہر پر طلاق دینا لازم نہیں ہے اور بیوی اپنا مہر معاف کر کے خلع کرسکتی ہے۔

وإن تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله، فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها به، فإذا فعل ذٰلک وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال. (هداية، كتاب الطلاق، باب الخلع، اشرفى ديوبند ٢/ ٤٠٤، هندية، زكريا ١/ ٤٨٨، جديد زكريا الباب الثاني في الخلع ١/ ٥٤٨، تاتارخانية، زكريا ٥/ ٥، رقم: ٧٠٧١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍ ۵۷۶۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲؍ ۵؍ ۱۴۱۹ھ

پہلی بیوی کا دوسری بیوی کو طلاق دینے پر اصرار کرنا

سوال [۶۰۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی تقریباً چار سال قبل ہندہ کے ساتھ ہوئی تھی، اب زید نے دوسری

شادی چند ماہ قبل خالدہ سے بھی کر لی ہے، زید کا کہنا یہ ہے کہ اسلام میں عدل وانصاف کے ساتھ دو بیویوں کو رکھنا جائز ہے؛ لہٰذا میں دونوں بیویوں کو رکھنا چاہتا ہوں اور دونوں کے درمیان برابری کروں گا انشاء اللہ۔

ہندہ اور ہندہ کے میکہ والوں کا کہنا یہ ہے کہ زید جب تک خالدہ کو طلاق نہ دے دے تب تک ہندہ گھر میں واپس نہیں آئے گی، زید کا کہنا یہ ہے کہ میں خالدہ کو بلا وجہ طلاق نہیں دوں گا؛ کیونکہ شرعاً وہ میری بیوی ہے اور شرعاً کسی کو بھی اس طرح طلاق کا مطالبہ کرنا درست نہیں ہے۔

اب ہندہ کے میکہ والے بضد ہیں کہ اگر زید خالدہ کو طلاق نہیں دیتا ہے، تو ہماری بیٹی ہندہ کو طلاق دیدے؛ جبکہ زید ہر حال میں ہندہ کو اپنے گھر میں رکھنا چاہتا ہے اور ہندہ کے والد نے کچھ اخراجات زید پر اپنی مرضی سے کئے تھے، اب وہ طلاق کے ساتھ ان اخراجات کی واپسی بھی چاہتے ہیں، جو کہ بنا کسی شرط کے کئے تھے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ چونکہ ہندہ اور ہندہ کے میکہ والے خود طلاق چاہتے ہیں، یا پھر خالدہ کی طلاق کی فاسد شرط لگا رہے ہیں، تو زید ہندہ کا مہر اور عدت کا خرچ ہندہ کو نہ دے، تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ اور جو اخراجات سسر نے بغیر کسی شرط کے زید پر کئے تھے، ان اخراجات کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ زید کو واپس کرنے ہوں گے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازکر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: نظام الدین، مقبرہ دوئم، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر مکمل حقوق زوجیت ادا کرنے کے ساتھ ہندہ کو اپنے پاس رکھنے کے لئے تیار ہے اور ہندہ دوسری بیوی خالدہ کو طلاق دیئے بغیر شوہر کے پاس رہنے کے لئے تیار نہیں ہے اور ہر صورت میں طلاق لینے پر بضد ہے، تو زید کو اس بات کا حق ہے کہ شرط لگا دے کہ مہر اور عدت کے خرچہ کی معافی کی شرط پر طلاق دے گا، اس کے بغیر

طلاق نہ دے گا اور شریعت اسلامی میں ایک ساتھ دو بیوں کو رکھنے کی اجازت دی گئی ہے؛ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ دونوں بیوی کے درمیان برابری کا معاملہ کرے کسی کے حق کی ادائے گی میں کوتاہی نہ کرے۔

وإن طلقها على مال، فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال؛ لأن الزوج يستبد بالطلاق تنجيزاً وتعليقًا وقد علقه بقبولها، والمرأة تملك التزام المال لولايتها على نفسها، وملك النكاح مما يجوز الاعتياض عنه وإن لم يكن مالاً كالقصاص، وكان الطلاق بائناً. (هداية، كتاب الطلاق، باب الخلع، اشرفي ديوبند ٢/ ٤٠٥، هندية، زكريا ١/ ٤٩٥، جديد زكريا ١/ ٥٥٤)

عن ثوبانؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة سألت زوجها الطلاق من غير بأس، فحرام عليها رائحة الجنة. (مسند أحمد ٥/ ٢٧٧، رقم:٢٢٧٣٨، ٥/ ٢٨٣، رقم: ٢٢٨٠٤، سنن الترمذي، أبواب الطلاق، واللعان، باب ما جاء في المختلعات، النسخة الهندية ١/ ٢٢٦، دارالسلام رقم: ١١٨٧، المعجم الأوسط للطبراني، دارالفكر بيروت ٤/ ١٣٣، رقم:٥٤٦٩)

خسر نے داماد کے مطالبہ کے بغیر جو کچھ بھی داماد کے اوپر اپنی طرف سے خرچ کیا ہے، وہ منجانب خسر تبرع ہے، وہ قرض نہیں ہے کہ جس کی ادائے گی داماد پر لازم ہو۔

فإن كفل بلا أمره أي المكفول عنه لا يرجع الكفيل عليه أي المكفول عنه بما أدىٰ عنه؛ لأنه متبرع بأدائه بغير رجوع. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٣/ ١٨٥، ملتقي الأبحر٣/ ١٨٤، در المنتقي ٣/ ١٨٤)

لأن الكفالة بغير أمر تبرع إبتدأ و انتهاءً، فبدعواه أحدهما لايقضي له بالآخر. (هداية، كتاب الكفالة، اشرفی ديوبند ٣/ ١٢٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۸۰۶/۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۱/۵ھ

لڑکی کا طلاق پر مجبور کرنا

سوال [۶۰۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکا طلاق نہیں دینا چاہتا اور لڑکی طلاق پر مجبور کر رہی ہے، تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: نعیم الدین، ریتی محلّہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض مطالبۂ طلاق سے طلاق واقع نہ ہوگی؛ جب تک کہ شوہر طلاق نہ دے اور عورت کے مطالبہ کرنے سے شوہر پر طلاق دینا لازم نہیں ہے؛ البتہ اگر زوجین کے درمیان نبھاؤ کی کوئی صورت نہ ہو اور شوہر طلاق بھی نہ دے، تو عورت کو خلع کا اختیار ہے کہ شوہر کو کسی مال پر راضی کر کے نکاح فسخ کرا لے۔

ولابأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق. وفي الشامية: السنة إذا وقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلهما ليصلحوا بينهما، فإن لم يصطلحا جاز الطلاق، والخلع. (شامي، كتاب الطلاق، باب الخلع، كراچي ۳/٤٤١، زكريا ٥/۸۷)

وإن تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله، فلابأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها به، لقوله تعالىٰ: فلا جناح عليهما فيما افتدت به. (سورة البقرة، ۲۲۹، هداية، ديوبند ۲/٤٠٤، هندية زكريا ١/٤٨٨، جديد زكريا ١/٥٤٨، تاتارخانية، زكريا ٥/٥، رقم: ٧٠٧١)

ثم الاختلاف إذا وقع بين الزوجين فالسنة فيه أن يجتمع أهل الرجل، وأهل المرأة ليصلحا بينهما، فإن لم يجتمعا على الصلح فليس إلى الحكمين التفريق بينهما، فإن طلقها جاز، وإن خلعها أيضاً جاز. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٥/٥، رقم: ٨٠٧٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ ر صفر المظفر ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۰۱۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۲/۶ھ

لڑکی کی خواہش پر طلاق

سوال [۶۰۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکی کو کس کس مجبوری پر طلاق دی جاتی ہے؟ اگر عورت کی مرضی طلاق کی ہے، تو اس مرضی پر طلاق دے دی جائے یا نہیں، کیا مسئلہ ہے؟

المستفتی: محمد افضل حسن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو وجہ آپ کے یہاں پیش آئی ہے، اس کو تحریر فرمائیں اس کا جواب مل جائے گا، عورت کی مرضی پر طلاق دینا شوہر پر لازم نہیں ہے اور نہ ہی شوہر اس کا پابند ہے؛ بلکہ شریعت اسلامیہ نے طلاق کا اختیار شوہر کو دیا ہے۔

ویقع طلاق كل زوج إذا كان عاقلاً بالغاً. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي ديو بند ۲/۳۵۸)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل. (درمختار مع الشامي، كراچي۳/۲۳۵، زكريا ٤/٤٣٨، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸، هندية، زكريا ۱/۳۵۳، جديد زكريا ۱/٤۲۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ ر شوال المکرّم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۸۷)

طلاق کے مطالبہ پر یوں ہی طلاق کے الفاظ کہنا

سوال [۶۰۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صغیر احمد کی بیوی ریشماں پروین ناراض ہوکر اپنے میکہ چلی گئی اور اس نے اور اس کی ماں نے ضد کی کہ اس کو طلاق دو، صغیر نے کہا میں کہیں سے کہیں تک اسے

طلاق نہ دوں گا، مگر انہوں نے کہا تم یوں ہی کہہ دو؛ لہٰذا میں نے یوں ہی تین مرتبہ طلاق دے دی، کیا طلاق ہوگئی؟

المستفتی: صغیر احمد، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے مطالبہ کے وقت یوں ہی طلاق کے الفاظ ادا کرنے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب آپ نے تین دفعہ طلاق کہہ دیا ہے، تو آپ کی بیوی پر تین طلاق، طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ اس کے ساتھ نکاح بھی جائز نہیں۔

عن عائشةؓ، أن امرأة رفاعة القرظي جاء ت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: يارسول الله! إن رفاعة طلقني، فبت طلاقي وإني نكحت بعده عبد الرحمٰن بن الزبير القرظي، وإنما معه مثل الهدبة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعلک تريدين أن ترجعي إلي رفاعة؟ لا، حتى يذوق عسيلتک وتذوقي عسيلته. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث ۲/ ۷۹۱، رقم: ۵۰۶۱، ف: ۵۲۶۰)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا ۱/ ۴۷۳، جديد زكريا ۱/ ۵۳۵، تاتارخانية، زكريا ديوبند ۵/ ۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴، هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۹۴۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۳/۱ھ

بیوی کے مطالبہ پر کتنی طلاق دی جائے؟

سوال [۶۰۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میری بیوی کے میکہ والے اور میری بیوی طلاق مانگ رہی ہے اور مہر چھوڑ رہی ہے؛ لیکن جہیز کا سامان مانگ رہی ہے، کچھ سامان ٹوٹ پھوٹ گیا، تو سامان دیا جائے گا یا نہیں اور طلاق کتنی دینی چاہئے؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: محمد نسیم بروالان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی اور بیوی کے میکہ والوں کے طلاق مانگنے اور مہر چھوڑنے پر طلاق دینا جائز ہے اور اس صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ نیز جہیز کا جو سامان بچا ہوا ہے، وہ بیوی کا حق ہے، اس کا حق جس حالت میں بھی ہو، اس حالت میں اس کو واپس کرنا ضروری ہے اور طلاق صرف ایک دی جائے، ایک سے زیادہ طلاق دینا شریعت میں ممنوع ہے۔

وإن طلقها على مال، فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال. (هداية، كتاب الطلاق، باب الخلع، اشرفی دیوبند ۲/۴۰۵، هندية، زكريا ۱/۴۹۵، جديد زكريا ۱/۵۵٤)

إن طلقها على مالٍ، فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال، وكان الطلاق بائناً. (هندية، زكريا ۱/۴۹۵، جديد زكريا ۱/۵۵٤)

أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله. (شامي، كراچي ۳/۱۵۸، زكريا ٤/۳۱۱)

وكذا يسترد مابعث هدية وهو قائم دون الهلاک والمستهلک؛ لأنه في معنىٰ الهبة (الدر المختار) وفي الشامي الهلاک والاستهلاک مانع من الرجوع بها. (شامي، زكريا ٤/۳۰٤، كراچي ۳/۱۵۳)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن بيروت ۹/۵۱۲، رقم: ۱۸۰٤۰، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي بيروت ٦/۳۰۲، رقم: ۱۰۹۲٦)

فالأحسن: أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها حتى تنقضي عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۵٤)

فالأحسن: أن يطلق امرأته واحدة رجعية في طهر لم يجامعها فيه، ثم يتركها حتى تنقضي عدتها. (هندية، زكريا ۱/ ۳٤۸، جديد زكريا ۱/ ٤۱٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۹۷۵۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۰/۳/۶ھ

ایک لڑکی کی طلاق سے دوسری لڑکیوں کی طلاق کا مطالبہ

سوال [۶۰۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے اطراف میں بچے اور بچیوں کا نکاح بچپنے میں والدین کر دیتے ہیں، بالغ ہونے کے بعد حسب دستور ان کی رخصتی کر دی جاتی ہے؛ لیکن اس وقت ایک شدید مشکل پیش نظر ہے، ہوا یہ کہ ہماری ایک لڑکی زرینہ بیگم کا نکاح ظفر اللہ سے ہوا تھا، زرینہ کے اس وقت ایک لڑکی بھی ہے، بغیر وجہ کے جس کا اعتراف خود ظفر اللہ کو بھی ہے، زرینہ کے نام طلاق نامہ لکھ کر بھیج دیا اور اس کو شرعی طلاق ہو بھی گئی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ زرینہ کی دوسری قریبی عزیزہ دو بہنیں ظفر اللہ کے سگے دو بھائیوں کے نکاح میں ہیں، ان کا نکاح بھی حسب رواج والدین نے بچپنے میں کر دیا تھا، جس کو لگ بھگ ۲۰؍ سال ہو گئے، مگر ابھی تک ان بچیوں کی رخصتی نہیں کی ہے، زرینہ کے معاملہ کے پیش نظر اس کی ان دو بہنوں اور دوسرے عزیزوں بشمول ان کے والدین کو یہ احساس ہے کہ ہماری ان دو لڑکیوں کو بھی اگر رخصت کر دیا گیا، تو ان کے ساتھ بھی یہ لوگ زیادتی کریں گے، اب خود لڑکیاں بھی کسی قیمت پر جانے کے لئے تیار نہیں ہیں، ان کا کہنا ہے ہم زندگی اسی طرح گذاریں گے، مگر نہیں جائیں گے، ادھر لڑکے یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی قیمت پر ان کو طلاق نہیں دیں گے؛ جبکہ لڑکی والے چاہتے ہیں کہ ہم طلاق لے لیں، اس صورت کے اندر شرعی نوعیت کیا ہے؟ ان دو بچیوں کا حل کیا ہے؟ فسخ نکاح کی جو شکل ممکن ہو اس سے مطلع

کریں، ہم کو لڑکوں سے کسی طرح کی خیر کی توقع نہیں ہے؛ جبکہ وہ لوگ بہت حد تک اپنے اس اقدام پر شرمندہ بھی ہیں کہ ہم نے زرینہ کے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کیا، مگر ہم ان کی اس بات سے بالکل مطمئن نہیں ہیں۔

نوٹ: معاملہ چونکہ طرفین میں بہت آگے بڑھ چکا ہے، خطرہ اس بات کا ہے کہ کہیں خوں ریزی نہ ہو جائے، اس وجہ سے ایسا جواب تحریر فرمائیں جو دونوں کے لئے قابل قبول ہو۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد علی، احمد آباد، جمال پور،

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نہایت مجبوری کے وقت جب نباہ بالکل مشکل ہو، تو ضرورۃً دینے کی گنجائش ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق بہت بری چیز ہے۔

عن ابن عمرؓ، أن النبي صلی اللّٰه علیه قال: أبغض الحلال إلی اللّٰه الطلاق.

(سنن أبي داؤد، کتاب الطلاق، باب کراهية الطلاق، النسخة الهندية ۱/۲۹۶، دارالسلام رقم:۲۱۷۸، سنن ابن ماجه، أبواب الطلاق، النسخة الهندية ۱۴۵، دارالسلام رقم:۲۰۱۸)

بلا وجہ شرعی طلاق دینے والا شرعاً ظالم، اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا؛ لیکن ایک بھائی نے اگر اپنی بیوی کے ساتھ ظالمانہ حرکت کی ہے، تو اس پر یہ دوسرے بھائی کو بھی قیاس کر لینا اور اس کا احساس دل میں جما لینا شرعاً مفید نہیں ہے، خاص کر جب وہ لوگ خاندان کے ایک فرد کے فعل شنیع پر نادم بھی ہوں؛ اس لئے دونوں خاندان پر لازم ہے کہ آپس میں ملاپ کر لیں اور لڑکیوں کو رخصت کر دیں تاکہ وہ لوگ باعصمت زندگی گذار سکیں، شرعاً لڑکیوں کو شوہروں کے پاس نہ جانے کا حق نہیں؛ بلکہ رخصت پر تیار ہونا لازم ہے؛ جبکہ شوہر حقوق زوجیت ادا کرنے پر آمادہ ہے، لڑکیوں کو روکنے والے اور ان کو شوہروں کے خلاف بدظن کرنے والے سب گناہ گار ہوں گے، شرعاً لڑکیاں رخصت کرائی جانے پر مجبور کی جائیں گی۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم دیوبند ۱۲۰/۱)

لڑکی والے رخصت کرنے پر راضی ہوجائیں گے، تو انشاء اللہ سارا جھگڑا ختم ہوجائے گا اور شوہروں پر لازم ہے کہ بیویوں کے ساتھ میل محبت اور مودت کا معاملہ کریں اوران پر ظلم نہ کریں جیسا کہ قرآن کریم کی آیت: **إمساک بمعروف** .[البقرہ:۲۲۹] سے مستفاد ہورہا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۱۳/۲۳)

بیوی شوہر کے پاس نہ جائے تو کیا کریں؟

سوال [۱۷۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی قرض لے کر ۲۰۰۵ء کو کی، اس کے چار دن بعد جہیز کی مانگ شروع کی گئی کہ یہ دیا وہ نہیں دیا اور لڑکی کو طعنے دیئے گئے، اب لڑکی گھر پر آ گئی اور اب ہماری لڑکی جانے کے لئے تیار نہیں ہے؛ اسے ہم نے ہر طرح سمجھالیا، مگر وہ پھر بھی جانے کو تیار نہیں ہے، وہ بس یہی کہہ رہی ہے کہ مجھے وہاں جانا نہیں ہے، چاہے کچھ بھی ہوجائے دو دن کے بعد لڑکے کے چھوٹے بھائی سے پتہ چلا کہ لڑکے کا ایک ڈیڑھ مہینہ پہلے علاج چل رہا تھا، اس بات کے تین گواہ ہیں، لڑکی کو اس بارے میں بھی سمجھا کر دیکھ لیا کہ علاج سے لوگ ٹھیک ہوجاتے ہیں؛ لیکن وہ پھر بھی تیار نہیں ہے اور لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ تم اپنی لڑکی کو سمجھاؤ اور اسے بھیجنے کی کوشش کرو۔ آپ یہ بتایئے کہ ہم نے بہت سمجھایا؛ لیکن جب وہ جانے کے لئے تیار نہیں ہے، تو ہم کیا کریں ہماری بیٹی کی زندگی کا سوال ہے، آپ یہ بتائیں ہم اس رشتہ کو ختم کریں یا نہیں؟ اور اس وقت مہر فاطمی کے کتنے روپئے ہورہے ہیں؟

المستفتی: افضال حسین، کچا باغ، باغ بہادر گنج، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کسی اندرونی بیماری کا شکار ہے، جس کی بنا پر لڑکی جانے کے لئے راضی نہیں ہے، اگر علاج وغیرہ سے صحت یابی کی امید ہو، تو جلد بازی سے کام نہ لیں؛ بلکہ بہتر ہے کہ علاج کے لئے کچھ عرصہ موقع دیا جائے اور لڑکی کو سمجھا بجھا کر بھیج دیا جائے، یہی زیادہ مناسب ہے اور اگر اس کے بعد بھی شوہر کی بیماری بدستور باقی رہتی ہے، تو عدالت شرعیہ میں اپنا مقدمہ دائر کرا کے فیصلہ کرالیں۔

عن عبداللّٰہؓ قال: یؤجل العنین سنة، فإن وصل إلیها، وإلا فرق بینهما، ولها الصداق. (المعجم الکبیر للطبراني، دار إحیاء التراث العربي بیروت ۹/۳۴۳، رقم: ۹۷۰۶، سنن الدار قطني، دارالکتب العلمیة بیروت ۳/۱۲۱، رقم: ۳۷۶۹، السنن الکبریٰ للبیهقي، دارالفکر بیروت ۱۰/۵۲۸، رقم: ۱۴۶۳۱)

وإذا وجدت المرأة زوجها عنینًا، فلها الخیار إن شاء ت أقامت معه، وإن شاء ت خاصمته عند القاضي وطلبت الفرقة، فإن خاصمت فالقاضي یؤجله سنة. (تاتارخانیة، زکریا ۵/۲۲۰، رقم: ۷۷۰۴)

وإذا کان الزوج عنینًا أجله الحاکم سنة، فإن وصل إلیها فبها وإلافرق بینهما إذا طلبت المرأة ذٰلک. (هدایة، کتاب الطلاق، باب العنین اشرفي دیو بند۲/ ۴۲۰)

(۲) مہر فاطمی موجودہ اوزان اور دس گرام کے حساب سے ۱۵۳۰/تولہ ۹۰۰/ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت بازاری ریٹ سے معلوم کرلیں۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ص:۱۳۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۶۳۳)

بیٹی، داماد کا سوتیلی ساس کی برائیاں بتاکر سسر سے طلاق کا مطالبہ کرنا

سوال [۶۰۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری پہلی اہلیہ کا انتقال ہوگیا تھا، ۱۹۸۹ء میں، میں نے ۱۹۹۴ء میں عقد ثانی کیا اور عقد ثانی سے پہلے اپنی تین بیٹیوں کی نکاح کی ذمہ داری بفضلہٖ تعالیٰ انجام دے چکا ہوں اور ایک لڑکے کی بھی شادی سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اب میری شادی کو تقریباً چھ سال سے زائد ہو چکے، میرے داماد میری اہلیہ ثانی جو کہ میرے داماد کی سوتیلی ساس ہیں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بدتمیز ہے اور بدکار ہے اور ان کا مزاج چوری کرنے کا ہے، غیر مردوں سے اس کے تعلقات ہیں، میرے بڑے داماد کو یہ شکایت ہیں، اس حالت میں وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدوں، ورنہ بھیانک انجام ہوگا، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس بیوی کو طلاق دلوا کر اور عورت سے نکاح کرادیں گے، وہ بیوی کو گوارہ نہیں کرتے؛ بلکہ اس سے بہت ہی عداوت رکھتے ہیں۔ اب بتائیں کہ مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینا جائز ہوگا کہ نہیں اور مجھے اپنی اولاد، داماد سے کس طرح کے معاملات رکھنا چاہئے؟ کیونکہ میں بڑی مشکل میں ہوں، میری دوسری بیوی سے کوئی بھی اولاد نہیں ہے اور پہلی بیوی کی چار اولادوں کے نکاح کی ذمہ داری الحمدللہ ادا ہو چکی ہے۔

المستفتی: محمد حنیف، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ کو اپنی بیوی سے ذاتی طور پر کوئی شکایت نہیں ہے اور وہ آپ کے حقوق میں کوئی کوتاہی نہیں کررہی ہے، تو اس صورت میں محض داماد اور بیٹیوں کے الزام تراشی کی وجہ سے موجودہ بیوی کو طلاق دیں، یہ آپ کے لئے جائز نہیں ہے، اگر آپ طلاق دیں گے تو سخت گنہگار ہوں گے۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ آپ کی موجودہ

بیوی بچوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے اور داماد اور بیٹیوں کا فرض ہے کہ ان کے ساتھ عزت کا معاملہ کریں۔

نیز داماد اور بیٹیوں کا طلاق کا مطالبہ کرنا قطعاً جائز نہیں، اس طرح کے مطالبات سے وہ لوگ گنہگار رہوں گے۔

وأما الطلاق، فإن الأصل فيه الحظر بمعنیٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه وهو معنى قولهم الأصل فيه الحظر. (شامي، زكريا ٤/ ٤٣٨، كراچي ٣/ ٢٢٨)

عن أبي هريرةؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والظن، فإن الظن أكذب الحديث، ولاتحسسوا، ولاتجسسوا، ولاتناجشوا، ولاتحاسدوا، ولاتباغضوا ولاتدابروا وكونوا عباد الله إخوانا.

(مسلم شريف، كتاب البر ولصلة، باب تحريم الظن والتجسس والتنافس الخ۔ النسخة الهندية٢/ ٣١٦، بيت الأفكار رقم:٢٥٦٤، بخاري شريف، كتاب الأدب، باب مانهيٰ عن التحاسد والتدابر، النسخة الهندية ٢/ ٨٩٦، رقم:٥٨٢٩، ف:٦٠٦٤، مشكوٰة شريف٤٢٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢١/ رجمادی الثانیہ ١٤٢١ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٥/ ٦٧٧٨)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢١/ ٦/ ١٤٢١ھ

طلاق کے مطالبہ پر بیوی کو مہر دینا لازم ہے یا نہیں؟

سوال [٦٧٠٣]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بیٹے کی شادی ١٨/ جولائی ١٩٩٨ء کو ہوئی تھی، افسوس میرا لڑکا شادی کے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا، جس کی وجہ سے اس کی اہلیہ اپنے میکہ میں رک گئی، اس کو رکے ہوئے تقریباً ٣/ ماہ ہوگئے ہیں، اس دوران میں نے اپنے بیٹے کا علاج کرلیا، جس سے وہ

ٹھیک ہوگیا ہے، جن صاحب نے علاج کیا ہے، وہ بھی کہتے ہیں کہ اب آپ کا لڑکا ٹھیک ہے؛ لیکن لڑکی کی والدہ اپنی بیٹی کو بھیجنے کو راضی نہیں ہیں اور طلاق چاہتی ہیں، میرے بیٹے کا مہر معجّل تیس ہزار روپیہ ہے اور ہم لڑکی کو رکھنے کو تیار ہیں۔ اب آپ یہ بتائیں کہ ایسی شکل میں اگر لڑکی خود طلاق کا مطالبہ کرتی ہے، تو مہر کے روپئے دینے ہوں گے یا نہیں؟

المستفتی: سید منور علی، جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر لڑکے کی کمی دور ہوگئی ہے، تو لڑکی پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کے پاس آ کر حق زوجیت ادا کرے؛ لیکن اگر لڑکی از خود شوہر کے پاس رہنے کے لئے تیار نہیں ہے، تو مہر معاف کر کے خلع کے لئے پیشکش کی جا سکتی ہے اور لڑکے کو مہر معاف کرنے کی شرط لگانے کا حق ہے۔

وإن تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله، فلابأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها به. (هداية، كتاب الطلاق، باب الخلع اشرفی دیوبند۲/۴۰۴، هندية، زكريا ۱/۴۸۸، جديد زكريا ۱/۵۴۸، تاتارخانية، زكرياه/۵، رقم: ۷۰۷۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍شوال المکرّم ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍۵۸۹۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۱۰/۱۴۱۹ھ

نامرد شوہر سے طلاق ومہر کا مطالبہ کرنا

سوال [۶۰۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی کو تقریباً دو سال ہو چکے ہیں؛ لیکن ابھی تک صحبت میں پوری کامیابی نہیں ہوئی ہے، اور زید علاج بھی کافی کرا چکا ہے، مگر ناکام رہا، اب بیوی طلاق مانگ رہی ہے اور اپنے مہر کا مطالبہ بھی کر رہی ہے۔ رہا سوال یہ کہ زید کو طلاق دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اب

اسی کے ساتھ ساتھ کیا مہر پورا دینا پڑے گا اور غربت کی وجہ سے مہر ادا کرنے کی زید طاقت نہیں رکھتا، دیگر کا کہنا یہ ہے کہ عدت بھی ضروری ہوگی؟ جبکہ مباشرت نہیں ہوئی ہے۔

المستفتی: میاں سرائے، سنبھل، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں لکھا ہے کہ شادی کو دو سال ہو چکے، مگر ابھی تک صحبت میں پوری کامیابی نہیں ہوئی، شوہر سے زبانی معلوم کیا گیا کہ بیوی جب سے میکے گئی تھی، اس کے بعد ملاقات نہیں ہوئی، ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ شوہر کو ایک سال تک حاکم مسلم یا اس کے نائب پنچایت کی نگرانی میں علاج کا موقع دیا جائے اور اس درمیان بیوی کو شوہر کے پاس ہی رہنا لازم ہے اور علاج بھی ہوتا رہے، اور دونوں میں بار بار ملاقات بھی ہوتی رہے، اگر ایک بار بھی صحبت پر قادر ہو جائے تو بیوی کو جدائیگی کے مطالبہ کا حق نہیں اور مذکورہ صورت میں بیوی علاج کے زمانہ میں شوہر کے پاس نہیں رہی؛ اس لئے طلاق اور مہر دونوں کا مطالبہ درست نہیں، ہاں البتہ مہر معاف کر کے شوہر کو خلع پر آمادہ کر لیا جائے تو درست ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۱۳۶/۶، جدید زکریا ۱۶۷/۶، جدید زکریا مطول ۳۹۹/۸)

عن عبد اللّٰہ قال: يؤجل العنين سنة، فإن وصل إليها فبها، وإلا فرق بينهما، ولها الصداق. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي بيروت ۳۴۳/۹، رقم: ۹۷۰۶، سنن الدار قطني، دارالكتب العلمية بيروت ۲۱۱/۳، رقم: ۳۷۶۹، السنن الكبرىٰ للبيهقي، دارالفكر بيروت ۵۲۸/۱۰، رقم: ۱۴۶۳۱)

وإذا وجدت المرأة زوجها عنينا، فلها الخيار إن شاء تأقامت معه، وإن شاءت خاصمته عند القاضي وطلبت الفرقة، فإن خاصمت فالقاضي يؤجله سنة. (تاتارخانية، زكريا ۲۲۰/۵، رقم: ۷۷۰۴)

إذا رفعت المرأة زوجها إلي القاضي وادعت أنه عنين وطلبت الفرقة،

فإن القاضي يسأله هل وصل إليها أو لم يصل؟ فإن أقر أنه لم يصل أجله سنة سواء كانت المرأة بكرا أم ثيبا. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۵۲۲، جديد زكريا ۱/ ۵۷۶)

اورخلع کے بعدعدت بھی لازم ہوگی۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹رصفر المظفر ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۳۷/ ۸۲۵۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۱۹ھ

بیوی کے مطالبۂ طلاق پر ’’ہاں ہاں جادیدوں گا‘‘ کہنے کا حکم

سوال [۶۰۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بقرعید میں ہم دونوں میاں بیوی میں جھگڑا ہوا، تو بیوی نے کہا کہ ’’مجھے میرے شوہر نے ڈھائی سال پہلے طلاق دینے کے الفاظ دوبار کہے اور دوعورتیں بھی کہتی ہیں کہ ہمارے سامنے جب دونوں میں جھگڑا ہورہا تھا، تب مرد نے دوبار طلاق کے الفاظ کہے تھے، مگر شوہر کہتا ہے کہ جب بیوی طلاق مانگ رہی تھی، تو میں نے کہا تھا، ’’ہاں ہاں جادیدوں گا‘‘ اور یہ بات یہاں پر ختم ہوگئی؛ لیکن اب ۱/۱۰/ ۲۰۱۰ء جمعہ کو شوہر کسی عدالتی کام سے الہ آباد گیا تھا، تو بیوی ۴/۱۰/ ۲۰۱۰ء کو اپنے شوہر سے فون پر پوچھ کر میکہ چلی گئی، جب شوہر واپس آیا اور اپنی بیوی کو لینے گیا، تو بیوی نے آج کل کہہ کر ٹال دیا اور پھر وہی ساڑھے تین سال پرانی بات دہرانے لگی کہ مجھے دوعورتوں کے سامنے دوبار طلاق کیلئے کہا ہے، ۱۷/۸/ ۲۰۰۷ء کو یہ عورتیں بھی کہتی ہیں کہ ہمارے سامنے دوبار طلاق کے الفاظ کہے تھے، ان دوعورتوں کے علاوہ اور کوئی نہیں کہتا، شوہر باربار منع ہی کرتا ہے اور جن آدمیوں کے سامنے بیوی نے پہلے منع کیا تھا، ان ۲۰ یا ۲۵ ر آدمیوں میں سے ان تین آدمیوں کی گواہی ہے کہ ہمارے سامنے منع کیا تھا، ان تینوں گواہوں کے نام ۱۔شمیم احمد ۲۔نواب خاں ۳۔رئیس احمد ان دوعورتوں کے نام ۱۔بھوری ۲۔آسو۔

المستفتی: شجاع الدین بن حاجی حسین الدین، اشرف پور روڈ دہلی، نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں بیوی کا بیان متضاد ہے، کبھی کہتی ہے کہ مجھے طلاق دی، کبھی کہتی ہے کہ طلاق نہیں دی ہے اور میں نے غصہ میں طلاق کا دعویٰ کیا ہے، اس لئے بیوی کی باتوں کا اعتبار نہیں اور شوہر کا دعویٰ یہ ہے کہ جھگڑے کے دوران طلاق دیدوں گا کہا تھا، یہ وعدۂ طلاق ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی اور صرف دو عورتوں کی شہادت سے طلاق کا ثبوت نہیں ہوتا اور اگر بالفرض دو طلاق مان بھی لی جائیں، تو اس واقعہ کے بعد دونوں میاں بیوی ساتھ رہے بھی ہیں، اس سے رجعت ہوچکی ہے، لہٰذا دونوں کا نکاح بدستور باقی ہے اور بیوی کا کبھی بھی شوہر سے ناراض ہوکر گھر جاکر بیٹھ جانا درست نہیں۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/ ٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥٢)

أنت طالق، أنت طالق فيقع رجعيتان، إذا كانت مدخولا بها. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية، بيروت ٢/ ١٣)

لو قال أطلقك لم يقع. (الدر المنتقي على هامش مجمع الأنهر قديم ١/ ٣٨٧، جديد دار الكتب العلمية بيروت ٢/ ١٤)

فقال الزوج: أطلق أطلق طلاق مى كنم" طلاق كنم" وكرر ثلاثا، طلقت ثلاثا، بخلاف قوله: سأطلق " كنم" لأنه استقبال، فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. (هندية، زكريا ١/ ٣٨٤، جديد زكريا ١/ ٤٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۲۸۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/ ۲/ ۱۴۳۲ھ

بیوی کے مطالبہ پر دومرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۰۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد سجاد زیدی نے جھگڑے کے دوران بیوی کے طلاق مانگنے پر کہا جا طلاق دی، جا طلاق دی، تیسری دفعہ کہنے سے قبل ماں نے منھ پر ہاتھ رکھ دیا اور منھ بند کر دیا، تو کون سی طلاق ہوئی؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: سجاد زیدی، محلّہ دربارکلاں، امروہہ، جیوتی باپھولے نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف دوبار کہہ پایا تھا، جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے، تو اس سے دوطلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، عورت سے عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۵۲، زكريا ٤/٤٦٣)

أنت طالق، أنت طالق، فيقع رجعيتان، إذا كانت مدخولا بها. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت ۲/۱۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍رجب المرجب ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍۶۴۴۲)

زوجین میں نباہ نہ ہونے کی صورت میں بیوی کا مطالبۂ طلاق

سوال [۶۰۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی کو تقریباً پانچ سال کا عرصہ ہوچکا ہے، زید کی بیوی زید کے

ساتھ ازدواجی زندگی گذارنا نہیں چاہتی، زید کی بیوی جب بھی میکہ جاتی ہے طلاق مانگتی ہے، آج بھی میکہ میں ہے اور طلاق مانگ رہی ہے، زید طلاق دینا نہیں چاہتا، اپنی بیوی کو زید لانا چاہتا ہے، زید کی بیوی کسی قیمت پر آنے کو تیار نہیں ہے اور طلاق مانگ رہی ہے، اس عرصہ میں زید کے گھر کسی بھی قسم کا جھگڑا نہیں ہے، جب جب میکہ جاتی ہے، وہاں پر رک جاتی ہے اور آنا نہیں چاہتی ہے، کئی مرتبہ طلاق مانگ چکی ہے، ایسے حالات میں طلاق کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: اکبر علی، سابق چیرمین، ٹاؤن ایریا، بھوج پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایسی صورت میں لڑکی اور لڑکے کے والدین ان اسباب وجوہ پر غور کریں جن کی بنا پر لڑکی طلاق کی طالب ہے، اگر لڑکی کے پاس اس مسئلہ کے سلسلہ میں کوئی معقول وجہ اور شکایت ہو، تو اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر لڑکے کی طرف سے کسی طرح کی کمی اور شکایت کی بات نہیں ہے، تو ایسی صورت میں لڑکے کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اس کو طلاق نہ دے اور لڑکی کے والدین پر ضروری ہے کہ وہ لڑکی کو سمجھائیں اور اس کو شوہر کے پاس بھیج دیں، اگر سسرال میں لڑکی کا دل نہیں لگتا ہے، تو دل لگانے کی کوشش کرے اور جلدی جلدی میکہ نہ جائے، زیادہ وقت شوہر کے ساتھ گذارے، اس طرح انشاء اللہ تعلقات اور محبت میں اضافہ ہوگا۔

لايجب على الزوج تطليق الفاجرة. وفي الشامية: الفجور: العصيان كما في المغرب، إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله. (شامي، زكريا٤/١٤٣-١٤٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵؍۷۲۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱؍۷؍۱۴۲۲ھ

(۴) باب وقوع الطلاق

کتاب الطلاق کے چند مقامات سے عدم اتفاق کی رائے

مع تصدیقات علماء مدرسہ شاہی مرادآباد

سوال [۶۰۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آج سے پہلے کتاب النکاح، کتاب الھبہ، کتاب الوصیۃ آپ حضرات کی خدمتوں میں جا چکی ہیں، کتاب النکاح پر تو آپ حضرات کی رائیں آئیں؛ اس لئے چند مہینوں سے کتاب النکاح کے سلسلہ میں کوئی خط موصول نہیں ہوا ہے؛ لیکن کتاب الھبہ، کتاب الوصیۃ سے متعلق آراء اب تک آرہی ہیں، گرچہ ان کی رفتار بہت سست ہے، اس وقت آپ کی خدمت میں کتاب الطلاق ارسال کی جارہی ہے، کتاب الطلاق میں بھی متعدد مسائل ایسے آئے ہیں، جن میں ضرورت اور مقتضائے وقت نے ہمیں سابقہ فیصلوں سے کچھ ہٹنے پر مجبور کیا ہے، جب اس کا مطالعہ فرمائیں گے ساری چیزیں آپ کے سامنے آجائیں گی، میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ کتاب الطلاق پر بھی آپ اسی توجہ کے ساتھ اپنی قیمتی رائے سے سرفراز فرمائیں، جس طرح آپ نے کتاب النکاح میں اپنے مشوروں سے استفادہ کا موقع عنایت فرمایا ہے، ساتھ ہی ساتھ دعا بھی فرماتے رہیں کہ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس اہم کام کو ہمارے کمزور ہاتھوں کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہونچائے۔

المستفتی: (حضرت مولانا) منت اللہ غفرلہ (صاحب مدظلہ العالی)

جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ خانقاہ، مونگیر (بہار)

دارالافتاء مدرسہ شاہی کی جانب سے جواب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حضرت اقدس جناب جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ خانقاہ مونگیر دامت فیوضکم رزقنا الله وأياكم مايحب ويرضى.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کا ارسال کردہ رسالہ کتاب الطلاق از اول تا آخر حرف بحرف بغور مطالعہ کیا گیا اور مسائل کے ہر پہلو پر غور وخوض کر کے سوچا گیا، کام فی نفسہ قابل احترام ہے؛ البتہ چند مسائل ایسے آگئے ہیں جن پر بار بار غور کیا گیا، حسب استطاعت کتابوں کی طرف مراجعت بھی کی گئی بالآخر ہم کو ان مسائل کے بارے میں عدم اتفاق کا اظہار کرنا پڑا، جن کو مع دلائل درج کر دیا جا رہا ہے۔

(۱) صفحہ ۳-۴ میں طلاق سکران کے سلسلہ میں قول مفتی بہ اور فقہاء کے اجماع کو چھوڑ کر علی الاطلاق عدم وقوع طلاق کو اختیار کرنے میں ہم کو اتفاق نہیں ہے؛ بلکہ عام فقہاء اور اہل فتاوی کے ترجیح شدہ دلائل سے اتفاق ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۴/۱۷، ڈابھیل ۱۲/۲۸۵، میرٹھ ۱۸/۱۲۶، فتاوی دارالعلوم ۱۰/۱۴۹-۱۶۰، احسن الفتاوی ۵/۱۸۲، کفایت المفتی قدیم ۶/۲-۷۳)

المختار في زماننا لزوم الحد ووقوع الطلاق (إلى قوله) ان الخلاف مقيد بما إذا شربه للتداوي فلو للهو والطرب فيقع بالاجماع الخ. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في تعريف السكران وحكمه زكريا ٤/٤٤٤، كوئٹه ٢/٤٦٠)

فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابة رضي الله عنهم الخ.
(بدائع الصنائع زكريا ٣/١٥٨-٣/٩٨)

وطلاق الكسران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ وهو مذهب

أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ (إلى قوله) وعليه الفتوى في زماننا الخ. (هندية، كتاب الطلاق، فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع قديم١/٣٥٣، جديد ١/٤٢٠، البحرالرائق زكريا ٣/ ، كراچي ٣/٢٤٨، بزازية على هامش الهندية زكريا ٤/١٧١، تبيين الحقائق، كوئٹه ٢/١٩٤، زكريا ٣/٣٤، حاشية چلپي على التبيين كوئٹه ٢/١٩٤، زكريا ٣/٣٧، كتاب الفقة على المذاهب الأربعة ٤/٢٨٢، ملتقي الأبحر مع الدر المنتقي قديم ١/٣٨٤، بيروت ٢/٨، ومثله في المجمع٢/٨)

نیز مسائل منقولہ غیر منقولہ میں غیر مجتہد کے لئے تبدیل وترمیم جائز نہیں ہے؛ بلکہ بطریق حکایت نقل کرنا واجب ہے۔

لما القطع المفتي المجتهد في زماننا ولم يبق إلا المقلد المحض وجب علينا اتباع التفصيل الخ. (عقود رسم المفتي جديد ٧٢)

وترجيحاتهم وتصحيحاتهم باقية فعلينا اتباع الراجح والعمل له كما لوافتوا في حياتهم الخ. (رسم المفتي جديد٧١)

وإن لم يكن من أهل الاجتهاد لا يحل له ان يفتي إلا بطريق الحكاية فيحكي ما يحفظ من أقوال الفقهاء الخ. (رسم المفتي جديد ٧٩)

اسی طرح مقلد کے لئے قول راجح کو چھوڑ کر غیر راجح کو اختیار کرنا حرام ہے۔

ان ما اتفق عليه ائمتنا لايجوز لمجتهد في مذهبهم أن يعدل عنه برأيه؛ لأن رأئيهم أصح الخ. (رسم المفتي ٦٩)

وكلام القرا في دال على أن المتجهد والمقلد لا يحل لهما الحكم، والإفتاء بغير الراجح؛ لأنه اتباع للهوىٰ وهو حرام اجماعاً الخ. (عقود رسم المفتي ٢٧)

(۲) صفحہ۴ر حاشیہ۲-۳ر صفحہ۵ر حاشیہ ار کا حوالہ تعزیری سزا کے بارے میں شامی اورہدایہ علی فتح القدیر وغیرہ میں ہم کونہیں ملا۔

(۳) صفحہ۴ر میں شرط بلوغ شرط میں انزال واحتلام کے ساتھ پندرہ سال عمر کی قید مسامحت سے خالی نہیں ہے۔

وبلوغ الغلام بالاحتلام والا حبال والانزال، والجارية بالاحتلام، والحيض، والحبل، فان لم يوجد فيهما شيئ فحتي يتم لكل منهما خمس عشر سنة به يفتىٰ الخ. (الدر المختار ۵/۱۰۷)

(۴) صفحہ ۲۱ر میں شوہر کا قول مدخول بہا کے بارے میں ’’تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے‘‘ ایک مجلس میں تین جملوں کے ساتھ قضاء اور دیانۃً دونوں صورتوں میں ایک طلاق ثابت کرنے میں ہم کو اتفاق نہیں؛ بلکہ ہم تمام فقہاء اور اہل فتاوی کی طرح اس کو تین طلاق سمجھتے ہیں، جو ذیل کے دلائل سے ثابت ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۹/۲۹۲، محمودیہ قدیم ۴/۵۲، کفایت المفتي قدیم ۶/۷۵)

التأسيس خير من التاكيد فإذا دار اللفظ بينها تعين الحمل على التأسيس؛ ولذا قال اصحابنا: ولو قال لزوجته أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثًا، فإن قال أردت التاكيد صدق ديانةً لا قضاءً الخ. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹)

متىٰ كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواؤ يتعدد الطلاق الخ. (فتاوى عالمگيري، الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الأول، زكريا ديوبند ۱/۳۵۶، قاضيخان على هامش الهندية، زكريا ۱/۴۵۴، شامي، زكريا ۴/۵۲۱، كراچي ۳/۲۹۳)

ولو كرر لفظ الطلاق ولم ينو الاستيناف ولا التأكيد وقع الكل أوالتأكيد فواحدة ديانةً والكل قضاءً. (الأشباه والنظائر قديم ۹۷)

ولو كرر لفظ الطلاق ولم ينو الاستيناف ولا التأكيد يقع الكل قضاءً؛ لأنه يجعل تأسيساً لا تأكيداً؛ لأنه خير من التأكيد. (حموي، على الأشباه، قديم ۹۷)

بان لم ينو استينافا ولا تاكيداً؛ لأن الأصل عدم التأكيد. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، زكريا ۴/۵۲۲)

نیز اگر ایسی صورت میں قاضی ایک طلاق کا حکم لگادے یا مفتی ایک طلاق ہی کا فتوی دیدے تو نافذ نہیں گا؛ کیونکہ یہ جدید اور نئے مسائل نہیں ہیں؛ بلکہ فقہاء کے ساتوں طبقات کی نظر سے گذرے ہوئے مسائل ہیں اور زمانہ اور حالات کا دخل بھی ایسے مسائل میں نہیں ہے حتی کہ علامہ بن ہمامؒ جیسی شخصیت کی رائے کا بھی اعتبار نہیں کیا گیا، خود ان کے شاگرد نے ان کی تردید کردی تھی۔

ليس للقاضي ولا للمفتى العدول عن قول الإمام الا إذا صرح أحد من المشائخ بأن الفتوى على قول غيره فليس للقاضي أن يحكم بقول غير ماض الخ. (عقود رسم المفتي ٧٣)

ان المحقق ابن الهمام من أهل الترجيح حيث قال عنه أنه أهل النظر في الدليل وح قلنا اتباعه فيما يحققه ويرجحه من الروايات والأقوال ما لم يخرج عن المذاهب فان له اختيارا خالف فيها المذهب فلا يتابع عليها كما قاله تلميذه العلامة قاسمؒ الخ. (رسم المفتي جديد ٧٦)

(۵) دفعہ ۲۳؍ میں لفظ چھوڑ دیا وغیرہ سے ہر حال میں نیت طلاق بائن واقع ہونے میں ہم کو اتفاق نہیں ہے؛ بلکہ اس سے طلاق صریح رجعی ہی واقع ہوا کرتی ہے، جو یہاں کا عرف بھی ہے اور فقہاء اور اہل فتاوی نے اس کی صراحت بھی کردی ہے۔(مستفاد: محمودیہ قدیم ۱۶/۴، امداد الفتاوی جدید ۴۷۳/۲، احسن الفتاوی ۱۶۶/۵)

كما في الشامي: فإذا رها كردم أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضًا. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات زكريا ٥٣٠/٤، كوئٹه ٥٠٣/٢)

وفي البزازية: أو رها كردم ففي هذا يقع بلانية الخ. (بزازية على هامش الهندية زكريا ٢٠٠/٤)

یہاں کے عرف میں لفظ چھوڑ دیا بیوی کے لئے طلاق ہی کی غرض سے بولا جاتا ہے، جس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں۔

الثابت بالعرف كالثابت بالنص الخ. (رسم المفتي ٩٤)

تترک الحقیقة بدلالة الاستعمال و العادة الخ. (رسم المفتي ۹۵، الأشباه والنظائر ۱۵۰)

(۶) دفعہ ۳۶ر میں جمہور کے قول کو چھوڑ کر حضرت امام زفرؒ کے قول کو اختیار کرنے میں ہم کو اتفاق نہیں ہے؛ کیونکہ جب تک کہ اہل ترجیح امام زفر کے قول کو ترجیح نہ دیں تو جمہور کے قول کو چھوڑ کر امام زفرؒ کے قول کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے، نیز مسئلہ بھی جدید حوادثات میں نہیں ہے۔

لیس للقاضي ولا للمفتي العدول عن قول الإمام الا إذا صرح أحد من المشائخ بأن الفتوی علی قول غیره الخ. (عقود رسم المفتي ۷۳)

چنانچہ زیر بحث مسئلہ قسم میں عمدۃ المتأخرین علامہ علاء الدین حصکفیؒ نقل فرماتے ہیں۔

والله لیصعدن السماء أو لیقلبن هذا الحجر ذهبا حنث للحال لامکان البر حقیقة، ثم یحنث للعجز عادةً الخ. (الدر المختار کوئٹه ۳/۱۱۱، هکذا بنایه عیني شرح هدایة ۲/۰۶۱۰، ۶۱۰۱)

(۷) دفعہ ۷۱ر میں بالغہ عاقلہ کے غیر کفو میں ولی کی بغیر مرضی کے نکاح کر لینے میں ولی عصبہ کو حق تفریق دیا گیا ہے، جس سے انعقاد نکاح کا اثبات ظاہر ہوتا ہے؛ حالانکہ مفتی بہ قول یہی ہے کہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا ہے اور علیحدہ ہونے کے لئے قضاء قاضی کی بھی ضرورت نہیں ہے؛ اس لئے دفعہ ۷۱ر سے بھی اتفاق نہیں ہے۔

(۸) دفعہ ۸۷ر میں کہا گیا ہے کہ اگر زوجین میں سے کوئی بھی اسلام سے منحرف ہو جائے تو نکاح ختم ہو جائے گا، اس سے ہم کو اتفاق نہیں ہے؛ کیونکہ اہل فتاوی نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ شوہر کے ارتداد سے تو نکاح ختم ہوتا ہے؛ البتہ بیوی کے ارتداد سے نکاح ختم نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ بدستور باقی رہتا ہے اگرچہ تجدید اسلام کے بعد جماع جماع واستمتاع کے لئے احتیاطاً تجدید نکاح بھی لازم ہے۔

مذکورہ مقامات کے علاوہ باقی مسائل جن کو موصوف دامت برکاتہم نے قلم برداشتہ تحریر فرمایا

ہے وہ صحیح ہیں ان سے ہم کو اتفاق ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍رجب المرجب ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴؍۷۹۰)

کیا طلاق واقع ہونے کے لئے تحریر ضروری ہے؟

سوال [۶۰۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ملکہ صبا بنت شیخ عبداللہ پتہ ۲/۲۸ ۲۷؍نئی کھڑکی ایریوڈا پونا-۶ رمیرا نکاح ناصر خاں بن محبوب خان کے ساتھ ۱۵؍اگست ۱۹۸۶ء کو ہوا، کچھ عرصہ بعد جب میرے شوہر بے روزگار ہوگئے، توانہوں نے شراب پینی شروع کردی اور بات بات پر جھگڑا کرنا گالی، گلوچ کرنا، روپیوں کا تقاضہ کرنا، روپئے نہ ہونے کی صورت میں مار پیٹ کرنا ان کا شیوہ بن گیا، یکم نومبر ۱۹۹۳ء کو بھی انہوں نے مجھ سے روپیوں کا تقاضہ کیا، میرے انکار پر انہوں نے زدوکوب کیا اور میرے بچہ کو میرے حوالہ کر کے مجھے گھر سے نکال دیا اور یہ کہا کہ جا تو مجھے روپیہ لاکر نہیں دیتی، تو تین طلاق دے کر اس گھر سے نکال دیتا ہوں اور یہ گھر میں نے کرایہ پر دیدیا ہے، ان سے روپیہ لے لوں گا، اور اس وقت یہ کہا کہ جا میں نے تجھے تین طلاق دی، طلاق، طلاق، طلاق، اس واقعہ کے گواہ شیخ افسر عبداللہ (میرے بھائی) ۲۔ شیخ عزیز عبدالقادر (ماموں) ۳۔ شیخ شاہین عبداللہ (بہن) ۴۔ شیخ امین نور محمد (بھائی کے دوست) ہیں، میں نے انہی گواہوں کے سامنے اپنی مرضی اور راضی خوشی سے اس وقت اپنا مہر ناصر خاں کو معاف کردیا اور اس کی دی ہوئی طلاق کو قبول کرلیا؛ چونکہ اس نے مجھے طلاق دینے کے بعد یکم نومبر ۱۹۹۳ء کو گھر سے نکال ہی دیا تھا، تو میں اس وقت سے آج تک اس سے بالکل علیحدہ رہ رہی ہوں، اس کے بعد بھی ناصر خاں مجھ پر اپنا حق جتاتے رہے، کبھی روپیوں کا تقاضہ کرنا، مار پیٹ کرنا گالی گلوچ کرنا،

ذہنی طور سے مجھے پریشان کرتے رہے، کبھی اخبار میں بےسروپا باتیں نکلوا دیتے، اسی بناء پر کورٹ میں میں نے ان پر کچھ کیس کئے ہیں،

اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ ناصر خاں نے یکم نومبر ۱۹۹۳ء کو جو مجھے طلاق زبانی دی ہے، جس کا میں مہر معاف کر چکی ہوں، گواہ ہونے کی صورت میں وہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ کیا شرعاً ثبوت طلاق کے لئے شوہر کی جانب سے طلاق کی تحریر ملنا ضروری ہے یا زبانی طلاق، جس کا میں مہر معاف کر چکی ہوں گواہ ہونے کی صورت میں کافی ہے؟

میری عدت کی مدت کیا ہے، میری عدت کب سے شمار ہوگی، اگر عدت کی مدت ختم ہوگئی، تو کیا اپنا دوسرا نکاح کہیں کر سکتی ہوں یا نہیں؟

المستفتیہ: ملکہ صبا بنت شیخ عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے شوہر کا زبان سے کہنا کافی ہے، تحریری شکل میں ہونا ضروری نہیں ہے؛ لہٰذا صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئی ہیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۹/۲۸۰، جدید ڈابھیل ۱۲/۴۵۵)

وإن كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (در مختار علی هامش در المختار، كتاب الطلاق، باب طلاق غير لمدخول بها، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١، هندية، زكريا ١/٣٥٦، جديد زكريا ١/٤٢٣، قاضيخان على هامش الهندية ١/٤٥٤، جديد زكريا ج١ سيٹ ٧/٢٧٣)

مطلقہ مدخول بہا کی عدت تین حیض ہے۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ. [البقرة:٢٢٨]

وهي في حق حرة تحيض لطلاق ثلاث حيض كوامل. (در مختار مع الشامي كراچي ٣/٥٠٤، زكريا ٥/١٨١)

شوہر نے جس وقت طلاق دی ہے، اسی وقت سے عدت شروع ہوگئی اور تین ماہواری پوری ہونے پر عدت ختم ہوگئی ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم دیوبند ۱۰/۲۹۲)

هي أي العدة انتظار مدة معلومة يلزم المرأة بعد زوال النكاح.

(عالمگيري، الباب الثالث عشر في العدة، زكريا ۱/ ٥٢٦، جديد زكريا ۱/ ٥٧٩)

وابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق......فإن لم تعلم بالطلاق، أو الوفاة حتى مضت المدة فقد انقضت عدتها. (هداية، اشرفی بکڈپو دیوبند۲/ ٤٢٥)

ومبتدأ العدة بعد الطلاق وبعد الموت على الفور، وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة بهما. (الدر مع الرد، كراچي۳/ ٥٢٠، زكريا٥/ ٢٠٢)

مطلقہ عورت عدت کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے؛ لہٰذا مطلقہ مذکورہ کو شرعاً دوسرا نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۱۰/ ۲۹۰)

لو قالت امرأته لرجل طلقني زوجي وانقضت عدتي، لا بأس أن ينكحها.

(درمختار على هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في المنعي إليها زوجها، زكريا ديوبند ٥/ ٢١٥، كراچي۳/ ٥٢٩، جديد زكريا ۱/ ٣٦١، هندية، زكريا٥/ ٣١٣، المبسوط للسرخسي، دارالكتب العلمية بيروت٥/ ١٥١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۸۰۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/ ۴/ ۱۴۱۷ھ

مسئلہ معلوم نہ ہو نے کی صورت میں طلاق کا حکم

سوال [۶۰۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مختار احمد نے اپنی بیوی کو شدید غصے کی حالت میں طلاق دی، غصہ اس حد تک تھا کہ عقل جاتی رہی تھی، عورت حیض کی حالت میں تھی، صبح ۶/ بجے پیر کے دن شوہر نے بیوی کے روبرو ہوکر تین بار چیخ چیخ کر طلاق، طلاق، طلاق کہا؛ حالانکہ شوہر کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں تھا اور نہ شوہر کو یہ معلوم ہے کہ اس طرح طلاق ہوجائے گی یا نہیں؟ واضح رہے کہ شوہر کو اپنی طلاق کے الفاظ خوب یاد ہیں۔

المستفتی: مختار احمد، ساکن: ریلوے اسٹیشن باج پور، نینی تال (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں مختار احمد کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر بیوی مغلظہ ہوگئی؛ جبکہ مختار احمد کو طلاق کے الفاظ خوب یاد ہیں۔ نیز طلاق واقع ہونے کے لئے لفظ تجھے طلاق دیدی وغیرہ کا حقیقۃً ذکر کرنا لازم نہیں ہے، اسی طرح حالت حیض میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

متیٰ کرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق الخ. (فتاوى عالمگيري، الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الأول، زكريا ديوبند ١/٣٥٦، جديد زكريا ١/٤٢٣، قاضيخان على هامش الهندية، زكريا ١/٤٥٤، شامي، زكريا ٤/٥٢١، كراچي ٣/٢٩٣)

ولو كرر لفظ الطلاق ولم ينو الاستئناف ولا التأكيد يقع الكل قضاءً؛ لأنه يجعل تأسيساً لا تأكيداً؛ لأنه خير من التأكيد. (حموي على الأشباه، قديم٩٧)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه (و قوله) لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها . (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب (سن بوش) يقع به الرجعي، كوئٹه٢/٤٦٦، كراچي٣/٢٤٨، زكريا ديوبند ٤/٤٥٨)

ولا يفتقر إلى النية؛ لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال. (هداية، باب إيقاع الطلاق اشرفي بك ڈپو ٢/٣٠٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍رجب المرجب ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۷۸۶)

وقوع طلاق کے لئے شوہر کا اقرار کافی ہے

سوال [۶۰۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دیدی، پھر میں نیچے اتر کر آیا، تو محلّہ میں بہت شور ہورہا تھا، وہ میرے ساتھ نیچے اتر آئی، اس سے میں نے کہا کہ میں تجھے لے کر نہیں جاؤں گا اور کافی لوگ اکھٹے ہوگئے، شور شرابہ ہونے لگا، پھر میں نے دو بار طلاق طلاق کہا، دونوں ہی بار لوگوں نے میرے منھ پر ہاتھ رکھ دیا، جس کی وجہ سے میری آواز دب گئی اور اس نے کہا کہ میں نے نیچے نہیں سنا؟

المستفتی: محمد اکرام محلّہ: بھٹی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر خود اس بات کا قرار کر رہا ہے کہ ایک طلاق دے کر نیچے آیا، پھر نیچے دو بار طلاق دی، اس سے کل تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے عورت کا اپنے کان سے سننا لازم نہیں، صرف شوہر کا اقرار کافی ہے؛ لہٰذا دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق ختم ہو چکا ہے، بدون حلالہ کے بیوی شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔

من أقر بطلاق سابق یکون ذٰلک إیقاعاً منه في الحال. (مبسوط سرخسي، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۳۳/٦)

اذا قال لامرأته أنت طالق، وطالق، وطالق ولم یعلقه بالشرط، إن کانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (هندیة، زکریا ۳۵۵/۱، جدید زکریا ۴۲۳/۱، الأشباه والنظائر، زکریا ۲۱۹)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها أو یموت عنها. (هندیة، زکریا ۴۷۳/۱، جدید زکریا ۵۳۵/۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۹۰۸/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۳/۲ھ

طلاق کا جھوٹا اقرار کرنا

سوال [۶۰۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد عمر ولد بابو اپنی بیوی کو اپنے ساڑھو یعنی بیوی کے بہنوئی سے ملنے کو منع کرتا تھا؛ چونکہ میرے ساڑھو مجھ سے نہیں ملتے تھے، صرف اتنی ہی بات تھی اور کوئی شک وغیرہ نہیں تھا؛ لیکن میری بیوی میرے منع کرنے پر بھی میرے پیچھے اپنے بہنوئی سے خیریت وغیرہ معلوم کرلیا کرتی تھی، مجھے اس بات پر بہت غصہ رہتا تھا، ایک دن میرے ساڑھو میرے پیچھے میرے گھر آئے اور میری بیوی نے ان سے خیرت وغیرہ معلوم کی، میں نے جب اپنی بیوی سے پوچھا کہ تم اپنے بہنوئی سے ملیں تھیں، تو انہوں نے مجھ سے منع کردیا اور جھوٹ بولا، تو مجھے غصہ آگیا اور میں نے اپنی بیوی کو مارا اور مارتے مارتے میں نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی، یہ جملہ میں نے ایک ہی بار کہا تھا، اور یہ جملہ کہتے ہوئے ایک طمانچہ کنپٹی پر مارا، تبھی میری بیوی بے ہوش ہوکر گر گئی، تو میں بھی گھبرا کر اس کے قریب آیا، اٹھا کر دیکھا تو وہ بے ہوش تھی، میں نے اسے وہیں چھوڑ دیا، اس کے بعد مجھ سے میرے گھر والوں نے معلوم کیا کہ تو نے یہ جملہ کتنی بار کہا ہے، تو میں نے بتایا کہ ایک ہی بار کہا ہے، پھر دوسرے دن ہمارے سسر صاحب آئے اور الٹی سیدھی بکنے لگے، یہ کردوں گا، وہ کردوں گا، پھر کہا تم نے کتنی بار کہا ہے؟ تو میں نے بھی غصہ میں ان کو جواب دینے کے لئے جھوٹ میں کہا کہ تین بار کہا ہے، جو تم سے کرنا ہو کرلو؛ حالانکہ طلاق میں نے ایک ہی بار دی تھی، اور خسر اور میرے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے، اس میں بیوی کو طلاق دینے کا کوئی مقصد نہیں، صرف خسر کو غصہ کا جواب جھوٹ میں دینا مقصد تھا، تو ایسی صورت میں میری بیوی پر کتنی طلاق ہوئیں اور میں نے دوران گفتگو طلاق کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا ہے، تب سسر صاحب نے اپنی بیٹی سے پوچھا تو اس نے کہا ایک ہی بار کہا ہے اور گھر والوں نے بھی ان کو یہی بتایا تھا کہ ایک بار طلاق دی ہے۔

حضور والامندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں کیا میری بیوی کو طلاق پڑگئی اور کونسی طلاق پڑی برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ بتانے کی تکلیف فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد عمر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب واقع میں صرف ایک طلاق دی ہے، بعد میں خسر کو چھیڑنے کے لئے جھوٹ میں تین کا اقرار کیا ہے اور رواقع میں ایک طلاق دینا ثابت ہے، تو صرف ایک طلاق کا اعتبار ہوگا؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں ایک طلاق ہوئی ہے۔

ولو أقر بالطلاق هازلاً أو كاذباً، وقع قضاءً (إلى قوله) لو أرادبه الخبر عن الماضي كذباً لايقع ديانة، وإن أشهد قبل ذٰلك لا يقع قضاءً.

(شامي، كتاب الطلاق، زكريا ٤/ ٤٤٣، كراچي ٣/ ٢٣٨، بزازيه على هامش الهندية، زكريا٤/ ١٧٨، جديد زكريا ١/ ١١٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ر محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۹۵۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱/۴ھ

شوہر کا طلاق دینے کے بعد انکار کرنا

سوال [۲۰۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صغیر نامی لڑکے نے اپنی بیوی کو پانچ طلاقیں دیں اور لڑکے کی عمر ۲۸ رسال کی ہے، اور دو اولادیں بھی ہیں، آیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اور دوسروں کے پاس کہہ رہا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔

المستفتی: محمد پیشکار (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگرلڑکی کو پانچ بار یا تین بار طلاق دینے کا یقین ہے، یا اس نے اپنے کان سے سنا ہے اور شوہر طلاق کا منکر ہے اور بیوی کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں عورت شوہر کو اپنے اوپر قابو نہ دے؛ بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعہ علیحدگی اختیار کرلے اور اگر شوہر اس پر راضی نہیں ہے، تو فرار اختیار کر کے عدت گذار کر کہیں جا کر دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر ان میں سے کوئی شکل نہ ہو سکے اور شوہر طلاق نہ دینے پر قسم کھالیتا ہے، تو قضاءً بیوی کو شوہر کے ساتھ جانا لازم ہو جائے گا اور ایسی صورت میں شوہر گنہگار رہوگا بیوی پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

المرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لايحل لها تمكينه، والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولاتقتل نفسها؛ بل تفتدي نفسها بمالٍ، أوتهرب -إلى قوله- ترفع الأمر فإن حلف ولا بينة لها، فالإثم عليه.

(شامی، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/٤٦٣، كراچی ٣/٢٥١، البحر الرائق، كوئٹه ٣/٢٥٧، زكريا ٣/٤٣٩، هندية، زكريا١ /٣٥٤، جديد زكريا ٤٢٢/١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۳۴۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۳/۶ھ

فرضی راضی نامہ سے طلاق کا حکم

سوال [۲۰۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیٹی شہناز تبسم کا نکاح مؤرخہ: ۱۰ر ستمبر ۲۰۰۵ء کو ہمراہ ریحان اسلامی رسم و رواج سے ہوا تھا، مگر مؤرخہ: ۳۰ر مارچ ۲۰۰۸ء کی رات کو ریحان خان اور اس کی ماں، بہنوئی

نے شہناز تبسم کو جلا کر مار ڈالنے کی کوشش کی، کسی طرح شہناز تبسم کی جان بچ گئی اور وہ اپنے میکے آ گئی، جس کا مقدمہ زیر عدالت ہے۔

اس درمیان ریحان خان نے ایک جھوٹا راضی نامہ، طلاق نامہ ٹائپ کرا کے (جو اس درخواست کے ساتھ منسلک ہے) اور اس کے نیچے اپنے دستخط کر کے ڈاک سے شہناز تبسم کے گھر بھیج دیا؛ جبکہ اس فرضی راضی نامہ پر نہ شہناز تبسم کے دستخط ہیں، نہ کسی گواہ کے اور نہ میرے۔

سوال: اس فرضی راضی نامہ سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ جبکہ ریحان کے دستخط اصلی ہیں اور ریحان کا کہنا ہے کہ میں نے کوئی طلاق ولاق نہیں دی۔

المستفتی: محمد زفر، محلّہ مفتی، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ یا راضی نامہ تحریر کی شکل میں لڑکی یا لڑکی کے باپ کو جو وصول ہوا ہے اور اس کے بارے میں لڑکا انکار کر رہا ہے، تو ایسی صورت میں چند معزز آدمیوں کے ذریعہ سے ریحان خان سے بات کرنی چاہئے کہ اس تحریر پر جو دستخط ہیں، وہ اسی کے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ دستخط کا سرے سے انکار کر دے اور دستخط اس کی تحریر سے ملتا نہیں ہے، تو اس تحریر کا اعتبار نہیں، اگر دستخط کا انکار نہ کرے اور اس کی تحریر سے اس کے دستخط کی تحریر ملتی ہے، تو ایسی صورت میں اس کی تحریر سے متعلق تحقیق کی جائے، اگر ثابت ہو جاتا ہے یا اقرار کر لیتا ہے، تو اس سے جتنی طلاق دی ہے، اتنی ہی واقع ہو جائے گی اور راضی نامہ کا اعتبار نہ ہوگا، رضامندی کا اعتبار لڑکی کے اوپر ہے، راضی نامہ کی جو باتیں لکھی گئی ہیں، وہ لڑکی کے حق میں کسی طرح معتبر نہیں ہیں؛ البتہ طلاق کے حق میں معتبر ہیں۔

لو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها، وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها فأتاها، وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٦، ٢٤٧، هندية، زكريا ١/٣٧٩، جديد زكريا ١/٤٤٦، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١،

رقم: ٦٨٤٣، الموسوعة الفقهية الكويتية ١٧٦/٣٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۶۷۵/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۷/۱۴۲۹ھ

دل میں سوچی ہوئی طلاق کو زبان سے ادا کرنا

سوال [۶۰۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی وہ اس طرح سے کہ ماں اور اس کی بیوی میں تکرار ہو رہی تھی، تو زید نے اپنی ماں سے کہا کہ تم اس سے جھگڑا کیوں کر رہی ہو؟ میں نے تو اس کو دل میں طلاق دے دی ہے، اس کے بعد زید نے طلاق طلاق طلاق کہا، اس سے اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(۲) بعض علماء کا کہنا ہے کہ دل میں طلاق دینے کے معنی دل میں سوچنے سے طلاق نہیں پڑتی؛ اس لئے اس سوچنے سے طلاق نہیں پڑی، پھر اسی دل میں سوچے ہوئے طلاق کی تشریح طلاق طلاق طلاق سے کی ہے؛ لہٰذا اس سے بھی کوئی طلاق نہیں پڑی، دلائل شرعیہ کی روشنی میں جواب سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۳) یہ کہ اگر طلاق واقع ہوگئی ہو، تو پھر سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونا چاہیں، تو کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: محمد اصغر علی صدیقی، ۸/۲۲۷، چمن گنج، کانپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱/۲) دل میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، مگر الفاظ طلاق زبان سے ادا کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، زید نے زبان سے الفاظ طلاق ادا کئے ہیں؛ اس لئے زید کی بیوی مذکورہ صورت میں تینوں طلاقیں واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی ہے۔

وأما الطلاق، والعتاق، فلا يقعان بالنية؛ بل لا بد من التلفظ الخ.
(الأشباه والنظائر قديم ۸۹)

ركنه أي ركن الطلاق لفظ مخصوص (در مختار) وهو ما جعل دلالة على معنىٰ الطلاق من صريح أو كناية (إلى قوله) وأراد اللفظ ولو حكماً.
(شامي، كتاب الطلاق، زكريا ديوبند ٤/ ٤٣١، كراچي ٣/ ٢٣٠، مطبوعه كوئٹه ٢/ ٤٥٣، مصري ٢/ ٥٤٧، هكذا عالمگيري، زكريا ١/ ٣٤٨، جديد زكريا ١/ ٤١٥)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، وهكذا في العالمگيري ١/ ٣٥٦، جديد زكريا ١/ ٤٢٣، الأشباه حموي ٩٧)

(۳) دوبارہ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے کے لئے حلالۂ شرعیہ ضروری ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کرے اور ہمبستر ہونے کے بعد وہ مرد طلاق دیدے، یا انتقال کرجائے، پھر عدت گذار کر زوج اول سے نکاح کرے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگيري، زكريا ١/ ٤٧٣، جديد زكريا ١/ ٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۸۶۷)

شوہر کے طلاق دینے پر بیوی کا قبول نہ کرنا

سوال [۶۰۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دلشاد حسین نے اپنی زوجہ منکوحہ کو معمولی تکرار میں بآواز بلند کہا کہ ’’میں نے تمہیں طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی‘‘، جس کو زوجہ نے باسماعت اپنی سنا؛ لیکن طلاق کو قبول

یا نا قبول نہیں کیا؛ بلکہ خاموشی اختیار کی، ایسی صورت میں کیا طلاق واقع ہوگئی؟

المستفتی: حاجی اشتیاق حسین، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب دلشاد نے اپنی زوجہ منکوحہ کو تین مرتبہ ان الفاظ سے طلاق دی ہے، جو سوال نامہ میں مذکور ہیں، تو اس سے اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، اب بغیر حلالۂ شرعیہ کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہے اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا یا قبول کرنا لازم نہیں ہے۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ . [البقرة: ۲۳۰]

الطلاق، والخلع يصح دون علم الآخر. (الفقه الإسلامي وأدلته، مكتبه هدیٰ انٹرنیشنل دیوبند۹/ ۲۹۱)

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ص:۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (عالمگيري، زكريا ۱/ ۴۷۳، جديد زكريا ۱/ ۵۳۵، هداية، اشرفي ۲/ ۳۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۶۵۸/۳۸)

بیوی کا نام لئے بغیر طلاق دینا

سوال [۶۰۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر اور بیوی میں کسی بات کے اوپر جھگڑا ہوگیا، تو شوہر نے بیوی کے ایک تمانچہ مارا، تو بیوی نے غلط باتیں کیں، تو شوہر نے تین بار ”طلاق، طلاق، طلاق“ کہا، اس

میں شوہر نے کسی کا نام نہیں لیا۔

المستفتی: عابد حسین، جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے تین بار ’’طلاق، طلاق، طلاق‘‘ کہا، تو اس کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور وہ اس پر حرام ہوگئی، اگر چہ شوہر نے کسی کا نام نہ لیا ہو؛ کیونکہ بیوی ہی سے جھگڑا ہو رہا ہے؛ اس لئے اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالۂ شرعیہ کے اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هداية، كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة، اشرفي بكڈپو ديوبند ۲/ ۳۹۹، قدوري، مكتبه امدايه ديوبند ۱۷۸، هندية، زكريا ۱/ ٤٧٣، جديد زكريا ۱/ ۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍ شوال المکرّم ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۵۶۸)

ایک طلاق کے بعد دوسروں کے سوال کے جواب میں طلاق کی خبر دینا

سوال [۲۰۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی اہلیہ کو ایک طلاق دی اور دونوں نے بعد میں رجعت کرلی، پھر ۱۵؍ دن کے بعد دونوں کے مابین جھگڑا ہوا، زید کے گھر کچھ لوگ جمع ہوگئے، ان میں سے ایک نے پوچھا ’’کچھ کہا تو نہیں‘‘؟ زید نے جھوٹ بولا کہ کہہ چکا ہوں؛ حالانکہ کہا کچھ نہیں تھا، دوسرے نے پھر پوچھا کہ تم نے طلاق دیدی، تو اس کے جواب میں زید نے کہا کہ میں تم سے کہہ رہا ہوں، میں نے اس کو طلاق دیدی، پھر کسی تیسرے نے پوچھا کہ کیا تم نے طلاق دیدی، تو اس

کے جواب میں بھی زید نے وہی جملہ کہا یعنی میں تم سے کہہ رہا ہوں، میں نے اس کو طلاق دی، ارادہ دل میں پہلے ہی سے طلاق ہی کا تھا، پھر پنچایت والوں نے زید سے پوچھا کہ طلاق تو ہوگئی، تو اس کے جواب میں زید نے کہا ہاں طلاق تو ہو ہی گئی ہے، ان چاروں جملوں میں زید نے طلاق کی مقدار متعین نہیں کی، ایک دی یا دو دی، یا تین دی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ پہلے جو طلاق رجعی دی تھی، وہ طلاق بعد رجعت کے باقی رہے گی یا ختم ہوجائے گی؟

دوسری بات قابل دریافت یہ ہے کہ مذکورہ چاروں جملوں سے زید کی بیوی، زید کے نکاح میں رہے گی یا نہیں؟ اگر نہیں تو زید کی بیوی پر طلاق رجعی پڑی یا مغلظہ یا بائنہ، اگر زید دوبارہ نکاح میں لانا چاہے، تو اس کی کیا شکل ہوگی؟ واضح رہے کہ زید کی بیوی ڈیڑھ ماہ کی حاملہ بھی ہے۔

المستفتی: محمد شاہد، ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اول ایک طلاق دے کر رجعت کرنے کے پندرہ روز بعد جب دوسرے کے سوال کے جواب میں کہا کہ میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے اس کو طلاق دی، تو اگر اس جملہ سے پندرہ روز قبل والی طلاق کی خبر دینا مقصود نہیں ہے، تو اس جملہ سے دوسری طلاق واقع ہوگئی اور رجعت کر کے رکھ سکتا ہے اور اگر خبر دینا مقصود ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی اور تیسرے کے سوال کے جواب میں خبر دینا واضح ہے؛ اس لئے اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ولو قال لامرأته: أنت طالق، فقال له رجل: ماقلت؟ فقال: طلقتها، أو قال قلت: هي طالق، فهي واحدة في القضاء؛ لأن كلامه انصرف إلى الإخبار بقرينة الاستخبار. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل النية في طلاق الكناية، زكريا ۳/۱٦۳، كراچي ۳/۱۰۲، فتاوى عالمگيري،

زکریا ۱/ ۳۵۵، جدید زکریا ۱/ ۴۲۳،بزازیه علی هامش الهندیة، زکریا ٤/ ۱۸۱، جدید زکریا ۱/ ۱۱۸، قاضي خان علی هامش الهندیة، زکریا ۱/ ٤٥٢، جدید زکریا ۱/ ۲۷۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۵۱۴)

سسر سے کہا کہ تیری لڑکی کو طلاق

سوال [۲۰۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی سسرال میں آکر اپنی زوجہ کو اپنے سسر سے کہا کہ بڈھے میں نے تیری لڑکی کو طلاق کئی بار کہا، بڑی سلج نے سنا، ساس اور چھوٹی سلج نے، زوجہ طلاق دینے کی جگہ سے قریب بیس پچیس گز دور تھیں اور کھانا کھانے کی مشغولیت میں غور سے نہ سنا، نہ سمجھ میں آیا۔

المستفتی: حاجی شاہنواز، گرام بکمیاں معافی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے شوہر کے الفاظ کا بیوی یا کسی اور کا سننا مشروط نہیں۔

الطلاق والخلع يصح دون علم الآخر. (الفقة الإسلامي وأدلته، تعريف الفسخ لغة واصطلاحًا، هدى انٹرنیشنل دیوبند ۹/ ۲۹۱)

اور کئی بار میں لڑکی کو طلاق کہنا وضاحت طلب ہے شوہر اس سے طلاق دی کہنا چاہتا تھا یا طلاق دیدوں گا کہنا چاہتا تھا، شوہر اپنا ارادہ اور مراد ظاہر کر دے، اس کے بعد حکم شرعی لکھا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۱۹۴۲)

بیوی کی عدم موجودگی میں طلاق کا حکم

سوال[۶۰۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر اور مجھ میں کوئی ناراضگی نہیں تھی، لوگوں نے مجھے بتایا کہ آپ کے شوہر نے آپ کو طلاق دیدی؛ لیکن میں نے سنا نہیں تھا، یہ بات میرے پھوپی زاد بھائی نے بتائی کہ طلاق واقعی دیدی ہے اور اس وقت میں ساڑھے تین مہینہ کا حمل تھا، اب اس وقت میں اپنے ماں، باپ کے گھر ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ دوبارہ اپنے گھر چلی جاؤں اور میرے شوہر بھی یہی چاہتے ہیں کہ میں ان کے گھر رہوں؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتیه: نعیمہ خاتون

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی اور مجھ میں کوئی ناراضگی نہیں تھی، ایک دن میرے پھوپھی زاد سالے ہمارے گھر آئے اور مجھے بے حد گالی بکنے لگے اور گالی بک بک کر کہ تم نعیمہ خاتون کو طلاق دیدو، میں نے اپنا ہوش و حواس کھودیا اور میں نے بے شمار طلاق کہہ دیا؛ لیکن یہ آواز میری بیوی نے نہیں سنی، میری بیوی کو اس وقت ساڑھے تین ماہ کا حمل تھا۔ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد انظار الحسین، محلّہ: لال پور بستور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کو لفظ طلاق کا سننا طلاق واقع ہونے کے لئے شرط نہیں ہے، بیوی کی عدم موجودگی میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگر تین مرتبہ یا اس سے زائد بوقت مطالبہ لفظ طلاق کہا ہے، تو بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں ہیں۔ اب دوبارہ بلا حلالہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا، بلا حلالہ نہ بیوی شوہر کے پاس جاسکتی ہے اور نہ ہی شوہر کے لئے لانا جائز ہوسکتا ہے۔

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٥٨، كراچي ٣/٢٤٧، كوئٹه)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ص: ٢١٩)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگيري، زكريا ١/٣٥٦، جديد زكريا ١/٤٢٣، قاضي خان على هامش الهندية، زكريا ١/٤٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۱۲۶۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۰۹/۶/۱۳ھ

وقوع طلاق کے لئے عورت کی موجودگی، سماع اور اس سے خطاب ضروری نہیں

سوال [۶۰۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کی عدم موجودگی میں چند افراد کے سامنے طلاق دی، اوران موجودہ حضرات نے اس بات کی اطلاع ہندہ کو دیدی کہ تمہارے شوہر زید نے ہماری موجودگی میں تم کو طلاق دیدی ہے، عورت کی عدم موجودگی میں طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عمر صدیق، آزاد پرنٹنگ پریس لائن -۱/ آزاد نگر، ہلدوانی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق شرعی واقع ہونے کے لئے عورت کا سامنے ہونا یا سننا یا نام لے کر خطاب کرنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ عدم موجودگی میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه، كما في البحر: لو قال طالق فقيل له من عنيت، فقال: امرأتي طلقت امرأته. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح،

مصری ۲/ ۵۹۰، کوئٹہ۲/ ٤٦٦، کراچي ۳/ ۲٤۸، زکریا٤ /٤٥۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۸۴۱)

وقوع طلاق کے لئے بیوی کے سماع کی شرعی حیثیت

سوال [۶۰۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بندہ محمد جاوید خاں کی شادی تقریباً ڈھائی سال قبل صوبہ پنجاب میں ہوئی تھی، شادی کے چھ سات ماہ تک ہم دونوں میاں بیوی باہم خوشگوار زندگی گذارتے رہے، اس کے بعد میرے سسر نے مجھ سے یہ کہا کہ تم اپنا آبائی وطن مرادآباد چھوڑ کر مستقل پنجاب رہائش اختیار کرلو، میں اپنی گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے وہاں رہنے کے لئے تیار نہیں ہوا، پھر ایک موقع پر میرے سسر میری بیوی کو چند ایام کے لئے پنجاب بلا کر لے گئے اور کسی طرح کی کوئی بات بھی ایسی نہیں ہوئی کہ جس سے یہ اندازہ ہوتا کہ اب دوبارہ وہ اپنی لڑکی مرادآباد میرے گھر نہیں بھیجیں گے، میں جب پنجاب اپنی بیوی کو بلانے کے لئے گیا، تو میرے سسر نے صاف صاف یہ کہہ دیا کہ اگر پنجاب میں رہنا ہے، تو ٹھیک ہے، ورنہ میں مرادآباد لڑکی کو نہیں بھیجوں گا اور اس کے بعد میرے خلاف طرح طرح کے جھوٹے مقدمات عدالت میں پیش کردیئے، میں ان مقدمات میں الجھا رہا اور ہر ممکن کوشش اپنا گھر بسانے کی کرتا رہا؛ لیکن اپنے سسر کی شاطرانہ چالوں کی وجہ سے ناکام رہا۔ اب میں نے حالات سے تنگ آکر اپنی بیوی شہناز بی کو اس کی عدم موجودگی میں تین طلاق دیدی ہیں؛ جبکہ میری بیوی نے میرے طلاق کے الفاظ کو سنا بھی نہیں ہے، عرض یہ ہے کہ اس طرح طلاق دینے سے کیا میری بیوی مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد جاوید خاں، پکا باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا طلاق کے الفاظ کو سننا ضروری نہیں ہے، نیز بیوی کی عدم موجودگی میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب آپ نے آپسی جھگڑے اور حالات سے تنگ آکر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، تو ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر آپ پر قطعی طور پر حرام ہوچکی اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ آپ کا نکاح بھی نہیں ہوسکتا ہے۔

الطلاق، والعتاق يصح دون علم الآخر. (الفقه الإسلامي وأدلته، مكتبه هدیٰ انٹرنیشنل ۹/۲۹۱)

ولايلزم كون الإضافة صريحة في كلامه (إلى قوله) لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۴۸، زكريا ۴/۴۵۸)

ولايلزم كون الإضافة صريحة في كلامه، كما في البحر: لو قال طالق فقيل له من عنيت، فقال: امرأتي طلقت امرأته، ويؤيده ما في البحر: لو قال: امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأة ثلاثاً، وقال لم أعن امرأتي يصدق يفهم منه، أنه لو لم يقل ذٰلک تطلق امرأته؛ لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۴۷، زكريا ۴/۴۵۸)

في الخانية: رجل قال لامرأته: طالق، ولم يسم وله امرأة معروفة طلقت امرأته استحساناً. (تاتارخانية، زكريا ديوبند ۴/۴۲۱، رقم: ۶۵۷۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۰۸۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۵/۴ھ

حاملہ طلاق کے الفاظ نہ سنے تو طلاق کا حکم

سوال [۶۰۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اختر نے اپنی بیوی شاکرہ خانم کو تین طلاق دیدیں، بیوی حمل سے ہے، بیوی کہتی ہے کہ میں نے سنا نہیں؛ لہٰذا دریافت یہ کرنا ہے کہ اب میاں بیوی ایک ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں؟ شرعاً کیا صورت ہے؟

المستفتی: حاجی نبن، دیوان بازار، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں۔

الطلاق، والعتاق يصح دون علم الآخر. (الفقه الإسلامي وأدلته، مكتبه هدیٰ انٹرنیشنل دیوبند ۹/ ۲۹۱)

اورحالت حمل میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

وطلاق الحامل يجوز. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۵٦)

جب اختر نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہے، تو اس سے اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب اگر ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو حلالہ کے بغیر ساتھ رہنا جائز نہیں ہوگا۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ . [البقرة: ۲۳۰]

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. كذا في الهداية. (هندية، زكريا ۱/ ٤۷۳، جديد زكريا ۱/ ۵۳۵، هداية، اشرفي ديوبند۲/ ۳۹۹، قدوري امداديه ديوبند ۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۶۶۴)

کیا طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کا سننا ضروری ہے؟

سوال [۶۰۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر مشرف ساکن محمود پور معافی نے اپنی بیوی کو جو سسرال میں ہی تھی، وہاں سے بلانے کو گئے تھے؛ لیکن آپس کی نااتفاقی کی بناء پر غصہ میں نہ بھیجنے پر اس طرح کے الفاظ زبان سے نکل گئے کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، پھر بیوی خاموش رہی اور بیوی آڑ سے ایک طرف کھڑی تھی؛ لیکن شوہر نے دیکھا بھی نہیں، ساس کے مجبور کرنے سے طلاق طلاق طلاق، اس طرح کہا ہے اور بیوی نے اپنے بیان کے مطابق سنا ہے، ایک صاحب ڈاکٹر ہیں وہ گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں، اس وقت وہ گھر میں موجود تھے، انہوں نے بھی یہ الفاظ سنے ہیں، اب یہ چاہتے ہیں کہ کوئی طریقہ ہے جو اسلام کی رو سے میری بیوی میرے گھر آجائے، میں پریشان ہوں، میں نہیں چاہتا کہ بیوی نہ آئے، میں نے ڈرانے کے لئے ساس سے اس طرح کہا ہے، شریعت کی رو سے مسئلہ واضح فرمائیں تاکہ بطور ثبوت پیش کر کے میرے بچے میرے گھر آجائیں۔

نوٹ: بیوی دو ماہ کے حمل سے ہے۔

المستفتی: محمد یسین محمود پور معافی، وایا: سرسی، ضلع: مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا آمنے سامنے ہونا لازم نہیں ہے اور نہ ہی بیوی کا سننا لازم ہے؛ بلکہ صرف بیوی کی طرف منسوب کرنا کافی ہوتا ہے، اور بیوی کی طرف نسبت بھی صراحۃً ضروری نہیں ہے؛ بلکہ قرائن کافی ہیں اور سوال نامہ میں جھگڑا قرینہ کے لئے کافی ہے، اس لئے مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہوچکی ہے۔

ولایلزم کون الإضافة صریحة في کلامه (إلی قوله) لأن العادة أن من له

امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/ ۲٤۸، زكريا ٤/ ٤٥٨)

اور جب تین مرتبہ طلاق کا لفظ دہرایا ہے، تو اس سے تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۳۴۶)

وقوع طلاق کے لئے عورت کا سننا لازم نہیں

سوال [۶۰۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام محمد معراج ولد ضمیر احمد محلہ گنیا باغ میں نے اپنی بیوی کو سامنے بیٹھا کر اپنی بیوی کے کان میں خوب زور سے یوں کہا کہ ’’میں نے تجھے اپنے نکاح سے آزاد کیا، میں نے تجھے طلاق دی، تین بار کہا اس کے بعد میری بیوی نے شور مچایا اور کہنے لگی کہ ’’مجھے طلاق دے دی‘‘ کچھ دور میری بیوی کے ماموں کھڑے تھے، میری بیوی نے ان سے جا کر کہا کہ مجھے طلاق دے دی، تو میری بیوی کے ماموں نے میری بیوی کو خاموش کر دیا، اس کے بعد میری بیوی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ جو کچھ تم نے کہا میں نے کچھ نہیں سنا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد معراج ولد ضمیر احمد، محلہ گنیا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کا سننا شرط نہیں ہے، جب شوہر خود تین طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر شوہر کے

لئے قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے۔ اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۳/۳۰۲)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه و النظائر قديم ۲۱۹)

ولو أقر بالطلاق كاذباً أو هازلاً، وقع في القضاء. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه، كراچي ۳/۳۰۳، زكريا ٤/٤٤٠)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا ۱/٤٧٣، هداية، جديد زكريا ۱/٥٣٥، اشرفي ۲/۳۹۹، قلوري، امدادية ديوبند ۱۸۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
ارمحرم الحرام ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۷۹۵/۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۱/۱ھ

وقوع طلاق کے لئے بیوی کا سننا یا سامنے ہونا لازم نہیں

سوال [۲۰۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ایک سال پہلے اپنی بیوی کو موبائل پر بات کرتے ہوئے یہ کہا کہ ”میں نے تجھے طلاق، طلاق، طلاق دی“؛ لیکن بیوی نے فوراً فون بند کر دیا، تو مذکورہ صورت میں میری بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟ اور اب میری بیوی دوبارہ میرے پاس آنا چاہتی ہے، تو کیا میں اپنی بیوی کو دوبارہ لاسکتا ہوں؟ حکم شرعی بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد سراج الدین، کٹگھر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق کے واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں ہے

اور نہ ہی بیوی کا سامنے ہونا ضروری ہے، نیز بیوی کا قبول کرنا بھی شرط نہیں ہے؛ بلکہ شوہر کی زبان سے بیوی کے واسطے طلاق کے جملے نکل جانا کافی ہے اور جب شوہر تین بار یا اس سے زائد طلاق کے الفاظ بیوی کے حق میں کہنے کا اقرار کر رہا ہے، تو یہی وقوع طلاق کے لئے کافی ہے؛ لہٰذا آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر آپ کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے۔ اب اگر دوبارہ دونوں ساتھ رہنا چاہیں، تو بغیر حلالۂ شرعی اور تجدید نکاح کے جائز نہ ہوگا۔

ولو أقر الزوج بالطلاق كاذباً أو هازلاً وقع. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه، كراچي ٣/٣٠٣، زكريا ٤/٤٤٠)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا ١/٤٧٣، جديد زكريا ١/٥٣٥، هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱۸۴۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۱/۱۴۳۶ھ

وقوع طلاق کے لئے عورت کا سننا اور پاک ہونا لازم نہیں

سوال [۶۰۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو ۳؍ بار یا ۷؍ بار طلاق دی، طلاق کی حالت میں لڑکی بحالت غسل تھی اور طلاق کے وقت کوئی گواہ موجود نہیں تھا، بیوی اندر دوری پر تھی، لڑکی کا کہنا ہے کہ مجھ کو بالکل آواز نہیں آئی، اس مسئلہ میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟ فتویٰ صادر فرمائیں، شافعی مسلک کے مطابق مسئلہ میں طلاق نہیں ہوئی، لڑکی غریب ہے، ۳؍ بچے ہیں، دونوں اپنے غصے کی غلطی پر نادم ہیں۔

المستفتی: علیم الدین، امیر خاں، لالباغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی ہے۔

متیٰ کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق الخ. (فتاوی عالمگیري، زکریا دیوبند ۱/۳۵۶، جدید زکریا ۱/۴۲۳، قاضیخان علی هامش الهندیة، زکریا ۱/۴۵۴، جدید زکریا ۱/۲۷۳، شامي، زکریا ۴/۵۲۱، کراچي ۳/۲۹۳)

لہٰذا اب بلاحلالہ کے دوبارہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا، طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا ضروری نہیں ہے۔ نیز حالت جنابت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ شافعی مسلک کی وہ کتاب ہمارے پاس لیتے آیئے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۳۹۵)

وقوع طلاق کے لئے بیوی کا طلاق کے الفاظ سننا لازم نہیں

سوال [۶۰۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد ظفر نے اپنی بیوی عظمت کو تھانہ مغل پورہ میں کچھ لوگوں کی موجودگی میں یہ الفاظ کہے ”میں نے تجھ کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ پھر یہی الفاظ دوبارہ بلند آواز سے کہے میں نے تجھ کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی؛ لیکن لڑکی کچھ فاصلہ پر بیٹھی ہوئی تھی، لڑکی کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق کے الفاظ نہیں سنے، لڑکی کو دھوکہ سے تھانہ بلایا گیا اور اچانک یہ واقعہ پیش آگیا، کچھ لوگ دوبارہ اپنے کام سے گئے ہوئے تھے، انہوں نے سنا ہے وہ حضرات مندرجہ ذیل ہیں۔

مولانا ریاست علی، حاجی محمد جاوید، اچھے میاں، محمد آصف، منظور احمد، حافظ محمد عمر، حاجی امیر

خاں مذکورہ صورت حال میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب تحریر فرما کر کرم فرمائیں۔

المستفتی: حاجی محمد حبیب خاں، محلّہ فیض گنج شوکت باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں ہے، اس کے سنے بغیر بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور متعدد افراد کے سامنے شوہر نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دی ہے، اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، آئندہ دونوں کے درمیان بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۴۲۵، فتاوی دارالعلوم ۹/۴۲، آپ کے مسائل اوران کا حل ۶/۶۳)

الطلاق، والخلع يصح دون علم الآخر. (الفقه الإسلامي وأدلته، مكتبه هدىٰ انٹرنیشنل ۹/۲۹۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا ۱/۴۷۳، جديد زكريا ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، قلوري، امداديه ديوبند ۸۷ ۱)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم۹ ۲۱، جديد زكريا ۳۷۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/شوال المکرّم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱۶۶۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۱۰/۲۰ھ

”نانی اماں ایک دو تین“ کہنے کا حکم

سوال [۶۰۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میری بیوی کی دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے، پچھلے دس ماہ سے اس کے دماغی مرض کی دوائیں چل رہی تھیں، میری بیوی نے پچھلے چھ ماہ سے دوائی لینا بند کردیا تھا، اس دوران ایک دن میرے نانا کی اچانک طبیعت ناساز ہوگئی، جو میری بیوی کے بھی نانا ہوتے ہیں، تو میں ان کی دوا کے کام میں پورے دن مصروف ومشغول رہا، اس درمیان میں جب گھر آیا تو میری بیوی نے دماغ صحیح نہ ہونے کی وجہ سے میرے ساتھ لڑنا شروع کردیا اور کہنے لگی ''دوسروں کے کام میں کیوں دخل اندازی کررہے ہو؟ جس کا ہوگا وہ دیکھ لے گا'' یہ کہہ کر میرے ساتھ جھگڑا کرنا شروع کردیا، اس دوران میں سیڑھی سے نیچے اترا۔ اور میں نے غصہ کی حالت میں کہا کہ نانی اماں! ''ایک، دو، تین'' اور دوسری بار اسی وقت میں نے میرے نانا کو بھی آواز لگا کر کہا کہ '' ایک، دو، تین'' تو سوال یہ ہے کہ اس سے میری بیوی کو طلاق پڑے گی یا نہیں؟ اگر طلاق پڑے گی تو کتنی؟

المستفتی: اشرف گودھروی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ کا جواب یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان لڑائی کے بعد جب شوہر نے اپنی نانی اور نانا کو مخاطب کرکے یہ کہا ''ایک، دو، تین'' تو ظاہری حالت کے تقاضہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیوی ہی کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں؛ لہٰذا اس کی بیوی پر تینوں طلاقیں مغلظہ واقع ہوکر شوہر کے لئے وہ قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے۔ اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔ واضح رہے کہ یہاں پر لفظ ''ایک، دو، تین'' الفاظ کنائی میں سے ہیں اور یہ اصول ہے کہ الفاظ کنائی سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے؛ لہٰذا قاعدہ کے اعتبار سے ایک کہتے ہی ایک طلاق بائن واقع ہوجانی چاہئے تھی، جس کے نتیجہ میں بعد کے دو الفاظ یعنی ''دو'' اور ''تین'' **البائن لایلحق البائن** کے اصول کے مطابق لغو ہوجاتے؛ لیکن چونکہ فقہاء کرام نے اس اصول سے کچھ الفاظ مستثنیٰ کئے ہیں، اس میں سے ''أنت واحدۃ'' بھی ہے؛ اگرچہ یہ کنائی ہے؛ لیکن فقہاء کرام نے اسے

صریح کے درجہ میں قرار دیا ہے اور اس سے طلاق رجعی ہونے کی صراحت کی ہے کہ جس طرح طلاق صریح میں تین لفظ سے تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، اسی طرح یہاں پر بھی تین لفظ سے تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی، تحقیق سے معلوم ہوا کہ شہر گودھرا میں ایک دو تین کے الفاظ بیوی کے حق میں طلاق ہی کے لئے مستعمل ہیں؛ اس لئے اس وجہ سے بھی طلاق صریح مراد لی جاسکتی ہے، جیسا کہ فتاوی رحیمیہ میں گودھرا والوں کے بارے میں یہ وضاحت موجود ہے۔ (مستفاد: فتاوی رحیمیہ ۲۹۶/۸، محمودیہ ڈابھیل ۴۶۳/۱۲)

وأما الكنايات الرواجع كاعتدي واستبرئي رحمك، وأنت واحدة، وما ألحق بها، فإنها وإن كانت تحلق البائن في ظاهر الرواية بشرط النية؛ لكنها لما وقع بها الرجعي أنت في معنى الصريح كما في البدائع: أي فهي ملحقة بالصريح في حكم اللحاق للبائن. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات مطلب: الصريح يلحق الصريح والبائن، زكريا ٤/ ٥٤٠، كراچي ٣/ ٣٠٦، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات، زكريا ٤/ ٤٧٢، رقم: ٦٦٩٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱/ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۳۰۲۲/۴۱)	۱/۷/۱۴۳۶ھ

آپسی نزاع کے درمیان ’’آپ کی بہن کو چھوڑ دیا، آزاد کر دیا‘‘ کہنا

سوال [۶۱۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مؤرخہ ۳۱/ دسمبر ۲۰۱۴ء بوقت صبح زوجین کے درمیان باہم کسی نازیبا حرکت کو لے کر جھگڑا ہوگیا، محلّہ کے بااثر لوگ اور بیوی کے بھائی آگئے، نزاع کم ہونے کے بجائے طول پکڑتا رہا کہ بیوی کے بھائی یعنی میرے ہم نسبتی بھائی محمد قاسم نے کہا کہ جب سے ہم نے اپنی

بہن کی شادی کی ہے، میری بہن گوشت کو ترس گئی، تو شوہر محمد علی نے جواب دیا کہ آپ کو اپنی بہن کو لے جانا چاہئے تھا، آپ کی بہن میرے پاس کیوں رہ رہی ہے؟ اس نے کہا کہ میری بہن تمہارے پاس نہیں رہ رہی ہے؛ بلکہ تم میری بہن کے پاس رہ رہے ہو، تم مکان سے نکل جاؤ اور بہن کو چھوڑ دو، تو میں محمد علی نے غصہ میں کہہ دیا کہ مکان اپنے پاس رکھو اور اپنی بہن کو رکھو اور دوکان بچوں کو دے کر جا رہا ہوں، ''میں نے تمہاری بہن کو آزاد کیا، چھوڑ دیا'' یہ الفاظ تین سے زائد مرتبہ کہے یہ بات ملحوظ رہے کہ مکان بیوی کا ہے اور میری بیوی اپنا مہر زیور وغیرہ سب بہت پہلے وصول کر چکی ہے اور اس رقم سے اس نے مکان خرید کر اپنے نام کر لیا تھا، اس کے دولڑکے اور ایک لڑکی ہے، بڑا لڑکا ۱۶؍سال کا اور چھوٹا لڑکا ۱۳؍سال کا اور لڑکی ۷؍سال کی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا بیوی پر طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ تمہاری بیوی پر طلاق پڑ گئی، اگر طلاق واقع ہوگئی ہے، تو اب دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر عورت دوبارہ نکاح کرنے کے لئے تیار نہ ہو، تو بچے کس کے پاس رہیں گے؟ میں اپنے بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

نوٹ: اس وقت محمد شمیم، محمد اسلام، حاجی محمد اسرار، شبیر بھائی، اور میری بیوی کے بھائی محمد قاسم، حافظ محمد شاکر اور محمد طاہر و دیگر لوگ موجود تھے، جب ہمارے سالوں نے مجھ سے یہ الفاظ کہلوائے تو یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔

المستفتی: محمد علی، میاں کالونی، نورانی مسجد گلی نمبر۳، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پورے سوال نامہ پر غور کیا گیا ہے آپسی جھگڑے اور نزاع کے درمیان شوہر نے اپنے سالہ کو مخاطب کر کے کہنا کہ ''میں نے آپ کی بہن کو آزاد کر دیا اور چھوڑ دیا'' کے الفاظ تین سے زائد مرتبہ استعمال کئے گئے ہیں، جس سے بیوی کے اوپر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے؛ اس لئے کہ آزاد کر دیا اور چھوڑ دیا کے الفاظ طلاق صریح کے

معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور تین سے زائد مرتبہ کہنے سے تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں؛ اس لئے حلالہ کے بغیر دونوں کے درمیان نکاح درست نہیں ہوگا۔

إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، فصل فيما تحل به المطلقة ومايتصل به زكريا ١/٤٧٣، جديد زكريا ديوبند ١/٥٣٥، هداية اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩،بدائع الصنائع، زكريا٣/٢٩٥)

فإذا قال: ”رها كردم“ أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً، وما ذاك إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي، زكريا ٤/٥٣٠، كراچي٣/٢٩٩)

اورسوال نامہ میں یہ پوچھا گیا ہے کہ بچے کس کے پاس رہیں؟ ایک لڑکا ۱۶؍سال اور دوسرا لڑکا ۱۲؍سال کا ہے،لڑکوں کی عمر ۷؍سال پورا ہوجانے کے بعد باپ کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہوتا ہے،لڑکی کے بالغ ہونے تک ماں کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہوتا ہے اور اس معاملہ میں سب سے بہتر شکل یہ ہے کہ آپسی صلح ورضامندی سے بچوں کو رکھا جائے اور ماں باپ دونوں سے ملنے کی اجازت دیدیں۔

والأم، والجدة أحق بالغلام حتى يستغني، وقدر بسبع سنين، وقال القدوري: حتى يأكل وحده، ويشرب وحده، ويستنجي وحده، وقدره أبو بكر الرازي بتسع سنين. والفتوى على الأول. والأم والجدة أحق بالجارية حتى تحيض، وفي نوادر ابن هشام عن محمدؒ: إذا بلغت حد الشهوة فالأب أحق. (الفتاوى العالمگيرية، الباب السادس عشر: في الحضانة قديم زكريا ١/٥٤٢، جديد زكريا ديوبند ١/٥٩٣، ١/٤٥٢، البحر الرائق ٤/٢٨٧، شامي، زكريا٥/٢٦٧-٢٦٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۹۵۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۳۶/۳/۱۴ھ

''تیری بہن کوطلاق ہوگئی، اس کی خیر خبر لے لو'' کہنے کا حکم

سوال[۶۲۰۱]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص سعودیہ میں رہتا ہے اور وہ کافی دنوں کے بعد گھر آتا ہے اور جب وہ گھر آتا ہے، تو وہ بیوی کے پاس بہت ہی کم دن گذارتا ہے، ادھر ادھر گھومتا رہتا ہے ایک دن غصہ میں بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں تو بیوہ عورت کی طرح ہوں، آپ سعودی سے یہاں آ کر بھی میرے پاس نہیں رہتے اور یہ کہہ کر اپنے زیورات نکال کر شوہر کے ہاتھ میں دیدیئے، اس کے بعد شوہر نے اپنے سالہ کوفون کر کے کہا کہ تیری بہن کو تو طلاق ہوگئی، اس کی خیر خبر لے لو، تو کیا یہ کہنے سے اس عورت کوطلاق ہوجائے گی؟ برائے کرم جواب بحوالہ عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد شہادت بردوانی، مغربی بنگال (الہند)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے اپنے سالے کو یہ بتلایا کہ تمہاری بہن پر طلاق ہوگئی ہے، اس کی خبر گیری کر لو اور حالت یہ ہے کہ اس سے پہلے طلاق نہیں دی گئی ہے؛ کیونکہ یہ شوہر کی طرف سے اقرار طلاق ہے؛ اس لئے اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے ساتھ میں رکھنے کی گنجائش ہے۔

ولو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء. وصرح في البزازية: بأن له في الديانة إمساكها إذا قال: أردت به الخبر عن الماضي كذباً، وإن لم يرد به الخبر عن الماضي أو أراد به الكذب، أو الهزل وقع قضاءً وديانة. (البحر الرائق، زکریا۳/۴۲۸)

وفي الصغرىٰ: في امالى أبي يوسفؒ: إذا قال لها: قد طلقتک، أو قال لها:

"أنت طالق" وأراد الخبر عما مضى كذباً وسعه فيما بينه وبين الله تعالىٰ أن يمسكها، وإن لم يرد الخبر عما مضى وأراد الكذب فهي طالق في القضاء، وفيما بينه وبين ربه، وكذا إذا أراد الهزل طلقت قضاء وديانة. (تاتارخانية، كتاب الطلاق، الفصل الرابع فيما يرجع إلي صريح الطلاق، زكريا ٤/ ٤٠١، رقم: ٦٥٢٥)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفيه ٢/ ٣٩٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۲۰۵۸)	۱۴۳۶/۶/۲۶ھ

"طلاق دیدوں گا، نبھاؤ نہیں ہوسکتا ایک دو تین" کا حکم

سوال [۶۱۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی کے درمیان تکرار ہونے لگا اور دوران تکرار زید نے بیوی سے کہا کہ "میں تمہیں طلاق دیدوں گا" پھر اس کے دس پندرہ منٹ بعد زید نے بیوی سے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان نبھاؤ نہیں ہوسکتا، پھر زید نے کہا ایک، دو، تین" تو مفتی صاحب سے گذارش ہے کہ اس واقعہ میں زید کی بیوی پر کوئی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اکابر کے فتاوی اور فقہاء کے جزئیات سے مدلل کر کے جواب تحریر فرما دیجئے۔

المستفتی: عبید اللہ، بھاگل پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: زید اور بیوی کے درمیان جو گفتگو ہو رہی ہے، اس گفتگو میں تین جملے ہیں، پہلا جملہ ہے "میں تمہیں طلاق دیدونگا" یہ مذاکرۂ طلاق ہے اور دوسرا جملہ

ہے، میرے اور تمہارے درمیان نبھاؤ نہیں ہوسکتا اور تیسرا جملہ ہے ایک، دو، تین“ اور مذاکرۂ طلاق میں ایک، دو، تین کہنے سے طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہے؛ کیونکہ یہ ایسا کنائی لفظ ہے جس سے صریح طلاق واقع ہوتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں زید کی بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں۔ فتاوی محمودیہ میں اسی موضوع سے متعلق دو فتاوی ہیں ان دونوں کا حاصل بھی یہی ہے؛ لہٰذا بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ترتیب جامعہ فاروقیہ کراچی ڈابھیل ۱۲/ ۴۶۲ تا ۴۶۴، میرٹھ ۱۸/ ۳۸۴ تا ۳۸۷)

ولو قال: أنت مني ثلاثاً طلقت إن نوى، أو كان في مذاكرة الطلاق. إلى قوله: فيفيد العلم بعدد الطلاق المقدر الذي نواه المتكلم، كما أن قوله بثلاث دل على عدد طلاق مقدر نواه المتكلم، ولا فرق بينهما إلا من جهة أن العدد في أحدهما صريح وفي الآخر غير صريح، وهذا الفرق غير مؤثر بدليل أنه لا فرق بين قوله: أنت طالق، هكذا مشيرًا إلى الأصابع الثلاث، وبين قوله: أنت طالق بثلاث. (شامي مع الدر، كتاب الطلاق، باب الصريح تحت مطلب في قول الإمام: إيماني كإيماني جبرئيل، كراچي ۳/ ۲۷۵تا۲۷٦، زكريا ٤/ ٤٩٧تا٤٩٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۹۴۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۲/۲۹ھ

کیا پاگل بیوی کو طلاق دینے سے واقع ہوجائے گی؟

سوال [۶۱۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کی بیوی پاگل ہوگئی ہے، اگر وہ شخص پاگل بیوی کو طلاق دے دے تو طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟ مع حوالہ جواب تحریر فرمادیں۔

المستفتی: بدر الزماں، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے واقع ہونے کے لئے شوہر کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے اور شوہر کے ہوش وحواس درست ہونا لازم ہے، بیوی کا عاقل بالغ یا ہوش وحواس درست ہونا لازم نہیں؛ لہٰذا شوہر کا جب دل و دماغ درست ہے، تو اس کے لئے اپنی پاگل بیوی کو طلاق دینا درست ہے اور پاگل بیوی پر بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں شوہر اپنی پاگل بیوی کو طلاق دیدے گا، تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل. (التنویر مع الدر ٤/٤٣٨)

أما الشرط فمن الزوج کونه عاقلاً بالغاً، ومن المرأة کونها في نکاحه، أوعدته التي تصلح محلاً للطلاق. (الفتاوی التاتارخانیة، ٤/٣٧٧، رقم: ٦٤٧١، کنزمع البحر الرائق، زکریا ٣/٤٢٤، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ٢/٧-٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۰۶۹/۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۶/۲ھ

(۵) باب طلاق الحامل و الحائض

حالت حمل کی طلاق

سوال [۶۱۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی حاملہ بیوی کو تین طلاق دیں، پھر اسی کے ساتھ زن وشوہر والا رشتہ قائم کئے ہوئے ہے، زید کا خیال یہ ہے کہ حمل کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی ہے۔

المستفتی: حافظ محمد سرفراز عالم، موضع غوث پور، باغپت

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حالت حمل میں بھی بلاشبہ طلاق واقع ہوجاتی ہے، جب زید نے اپنی بیوی کو حالت حمل میں تین طلاق دیدی ہیں، تو اس سے تینوں طلاق واقع ہوکر بیوی زید پر بالکل حرام ہوگئی، آئندہ بغیر حلالہ کے آپس میں نکاح بھی جائز نہیں ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۶/۴۶، زکریا جدید ۶/۸۲، جدید زکریا مطول ۷/۱۵۵، نظام الفتاوی ۲/۵۹)

عن الحسن أنه كان يقول: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، وهي حامل، فلها عليه النفقة حرة كانت أو أمة. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ما قالوا فيه إذا طلقها وهي حامل؟......مؤسسه علوم القرآن جديد ۱/۸۳، رقم:۱۸۹۹۷)

وفي الدر: وحل طلاقهن أي الآيسة والصغيرة والحامل. (در مختار، كتاب الطلاق، كراچي ۳/۲۳۲، زكريا ٤/٤٣٤)

وفي الهداية: وطلاق الحامل يجوز. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفی دیوبند ۲/۳۵٦، قدوري، مكتبه امداديه ديوبند ۱۷۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۶۶۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۵/۷/۱۴۲۹ھ

حمل کی حالت میں طلاق کا حکم

سوال [۶۱۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد راشد ولد شہزاد نے اپنی بیوی عرشی کو حالت حمل میں تین بار طلاق دی ہے، تو ایسی صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگئی؟

المستفتی: محمد راشد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب آپ نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دے دی ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر پر وہ قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے۔ اب بغیر حلالۂ شرعیہ اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی درست نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۹۲، فتاوی عثمانیہ ۲/۳۱۸)

وطلاق الحامل یجوز عقیب الجماع؛ لأنه لایؤدي إلي اشتباه وجه العدة. (هداية، كتاب الطلاق، اشرفي ديوبند ۲/۳۵٦، قدوري، امداديه ديوبند ۱۷۱، ونحو ذالك في فتاوى هندية، زكرياقديم ۱/۳٤۹، زكريا جديد ۱/٤۱۷)

عن هشام عن الحسن، ومحمد قالا: إذا كانت حاملاً طلقها متى شاء. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ما قالوا في الحامل كيف تطلق؟ مؤسسة علوم القرآن، جديد ۹/۵۱۳، رقم ۱۸۰٤۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۲۱۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۸/۱ھ

حاملہ کو طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۱۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میں نے اپنی بیوی شمع بنت خورشید احمد جہانگیر پوری دہلی کو ۱۷/۱اکتوبر ۲۰۰۵ء کو بہت زیادہ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے تین طلاق دیدی تھیں، اس وقت بیوی حاملہ تھی، تو کیا اس پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عثمان، نئی بستی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شوہر خود ہی اقرار کررہا ہے کہ ۱۷/۱اکتوبر ۲۰۰۵ء کو لڑائی کے دوران اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہیں، تو اس کے اوپر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة......فإذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصياً. (هداية، كتاب الطلاق، اشرفي ۳٥٦/۲، قدوري، امداديه ديوبند ۱۷۱)

وحلَّ طلاقهن أي الآئسة، والصغيرة، والحامل. (شامي، كتاب الطلاق، كراچي ۲۳۲/۳، زكريا ٤۳٤/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱٦/شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۱۲۰/۳۸)

کیا حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؟

سوال [٦١۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) میری دختر فرحانہ کفیل عرف رانی کو اس کے شوہر نوید الرحمٰن ولد حبیب الرحمٰن نے بذریعہ تحریر اپنے ہوش وحواس کا حوالہ دے کر تین مرتبہ طلاق دی ہے، مگر لڑکی تقریباً دو ماہ کی حاملہ ہے۔

(۲) مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا دوران حمل طلاق واقع ہوجاتی ہے؟ یا ایسی طلاق ولادت کے بعد خود بخود واقع ہوجائے گی؟

(۳) فی الحال لڑکی ابھی سسرال میں ہے اس کا شوہر تحریر دے کر کہیں باہر چلا گیا ہے، ایسی صورت میں لڑکی کو کہاں رکھنا مناسب ہے؟ برائے کرم شرع کی روشنی میں تفصیلی جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد کفیل، پیرغیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں تین مرتبہ تحریری طلاق دینے سے فرحانہ کفیل پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے، بلاحلالۂ شرعیہ اس شوہر سے نکاح بھی جائز نہیں ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحًا. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، جديد زكريا ١/٥٣٥، هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري، امداية ديوبند ١٧٨)

(۲) حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع۔ (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٦)

(۳) معتدہ کو عدت گذارنا اس گھر میں ضروری ہے جہاں طلاق ہوئی ہے، اور اگر وہاں عدت گذارنا دشوار ہے، تو میکہ میں عورت پوری عدت گذار سکتی ہے۔

وعلى المعتدة أن تعتد في المنزل الذي يضاف إليها بالسكنى حال وقوع الفرقة، والموت. (هداية، اشرفی ديوبند ٢/٤٢٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲؍ ۵۰۲۶)

حالت حمل میں دوطلاق

سوال [۶۱۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو غصے کی حالت میں دوبار طلاق، طلاق، کہہ دیا اور وہ چار ماہ کی حاملہ ہے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ ہوگئی تو کونسی طلاق ہوئی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد سالم، سرائے ترین سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب اس حالت میں شوہر دوبار طلاق کہہ دیا ہے، تو اس سے دوطلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، ولادت سے پہلے رجعت کرنے کی گنجائش ہے اور رجعت کی صورت یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ ہمبستری کرلی جائے یا زبان سے کہہ دیا جائے کہ میں نے تمہارے ساتھ رجعت کرلی اور ولادت کے بعد رجعت کا حق ختم ہوجائے گا، اور باضابطہ نکاح کرنے کی گنجائش ہے۔

طلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هداية، اشرفي ۲/۳۵٦، هندية، زكريا قديم ۱/۳٤۹، زكرياجديد ۱/٤۱۷)

وحل طلاقهن أي الآيسة، والصغيرة، والحامل؛ لأن كراهة الطلاق في طهر جامع فيه ذوات الحيض لتوهم الحبل، فيشتبه وجه العدة أنها بالحيض أوبالوضع. (شامي، زكريا ٤/٤۳٤، كراچي ۳/۲۳۲)

وإذا أراد الرجل أن يراجع امرأته فالأحسن أن يراجعها بالقول لا بالفعل والرجعة بالقول أن يقول: رجعتک أو راجعتک أو رددتک، أمسكتک في الحضرة أوالغيبة. (تاتارخانية، زكرياه/۱۳۸، رقم: ۷٤۷۸)

ولو ولدت بعد الطلاق تنقضي العدة بالولادة، فلا تتصور الرجعة.
(تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٠، رقم: ٧٨٨٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ رمحرم الحرام ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۸۶۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳۰/۱/۱۴۳۶ھ

حالت حمل میں تین طلاق کا حکم

سوال[۶۱۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کی شادی دس سال پہلے ہوئی، اب اس کی چار اولادیں ہیں، لڑکی کا شوہر دہلی میں کام کرتا ہے، چار پانچ مہینے کے بعد گھر آتا ہے؛ لیکن اب اس نے دہلی میں دوسری شادی کرلی، شادی کرنے کے بعد سے جب بھی پہلی بیوی کے پاس آتا ہے، تو اس پہلی بیوی کو پریشان کرتا ہے، اسی دوران پہلی بیوی کو پانچ مہینے کے لئے گھر پر چھوڑ کر چلا گیا، پھر جب شوہر گھر پر لوٹ آیا، تو کچھ ہی دیر بعد دوعورتوں کے سامنے پہلی بیوی کو تین طلاق دے کر چلا گیا، اب اس وقت عورت حاملہ ہے، تو کیا اس عورت پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: افتخار خاں، نواب پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور جب شوہر نے تین طلاق دیدی، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر وہ شوہر پر بالکل حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے آئندہ اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٥٦، قدوري، امداية ديوبند ١٧١)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحًا ويدخل بها، ثم يطلقها

أو يـموت عنها. (هـنـدية ، زكـريا قديم ۱ /۴۷۳، زكريا جديد ۱ /۵۳۵، هداية، اشرفي ديو بند ۲/۳۹۹، قدوري، امداية ديو بند ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍محرم الحرام ۱۴۲٦ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍۸٦۵۳)

حالت حمل میں تین طلاق، نیز وضع حمل کے بعد پھر طلاق دینے کا حکم

سوال [٦۱۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سرفراز احمد نے اپنی بیوی کو پہلے تین طلاق دیدی تھیں، ان کی بیوی کسی حال سے تھی، تو ہم نے اپنی بیٹی کو بھیج دیا تھا اور اب وہ فارغ ہوگئی ہے، تو اس کے شوہر سرفراز احمد نے پھر سے طلاق دیدی ہے، تین بار کہاہے دو گواہوں کے بیچ میں ان کے نام یہ ہیں رابعہ خاتون، رحمت جہاں۔

المستفتی: اختر حسین، کیت والی مسجد، مقبرہ دوئم، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حالت حمل میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا سرفراز احمد نے اپنی بیوی کو حمل کی حالت میں جو تین طلاقیں دی ہیں، وہ واقع ہوچکی ہیں، اوراسی وقت سے بیوی شوہر کے لئے قطعی حرام ہوچکی ہے، اور بچہ ہونے کے بعد عدت پوری ہوچکی ہےاور اس کے بعد چونکہ مطلقہ شوہر کی بیوی نہیں رہی ہے؛ اس لئے بعد میں جو طلاقیں دی گئی ہیں، وہ محل طلاق نہ ہونے کی وجہ سے لغو ہیں۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُن. [الطلاق:٤]

أخرج عبد الرزاق عن الشعبي في طلاق الحامل. قال: يطلق عند الأهلة. (مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب طلاق الحامل، المجلس العلمي ٦/٣٠٤، رقم:١٠٩٣٣)

ولو قال لامرأته الحامل: أنت طالق للسنة تقع في الحال واحدة، وبعد شهر أخرىٰ، وبعد شهر أخرىٰ، كما في ذوات الأشهر. (تاتارخانية، زكريا٤/٣٨٥، رقم:٦٤٨٥)

وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة. (شامي، كتاب الطلاق، باب العدة، زكريا٥/٢٠٢، كراچي٣/٥٢٠، هداية، اشرفي ديوبند٢/٤٢٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۰۸۵۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱۱/۲۵ھ

حاملہ بیوی کو تین طلاق دینا

سوال [۶۱۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) تجھے طلاق دیدی، تین مرتبہ کہہ دیا، اس حالت میں بیوی حاملہ بھی ہے، لہٰذا اب حکم شرعی کیا ہے؟

(۲) اور عورت نے مرد کو مار دیا، آپسی جھگڑے میں، تو کیا اس عورت کی بدتمیزی سے طلاق کے واقع ہونے میں کوئی فرق پڑے گا؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد گلفام، پیتل نگری، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: عورت کی بدتمیزی یا عورت کے حاملہ ہونے کی وجہ سے طلاق کے واقع ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے؛ لہٰذا آپسی کے جھگڑے کے درمیان جب گلفام نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر وہ شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے۔ اب آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

وطلاق الحامل يجوز. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٦، قدوري، امداية ديوبند ١٧١)

ولـو قـال لـزوجتـه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٢١٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تـنـكـح زوجـاً غيـرهٔ نـكـاحاً صحيحًا، ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هـنـدية، زكـريـا قديم ١/٤٧٣، زكريا جديد ١/٥٣٥، هداية، اشرفي بكڈپو ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري، امداية ديوبند١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ر ربیع الاول ۱۴۲٦ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۷۸۲/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲٦/۴/۲۴ھ

جھگڑے کے دوران حالت حمل میں پانچ مرتبہ طلاق دینا

سوال [٦١١٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد شاہنواز نے اپنی بیوی کولڑائی جھگڑے کے دوران پانچ بار طلاق دیدی، بیس پچیس لوگ موجود تھے، اس کے بطن سے ایک لڑکی ہے اور چار ماہ کا حمل ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اب اگر اس کو رکھنا چاہیں تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد شاہنواز، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شاہنواز نے اپنی بیوی کو جھگڑے کے دوران جب پانچ مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اب دونوں ساتھ رہنا چاہیں، تو حلالۂ شرعیہ کے بعد نکاح کرنے کی گنجائش ہے؛ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح درست نہیں ہوگا۔

وحـلَّ طلاقهن أي الآئسة، والصغيرة، والحامل. (شامي، كتاب الطلاق، كراچي ٣/٢٣٢، زكريا٤/٤٣٤)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدرقطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٢١، رقم:٣٩٣٢، مجمع الزوائد٤/ ٣٤٠)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحًا ويدخل بها، ثم يطلقها أويموت عنها. (هندية، زكريا قديم ٤٧٣/١، زكرياجديد ٥٣٥/١، هداية، اشرفي ديوبند ٣٩٩/٢، قلوري، امدادية ديوبند١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۲۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۱۱/۲۵ھ

حمل میں طلاق اور عدت کا حکم

سوال [۶۱۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد وسیم نے اپنی بیوی شائستہ پروین کو مار پیٹ اور گالی گلوچ کرتے ہوئے، تین مرتبہ طلاق دیدی تھی، طلاق کو بھی تقریباً دس سال گذر چکے ہیں، تو کیا عدت گذر چکی ہے؟ اور میں اس وقت حمل سے تھی، تو حمل میں بھی طلاق واقع ہوگئی تھی یا نہیں؟ شوہر بھی اب لا پتہ ہے، تو ہمارے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ کیا دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہوں یا نہیں؟ طلاق کے گواہان بھی موجود ہیں، منسلک کاغذ میں ان کے دستخط موجود ہیں۔

گواہان: عرفان، ریاست حسین، محمد آصف، محمد جاوید، محمد عزیر، محمد جنید۔

المستفتیہ: شائستہ پروین، نئی بستی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ کے شوہر محمد وسیم نے آپ کو حالت حمل

میں تین طلاق دی تھیں، تو آپ پر طلاق مغلظہ اسی وقت واقع ہوچکی تھی، اور شریعت میں حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور آپ کی عدت اسی وقت پوری ہوگئی تھی، جس وقت بچہ کی ولادت ہوچکی تھی؛ لہٰذا آپ کو بچہ کی ولادت کے بعد نفاس سے فارغ ہوکر کسی بھی مرد سے شادی کرکے باعصمت زندگی گذارنے کی شرعی طور پر اجازت حاصل ہوچکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ص:۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحًا ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، زكريا جديد ۱/۵۳۵، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹)

والعدة في حق الحامل وضع حملها. (در مختار، زكرياه/ ۱۹۰، كراچي ۳/۵۱۱، تاتارخانية، زكريا ۵/۲۲۸، رقم: ۷۷۲۷)

وعدة الحامل أن تضع حملها......وليس للمعتدة بالحمل مدة سواء ولدت بعد الطلاق، أو الموت بيوم أو أقل. (هندية، زكريا قديم ۱/۵۲۸، زكريا جديد ۱/۵۸۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۵۶۷)

حالت حمل کی طلاق، بچہ کی پرورش، مہر اور جہیز کا حکم

سوال [۶۱۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتانے کی زحمت فرمائیں کہ کیا دوران حمل طلاق ہوسکتی ہے یا نہیں؟ طلاق دی جاسکتی ہے؟ شرعی طور پر فتوی دیں، طلاق ایک ہوتی ہے، اس کا کیا طریقہ ہے؟

(۲) حاملہ کی طلاق کے بعد بچہ پیدا ہونے کی صورت میں اس کی پرورش کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟

(۳) طلاق کے بعد مہر جہیز ولادت کا خرچ اور عدت کا خرچ طلاق دینے والا کچھ بھی ادا نہ کرے صرف طلاق ہی دیدے، تو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ کیا طلاق شدہ بیوی بالکل ہی بے سہارا ہو جائے گی؟

المستفتی: شمشاد حسین، سرجن نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق (۱) شرعی طور پر حالت حمل میں طلاق واقع ہو جاتی ہے اور شوہر اپنی بیوی کو حالت حمل میں طلاق دے سکتا ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۲۹)

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق، السنة، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٦، قلوري، امداية ديوبند ١٧١، شامي، مصري ٢/٥٧٦، كراچي ٣/٢٣٢، زكريا ٤/٤٣٤)

(۲) زوجین کے مابین جدائیگی کے بعد پرورش کا سب سے زیادہ حق ماں کو حاصل ہوتا ہے اور اس کا خرچہ بچہ کے باپ کے ذمہ واجب ہے۔

وإذا وقعت الفرقة بين الزوجين، فالأم أحق بالولد (إلى قوله) والنفقة على الأب على ماذكر ...... (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٤٣٤)

(۳) شوہر پر مہر ادا کرنا اسی طرح جہیز واپس کرنا اور بچہ کی ولادت کا خرچہ دینا لازم ہے، نہ دینے کی صورت میں سخت گنہگار رہو گا۔

وَإِنْ كُنَّ أُوْلَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُن. [الطلاق:٦]

وفيه أجرة القابلة على من استأجرها من زوجة، أو زوج ولو جاءت بلا استئجار، قيل: عليه، وقيل: عليها، قوله قيل: عليه عبارة البحر عن الخلاصة: فلقائل أن يقول: عليه؛ لأنه مؤنة الجماع، ولقائل أن يقول عليها كأجرة

الطبيب (إلى قوله) ويظهر لي ترجيح الأول. (الدر مع الرد، كتاب الطلاق، باب النفقة، زكريا ٥/ ٢٩١، ٢٩٢، كراچي ٣/ ٥٧٩، ٥٨٠، مصري ٢/ ٨٩٣)

نیز مطلقہ کی عدت کا خرچہ بھی شوہر پر لازم ہے، نہ دینے کی صورت میں گنہگار ہوگا۔

عن أبي اسحاقؒ، قال: كنت مع الأسود بن يزيد جالساً في المسجد الأعظم –إلى– لها السكنىٰ، والنفقة، قال الله عزوجل: لاتخرجوهن من بيوتهن ولايخرجن إلا أن يأتين بفاحشة مبينة. (صحيح مسلم، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها، النسخة الهندية ١/ ٤٨٥، بيت الأفكار رقم: ١٤٨٠)

وإذا طلق الرجل امرأته، فلها النفقة، والسكنىٰ في عدتها، رجعيًا كان أو بائناً. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٤٤٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۷۸۸/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۵/۳۰ھ

حالت حمل میں طلاق سے متعلق چند سوالات وجوابات

سوال [۶۱۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت شادی شدہ ہے، جو اپنے شوہر سے الگ رہتی ہے؛ لیکن نکاح میں ہے، اس کا تعلق ایک دوسرے مرد سے ہوگیا اور اس کے ساتھ صحبت بھی ہوئی، دوران صحبت دوسرے مرد سے عورت حاملہ ہوجاتی ہے، اس کے بعد وہ دونوں نکاح کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں؛ جبکہ دوسرا مرد غیر شادی شدہ ہے اور عورت کے پہلے شوہر نے اسے تحریری اور زبانی تین طلاق گواہوں کے سامنے دیدی ہیں۔

(۱) کیا حمل میں ہوتے ہوئے طلاق ہوئی یا نہیں؟

(۲) کیا یہ حمل حرام ہوا ہے یا نہیں؟ کیا ہونے والا بچہ حرام کا ہوگا؟

(۳) اگر طلاق ہوئی تو اس معاملہ میں عورت کو عدت کرنی ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ حمل اس کے دوسرے شوہر سے ہے۔

(۴) اگر عدت کرنی ضروری ہے، تو کیا وہ اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ رہ کر عدت پوری کرسکتی ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتی ہے تو کس طرح؟

المستفتی: محمد احتشام، گوکل داس روڈ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حالت حمل میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، مذکورہ صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔

وطلاق الحامل یجوز عقیب الجماع ۔ (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة اشرفي ديوبند ۲/۳۵٦، قلوري، امداية ديوبند ۱۷۱)

(۲) اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ پہلے شوہر کا ہوگا حرامی نہ ہوگا اگرچہ دوسرے مرد نے زنا کیا ہو۔ (مستفاد: احسن الفتاوی، زکریا ۵/۴۵۳)

عن أبي هريرةؓ، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الولد للفراش، وللعاهر الحجر. (نسائي شريف، باب إلحاق الولد بالفراش إذا لم ينفه صاحب الفراش، النسخة الهندية ۲/۱۱۰، دارالسلام رقم: ۳٤۸۲)

(۳) اس عورت پر عدت گذارنا ضروری ہے اور عدت وضع حمل ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ . [الطلاق: ٤]

وفي حق الحامل مطلقاً، ولو أمة أو كتابية أو من زنا بأن تزوج حبلىٰ من زنا ودخل بها، ثم مات أو طلقها تعتد بالوضع ...... وضع جميع حملها. (درمختار، كتاب الطلاق، باب العدة، زكرياه/۱۸۹، ۱۹۰، كراچي۳/۵۱۱)

(۴) دوسرے مرد کے ساتھ رہ کر عدت گذارنا جائز نہیں ہے اور عدت کی حالت میں نکاح بھی جائز نہیں ہے، عدت اسی جگہ گذارنا ضروری ہے، جہاں اس کو طلاق دی ہے، وہاں نہ ہو سکے تو میکہ میں گذارنا لازم ہے۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته...... لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كتاب النكاح، باب المهر زكريا ٤/۲۷٤)

قال اللّٰه تعالیٰ: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ. [الطلاق:۱]

وعلى المعتدة أن تعتد في المنزل الذي يضاف إليها بالسكنى حال وقوع الفرقة والموت. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٤٢٨، شامي، زكرياه ٥/٢٢٥، كراچي ٣/٥٣٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲؍۴۶۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸؍۱؍۱۴۱۷ھ

حالت حیض میں طلاق

سوال [۶۱۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق کا لفظ تین مرتبہ بول دے، تو اس حالت میں طلاق صحیح ہوگئی؟ یا کسی صورت سے کوئی گنجائش نکلتی ہے، بایں طور کہ اس کا کوئی کفارہ ادا کر دیا جائے اور یہ بات ملحوظ رہے کہ طلاق تین بار غصہ میں ایک دیندار عورت کے سامنے دی ہے، اس کے بعد جا کر اپنی بہن سے بھی کہا کہ میں آج طلاق دے آیا ہوں، جس وقت طلاق دی ہے، بیوی حیض کی حالت میں تھی، اب یہ بتائیے کہ حیض کی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد اکرام علی، محلّہ کھاری کنواں، مغلپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حالت حیض میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن شوہر سخت ترین گنہگار رہوگا۔

عن عبداللّٰه بن عمرؓ أنه طلق امرأته وهي حائض على عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فسأل عمر بن الخطاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن ذلك، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مره فليراجعها. الحديث

(صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب قول الله تعالىٰ: يأيها النبي إذا طلقتم النساء...... النسخة الهندية ۲/ ۷۹۰، رقم: ۵۰۵۵، ف: ۵۲۵۱)

وإذا طلق الرجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق. (هداية، كتاب الطلاق، اشرفي ديو بند ۲/ ۳۵۷)

اور جب شوہر نے حالت حیض میں تین بار لفظ طلاق اپنی بیوی کے لئے استعمال کیا ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر وہ شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے، اب اگر بیوی بنا کر رکھنا چاہتا ہے، تو اس کے لئے حلالہ شرعیہ لازم ہے نیز غصہ کی حالت میں بھی طلاق وقع ہوجاتی ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٗ نكاحاً صحيحًا ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، زكرياجديد ۱/ ۵۳۵، هداية، اشرفي ديو بند ۲/ ۳۹۹، قدوري امدادية ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ رر مضان المبارک ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۳۵۹)

حالت حیض میں طلاق دینے سے طلاق کا حکم

سوال [۷۱۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رئیس اعظم نے ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کی، دوسری بیوی کے ساتھ چند دن رہنے کے بعد جب وہ پہلی بیوی کے پاس آیا، تو جب اس کو دوسری شادی کے بارے میں علم ہوا، تو فوراً اس نے رئیس اعظم سے دوسری بیوی کو تین طلاقیں دلوائیں، پھر رئیس اعظم نے طلاق کے تین دن بعد دوسری جگہ اس کا نکاح کرادیا، پھر نکاح کرانے کے ایک ہفتہ بعد رئیس اعظم اس کو پھر بھگا کر اپنے گھر لے آیا، اور اپنے ساتھ رکھنے لگا، جب لوگوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس سے کہا کہ تم نے تو اپنی بیوی کو

طلاق دیدی تھی، پھر اسے اپنے ساتھ کیوں رکھتے ہو؟ تو اس نے یہ جواب دیا کہ میری بیوی گندگی (حیض) کی حالت میں تھی؛ اس لئے اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی، تو کیا گندگی کی حالت میں رئیس اعظم کی بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں اور اپنی بیوی کو طلاق دے کر تین دن کے بعد ہی دوسری جگہ اس کی شادی کرانا، پھر شادی کے ایک ہفتہ بعد اپنے پاس رکھنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد انوار، رامپور دوراہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناپاکی یعنی ماہواری کی حالت میں بھی طلاق ہوجاتی ہے، جب رئیس اعظم نے اپنی دوسری بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، تو اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر وہ شوہر پر بالکل حرام ہوگئی۔ بغیر حلالۂ شرعی کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا بھی درست نہیں ہوگا؛ لہٰذا طلاق کے تین دن کے بعد دوسری جگہ جو نکاح ہوا ہے، وہ نکاح بھی درست نہیں ہوا، یہ دوسرے آدمی کے ساتھ بدکاری ہوئی ہے، اور پھر ایک ہفتہ کے بعد اپنے گھر لاکر کے رکھنا یہ بھی ناجائز اور حرام ہے اور اس کے ساتھ ہمبستری زناکاری کے مترادف ہے، اگر وہ دوبارہ اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے، تو شرعی حلالہ لازم ہے، اور اس کی شکل یہ ہے کہ تین ماہواری گذر جانے کے بعد دوسرے مرد کے ساتھ عورت کا نکاح ہوجائے، پھر اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہوجائے، پھر وہ مرد طلاق دے دے اور پھر اس طلاق کے بعد تین ماہواری گذر جانے کے بعد رئیس اعظم کے لئے اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش ہے اور اب جس حالت میں رکھا ہے یہ قطعاً جائز نہیں ہے، سراسر حرام کاری اور بدکاری ہے۔

عبد الرحمن بن أيمن مولیٰ عزة، يسأل ابن عمر، وأبو الزبير يسمع، كيف ترى في رجل طلق امرأته حائضاً، فقال: طلق ابن عمر امرأته وهي حائض على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسأل عمر

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أن عبدالله بن عمر طلق امرأته وهي حائض، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ليراجعها فردها. الحديث. (صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها، النسخة الهندية ١/٤٧٦، بيت الأفكار رقم:١٤٧١)

والبدعي من حيث الوقت: أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض أو في طهر جامعها فيه، وكان الطلاق واقعاً. (عالمگيري، زكريا ١/٣٤٩، زكريا جديد ١/٤١٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحًا، ويدخل بها، ثم يطلقها أويموت عنها. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٣، زكرياجديد ١/٥٣٥، هداية، اشرفي بكڈپو ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري، امداية ديوبند١٧٨)

أما نكاح منحكوحة الغير، ومعتدته، فالدخول فيه لايوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كراچي٣/١٣٢-٥١٦، زكريا٤/٢٧٤، ٥/١٩٧، البحر الرائق، زكريا٣/٢٤٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۳۰۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳؍ ۳؍ ۱۴۲۵ھ

حیض ونفاس کی حالت میں طلاق کا حکم

سوال [٦١١٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی اس وقت ہسپتال میں ہے، کسی بات پر لڑائی ہوئی، انہوں نے اسی دوران یہ کہا کہ اپنی صورت دفن کرلو، مجھے غصہ آیا، تو میں نے کہا، میں نے تجھے طلاق دی، پانچ چھ بار کہہ دیا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ بیوی اس وقت ناپاکی کی حالت میں

ہے، بچہ آپریشن سے ہوا ہے، تو کیا اس حالت میں بھی طلاق ہوجاتی ہے؟ شرعی حکم کیا ہے؟ تحریر فرمادیں، آپریشن کے بعد طلاق کا واقعہ پیش آیا ہے۔

المستفتی: ریاض احمد، ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپریشن کے ذریعہ سے بچہ کی پیدائش ہوئی ہے، اور نفاس اور ناپاکی کی حالت میں شوہر نے بیوی کو طلاق دیدی ہے، اور شرعی طور پر حیض ونفاس کی حالت میں طلاق دینے سے شوہر گنہگار بھی ہوتا ہے اور طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں جب پانچ چھ مرتبہ ''طلاق دی'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ آئندہ بلا حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

وإذا طلق الرجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، زكريا ٢/٣٥٧)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيرهٔ نكاحاً صحيحًا ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣، زكريا جديد ١/٥٣٥، هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري، امداية ديوبند١٧٨)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ص:٢١٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۷۶۵/۳۹)

(۶) باب طلاق الهازل والغاضب

مذاق میں طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۱۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام عارفہ ہے، میرا نکاح میری مرضی کے بغیر میرے والدین کے دباؤ میں آکر ہوگیا تھا، جس کے بعد میرے تین بچے ہوگئے تھے، اب میرے والدین کا انتقال ہو چکا ہے، اور سسرال والے مجھے بہت پریشان کرتے ہیں، میری طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہے۔ اب شوہر نے تین مرتبہ انگلش میں لکھ کر ایک کاغذ میں طلاق دیدی ہے، الفاظ یہ لکھے ہیں ''آئی گیو ٹو یو ڈائیورس'' (میں تمہیں طلاق دیتا ہوں) مجھ سے بھی کہہ دیا ہے کہ ہم آپ الگ ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی، میں مذاق میں کہہ رہا تھا، قبل الطلاق پانچ مہینہ اور بعد الطلاق تین مہینہ سے ہم دونوں الگ الگ سو رہے ہیں، تو ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں اور ہوئی تو کتنی طلاق ہوئی؟

المستفتية: عارفہ، لال مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جب شوہر نے تین طلاق واضح طور پر انگلش میں لکھ کر دیدی ہیں اور آپ کے سامنے اس طلاق کا اقرار بھی کیا ہے، تو اس کی وجہ سے آپ پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں اب دونوں کے لئے الگ الگ رہنا ضروری ہے اور شوہر کا بعد میں یہ کہنا کہ میں نے مذاق میں ایسا کہا تھا، تو شریعت میں مذاق کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

كتب الطلاق إن مستبيناً على نحو لوح وقع إن نوىٰ وقيل مطلقاً. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ديوبند ٤/٤٥٥-٤٥٦، كراچي٣/٢٤٦)

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوىٰ أو لم ينو. (شامي، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي٣/٢٤٦)

وأما الطلقات الثلاث، فحكمها الأصلي هو زوال الملك، وزوال حل المحلية أيضاً من بعد حتى لايجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر. لقوله عزوجل: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (بدائع الصنائع، كراچي ٣/١٨٧، زكريا٣/٢٩٥، دارالكتب العلمية بيروت٤/٤٠٣)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..........حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم١/٤٧٣، زكريا جديد ١/٥٣٥)

عن أبي هريرةؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاث جلهن جد، وهزلهن جد، النكاح، والطلاق، والعتاق. الحديث (أبوداؤد، كتاب الطلاق، باب في الطلاق على الهزل، النسخة الهندية ١/٢٩٨، دارالسلام رقم:٢١٩٤)

وطلاق اللاعب والهازل به واقع. (هندية، زكريا قديم ١/٣٥٣، زكريا جديد ١/٤٢٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۴۵/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱۲/۲۹ھ

مذاق اور حمل میں طلاق کا حکم

سوال [۶۱۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو جس کے دونام تھے، اس کے دونوں نام لے کر تین تین مرتبہ طلاق دی یعنی چھ مرتبہ، اس وقت شوہر اور بیوی کے علاوہ اور کوئی شخص نہیں تھا، صرف دونوں ہی تھے، ان کی بیوی نے کہا یہ کیا الفاظ کہہ رہے ہو؟ تو شوہر نے جواب میں کہا، میں تو مذاق کر رہا ہوں اور دوسروں سے سنی ہوئی یہ بات کہی کہ بغیر گواہوں کے طلاق نہیں ہوتی اور اس وقت وہ عورت دو یا تین ماہ کے حمل سے تھی، آج وہ بچی تین سال کی ہو چکی ہے، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: وسیم احمد، کرتپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذاق میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور حمل کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور دوسروں سے غلط مسئلہ معلوم ہونے کی وجہ سے یا اصل مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے طلاق کے واقع ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر وہ شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے۔ اب آئندہ بغیر حلالۂ شرعیہ کے دونوں کا نکاح بھی درست نہیں ہوسکے گا۔

عن أبي هريرةؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث جدهن جد، وهزلهن جد، النكاح، والطلاق، والرجعة. (سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب من طلق، أو نكح، أو رجع لاعبا، النسخة الهندية ١/١٤٧، دارالسلام رقم:٢٠٣٩)

فيقع طلاق الهازل بالطلاق، واللاعب، لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ثلاث جدهن، هزلهن جد، النكاح، والطلاق، والعتاق. (بدائع الصنائع، كراچي٣/١٠٠، دارالكتب العلمية بيروت٤/٢١٥، زكريا ديوبند٣/١٦٠، ونحو في الدر المختار، زكريا٤/٤٤٣، كراچي ٣/٢٣٨، وهندية، زكريا ١/٣٥٣)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لايحل لها تمكينه.

(شامي، كراچي۳/۲۵۱، زكريا ٤/٤٦٣، تبيين الحقائق، زكريا۳/٤١، امداديه ملتان۲/۸۹۸، عالمگيري ۱/۳٥٤)

ولو قال لامرأته الحامل: أنت طالق للسنة تقع في الحال واحدة، وبعد شهر أخرىٰ، وبعد شهر أخرىٰ، كما في ذوات الأشهر. (تاتارخانية، زكريا ديوبند ٤/٣٨٥، رقم:٦٤٨٥)

أخرج عبد الرزاق عن الشعبي في طلاق الحامل قال: يطلق عند الأهلة. (مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب طلاق الحامل، المجلس العلمي٦/٣٠٤، رقم:١٠٩٣٣)

وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ . [الطلاق:٤]

وإن جهلت به لتفرغها للعلم (وتحته في الشامية) أي لأنها تتفرغ لمعرفة أحكام الشرع والدار دارالعلم، فلم تعذر بالجهل. (شامي، زكريا٤/١٨٩، كراچي۳/٧٥)

أوتلفظ به غير عالم بمعناه (أي طلقت). (شامي، زكريا٤/٤٤٩، كراچي۳/٢٤١)

والعدة ......في حق الحامل مطلقًا سواء كان عن طلاق أووفاة أومتاركة......وضع حملها. (شامي، زكريا ٥/١٨٨-١٨٩، كراچي۳/٥١١)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۰۸۵۹)	۱۴۳۳/۱۱/۲۵ھ

مذاق میں بیوی کو ”طلاق دیدوں گا یا دیدی“ کہنے کا حکم

سوال [۶۱۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ اگر کوئی شخص جاہل ہوا وراس جگہ مسئلہ نہ پہونچا ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کوتوبیخاً کہا ہو کہ ''میں تم کو طلاق دے دوں گا'' یا دیدی مذاق میں، اوراس کے پیٹ سے بچہ بھی پیدا ہوجائے،تو اس کو کیا کہیں گے؟ اوراس کو کچھ کرنا ہوگا یانہیں؟ یعنی جب معلوم ہوا ہوتو کیا کرے؟

المستفتی: کلیم الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر طلاق دے دوں گا کہا ہےتواس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

لو قال: أطلقك لم يقع. (الدر المنتقي شرح ملتقي الأبحر قديم ۱/۳۸۷، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱٤)

اوراگر دیدی کہا ہے اگر چہ مذاق میں ہی کہا ہے،تو اس سے طلاق واقع ہوگئی ہے، اگرمسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے اب تک تین طلاق شدہ بیوی کواپنے پاس رکھا ہے،تواب مسئلہ معلوم ہوتے ہی فوراً بیوی سے الگ ہوجائے اور جواولا د پیدا ہوئی ہے، شوہر کے دعویٰ کے ساتھ وہ اس کی نسل سے حلال اور ثابت النسب کے حکم میں ہوگی۔

لأن النسب كما يثبت بالنكاح الصحيح يثبت بالنكاح الفاسد وبالوطئ عن شبهة. (البناية، اشرفيه ديوبند ٥/٦٤٣، البحر الرائق، كوئٹه٤/١٦٥، زكريا٤/٢٧٩، شامي، كراچي٣/٥٤٩، زكريا٥/٢٤٣)

بأن النسب يحتاط في إثباته الخ. (شامي، مصري ٢/٨٦٤)

عن أبي هريرةؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث جدهن جد وهزلهن جد، النكاح، والطلاق، والرجعة. (سنن الترمذي، كتاب الطلاق، باب ما جاء في الجد والهزل في النكاح، ، النسخة الهندية ١/٢٢٥، دارالسلام رقم:١١٨٤)

وبشبهة الفعل وإن ظن حلة العبرة لدعوى الظن -إلى- لافي الثانية

أي شبهة الفعل لتمحضه زنا إلا في المطلقة ثلاثاً بشرطه بأن تلد لأقل من سنتين لا لأكثر إلا بدعوة (وتحته في الشامية) قلت: وتحصل من هذا أنه إذا ادعىٰ الولد يثبت النسب سواء ولدت لأقل من سنتين أو لأكثر. (الدر مع الرد، كتاب الحدود، مطلب الحكم المذكور في بابه أولىٰ من الذكورفي باب غيره، كراچي ٤/ ٢١تا٢٣، زكريا٦/ ٢٩تا٣٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۸/۲۴)

مذاق میں طلاق دینا

سوال [۶۱۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شادی کے دوسال بعد اگر شوہر اپنی بیوی کو مذاق میں رات کو۱۲/ یا۱/ بجے دوطلاق دیدے اور اس کا کوئی گواہ نہ ہو، تو شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں دوطلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، رجعت کرکے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق أنت طالق الخ. (در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/ ٤٦٣، كراچي٣/ ٢٥٢)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ شوال المکرّم ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶۷۶/۳۱)

غصے اور مذاق کی حالت میں طلاق کا حکم

سوال [۶۱۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی آدمی اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں ایک ہی وقت میں کئی دفعہ طلاق کا لفظ کہہ دے یا مذاق کی حالت میں کئی دفعہ کہہ دے، تو طلاق پڑ جائے گی یا نہیں؟ یا اپنی بیوی کو کہہ دے کہ تو میری لڑکی ہے اور میں تمہارا باپ ہوں، یا یہ کہہ دے کہ تم اپنی ماں کے گھر میں رہتی ہو، تو اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

المستفتی: انظر عالم، کشن گنج، صدیق منزل: ۱۵، ہتھورا باندہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غصہ اور مذاق دونوں حالتوں میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں شوہر نے جو طلاقیں دی ہیں، ان میں کئی دفعہ سے تین مرتبہ یا اس سے زیادہ مراد ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی، بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث جدهن جد، وهزلهن جد، النكاح، والطلاق، والرجعة. (سنن الترمذي، كتاب الطلاق، باب ما جاء في الجد والهزل في الطلاق ، النسخة الهندية ۱/۲۲۵، دارالسلام رقم: ۱۱۸٤)

لو طلقها هازلاً يقع قضاءً وديانة. (الأشباه و النظائر قديم٤٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ديوبند۱/٤٧٣، زكريا جديد ۱/٥٣٥، هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، قدوري، امدادية ديوبند ۱۷۸)

اورتو میری لڑکی یا میں تیرا باپ ہوں، ان الفاظ سے اگر طلاق یا ظہار کی نیت نہیں ہے، تو یہ الفاظ صرف ڈانٹ ڈپٹ پر محمول ہوں گے؛ لیکن ایسے الفاظ کہنا مکروہ ہے۔

يكره قوله أنت أمي، ويا ابنتي، ويا أختي، ونحوه. قال الشامي: وينبغي أن يكون مكروهاً. (در مختار مع الشامي، زكريا ٥/ ١٣١، كراچي ٣/ ٤٧٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۶۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸/ ۷/ ۱۴۲۵ھ

شوہر کا غصہ کی حالت میں طلاق دینا

سوال [۶۱۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اجمل نے اپنی بیوی شبینہ کو تین چار مرتبہ طلاق دیدی ہے، مگر طلاق کا جب واقعہ پیش آیا ہے، اس وقت وہاں میاں بیوی کے علاوہ کوئی دوسرا موجود نہیں تھا، اور اجمل نے آپسی گفتگو کے دوران غصہ کی حالت میں طلاق دی ہے، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غصہ کی حالت میں غیر آدمی کی عدم موجودگی میں بیوی کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے یا نہیں اور دوسرا نکاح کرنے کے لئے کیا شرط ہے؟ یعنی کتنا ٹائم گذرنے کے بعد دوسرا نکاح جائز ہوسکتا ہے؟

المستفتی: عارف حسین، مغل پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب اجمل نے اپنی بیوی شبینہ کو تین طلاقیں دیدی ہیں، تو شبینہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر اپنے شوہر کے لئے حرام ہوگئی چاہے طلاق دیتے وقت وہاں پر کوئی موجود رہا ہو یا نہ رہا ہو۔

نیز غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اب بغیر حلالۂ شرعی کے شبینہ کا نکاح اجمل

کے ساتھ نہیں ہوسکتا اور حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ شبینہ اپنی عدت گذارنے کے بعد کسی دوسرے سے نکاح کرلے اور ہمبستری کے بعد وہ شوہر طلاق دیدے، پھر عدت گزرنے کے بعد اجمل کے ساتھ نکاح درست ہوسکتا ہے، عدت گذارنے سے پہلے دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہ ہوگا اور عدت گذارنے کے بعد کسی بھی مرد سے شرعی طریقہ سے نکاح درست ہوسکتا ہے۔

الطلاق، الخلع يصح دون علم الآخر. (الفقه الإسلامي وأدلته، تعريف الفسخ لغة وإصلاحاً، مكتبه هدىٰ انٹر نيشنل ديوبند ۹/ ۲۹۱)

ويقع طلاق من غضب. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق، مطلب في طلاق المدهوش، كراچي ۳/ ۲٤٤، زكريا ديوبند ٤/ ٤٥٢)

قال أصحابنا: لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ص: ۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (فتاوىٰ عالمگيري، زكريا قديم ديوبند ۱/ ٤۷۳، زكريا جديد ۱/ ٥۳٥، هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹، قدوري، امدادية ديوبند ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۸۴۰/۳۷)

غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم

سوال [۶۱۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ زید اپنی والدہ سے اپنی بیوی کے بارے میں شکایت کررہا تھا کہ وہ اپنی بڑی بچی کے اسکول جانے کے سلسلے میں کوئی حکم دے رہا ہے تو وہ نہیں مان رہی

ہے،اس پر والدہ نے پوچھا کہ آخر وہ ایسا کیوں کررہی ہے،اس بات کو لے کر زیداوراس کی والدہ کے بیچ تکرار جاری تھی کہ زید کی بیوی بھی وہاں آگئی اور کہنے لگی کہ حقیقتاً جو بات ہوئی تھی،اسے وہ بھی عرض کرنا چاہتی ہے،زید کی بیوی نے اپنے بیان کے دوران جو کچھ کہا،اس سے زید کو یہ لگا کہ بیوی کے بیان کے مطابق وہ اپنی والدہ سے سراسر جھوٹ واقعہ بیان کررہا ہے، زید کی باتیں اوراس کی بیوی کی باتیں سن کر زید کی والدہ نے بھی زید کو ہی ڈانٹنا پھٹکارنا شروع کردیا اور کہنے لگیں کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ اتنی سختی سے کیوں پیش آتا ہے؟اور ہمیشہ اپنی بیوی سے کیوں جھگڑتا رہتا ہے،ان باتوں سے زید کو یہ لگا کہ اس کی بات نہیں سنی جارہی ہے اور والدہ بھی اس کی بیوی کی ہی طرف داری کررہی ہیں،ان باتوں کا زید کے دل ودماغ پر بہت غلط اثر پڑااوراس نے اپنا آپا کھودیااوراس کا ذہنی توازن بھی برقرار نہیں رہااور شدید غصہ میں اورتقریباً جنون کی حالت میں وہ اٹھ کھڑا ہوا،اوراپنی والدہ سے کہا کہ بس میں دے رہا ہوں، ’’طلاق، طلاق،طلاق‘‘ پھراس کی والدہ اور بھابھی نے زید کے منھ پر ہاتھ رکھنا چاہا،تو پھر طلاق،طلاق،طلاق کے الفاظ کہہ دیئے، یہاں پر یہ واضح رہے کہ زید نے طلاق کے الفاظ ادا کرتے وقت نہ تو اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر اسے مخاطب کیا تھااور نہ ہی اس کا نام لیا تھا؛ بلکہ اس کے برعکس جب زید غصہ اور جنون کی حالت میں اٹھ کھڑا ہوا تھا،تو اس کی بیوی مار کھانے کے ڈر سے اس جگہ سے بھاگ کر اپنے کمرے میں جاچکی تھی۔

یہاں پر یہ بھی واضح کردینا مناسب ہوگا کہ زید اپنے بچپن سے ہی حد درجہ کا غصہ کرنے والا ہےاور بات بات پر فوری طور پر اپنا ذہنی توازن کھودیتا ہے اوراس دوران وہ کچھ بھی عول فول بک جاتا ہے،جس کا بعد میں اسے بیحد افسوس بھی ہوتا ہےاوراس کی تلافی کے لئے سب سے معافی بھی مانگتا ہے، اس کے علاوہ ابھی حال ہی میں زید کی ناک کا آپریشن ہوا ہے اوروہ ابھی بھی زیر علاج ہے، انگریزی دواؤں کے استعمال سے اس کے دماغ پر شدید درجہ گرمی وخشکی کا اثر ہوا ہےاوروہ ہمیشہ شدت کی جلن اور چڑچڑاپن کا شکار رہتا ہے،

اس وجہ سے بھی اسے چھوٹی چھوٹی باتوں پر فوری طور پر طیش آجاتا ہے، علاوہ ازیں زید کی چھٹیاں ختم ہورہی ہیں اور اسے واپس اپنے کام پر قطر جانا ہے، اس وجہ سے بھی علاج کے سلسلہ میں اور گھریلو مسئلوں کے بابت وقت کی کمی کے باعث اسے ہمیشہ چڑچڑاپن محسوس ہوتا ہے اور ہمیشہ ذہنی کشمکش میں مبتلا رہتا ہے؛ کیونکہ زید کو اپنی آنکھوں کے علاج کے سلسلے میں ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق چنئی بھی جانے کا وقت نہیں مل پارہا ہے اور وہ کوئی فیصلہ نہیں کرپارہا ہے کہ اتنے کم وقت میں وہ اتنا لمبا سفر کیسے طے کرے اور وقت کے اندر واپس اپنے کام پر قطر کیسے پہنچ سکے؟ نیز اس سلسلہ میں بھی فیصلہ نہیں کر پارہا ہے؛ لہٰذا وہ اس وجہ سے بھی ذہنی الجھن میں مبتلا رہتا ہے۔

اوپر بتائے گئے حالات اور پریشانیوں کے مدنظر زید کافی دنوں سے ذہنی الجھن اور کشمکش کا شکار رہتا تھا اور ان سب حالات کا اس کے ذہن پر بہت گہرہ اثر تھا، جس کے تحت اس نے چھوٹے سے جھگڑے کے دوران غصہ وطیش کی حالت میں جنونی ڈھنگ سے طلاق کا لفظ استعمال کیا، زید نے اپنی والدہ کو پریشان کرنے کے لئے ان کے سامنے جتلاتے ہوئے ایسا کیا تاکہ انہیں بھی ذہنی تکلیف ہو، اور طلاق کا لفظ کہنے کے بعد والدہ کو ہی قصوروار بھی ٹھہرایا کہ اس کی ذمہ دار آپ ہیں، جس کا بعد میں زید کو افسوس ہوا۔

اس واقعہ کے بعد زید نے فوراً مسجد جاکر دو رکعت صلاۃ التوبہ ادا کی اور اللہ کی بارگاہ میں بہت ہی ندامت ظاہر کی اور توبہ کی، زید کو اپنی بیوی سے کوئی شکایت وشکوہ نہیں ہے، اور یہ احساس کیا اور گھر والوں کو بھی بتایا کہ اس سارے واقعات میں زید کی ہی غلطی ہے اور اس کی بیوی کی غلطی نہیں ہے؛ بلکہ یہ بھی احساس کیا کہ زید نے اپنی بیوی کے اوپر ظلم کیا ہے، زید کی بیوی نے زید کی خدمت کا حق ادا کیا ہے، زید کو یہ احساس ہے کہ آئندہ قطعی ناراض نہیں ہوگا اور اسے حد درجہ پسند کرتا ہے۔ اور اس واقعے کے لئے تصدیق کرنے والے دو (witness) کے نام بھی درج ذیل ہیں۔

(۱) میں مسعود عالم انصاری یہ تصدیق کرتا ہوں کہ زید (محفوظ عالم میرا بھائی) ہمیشہ غصے کی حالت میں آکر بالکل جنون میں (تقریباً مجنوں) آجاتا ہے اور اس کی کیفیت جنونی ہو جاتی ہے۔ **گواہ:** مسعود عالم

(۲) میں مقبول عالم انصاری بھی تصدیق کرتا ہوں کہ زید میرا بھائی ہے اور اس کی کیفیت غصے میں واقعی جنونی ہو جاتی ہے۔ **گواہ:** مقبول عالم

المستفتی: محمد عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کی تفصیل سامنے آئی ہے، کوئی آدمی خوشی میں طلاق نہیں دیتا ہے، غصے ہی کی حالت میں طلاق دیتا ہے، اور غصہ کی حالت میں آدمی اعتدال پر نہیں رہتا ہے اور بے اعتدالی کی حالت میں آکر طلاق دے دیتا ہے، چاہے ماں پر غصہ ہو کر طلاق دے رہا ہو، یا بیوی پر غصہ ہو کر طلاق دے رہا ہو اور طلاق دینے کے بعد اس کو جو افسوس ہوا اور ۲؍رکعت صلاۃ التوبہ ادا کی، تو توبہ سے گناہ تو معاف ہو جائے گا، مگر طلاق کی جدائیگی ختم نہیں ہوئی ہے؛ لہٰذا مذکورہ واقعہ میں طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، اور میاں بیوی کے درمیان اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ويقع في حالة الغضب والمذاكرة بلا نية. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، مطلب لا إعتبار بالإعراب هنا، زكريا ديوبند ٤/٥٣٣، كراچي ٣/٣٠١)

ورده ابن السيد: فقال: لو كان كذلك، لم يقع على أحد طلاق؛ لأن أحداً لا يطلق حتى يغضب. (بذل المجهود، مطبوعة مركز الشيخ الندوى اعظم گڑھ ٨/١٧٩)

ولو جاز عدم وقوع طلاق الغضبان، لكان لكل أحد أن يقول فيما جناه: كنت غضباناً. (فتح البارى، كتاب الطلاق، باب الطلاق في الإغلاق

……اشرفيه ديوبند ٩/٤٩٧، تحت رقم الحديث: ٥٢٧٢، دارالفكر ٩/٣٨٩، ارشاد الساري، دار الفكر ١٢/٣٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۹۴۵/۳۸)

کیا غصہ میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؟

سوال [۶۱۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شوہر عبادالرحمٰن نے غصے کی حالت میں تین بار بیوی سے طلاق کا لفظ کہہ دیا، کہنے کے بعد فوراً شوہر نے اللہ سے بے حد توبہ کی اور معافی مانگی اور آج تک یہی عالم ہے؛ کیونکہ نہ تو شوہر ہی بیوی سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی بیوی، دونوں بے حد پریشان ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایک ساتھ رہیں، کیا وہ بغیر حلالہ کے ایک ساتھ رہ سکتے ہیں، ان کے دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: عبادالرحمٰن، محلّہ چوبان جسپور، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، جب شوہر کی زبان سے تین بار بیوی کے لئے طلاق کا لفظ نکلا ہے، تو اس سے شرعی طور پر تین طلاق واقع ہوچکی ہیں۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح درست نہیں ہوگا۔

ويقع طلاق من غضب. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، زكريا ديوبند ٤/٤٥٢، كراچي ٣/٢٤٤)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها.

(عالمگیري، زکریا قدیم دیوبند ١/٤٧٣، زکریا جدید ١/٥٣٥، هدایة، اشرفیه دیوبند ٢/٣٩٩، قدوري، امدادیه دیوبند ١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٦ / ربیع الاول ١٤١١ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٢٦/ ٢١٧٥)

غصہ کی حالت میں بیوی کا نام لئے بغیر طلاق دینا

سوال [٦١٢٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے بہت غصہ میں بیوی کا نام لئے بغیر ایک سانس میں چار چھ لوگوں کے سامنے بیوی کو تین مرتبہ لفظ طلاق کہا، مگر بیوی نے نہیں سنا، تو کیا یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اس کو ہم پھر رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: نزاکت حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غصہ کی حالت میں بھی طلاق پڑ جاتی ہے، اور طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی بیوی کا سننا ضروری ہے؛ لہٰذا سوال نامہ میں درج کردہ صورت میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے، بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ویقع طلاق من غضب. (شامي، کتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، زکریا دیوبند ٤/٤٥٢، کراچي ٣/٢٤٤)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ٢١٩)

ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ ولو مکرهًا. (علمگیري، زکریا ١/٣٥٣، جدید ١/٤٢٠)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً، ویدخل بها، ثم یطلقها أو یموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ديوبند١/ ٤٧٣، زكريا جديد ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۹۷۲/۳۸)

حالت غضب میں دو طلاق

سوال [۶۱۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ادیب الرحمٰن نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں دو مرتبہ طلاق دیدی، یہ لڑکے کا حلفیہ بیان ہے، لڑکے کی ماں بھی موقع پر موجود تھی، وہ بھی دو مرتبہ طلاق دینے کی گواہی دیتی ہے؛ لیکن ادیب الرحمٰن کی بیوی کا بیان ہے چار مرتبہ طلاق دی ہے۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کس کے قول کا اعتبار کیا جائے گا اور کتنی طلاق ہوئی؟ کیا بیوی کو رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: مشاہد، لالباغ نئی آبادی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر دو ہی مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے ہیں، تو اس کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں اور عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولا بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ديوبند٤/ ٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥٢)

اور بیوی کا چار مرتبہ کا دعویٰ بغیر شرعی گواہ کے معتبر نہیں۔

وما سوىٰ ذٰلک من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أوغير مالٍ، مثل النكاح، والطلاق. (هداية، اشرفي ديوبند٣/ ١٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱/ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۸۶۸/۳۶)

غصہ میں طلاق دی مگر کتنی بار دی یاد نہیں

سوال [۶۱۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اوراس کی بیوی میں جھگڑا ہوگیا، ہندہ نے اپنے لڑکوں کو لے کر زید پر حملہ کردیا اوراس قدر ہندہ اور اس کے لڑکوں نے مارا کہ زید نے شدت غضب کی حالت میں ہندہ کو طلاق دے دی؛ لیکن زید کو نہیں یاد کہ لفظ طلاق کتنی بار کہا؟

المستفتی: منظور علی، مقام وپوسٹ: ہنسور، فیض آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زید کو کتنی بار طلاق دی یاد نہیں ہے، اور دوسرے لوگوں نے سنا ہے، تو اگران کے قول پر اعتماد ہے، تو اتنی طلاق شمار ہوں گی، جتنی وہاں موجود معتبر حضرات بتلائیں۔

سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اس کے بالغ لڑکے موجود ہیں اوراگر وہاں معتبر گواہ موجود نہیں ہیں، تو جتنی بار اس کو یاد ہے، اتنی کا اعتبار ہوگا۔

وإن كان بحال لو غضب يجرى على لسانه مالا يحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول شاهدين. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، مصري ۲/۲۸۷، كراچي ۳/۲٤٤، زكريا ديوبند ٤/٤٥٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۵۳۳/۲۵)

بحالت غضب تین طلاق جبکہ بیوی حاملہ بھی ہو

سوال [۶۱۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد تسلیم نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین بار سے زائد طلاق دیدی اور بیوی

حاملہ ہے، تو عرض یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجائے گی؟؛ جبکہ بیوی حمل سے ہے اور کونسی طلاق واقع ہوگی؟

المستفتی: محمد تسلیم دیوان کا بازار، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غصہ کی حالت میں طلاق ہوجاتی ہے، اور طلاق غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا محمد تسلیم نے جب اپنی بیوی کو غصہ میں تین طلاقیں دیدی ہیں، تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ویقع طلاق من غضب. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، كراچي ٣/٢٤٤، زكريا٤/٤٥٢)

وحل طلاقهن أي الآيسة، والصغيرة، والحامل. (شامي، زكريا ٤/٤٣٤، كراچي٣/٢٣٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها، والأصل فيه قوله تعالىٰ: فإن طلقها فلاتحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره. (هداية، باب الرجعة اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، قلوري، امدادية ديوبند ١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍رجب المرجب ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۰۴۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۷/۸ھ

غصہ میں تین طلاق دینا

سوال [۶۱۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے غصے میں اپنی بیوی سے ایک ہی سانس میں اس طرح کہہ دیا کہ میں نے

تجھے طلاق دی، ایک ہی سانس میں تینوں بار کہہ دیا، اس وقت میرے کمرہ میں میری بیوی کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا، نہ ہماری ان باتوں کو کسی نے سنا ہے۔ علمائے کرام کی کیا رائے ہے؟ میری بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ یا نکاح میں گنجائش ہے؟

المستفتی: مزمل نبی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سوال نامہ میں جو حالات مذکور ہیں اور طلاق کا جو واقعہ نقل کیا گیا ہے، اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے اور طلاق کے واقع ہونے کے بعد جو چار پانچ دن ساتھ میں رہنا ہوا ہے، وہ بدکاری ہوئی ہے، دونوں کو اس بدکاری سے توبہ کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اب اگر دونوں ایک ساتھ میں رہنا چاہیں تو بغیر حلالۂ شرعی اور تجدید نکاح کے جائز نہیں ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ص:۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ديوبند ۱/۴۷۳، زكريا جديد ۱/۵۳۵، هداية، اشرفى ديوبند ۲/۳۹۹، قدوري، مكتبه امدادية ديوبند ۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۷۸۳/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/۴/۱۴۲۶ھ

حالت غضب میں آٹھ، نو مرتبہ ”میں تمہیں طلاق دیتا ہوں“ کہنا

سوال [۶۱۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں آٹھ یا نو مرتبہ ان الفاظ میں طلاق دی کہ ”میں

تمہیں طلاق دیتا ہوں‘‘ تو اب سوال یہ ہے کہ ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کتنی طلاقیں ہوئیں اور دوبارہ ایک ساتھ ازدواجی تعلق قائم ہونے کی کیا صورت ہے؟

المستفتی: نسرین، کسرول، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غصہ کی حالت میں جن الفاظ کے ساتھ آپ نے طلاق دی ہے، ان الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۱۳۶)

ویقع طلاق من غضب خلافاً لابن القیم. (شامي، کتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، زکریا ٤/٤٥٢، کراچي ٣/٢٤٤)

اورسوال نامہ میں مذکورہ صورت میں شروع کی تین طلاقوں کے ذریعہ بیوی مطلقہ ثلاثہ ہوکر شوہر کے لئے حرام ہوچکی ہے اور بقیہ طلاقیں لغو ہیں، اب بغیر حلالۂ شرعی کے اس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرنا حرام ہے۔

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، زكريا ٤/٥٢١، كراچي ٣/٢٩٣، هندية، زكريا قديم ١/٣٥٦، زكريا جديد ١/٤٢٣، الأشباه والنظائر قديم ٢١٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، والأصل فيه قوله تعالىٰ: فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيرهٗ. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، وهكذا في العالمگيرية، زكريا ١/٤٧٣، زكريا جديد ١/٥٣٥، قدوري، امدادية ديوبند ١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۷۴۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۹ھ

(۷) باب طلاق السکران والجنون

حمل اور نشہ میں طلاق کا حکم

سوال [۶۱۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نشہ کی حالت میں گھر میں داخل ہوا، تو ان کی بیوی ان کو اور ساتھ ہی ان کی والدہ کو برا بھلا کہنے لگی، تو زید نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا کہ اگر زیادہ بات کروگی تو طلاق دیدوں گا، پھر بھی ان کی بیوی نہیں مانی تو زید نے اپنی بیوی کو کہہ دیا دومرتبہ طلاق، طلاق، اور یہ بات زید نے دو آدمیوں کے سامنے کہی اور زید کی بیوی ۹/ماہ کے حمل سے ہے، طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محبوب خاں، مغلپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں اور حمل کی حالت میں دونوں میں شوہر کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں برتقدیر صحت واقعہ زید کی بیوی پر دوطلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، عدت کے اندر رجعت کرکے رہ سکتے ہیں۔

عن عبداللّٰہ بن مقسمؓ قال: سمعت سلیمان بن یسار، یقول: إن رجلا من آل البختري طلق امرأته وهو سكران، فضربه عمر الحد، وأجاز عليه طلاقه. (سنن سعيد بن منصور، باب ماجاء في طلاق، دارالكتب العلمية بيروت ١/ ٢٧٠، رقم:١١٠٦)

عن الشعبي في طلاق الحامل يطلق عند الأهلة. (مصنف عبدالرزاق، كتاب الطلاق، باب طلاق الحامل، المجلس العلمي ٦/ ٣٠٣، رقم:١٠٩٣٣)

لو مدخولا بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق. (در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۵۲، زكريا ديو بند ٤/٤٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۴۲۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/۱۱/۱۴۱۵ھ

نشہ اور حمل کی حالت میں طلاق کا حکم

سوال [۶۱۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے شراب کے نشہ میں اپنے آپے سے باہر ہوکر پہلے تو اپنی بیوی کو مارا بعد از اں غصہ میں بھر کر یوں کہا''تجھے طلاق، طلاق، طلاق'' تو کیا اس صورت میں بیوی بالکل نکاح سے نکل گئی؟ یا کوئی صورت رجوع کی ہوسکتی ہے؟ بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور اسی طرح حالت حمل میں طلاق نہیں پڑتی، صحیح حقیقت وضاحت کے ساتھ مطلوب ہے۔

المستفتی: محمد حنیف، آزادنگر، سرسیدنگر، کرولہ مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق ہوجاتی ہے، اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہیں، حسب تحریر جب شوہر نے بیوی کو نشہ کی حالت میں تین طلاق دیدی ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر پر وہ قطعی طور پر حرام ہوچکی۔ اب آئندہ بغیر حلالۂ شرعیہ کے اس عورت کے ساتھ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

عن مالك رضي الله عنه أنه بلغهٗ أن سعيد بن المسيب وسليمان بن يسار سئلا عن طلاق السكران ؟ فقالا: إذا طلق السكران جاز طلاقه وإن قتل قتل به. (المؤطا للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب جامع الطلاق، النسخة الهندية ۳۷۲، رقم:۸۲، تخريج فوائدعبد الله الباقي ۲۱۸۵، تخريج الأعظمی)

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیراً. بدائع: لیدخل السکران (إلی قوله) أوسکران ولوبنبیذ أوحشیش أوأفیون أوبنج زجراً به یفتی وفي الشامیة: یقع زجراً وعلیه الفتویٰ، وتمامه في النهر. (شامي مع الدر المختار، کتاب الطلاق، زکریا دیوبند٤/٣٨ ٤ تا ٤٤٦، کراچي ٣/٢٣٥ تا ٢٤٠، ونحو ذٰلك في التاتارخانیة، زکریا ٤/٣٩٤، رقم: ٦٥٠٩، الدر المنتقیٰ دار الکتب العلمیة بیروت ٢/ ١٠)

ولو قال لامرأته الحامل: أنت طالق للسنة تقع في الحال واحدة، وبعد شهر أخریٰ، وبعد شهر أخریٰ. (تاتارخانیة، زکریا٤/ ٣٨٥، رقم: ٦٤٨٥)

عن الحسن قال: سئل جابرؓ عن حامل کیف تطلق؟ فقال: یطلقها واحدة، ثم یدعها حتی تضع. (مصنف ابن أبي شیبة، کتاب الطلاق، ما قالوا في الحامل کیف تطلق؟ مؤسسة علوم القرآن جدید ٩/ ٥١٢، رقم: ١٨٠٤٣)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر قدیم ٢١٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ / جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۱۲۵/۴۰)

شرابی کے ’’اس کو طلاق دی‘‘ کہنے کا حکم

سوال [۶۱۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موقع پر بیوی نہیں تھی نہ ہی کوئی جھگڑا اور نہ ہی کوئی کہا سنی ہوئی، طلاق دینے والا شخص عبد الغنی شراب کے نشہ میں دھت تھا اور وہ اپنی بہن کے گھر تھا، بہن نے اسے سمجھایا کہ تو شراب مت پیا کر، اس بات کو لے کر اس نے طلاق کا لفظ کہا ہے، کس کو دی بیوی کو یا شراب کو معلوم نہیں، صبح جب ہوش میں آنے کے بعد اس کو رات کا واقعہ بتایا گیا، تو اس نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا، اور طلاق دینے سے منع کر رہا ہے۔

(۱) گواہ حافظ سعید کہتے ہیں کہ عبد الغنی نے کہا کہ میں نے اس کو طلاق دی، کسی کا نام نہیں لیا، تین بار طلاق دی۔

(۲) گواہ نفیسہ بیگم کہتی ہے کہ میں نے طلاق دی تین بار کہا کسی کا نام نہیں لیا۔

المستفتی: حافظ سعید، رام نگر منڈی، نینی تال، اتراکھنڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر طلاق دینے سے پہلے بیوی کا ذکر ہوا ہے، تو اس کے یہ کہنے سے میں نے اس کو طلاق دی، اس کی بیوی پر یقیناً طلاق واقع ہوگئی ہے، اور اگر نشہ میں بالکل مدہوش تھا اور طلاق سے قبل نہ تو بیوی کا ذکر ہوا، نہ بیوی سامنے موجود تھی؛ بلکہ بیوی اس گھر میں موجود ہی نہیں تھی، وہ دوسری جگہ تھی اور اسی حالت میں اس نے بیوی کا نام لئے بغیر طلاق کے الفاظ کہے اور اسے ہوش آنے کے بعد ان الفاظ کا کہنا یاد بھی نہیں ہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ وقوع طلاق کے لئے یا تو بیوی کا سامنے ہونا ضروری ہے یا غائب ہونے کی صورت میں ایسا لفظ بولا جائے جس سے بیوی کی طرف اشارہ مقصود ہو اور مسئولہ صورت میں ایسا اشارہ موجود نہیں ہے۔

ويؤيده ما في البحر لو قال: امرأة طالق، أوقال: طلقت امرأة ثلاثاً، وقال: لم أعن امرأتي يصدق، ويفهم منه أنه لو لم يقل ذٰلک تطلق امرأته؛ لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها فقوله إني حلفت بالطلاق ينصرف إليها مالم يرد غيرها؛ لأنه يحتمله كلامه. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب سن بوش يقع به الرجعي، زكريا ٤/٤٥٨، كراچي ٣/٢٤٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۵۵۸/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۶/۵ھ

کیا نشہ کی طلاق معتبر ہے؟

سوال[۶۱۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو نشہ کی حالت میں طلاق دی، پھر جب اس کی بیوی اور دو عورتوں نے گواہی دی کہ آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، تو اس شخص نے انکار کر دیا کہ میں نے طلاق نہیں دی، تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: نظام الدین ندوی استاذ انجمن معاون الاسلام، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن سوال نامہ میں کتنی طلاقیں دی ہیں، اس کی صراحت نہیں ہے اگر ایک یا دو طلاق دی ہے تو شوہر کو رجعت کا حق ہے اور اگر تین طلاق دی ہیں تو شوہر کو رجعت کا حق نہیں ہے اور اگر شوہر سرے سے طلاق کا ہی انکار کر رہا ہے اور عورت کے پاس شرعی گواہ نہیں ہیں، صرف عورتوں کی شہادت ہے، مگر بیوی نے خود اپنے کان سے سنا ہے، تو ایسی صورت میں اس کا اس شوہر کے پاس رہنا قطعاً جائز نہیں، خلع کی شکل میں کچھ مال وغیرہ دے کر جان چھڑانے کی کوشش کرے۔

عن ابن جريج قال: أجاز عمر بن عبد العزيز إذا كان عاملاً على المدينة طلاق السكران، فقال عبيد الله بن أيمن: طلق رجل امرأته رملة ابنة طارق، فأجازه معاوية عليه. (مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب طلاق السكران، المجلس العلمى ۸۳/۷، رقم: ۱۲۳۰۱)

وفي هذا الزمان إذا سكر من البنج والأفيون يقع زجراً وعليه الفتوى. (الدر المنتقي، كتاب الطلاق، قبيل باب إيقاع الطلاق، قديم ۳۸٤/۱، جديد ۱۰/۲)

أما السكران إذا طلق امرأته، فإن كان سكره بسبب محظور بأن

شرب الخمر أو النبيذ طوعاً حتى سكر وزال عقله، فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابةؓ. (بداء الصنائع، كراچي ۳/ ۹۹، زكريا۳/ ۱۵۸)

حتى إذا شهد بالطلاق رجل وامرأة، أوشهد به أربع نسوة ليس معهن رجل لا تقبل؛ لأن الطلاق مما يطلع عليه الرجال. (المبسوط السرخسي، دارالكتب العلمية بيروت ٦/ ١٥٠)

المرأة كالقاضي إذا سمعته، أوأخبرها عدل لا يحل لها تمكينه. والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمالٍ أوتهرب. (شامي، زكريا ٤/ ٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥١، هندية، زكريا قديم ١/ ٣٥٤، زكريا جديد ١/ ٤٢٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۰۹۴۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/ ۱/ ۱۴۳۴ھ

کیا نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

سوال [۶۱۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ طلاق کا ایک مسئلہ الجھا ہوا ہے، براہ کرم پوری صورت واقعہ کو ملاحظہ فرما کر حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔ زید جو کہ ادھیڑ عمر کا شخص ہے اور عام حالات میں نماز وغیرہ کا پابند ہے؛ لیکن کبھی کبھی شراب پیتا ہے، اسی حالت میں دو بار پہلے اپنی بیوی ہندہ کو ایک ایک طلاق دے چکا ہے اور اس کو بتلایا جا چکا ہے کہ اب اس کے پاس صرف ایک طلاق کا اختیار باقی بچا ہے، اگر ایک طلاق بھی دیدی، تو بیوی حرام ہو جائے گی، ادھر تقریباً ایک ماہ قبل زید پانچ سو روپئے لے کر صبح گھر سے نکلا اور شام کے وقت اس حال میں گھر لوٹا کہ بری طرح نشہ میں مست تھا؛ بلکہ ہوش وحواس بھی غائب تھے، کپڑے کیچڑ میں لت پت، راستہ میں جماعت

سے وابستہ دو جوان ملے، تو ان کو گالیاں بھی دیں، رکشہ والے سے بھی گالی گلوچ کیا؛ جبکہ ہوش وحواس میں ایسا کرنا زید سے بہت مستبعد ہے، گھر پہونچنے پر بچے سنبھال کراوپر لے گئے، کپڑے اتروا کر غسل کرنے میں مدد دی، پھر ہندہ نے کھانا دیا، زید کھانا کھا کر ایک کمرہ میں لیٹ گیا، ہندہ اوراس کے دو جوان العمر لڑکے دوسرے کمرے میں چلے گئے، تقریباً دس بجے شب میں زید نے ہندہ کو اپنے کمرہ میں بلایا، تھوڑی دیر کے بعد ہندہ وہاں سے حواس باختہ بچوں کے پاس لوٹ کر آئی اوراس نے بتلایا کہ زید نے اس کو طلاق دیدی اور یوں کہا کہ طلاق دی کام ختم۔

یہی جملہ ہندہ نے اور ایک دو رشتہ داروں کے سامنے دھرایا، ایک مقامی عالم سے مسئلہ معلوم کرکے زید وہندہ میں علیحدگی کرادی گئی، زید یہ کہتا ہے کہ مجھے ہوش دو دن بعد آیا، مجھے کچھ پتہ نہیں کہ میں نے اس دن ہندہ سے کیا کہا تھا، نہ اس کو طلاق دینے کا اقرار ہے نہ انکار۔

اب زید بہت پریشان ہے، اس کا کہنا ہے کہ میری ہندہ سے نہ کوئی لڑائی تھی نہ طلاق دینے کا ارادہ تھا۔ نیز یہ کہ ہندہ کچھ کا کچھ سن لیتی ہے؛ لہٰذا اس سے اچھی طرح پوچھا جائے کہ میں نے کیا کہا تھا؛ چنانچہ واقعہ کے دو ہفتہ کے بعد ہندہ سے استفسار کیا گیا کہ زید نے اس رات کیا کہا تھا، تو بعض رشتہ داروں کے سامنے تو وہی جملہ دہرایا کہ طلاق دی کام ختم، بعض سے کہا کہ طلاق لو جاؤ، بعض سے کہا ایک بچی ہے، وہ بھی لے کر جاؤ۔ اب اس صورت میں کیا حالت نشہ میں طلاق واقع ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا؟ جبکہ زید نشہ میں ہوش وحواس کھو چکا تھا، اسے طلاق کا نہ اقرار ہے نہ انکار اور کوئی گواہ بھی موجود نہیں ہے، جو بھی حکم ہو آگاہ فرمایا جائے۔

المستفتی: عبدالقوی، مکان B17/90 تل بھنڈیشور پارک، وارانسی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگر واقعی اس نے یہ لفظ کہا ہے کہ طلاق دی کام ختم، تو ایسی صورت میں بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی

ہے اور شوہر چونکہ نشہ کی حالت میں تھا، اسے کوئی خبر نہیں ہے؛ اس لئے حکم شرعی کا سارا مدار بیوی کے سننے پر ہے، اگر بیوی نے اپنے کان سے سن رکھا ہے، تو طلاق واقع ہو چکی ہے، اس کے لئے اس شوہر کے پاس رہنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

عن عمر بن عبد العزيز يقول: طلاق السكران والمكره جائز. (شرح معاني الآثار، للطحاوي، كتاب الطلاق، باب طلاق المكره، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٤٦٧، رقم:٤٥٥٧)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أوالنبيذ وهومذهب أصحابنا. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق، الفصل الثالث، المجلس العلمي ٤/٣٩١، رقم:٦٥٠٩، هندية، زكريا ١/٣٥٣ جديدزكريا ١/٤٢٣)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو مكرهاً، أوكان الزوج سكران زائل العقل، فإن طلاقه واقع. (مجمع الأنهر قديم ١/٣٨٤، جديد دارالكتب العلميه بيروت ٢/٨)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أوأخبرها عدل لا يحل لها تمكينه. والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمالٍ، أوتهرب (قوله) أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بنية لها، فلإنه ثم عليه. (شامي، كراچي ٣/٢٥١، زكريا ٤/٤٦٣، البحر الرائق، كوئٹه ٣/٢٥٧، زكريا ٣/٤٣٩، تبيين الحقائق، مكتبه امداديه ملتان ٢/٢١٨، زكريا ٣/٨٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۱۰۰۰۳)

نشہ کی حالت میں طلاق دی؛ لیکن گواہ ندارد اور شوہر منکر ہے

سوال [۶۱۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میں نے جھگڑے کے درمیان حالت نشہ میں بیوی سے کہا کہ تم کو طلاق دیدوں گا، تو ایک دوسرے آدمی نے میرے منھ پر ہاتھ رکھ دیا اور میری بیوی برابر کے دوسرے گھر میں چلی گئی اور میں جا کر سو گیا، ایک مرد طلاق کا اظہار کرتا ہے؛ لیکن تردد کے ساتھ کہتا ہے کہ دی کہا تھا کہ دیتا ہوں کہا تھا؛ لیکن قطعی طور پر کوئی بات نہیں بیان کرر ہا اور ایک عورت کہتی ہے کہ تین طلاق دی، تو اس صورت میں میری بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو کتنی طلاق واقع ہوگئی؟

المستفتی: مجید خاں، لالباغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حالت نشہ میں بھی طلاق دینے سے شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن اس میں شوہر کا اقرار یا دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شرعی شہادت شرط ہے۔

مذکورہ صورت میں یہ شرط مفقود ہے، اس لئے شرعاً طلاق واقع ہو جانے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

وماسوی ذلک من الحقوق یقبل فیه رجلان، أو رجل وامرأتان سواء کان الحق مالاً، أوغیر مال، مثل النکاح، والعتاق، والطلاق. (قلوري، کتاب الشهادة، مکتبة امدادیة دیوبند ص٢٤٦ تا ٢٤٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ر ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۸۳/۲۵)

نشہ کی حالت میں طلاق دینا

سوال [۶۱۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن جس کی شادی تقریباً ۸ر سال قبل محمد نفیس ولد حاجی رئیس احمد مغل پورہ کے

ہمراہ ہوئی تھی اور مبلغ دس ہزار معجّل مہر قرار پائے تھے، شادی کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا بدفعل ہے یہاں تک کہ شراب پیتا ہے، یہ اس کی پرانی عادت تھی، جس کا علم ہم کو شادی کے وقت نہ تھا، اس درمیان اس کے تین بچے ہوئے، دو لڑکے اور ایک لڑکی جس میں لڑکا بڑا ہے، شادی کے چند سال بعد اس کی بدفعلی میں اضافہ ہوتا گیا اور روزمرہ شراب پینے لگا اور بہن کو طرح طرح سے تکالیف پہونچانے لگا، کبھی بہن سے کہتا ہے کہ گھر سے پیسے لے کر آ، جس قابل ہم تھے حتی الامکان کوشش کی اور لگ بھگ آٹھ یا دس ہزار روپیہ سے مدد بھی کی؛ لیکن وہ اپنی عادت سے باز نہیں آیا اور برائیاں بڑھتی ہی چلی گئیں، اور لوگوں سے اس نے دھوکہ دھڑی سے روپیہ لینا شروع کر دیا، جس سے وہ بہت زیادہ قرض دار ہو گیا، اس کے بگڑتے ہوئے حالات کو دیکھ کر تنبیہ کی نیت سے ہم نے بہن کو روک لیا کہ بیوی بچوں کی محبت میں اس کو سمجھ آ جائے اور اپنے آپ کو سدھار لے؛ لیکن وہ روزانہ شراب پی کر گھر آ جاتا اور ہم سب لوگوں کو گالیاں بکتا، دو چار روز جب یہی حالات چلتے رہے، تو ہم نے اس کے عزیز واقارب یعنی اس کی والدہ اس کے بڑے بھائی کو بلا کر یہ حالات بتائے، وہ بھی اس وقت موجود تھا اور وہ بدتمیزی میں بہت آگے بڑھ گیا اور اس نے کہا کہ اس کو ابھی طلاق دیتا ہوں، سامان کی لسٹ نکالو اور اپنا دیا ہوا مال واپس لے لو، اس وقت اس کے ماموں اور بڑے بھائی نے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے خاموش کر دیا اور ہم سے کہا کہ وہ شراب پئے ہوئے تھا، آپ اس کی باتوں پر نہ جاؤ اور دو چار دن کے بعد پھر وہ شراب پی کر آ گیا اور یہ بات کہی کہ ''میں اس کو طلاق دے چکا'' میرے بچے مجھے واپس دیدو، محلّہ کے کچھ لوگ آ گئے اور اس کو وہاں سے واپس بھیج دیا، پھر کچھ دن بعد آیا اور میری بہن پر آوارگی کا الزام لگایا اور یہ کہا کہ بڑا لڑکا میرا ہے اور دو چھوٹے بچے ہیں، یہ میرے نہیں ہیں، اس کی بدتمیزی پر ہم نے اسے مار بھگایا، میرے چچا کے یہاں گیا اور ان سے کہا تمہاری بھتیجی بہت آوارہ ہے اور ''میں نے اسے طلاق دیدی'' اور اب میں اس کو نہیں رکھوں گا، ہم لوگ گھر پر موجود نہیں تھے، نماز پڑھنے گئے تھے، ہمارے پیچھے آیا اور پھر گھر والوں کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آیا اور یہ کہا

کہ میں اسے نہیں رکھوں گا اور ”نہ ہی طلاق دوں گا“ اور اس کو یہیں پر سڑادوں گا، ہم نے جو اس کے بڑوں سے شکایت کی ان لوگوں نے اس پر یہ صفائی پیش کی کہ آپ شرابی کی باتوں پر نہ جائیں، شراب سے تو آدمی میں ہوش ہی نہیں رہتا، ہم نے کہا کہ وہ شراب میں نجاست میں منھ کیوں نہیں ڈالتا یا اپنی ماں بہن سے بدتمیزی کیوں نہیں کرتا، کچھ دنوں کے بعد اس کے گھر والوں نے اس کو دہلی رہا کر دیا، جس کو آج لگ بھگ تین سال ہو چکے ہیں، اس درمیان نہ وہ ہمارے یہاں آیا اور نہ بیوی بچوں سے ملا اور نہ ہی خرچ بھیجا، اس درمیان میاں بیوی نے ایک دوسرے کی صورت بھی نہیں دیکھی۔

اب ہم نے ان کو خرچ کا نوٹس بھیجا تو اس کے گھر والوں نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ وہ یہاں سے بھاگ گیا، ہم اس کے گھر والوں سے بھائی اور والدہ سے کئی بار ملے اور ان سے کہا کہ ہماری بہن کو آزادی دلا دو؛ کیونکہ اب اس کے ساتھ کیسے نباہ ہوسکتا ہے۔ اب وہ لوگ ہم کو پریشان کر رہے ہیں کہ وہ دہلی سے آجائے یا ہم کو مل جائے تو ہم تمہاری بہن کو آزادی دلوادیں گے (حالانکہ ان کو علم ہے کہ وہ کہاں ہے) اب سے پانچ ماہ قبل میرے دوست نواب کو وہ دہلی کی جامع مسجد کے نزدیک ملا، اس سے کہا کہ میں نے اس کو طلاق دیدی ہے۔ اب میں کسی دن آکر اس کا سامان واپس کر دوں گا، اس تین برس کے عرصے میں اس نے رجوع کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی ہے۔

(۱) موجودہ حالات کے پیش نظر شریعت اسلام کا حکم طلاق کے متعلق کیا ہے؟

(۲) اس میں حدود طلاق کی شرائط پوری ہوگئیں یا نہیں؟

(۳) ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: اختر حسین، اندرا چوک، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حنفی مذہب میں شرابی کے نشہ کی حالت میں طلاق دینے

سے شرعی طور پر طلاق واقع ہوجاتی ہے اور صورت مذکورہ میں محمد نفیس نے اپنی بیوی کو دومرتبہ طلاق دی ہے؛ لہٰذا نفیس کی بیوی پر دو طلاق واقع ہوچکی ہیں۔

عن أیوبؒ عن الحسن و ابن سیرین سمعهما یقولان: یجوز طلاق السکران، ویجلد جلداً. (مصنف عبد الرزاق، کتاب الطلاق، باب طلاق السکران، المجلس العلمي ۷/۸۲، رقم: ۱۲۹۹۷)

وطلاق السکران واقع إذا سکر من الخمر أوالنبیذ وهو مذهب أصحابنا. (هندیة، زکریاقدیم ۱/۳۵۳زکریا جدید ۱/۴۲۳، المحیط البرهاني، المجلس العلمي ۴/۳۹۱، رقم:۴۶۳۴، الفتاوی التاتارخانیة، زکریا ۴/۳۹۴، رقم:۶۵۰۹، شامي، زکریا۴/۴۴۶، کراچي ۳/۲۴۰)

نیز سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ طلاق کے بعد میاں بیوی کے درمیان ہم بستری نہیں ہوئی ہے اور باقی رجعت بھی نہیں کی ہے اس لئے محمد نفیس کی بیوی پر دو طلاق بائن کا ثبوت ہوکر بیوی شوہر سے آزاد ہوچکی ہے دوبارہ آزادی لینے کی ضرورت نہیں ہوگی اور طلاق کے بعد عدت بھی گزرچکی ہے۔

وانقضت العدة فقال کنت راجعتها فی العدة فصدقته فهي رجعیة وإن کذبته فالقول قولها (هدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۳۹۵، قدوری، امدادیہ دیوبند۱۷۷، الموسرعة الفقهة ۴۱/۱۷۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف؍)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۸/۱۴ھ

نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم

سوال[۶۱۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ ایک شخص نے مجلس واحد میں نشہ کی حالت میں اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دیں، رات کا وقت تھا، جب صبح ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ یہ تم نے کیا کیا رات تم نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، میں نے کہا مجھ کو کچھ پتہ نہیں، نہ میرا بیوی سے کوئی جھگڑا ہے، جب مجھ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو میں بہت رویا اس کے بعد میری بیوی اور بچوں کو بھی سسرال والے اپنے گھر واپس لے گئے، دس مہینہ کا عرصہ گذر چکا ہے، اب وہ شخص اس فعل بد سے توبہ کر چکا ہے، پانچوں وقت کی نماز بھی پڑھتا ہے، اس کے بیوی بچہ نہایت پریشان وغمگین ہیں؛ لہٰذا مہربانی فرما کر صرف قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمادیجئے گا۔

المستفتی: محمد سعید محلّہ: تحصیل اسکول مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگرچہ شدت نشہ میں اس کو خیال بھی نہ رہا ہو، طلاق بہرحال واقع ہو چکی ہے۔

عن ابن المسیب قال: یجوز طلاق السکران. (مصنف عبد الرزاق، کتاب الطلاق، باب طلاق السکران، المجلس العلمي ۸۳/۷، رقم:۱۲۳۰۳)

وطلاق السکران واقع إذا سکر من الخمر أو النبیذ، وهومذهب أصحابنا.

(شامي، کتاب الطلاق، مطلب في الحشیته، والأفیون، والبیخ، زکریا۴/۴۴۸، کراچي۳/۲۴۱)

اور جب تین طلاق دی ہیں، تو طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی بالکل حرام ہوچکی ہے۔ اب بلاحلالہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها أو یموت عنها.

(هندیة، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، زکریا جدید ۱/۵۳۵، هدایة، اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹، قدوري، مکتبه امدادیة دیوبند ۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۴۲۳/۳۳)

حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق کا حکم

سوال [۶۱۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ریشمہ خاتون ہوں، میری شادی آٹھ سال پہلے اختر عرف منا سے ہوئی تھی، میرے دو بچے بھی ہوئے، ایک لڑکا ایک لڑکی میں خوش تھی، مگر قریب چار سال پہلے میرے شوہر نے شراب کے نشہ میں کئی بار طلاق دی، مگر جب نشہ اتر تا تھا، تو وہ کہتا تھا کہ میں نے تجھے طلاق نہیں دی، کئی بار یہی سلسلہ چلا، مگر پھر میں نے خود ظاہر میں طلاق مانگی، مگر میرے شوہر نے منع کر دیا، یہاں تک کہ میں عدالت میں طلاق کے لئے گئی، مگر میرے شوہر نے طلاق دینے سے انکار کر دیا، میں پھر اپنے باپ کے گھر آ کر رک گئی اور لڑکی کو ساتھ لے کر آ گئی اور کچھ وقت کے بعد میں نے دوسرا نکاح کر لیا، اور میں اپنے دوسرے شوہر چاند کے ساتھ رہنے لگی اور اسی دوران میرے ایک لڑکی دوسرے شوہر سے ہوئی، جو چاند کی ہے، چاند شادی شدہ ہے، جس کی پہلی بیوی بھی ہے، مجھے یہ معلوم تھا کہ چاند پہلے سے شادی شدہ ہے؛ لیکن میں اس پر بھی خوش تھی، مگر دو سال پہلے ہم میاں بیوی میں تکرار ہونے لگی اور میرا شوہر زیادہ وقت اپنی پہلی بیوی کے ساتھ گذارنے لگا اور اب میں اگر اس سے کہتی ہوں کہ اگر مجھے نہیں رکھا جا رہا ہے، تو طلاق دیدو، تو وہ کہتا ہے کہ طلاق کیسی مجھ سے تیرا نکاح ہی نہیں ہوا ہے؛ کیونکہ پہلے شوہر سے طلاق نہیں ہوئی تھی، تو میرا نکاح کیسے ہوا؟ آپ سے گذارش ہے کہ آپ مجھے اس مسئلہ میں معلومات کرائیں اور بتائیں کہ میں کیا کروں؟

المستفتی: نبی احمد، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شوہر اول کی حالت نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہوگئی ہے، دوسرا نکاح جو چاند سے ہوا ہے، وہ نکاح صحیح ہے، اگر آپ کا شوہر چاند آپ کو نہیں رکھنا

چاہتا ہے، تو طلاق ضروری ہے، آپ کے شوہر کا یہ سمجھنا کہ پہلے شوہر کے نکاح سے نہیں نکلی ہے درست نہیں ہے؛ بلکہ پہلے شوہر کے نکاح سے نشہ کی حالت میں تین مرتبہ طلاق کے بعد آپ مکمل طور پر نکل گئی ہیں۔

اب اس طلاق کے بعد اگر اس کے ساتھ رہی ہیں، تو حرام کاری ہوئی ہے اور تین ماہواری گذرنے کے بعد جب آپ نے دوسرا نکاح کیا ہے، تو شرعی طور پر یہ نکاح ہو چکا ہے، آپ دوسرے شوہر ہی کی بیوی ہیں۔

عن سعيد بن المسيب قال: طلاق السكران جائز. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، من أجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ٩/٥٥، رقم:١٨٢٦٣)

أوسكر ولو بنبيذ (وتحته في الشامية) أي سواء كان سكره من الخمر أوالأشربة الأربعة المحرمة أوغيرها إلى قوله: المختار فى زماننا لزوم الحد ووقوع الطلاق. (الدر المختار، كتاب الطلاق، مطلب في تعريف السكران وحكمه، زكريا ديوبند٤/٤٤٤، كراچي٣/٢٣٩)

أما السكران إذا طلق امرأته، فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر أوالنبيذ طوعاً حتى سكر وزال عقله فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابة رضـ. (بدائع الصنائع، فصل في شرائط ركن الطلاق، وبعضها يرجع إلى الزوج، كراچي٣/٩٩، زكريا ديوبند ٣/١٥٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ / جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵ / ۶۶۵۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۵/۶ھ

ٹیلیفون سے حالت نشہ میں طلاق دینا

سوال [۶۱۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ ایک شخص شراب کا عادی ہے، اس کی شادی کو تقریباً چار سال ہوگئے، شادی کے دو چار مہینے کے بعد ہی سے وہ دس بیس بار اس بات کو کہہ چکا ہے کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، برابر دھمکی بھی دیتا رہا کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، اس نے ۵؍رمضان کو اس کی چھوٹی بہن سے فون پر کہا کہ تمہاری بہن کو طلاق دیدوں گا، اس کے بعد اس نے ۲۶؍رمضان کو فون کیا، فون اس کی بیوی نے اٹھایا، اس نے اس سے کہا کہ ”میں نے تجھے طلاق دی“ یہ جملے اس نے سات آٹھ بار کہے، اس کے اگلے دن اس نے پھر فون کیا، اگلے دن فون پر لڑکی کے بڑے بھائی سے یہی بات کہی کہ میں نے تمہاری بہن کو طلاق دیدی، لڑکی کے گھر والوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ دونوں دفعہ نشہ کی حالت میں تھا۔

المستفتی: محمد یامین، شاہجہاں پور، (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر فون پر طلاق کا انکار نہ کرے اور مستفتی سے زبانی معلوم ہوا کہ شوہر اقرار کررہا ہے، تو ایسی صورت میں فون پر دی گئی طلاق معتبر ہوگئی اور جب تین سے زائد بار طلاق دیدی ہے، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر پر بیوی بالکل حرام ہوگئی ہے۔ اب بلاحلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا اور نشہ کی حالت میں بھی طلاق ہوجاتی ہے۔

كما استفيد من هذه العبارة وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها، فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٧، هندية، زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ١/٤٤٦، الموسوعة الفقهية الكويتية ٣٤/١٧٦، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ١٦٨٤٣)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها.

(هندية، زكريا قديم ١/٤٧٣ جديد زكريا ١/٥٣٥، هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري، مكتبه امداديه ديوبند ١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	**الجواب صحیح:**
۲۶؍شوال المکرّم ۱۴۲۳ھ	**احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ**
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶؍۷۸۳۷)	**۱۴۲۳/۱۰/۲۶ھ**

نشہ کی حالت میں طلاق

سوال [۶۱۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے سالے نے شراب پی کر نشہ کی حالت میں اپنی اہلیہ کو طلاق دیدی ہے اور اہلیہ بھی قبول کررہی ہے، اور کم ازکم اس نے الفاظ طلاق کو چار پانچ مرتبہ دہرایا ہے، تو مذکورہ صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد یونس کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے؛ کیونکہ نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو حلالہ شرعیہ لازم ہے، اس کی شکل یہ ہے کہ اس طلاق کی عدت گذارنے کے بعد عورت کسی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کرے اور اس کے ساتھ ہمبستری ہو اور ہمبستری کے بعد وہ دوسرا شوہر اس کو طلاق دیدے، اس کے بعد پھر عورت کی عدت گذر جائے، تو پہلا شوہر اس عورت سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔

عن أبي لبيد أن عمرؓ أجاز طلاق السكران بشهادة نسوة. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، من أجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ٩/٥٥٦، رقم: ١٨٢٧٠)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق، الفصل الثالث، المجلس العلمي ٤/٣٩١، رقم:٦٥٠٩، هندية، زكريا ١/٣٥٣)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلا ثاً. (الأشباه والنظائر قديم ص:٢١٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا ١/٤٧٣، جديد زكريا ١/٥٣٥ هداية، اشرفي بكڈپو ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري، مكتبه امدايه ديوبند ١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۲ رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۲۶۴)	۱۴۳۲/۲/۲۸ھ

نشہ کی حالت میں طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۱۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۲۴/اپریل جمعرات کے دن میں نے شراب پی رکھی تھی، جس کی وجہ سے میں بہت نشہ میں تھا، مجھے خود اپنا ہوش نہیں تھا، جب میں گھر پہونچا تو میری بیوی گھر پر نہیں تھی میری لڑکی گھر پر تھی، میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ امی ترکاری لینے گئی ہیں، میں نشہ میں تھا ہی لیٹ گیا، مجھے نیند آگئی سو گیا، جب ۲-۳ گھنٹہ کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں نے پوچھا کہاں گئی تھی، اس نے جواب دیا ترکاری لینے گئی تھی، میں نے کہا اتنی دیر کیوں ہوگئی، تو اس نے کہا کہ امی کے گھر بیٹھ گئی تھی، میں نے کہا کیوں بیٹھ گئی؟ صبح میں نہار منھ ڈیوٹی پر گیا تھا، تجھے کچھ کھانا بنا کر رکھنا تھا، تو وہ بولی کیا ہوا بنا تو رہی ہوں، اس پر میں نے نشہ کی حالت میں

اس سے کہا، تو یہاں سے نکل جا اس پر اس نے کہا میں ایسے نہیں جاؤں گی، اس پر میں نے اس کے ایک چپت لگا کر کہا، جاؤ اپنی امی کے گھر جاؤ، اس نے کہا پہلے مجھے طلاق دو جب جاؤں گی، میں نے اسے تین بار ''طلاق، طلاق، طلاق'' لفظ کہا، تو کیا یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ مجھے اسے اپنے گھر میں رکھنے کا حق ہے یا نہیں؟ وہ میرے نکاح میں رہی یا نہیں؟ موقع کا کوئی گواہ ہے یا نہیں؟ میں نشہ کی حالت میں تھا، مجھے اپنا ہوش نہ تھا مجھے معلوم نہیں۔

المستفتی: محمد عزیز ولد کریم اللہ، بشن پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ اس لئے آپ کی بیوی کو تین طلاقیں ہوگئیں، اس کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا، عدت گذارنے کے بعد یہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے اور اگر پہلے ہی شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے، تو اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ حلالہ شرعیہ کرالے، اس کے بغیر پہلے شوہر کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہے۔

عن عبد الرحمن بن عنبسة، أن عمر بن عبد العزيز أجاز طلاق السكران وجلده. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، من أجاز طلاق السكران۔ (مؤسسة علوم القرآن۹/ ۵۵۵، رقم:۱۸۲٦٤)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولوعبدا أومكرها أوهازلاً أوسفيهاً أوسكران، ولو بنبيذ أي سواء كان سكره من الخمر، أوالأشربة الأربعة المحرمة، أو غيرها من الأشربة إلى أن قال: المختار في زماننا لزوم الحد ووقوع طلاق. (الدر مع الرد، كتاب الطلاق، ملطب قي تعريف السكران وحكمه، زكريا٤/ ٤٤٤، كراچي٣/ ٢٣٩)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ وهومذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (عالمگيري، زكريا قديم ١/ ٣٥٣، زكرياجديد

دیوبند ۱/۴۲۰، الفتاوی التاتارخانیة، کوئٹہ۳/۲۵٦، زکریا دیوبند ٤/۳۹٤، رقم:٦٥٠۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍صفر المظفر ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۹۴۱/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۲/۲۶ھ

نشہ کی حالت میں طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۱۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر شراب پیتے ہیں اور دوسرے نشہ بھی کرتے ہیں، نشے میں مجھ سے لڑتے ہیں اور مجھے مارتے بھی ہیں، ایک دن وہ کسی عورت سے ملنے گئے تھے، اس بات کا مجھے پتہ چل گیا، تو جب وہ آئے تو میں نے ان پر غصہ کیا، تو اس بات پر انہوں نے مجھے بہت مارا اور کہا کہ ”تجھے طلاق دوں؟“ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ جا ”میں نے تجھے طلاق دی“ اور انہوں نے مجھے تین یا چار مرتبہ طلاق نہیں کہا؛ بلکہ ۲۰/۱۵؍بار طلاق کہا، کہ جا میں نے تجھے طلاق دی، دو تین سال پہلے بھی میرے شوہر مجھے طلاق دے چکے ہیں، مگر میرے سسرال والوں نے مجھ سے یہ کہا ہم نے فتوی نکلوالیا ہے کہ نشے میں طلاق نہیں ہوئی، مگر آگے ذہن میں رکھنا۔

یہ واقعہ تیسری مرتبہ ہوا ہے، اب جب انہوں نے مجھے طلاق دی، تو میں نے اپنی امی کو فون کیا، تو میری والدہ نے مجھ سے کہا، ان کے پاس سے الگ ہوجاؤ، مگر میرے پاس ان سے الگ ہونے کی کوئی جگہ نہیں تھی؛ کیونکہ میں اس وقت ان کے ساتھ کرناٹک میں تھی اور وہاں کا سفر دو دن دو رات ہے، جس کی بناء پر میں وہاں سے نہیں آسکی اور میرے والد صاحب اس وقت آسام میں تھے، وہ نہیں آسکتے تھے، مجھے لے نے کے لئے اور میرا کوئی بڑا بھائی بھی نہیں ہے، پھر میں نے ہی کوشش کی اور وہاں کے مولانا سے اس بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ تمہیں طلاق ہوگئی ہے۔

میرا یہ واقعہ مارچ کے مہینہ کا ہے اور ان کے پاس پانچ مہینہ گذار کر مرادآباد آئی ہوں۔ اب آپ سے یہ درخواست ہے کہ مہربانی کر کے مجھے یہ بتا دیجئے کہ کیا مجھے اب عدت کرنی چاہئے یا نہیں؟ مہربانی کر کے میرے حق میں جو صحیح ہے، وہ فتویٰ دے دیجئے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ کیا کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے؟

المستفتیہ: صبیحہ خاتون، جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر ۱۴-۱۵/ طلاق دی ہیں، تو ان میں سے صرف تین طلاق واقع ہوں گی، اور باقی لغو ہو جائیں گی، اور اس سے طلاق مغلظہ واقع ہو کر بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اب آئندہ دونوں کے درمیان نکاح بھی بغیر حلالہ کے درست نہ ہوگا اور اس طلاق کے بعد دونوں میاں بیوی جو ساتھ رہے ہیں، اس سے حرام کاری ہوتی رہی ہے، سچے دل سے توبہ کرلیں اور دونوں کا فوری طور پر الگ ہونا لازم ہے۔

لو قال: أنت طالق مراراً، أو ألوفاً، أو لا قليل و لا كثير فثلاث، هو المختار كما في الجوهرة (تحته في الشامية) أي فيقع به الثلاث يلغو الزائد. (الدر مع الرد، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ديوبند٤/٥٠٤، كراچي ٣/٢٨٠)

عن داؤد بن عبادة بن الصامت قال: طلق جدي امرأة له ألف تطليقة، فانطلق أبي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم: فذكر ذلك له، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أما اتقى الله جدك، أما ثلاث فله له، وأما تسع مئة وتسعة وتسعون فعدوان وظلم، إن شاء الله تعالىٰ عذبه، وإن شاء غفر له. (مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب المطلق ثلاثاً، المجلس العلمي ٦/٣٩٣، رقم: ١١٣٣٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۷۹۷/۳۹)

نشہ کی حالت میں طلاق دینے کا حکم

سوال [۵۱۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام چاندنی ہے، میرے شوہر کا نام کلیم قمر ہے، تین مہینہ سے بہت جھگڑے چل رہے ہیں، آپسی جھگڑوں کی وجہ سے کلیم نے ۱۵؍نشہ کی گولیاں کھالیں، اس نشہ کی حالت میں اور زیادہ جھگڑے کئے، بہت پریشان کیا اور اسی نشہ کی حالت میں سب محلّہ والوں کے سامنے چاندنی کو دو بار طلاق کہا اور چاندنی وہاں موجود تھی، دو بار چاندنی کے سامنے کہا اور تیسری بار محلّہ والوں نے سنا تھا اور اب کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی کہہ رہا ہے کہ مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ کب میں نے کیا کہدیا اور چاندنی کے تین لڑکے ہیں، ایک لڑکا آٹھ سال کا ہے اور دوسرا چھ سال کا ہے اور تیسرا چار سال کا ہے۔ اب آپ یہ بتایئے کہ اس میں کہاں تک گنجائش ہے؟ چاندنی بچوں کی وجہ سے بہت پریشان ہے، وہ بلند شہر کا رہنے والا ہے اور بچوں کو اپنے ساتھ لے گیا ہے، اب آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتایئے کہ ہم کیا کریں؟ جیسا آپ کہیں گے ہم ویسا کریں گے۔

المستفتیة: چاندنی، محلّہ پیر غیب، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگرچہ نشہ کی مستی کی وجہ سے یاد بھی نہ رہا ہو تب بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، چاندنی کے سامنے جو دو طلاق دی ہیں، ان سے دو طلاق واقع ہوگئیں اور تیسری بار جو محلّہ والوں نے سنا ہے، وہ اگر پہلی دونوں طلاق کی خبر نہیں ہے، تو اس سے بھی ایک طلاق واقع ہوگئی طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا ضروری نہیں صورت مسئولہ میں تینوں طلاقیں واقع ہوکر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی؛ لیکن سوال نامہ میں اس کی وضاحت نہیں ہے کہ بیوی کے سامنے

کس طرح طلاق دی اور محلّہ والوں کے سامنے کب دی اور کس طرح دی؟ یہ بات واضح ہونی ضروری تھی۔

عن عطاء قال :يجوز طلاق السكران ،إنه ليس كالمريض المغلوب على عقله ،إنما أتى ما أتى ،وهو يعلم أنه يقول مالا يصلح ويعلمه. (مصنف عبدالرزاق، كتاب الطلاق، باب طلاق السكران، المجلس العلمي٧/٨٢، رقم:١٢٢٩٦)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أوالنبيذ، وهومذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (شامي، كتاب الطلاق، زكريا٤/٤٤٨، كراچي٣/٢٤١، هندية، زكريا ديوبند ١/٣٥٣)

وأما السكران إذا طلق امرأته، فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر، أوالنبيذ طوعاً حتى سكر وزال عقله، فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابةؓ. (بدائع الصنائع، زكريا٣/١٥٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۳۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۶/۲۸ھ

نشہ کی حالت میں طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۱۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق کہدی اور تین دفعہ کہا، تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی اور میری بیوی میرے ساتھ رہنے پر راضی ہے، ایسی صورت میں میں کیا کروں؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: آصف علی ولد صابر علی، ساکن کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے اور جب نشے کی حالت مین تین طلاق دیدیں، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، وہ شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے۔

عن الحسنؒ وابن سيرين سمعهما يقولان: يجوز طلاق السكران، ويجلد جلداً. (مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب طلاق السكران، المجلس العلمي ٧/٨٢، رقم:١٢٢٩٧)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أوالنبيذ، وهومذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (شامي، كراچي٣/٢٤١، زكريا٤/٤٤٨، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٣٩٤، رقم:٦٥٠٩، وهكذا في الدر المنتقي قديم ١/٣٨٤، دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٠)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا ١/٤٧٣، جديدزكريا ١/٥٣٥ هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري، مكتبه امدادية ديوبند ١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۲۵۰/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۱۵ھ

نشہ کی حالت میں طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۱۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد فیضان نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کا نام لے کر تین مرتبہ طلاق

دی، ایسی صورت میں محمد فیضان کی بیوی نکہت جہاں پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور دوبارہ نکاح میں رکھنے کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: محمد عظیم اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب محمد فیضان نے اپنی بیوی نکہت جہاں کو نشہ کی حالت میں تین مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر شوہر کے لئے وہ قطعی طور حرام ہوگئی ہے، اگر دوبارہ ساتھ رہنا چاہے، تو حلالہء شرعیہ کے بغیر جائز نہ ہوگا اور شرعی حلالہ کی شکل یہ ہوتی ہے کہ شوہر کی طلاق کے بعد تین ماہواری گذارنے کے ذریعہ عدت پوری کرلے، اس کے بعد کسی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کرکے ہمبستر ہوجائے، پھر دوسرا شوہر طلاق دیدے، پھر تین ماہواری کے ذریعہ عدت گذرجائے، پھر اس کے بعد محمد فیضان کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہوگا، اس کے علاوہ کوئی دوسری شکل نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمود یہ ڈابھیل ۱۲/۲۸۴-۲۸۶)

طلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (هندية، زكريا ١/٣٥٣، جديد زكريا ١/٤٢٠ تاتار خانية، زكريا ٤/٣٩٤، رقم: ٦٥٠٩)

طلاق المكره والسكران وخلعهما وإعتاقهما واقع. (تاتارخانية، زكريا ٤/٣٩٥، رقم: ٦٥١٢)

ومن سكر من البنج يقع طلاقه، ويحد لفشو هذا الفعل بين الناس وعليه الفتوى في زماننا. (هندية، ١/٣٥٣ جديد زكريا ١/٤٢١)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو مكرهاً، أو كان الزوج سكران زائل العقل، فإن طلاقه واقع. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية ٢/٨)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ص ٢١٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها.

(الفتاوى العالمگيرية، زكريا ١/٤٧٣،جديد زكريا١/٥٣٥، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍صفر المظفر ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۶۱۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۲/۷ھ

نشہ کی حالت میں طلاق معلق دینا

سوال [۶۱۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حامد کی دو بیویاں ہیں، ایک دن اس نے شراب کے نشہ میں چور ہوکر ایک بیوی سے یہ الفاظ کہہ دیئے کہ اگر تو نے اپنی ماں سے بات چیت کی تو تجھے تین طلاقیں، بعد میں اس نے کہا کہ میری اسی دن بات چیت سے روکنے کی نیت تھی، دوبارہ پوچھنے پر اس نے کہا کہ تین ماہ تیرہ دن بات چیت سے روکنے کی نیت سے میں نے منع کیا تھا، لڑکی کی ماں اکثر بیمار رہتی ہے اور اس کے سوا ماں کا کوئی سہارا نہیں؛ لہٰذا کوئی حل کتاب وسنت کی روشنی میں تحریر فرمائیے۔

المستفتی: غیاث صدیقی، کلینک نوپ شہر روڈ جمال پور، علی گڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص نے شراب پی کر گناہ عظیم کا ارتکاب کیا ہے؛ لہٰذا اس پر صدق دل سے توبہ کرنا لازم ہے، تاہم اگر حامد کی بیوی نے حامد کے مذکورہ الفاظ کہنے کے بعد اپنی ماں سے بات کی تو تینوں طلاقیں پڑجائیں گی، حامد کی نیت کا اعتبار نہیں ہے۔ اب طلاق سے بچنے کے لئے صرف دو ہی صورتیں ہیں:

ایک تو یہ ہے کہ ماں کی خدمت کرتی رہے بات نہ کرے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک طلاق لے کر اس سے بے تعلق ہوجائے ، جب عدت تین حیض ختم ہوجائے تو حامد کی بیوی اپنی ماں سے بات کرسکتی ہے۔ نیز اب اگر حامد دوبارہ اپنی بیوی سے نکاح کر لیتا ہے، تو اب بیوی کا اپنی ماں سے بات چیت کرنے سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیونکہ اس شرط کا تحقق ایسی حالت میں ہوا کہ وہ بیوی محل طلاق نہیں رہی؛ بلکہ مطلقہ ہوکر انقضاء عدت کے بعد اجنبیہ بن گئی۔

فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة، ثم بعد العدة تدخلها، فتنحل اليمين فينكحها. (الدر مع الرد، زكريا، كتاب الطلاق، باب التعليق، مطلب مهمة الإضافة للتعريف لاللتقييد، زكريا ٤/ ٦٠٩، كراچي ٣/ ٣٥٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ رجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۴۶۸/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/۷/ ۱۴۲۵ھ

شراب کے نشہ میں طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۱۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے بروز جمعہ شراب کے نشہ میں حویلی کے ایک معزز آدمی کو بلاکر اور کچھ عورتیں بھی موجود تھیں، اپنی بیوی سے کہا "میں نے آپ کو طلاق، طلاق، طلاق دی" بیوی گیارہ بچوں کی ماں ہے، بعد میں بیوی کے بھائی کی دوکان پر جاکر کہا میں نے تمہاری بہن کو طلاق دیدی ہے، وہاں بھی چند لوگ جمع تھے، یہ سلسلہ دو دن ہوا فتوی دیں کون سی طلاق واقع ہوئی؟

المستفتی: غلام حسین، فقیر پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شراب کے نشہ میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی

ہے؛ لہٰذا جب زید نے اپنی بیوی سے کہا ”میں نے طلاق، طلاق، طلاق دی“ تو اس سے اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اپنے شوہر کے لئے بالکلیہ حرام ہوگئی۔

عن سعيد بن المسيب قال: طلاق السكران جائز. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، من أجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ٩/٥٥، رقم:١٨٢٦٣)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ، كذا في المحيط. (عالمگيري، زكريا ديوبند ١/٣٥٣ جديد زكريا ١/٤٢٠، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق، الفصل الثالث، المجلس العلمي ٤/٣٩١، رقم:٤٦٣٤)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۰۶۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۶/۶/ ۱۴۲۴ھ

نشہ کی حالت میں دو طلاق دینا

سوال [۶۱۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو نشہ کی حالت میں دو طلاق دیدیں، بیوی کا بیان بھی یہی ہے کہ دو مرتبہ طلاق دی، اب تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے، اب دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، شرعی حکم تحریر فرمائیں کہ طلاق ہوئی تو کونسی ہوئی؟

المستفتی: محمد رئیس، محلّہ چوک محمد سعید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر طلاق صرف دو مرتبہ دی ہے، تو اس سے دو طلاق

واقع ہوچکی ہیں اوراس واقعہ کی مدت چونکہ ڈیڑھ سال تک ہوچکی ہے؛اس لئے اس درمیان میں عدت بھی پوری ہوچکی ہے؛ اس لئے اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں تو دوبارہ نکاح کر کے ہی رہ سکتے ہیں۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق .

(در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥٢)

ومبدأ العدة بعد الطلاق وبعد الموت على الفور، وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة بهما. (الدر مع الرد، كتاب الطلاق، باب العدة، كراچي ٣/٥٢٠، زكريا٥/٢٠٢، كذا في الهداية، اشرفي ديو بند٢/٤٢٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/رجب المرجب ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۲۴۷)

شراب کے نشہ میں تین طلاق دینا

سوال [۶۱۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی شاداب جہاں کی شادی انور حسین ساکن بروالان میں ۴/سال پہلے ہوئی تھی، اس سے ایک لڑکی بھی ہے، انور حسین روزانہ شراب پیتا ہے اور گھر میں مار پیٹ کرتا ہے، عید میلا دالنبی کے دن لڑکی اپنے میکہ آئی ہوئی تھی، وہ شراب پی کر آیا اور گالیاں دینے لگا اور تین بار طلاق طلاق طلاق کہہ کر چلا گیا، اور کہا میں نے تجھ کو طلاق دیدی، اس بات کو کرایہ دارا اور دیگر لوگوں نے بھی سنا ہے۔

المستفتی: عبدالقیوم، وارثی نگر، جامع مسجد مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں شوہر انور حسین نے واقعۃً اگر اپنی

بیوی شاداب جہاں کو تین بار طلاق، طلاق، طلاق کا لفظ کہا ہو، تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ اب عدت گذرنے کے بعد حلالہ شرعیہ کے بغیر میاں بیوی جیسی زندگی گذارنا جائز نہیں ہے اور نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

عن عبد الرحمن بن حرملة قال: طلق جار لی سکران، فأمرني أن أسأل سعيد بن المسيب؟ فقال: إن أصيب فيه الحق، فرق بينه وبين امرأته، وضرب ثمانين. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، من أجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ۹/ ۵۵۵، رقم: ۱۸۲٦۵)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هداية، اشرفي بكڈپو ديوبند ۲/ ۳۹۹، عالمگيري، زكريا ۱/ ۴۷۳ جديد زكريا ۱/ ۵۳۵، قدوري، مكتبه امداديه ديوبند ۱۷۸)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالیٰ. (عالمگيري ۱/ ۳۵۳، زكريا جديد ۱/ ۴۲۰، الفتاوى التاتارخانية، كوئٹه ۳/ ۲۵٦، زكريا ٤/ ۳۹٤، رقم: ٦۵۰۹، المحيط البرهاني، كوئٹه ۳/ ۳٤۸، المجلس العلمي ٤/ ۳۹۱، رقم: ٤٦۳٤)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو مكرهاً، أو كان الزوج سكران زائل العقل، فإن طلاقه واقع. (هندية، زكريا ۱/ ۳۵۳ جديد زكريا ۱/ ۴۲۰ مجمع الانهر دار الكتب العلمية ۲/ ۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ر ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۹۷۰)

بحالت نشہ تین طلاق دینا

سوال [۶۱۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نادر نشہ کی حالت میں گھر آیا، گھر میں بیوی سے ملاقات نہ ہونے پر خفا ہو کر لیٹ گیا، پھر کچھ دیر بعد بیوی گھر آ گئی، تھوڑی دیر گفت وشنید کے بعد نادر نے بیوی سے کہا، بھاگ جاؤ، ہماری نظر سے دور ہو جاؤ، اس کے آگے نادر کا کہنا ہے کہ میں نے کیا کہا؟ مجھے پتہ نہیں؛ کیونکہ میں نشہ کی حالت میں تھا؛ جبکہ بیوی کا کہنا ہے کہ نادر نے (بیوی کی) بے تکی پٹائی کی اور جب بالکل عاجز آ گئی، تو میں (بیوی) نے کہا روز روز کے مارنے سے ایک ہی دن ختم کر دو، تو پھر نادر نے فوراً ہی تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کا لفظ اسی جگہ یعنی گھر میں استعمال کیا، پھر بیوی گھر سے باہر آ کر دروازہ پر آ کر کھڑی ہو گئی، تو نادر نے دروازہ بند کر لیا اور پانچ منٹ کے وقفہ وقفہ سے دو مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کیا، پھر دین مہر ادا کرنے کی دھمکی دی، تو مذکورہ حالات کے تحت نادر کے لئے بیوی حلال ہے یا نہیں؟

المستفتی: نادر، بشن پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ تو جب نشہ کی حالت میں طلاق دینے کا عورت دعویٰ کر رہی ہے اور شوہر انکار بھی نہیں کر رہا ہے تو عورت پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور بیوی نادر کے لئے حلال نہیں رہے گی، بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہے۔

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ، كذا في المحيط. (عالمگیري، زکریا ۱/۳۵۳ جدید زکریا ۱/۴۲۰)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل، ولو عبدًا أو هازلاً أو مكرها أو سفيهاً

أوسكران ولو بنبيذ. قال الشامي: سواء كان سكره من الخمر أوالأشربة المتخذة من الحبوب و العسل عند محمد. (شامي على الدرالمختار، زكريا٤/٤٤٤، كراچي٣/٢٣٩)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٢١٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ربیع الاول ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۹۹۰/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۳/۱۴۲۴ھ

نشہ کی حالت میں بیوی کو تین طلاق دینا

سوال [۶۱۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ وسیم نے چند آدمیوں کے سامنے حالت نشہ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں؛ لہٰذا وسیم کے لئے اس کی بیوی حرام ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عمران انصاری، کچا باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، لہذا جب شوہر نے بیوی کو نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دے دی ہیں، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے، اب آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہے۔

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديراً. بدائع؛ ليدخل السكران (إلى قوله) أوسكران ولوبنبيذ أوحشيش أوأفيون أوبنج زجراً يفتى به تصحيح القدوري. (شامي مع الدر المختار ٤/٤٣٨ - ٤٤٦،

کراچي ٣/٢٣٥-٢٤٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۰۹۴/۴۰)

نشہ کی حالت میں طلاق مغلظہ دینا

سوال [۶۱۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے شراب پی کر نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ (تین طلاق صریح) دے دیں ایک دیگر شخص کی موجودگی میں، تو کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی؟

المستفتی: محبوب خاں، نواب پورہ، مسجد حاجی نیک، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حالت نشہ میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ اس لئے جب مذکورہ شخص نے تین طلاق دے دی ہیں، تو اس کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہیں۔ اب بلا حلالۂ شرعیہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں۔

وطلاق السكران واقع. (هداية، اشرفي بكڈپو ديوبند ٢/٣٥٨)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (در مختار، زكريا ٤/٥٢١)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هداية، اشرفي بكڈپو ديوبند ٢/٣٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۰۵۳/۳۷)

نشہ میں طلاق مغلظہ دینے کا حکم

سوال [۶۱۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی شبنم کو شراب کے نشہ کی حالت میں تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دے دی ہے۔ اب اسے دوبارہ اپنے نکاح میں رکھنا چاہتا ہوں، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: سلیم احمد، جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی آپ کے اوپر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے، آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔

أما السكران إذا طلق امرأته فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر أو النبيذ طوعاً حتى سكر وزال عقله فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابةؓ. (بدائع الصنائع، زكريا ديوبند ۳/۱۵۸، كراچي ۳/۹۹)

وفي هذا الزمان إذا سكر من البنج والأفيون يقع زجراً، وعليه الفتوىٰ. (الدر المنتقي قديم ۱/۳۸٤، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱۰، شامي، زكريا ٤/٤٤٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۸۰۶)

بحالت نشہ تین طلاق دینا

سوال [۶۱۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ ہندہ کی شادی تقریباً بیس سال قبل زید کے ساتھ ہوئی تھی، ایک دن زید نشہ کی حالت میں رات کے وقت گھر آیا ٹیلی ویژن چل رہا تھا، زید نے ہندہ سے کہا ٹیلی ویژن کی آواز کم کردو، ہندہ سے غلطی سے آواز تیز ہوگئی، اس پر زید بھڑک اٹھا اور بقول ہندہ کے زید نے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کا لفظ کہہ دیا، ہندہ نے گھر والوں کو یہ صورت حال بتلائی، تو گھر والوں نے اس کو گھر بلا لیا، اب صبح کو زید کو ہوش آنے پر زید یہ کہتا ہے کہ میں نے بالکل طلاق نہیں دی ہے، ہوسکتا ہے میں نے دھوکہ سے ایک مرتبہ کہہ دیا ہو۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں طلاق ہوجائے گی یا نہیں؟

المستفتی: گلزار احمد، شیدی سرائے، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب زید نے نشہ کی حالت میں بیوی کو تین مرتبہ طلاق دے دی ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں اور زید کے انکار کا اعتبار نہیں؛ جبکہ بیوی نے اپنے کان سے تین مرتبہ طلاق سنا ہے اور بیوی کے لئے بغیر حلالہ اس کے پاس جانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

أخرج الإمام مالک في الموطأ: أنه بلغه أن سعيد ابن المسيب وسيلمان بن يسار سئلا عن طلاق السكر، فقالا: إذا طلق السكران جاز طلاقه. (موطأ مالك، النسخة الهندية، زكريا ٢١٦، رقم: ٨٢)

وطلاق السكران واقع. (هداية، اشرفي بکڈپو ديوبند ٢/٣٥٨)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أوأخبرها عدل لا يحل لها تمكينه......بل تفدي نفسها بمالٍ، أوتهرب. (شامي، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥١، البحر الرائق، کوئٹه ٣/٢٥٧، زكريا ٣/٤٣٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍ ۱۰۶۹۳)

نشہ کی حالت میں ایک ہی سانس میں طلاق مغلظہ دینا

سوال [۶۱۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد سبحان نے اپنی بیوی کو شراب پی کر نشہ کی حالت میں تین مرتبہ طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، کہا تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی یا نہیں اور ایک ہی سانس میں کہا ہے، بیوی اس وقت حاملہ ہے۔

المستفتی: محمد اسلام، محلّہ: اصالت پورہ، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جب محمد سبحان نے شراب پی کر اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں دیدیں، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی؛ اس لئے کہ نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ص ۲۱۹)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا. (شامي، كراچي ۳/ ۲۴۱، زكريا ٤/ ٤٤٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۳۴۶۳)

نشہ کی حالت میں تین مرتبہ سے زائد طلاق دینا

سوال [۶۱۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں طاہر خان یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے گھریلو ٹینشن کی وجہ سے نشہ کی گولیاں کھاتا ہوں، اس دن بھی میں نشہ میں تھا، اسی دوران میرا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوگیا،

جھگڑا اتنا بڑھ گیا کہ میں اپنا ہوش وحواس کھو بیٹھا، اسی دوران میں نے اپنی بیوی کو پانچ یا چھ بار طلاق کا لفظ کہہ دیا، میرے کمرے میں میں اور میری بیوی ہی تھی۔ قرآن وحدیث کی رو سے بتائیں کیا یہ طلاق ہوگئی؟ مجھ کو اس کا فتویٰ دیں۔

المستفتی: طاہر خاں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حالت نشہ میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ اس لئے جب مذکورہ شخص نے اپنی بیوی پر تین سے زائد مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کیا تو اس سے اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔ اب بغیر حلالۂ شرعیہ نکاح بھی درست نہیں۔

وفي التاتارخانية: طلاق السكران واقع إذا سكر من النبيذ أوالخمر وهو مذهب أصحابنا. (شامي، زكريا ٤/٤٤٨، كراچي ٣/٢٤١، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٣٩٤، رقم: ٦٥٠٩)

ولو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١، هندية، زكريا ١/٣٥٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶؍۷۹۵۵)

نشہ کی حالت میں تین سے زائد مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۱۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص ظریف حسین نے شراب پی کر اپنی بیوی کو تین سے زائد مرتبہ طلاق دیدی۔ اب لڑکی اسی شوہر کے پاس رہنا چاہتی ہے، شرعی حکم تحریر فرمائیں؟

المستفتی: جمعہ شاہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب ظریف حسین نے اپنی بیوی کو شراب پی کر نشے کی حالت میں تین سے زائد طلاقیں دیدیں، تو عورت شوہر پر حرام ہوگئی۔

طلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر، أو النبيذ وهومذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (شامي، كراچي ۳/ ۲٤۱، زكريا٤ /٤٤٨)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه و النظائر قديم ص۲۱۹)

اب اگر بیوی دوبارہ شوہر کے پاس رہنا چاہتی ہے، تو حلالہ ٔشرعی لازم ہوگا اور اس کی شکل یہ ہے کہ عورت عدت گذارنے کے بعد کسی دوسرے مراہق یا بالغ مرد سے نکاح کرکے ہمبستری بھی کرے اور پھر وہ شخص آخر اپنے اختیار سے طلاق دیدے، تو پھر عدت گذارنے کے بعد نکاح کرسکتی ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها.

(عالمگيري، زكريا ۱/ ٤۷۳ جديدزكريا ۱/ ۵۳۵، هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹، قدوري، مكتبه امداديه ص: ديوبند ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴۷۹/۲۹)

نشہ کی حالت میں چار پانچ مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۱۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شرافت حسین نے اپنی بیوی کو نشے کی حالت میں چار پانچ مرتبہ طلاق دی، ''طلاق دی'' کہا، شرعاً کونسی طلاق ہوئی؟

المستفتی: محمد ابراہیم، محلّہ: اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور جب تین مرتبہ سے زائد طلاق دیدی ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔

طلاق السکران واقع إذا سکر من الخمر أو النبیذ وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالیٰ. (شامي، کراچي ۳/۲٤۱، زکریا٤/٤٤۸، هندیة، قدیم ۱/۳۵۳، جدید زکریا ۱/٤۲۰ المحیط البرهاني، المجلس العلمي ٤/۳۹۱، رقم: ٤٦۳٤، الفتاوی التاتارخانیة، زکریا ٤/۳۹٤، رقم: ٦۵۰۹) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹؍۳۲۷۰)

بیوی کو حالت نشہ میں چھ، سات بار ”میں نے تجھے طلاق دی“ کہنا

سوال [۶۱۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد یسین گھر کے اندر شراب پی کر آیا، رات کے قریب آٹھ بجے تھے، اس کی بیوی محمد یسین کے چچا کے گھر موجود تھی، اس نے اپنی بیوی سے کہا ”میں نے تجھے طلاق دی“ اس نے یہ الفاظ کئی مرتبہ کہے گھر کے اندر اس وقت جو لوگ موجود تھے، ان کی شہادت ہے کہ اس نے یہ الفاظ چھ سات مرتبہ کہے، شہادت دینے والوں میں دلشاد حسین، خورشید بیگم، محمد قدیر، نبی حسین موجود تھے، ان کی شہادت سے معلوم ہوا کہ چھ سات مرتبہ طلاق کا لفظ کہا گیا، اور اس کی بیوی کا کہنا بھی یہی ہے، کہ انہوں نے چھ سات مرتبہ کہا، آپ سے گذارش ہے کہ اس کا فتویٰ دیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عبد القدیر، درگاہ، نبی حسن، اڑ پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب تین مرتبہ سے زائد طلاق کے الفاظ استعمال کر چکا

ہے، تو اس سے اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی اس کے ساتھ صحیح نہ ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها.

(هندية، زكريا ۱/۴۷۳ جديد زكريا ۱/۵۳۵، هداية، اشرفي بكڈپو ديوبند ۲/۳۹۹، قدوري، مكتبه امدادية ديوبند ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۵۵)

حالت نشہ میں کئی بار لفظ طلاق استعمال کرنا

سوال [۶۱۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ لے کر حاضر خدمت ہوں، میری پریشانی اس طرح ہے کہ میں نے ایک سال پہلے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا، ہم کو معلوم نہیں تھا کہ وہ شخص شرابی ہے، میری بیٹی ہر پریشانی برداشت کرتی رہی، اب اس کی صبح وشام میں ڈلیوری ہونے والی ہے، کل رات اسی کے شوہر نے خوب شراب پی کر رات کے ۱۱ر بجے اس کو طلاق دیدی، میری بیٹی نے ۶ یا ۷ بار اپنے کان سے سنا، پھر وہ برابر میں پڑوسی کے یہاں بیٹھ گئی، تو وہاں پر بھی طلاق کی آواز آتی رہی، وہ شخص میری بیٹی کو صحیح نہیں رکھتا ہے، لگ بھگ اس نے ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک طلاق دی، تو میری بیٹی کو اس حالت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ میری بیٹی کی ساس اکثر اس کو طلاق دلوانے کی دھمکی دیتی رہتی تھی۔

المستفتی: سرتاج بیگم، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور شوہر نے

کئی مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے؛ لہٰذا آپ کی بیٹی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہ ہوگا۔

طلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (شامي، كراچي ۳/ ۲٤۱، زكريا ٤/ ٤٤٨)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (درمختار، كراچي ۳/ ۲۹۳، زكريا ٤/ ۲٥۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۶۵۵)

نشہ کی حالت میں کئی مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۱۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بدھ کے دن صبح ساڑھے نو بجے میں چرس اور سلفا کے نشہ میں تھا، نشہ مجھے بہت زبردست تھا، مجھ میں اور میری بیوی میں تکرار ہوئی اور گالی گلوج ہوئی اور نشہ کی حالت میں میں نے اپنی بیوی کو کئی مرتبہ یہ طلاق کے الفاظ کہے، اس وقت مجھے بالکل ہوش نہیں تھا، پھر میری ماں بیوی کو اپنے کمرہ میں لے گئی اور اپنے کمرہ میں لے جاکر اسے کھانا کھلایا اور کپڑے دھلوائے، پھر لڑکی اپنے گھر کو چلی گئی اور میری بیوی میری ماں کے یہاں آتی جاتی ہے، وہ اپنے شوہر کے کمرہ میں نہیں جارہی ہے، اور وہ اس طلاق کو نہیں مان رہی ہے۔ اب آپ بتائیے کہ کیا نشہ کی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور مجھے نہیں پتہ میں نے کتنی مرتبہ طلاق کا لفظ کہا۔

نوٹ: البتہ لفظ طلاق تین مرتبہ سے زیادہ کہا۔

المستفتی: محمد احمد، نواب پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے، یہاں پر

تین طلاق واقع ہوگئی ہیں۔ اب بیوی بغیر حلالہ کے اس کے لئے حلال نہ ہوگی اور بیوی کے لئے بغیر شرعی حلالہ کے شوہر کے گھر میں آنا جانا قطعاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۸۹)

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَه. [البقرہ: ۲۳۰]

طلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أوالنبيذ، وهومذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (شامي، زكريا ديوبند ٤/٤٤٨، كراچي ٣/٢٤١)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، كذا في الهندية، زكريا ١/٤٧٣ جديدزكريا١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۲۴۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱/۱۴ھ

طلاق سکران کا تحقیقی جائزہ

شراب کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ شراب ام الفواحش اورام الخبائث اورام الکبائر، تینوں برائیوں کی جڑ ہے۔ (المعجم الکبیر رقم:۱۱۳۷۲، المعجم الاوسط رقم:۲٦٦۷)

ہزاروں مسلمان مرد شراب کی نحوست اور مستی میں آ کر بیوی کو طلاق دے کر گھر اجاڑ دیتے ہے؛ اس لئے اس موضوع پر مدلل مضمون اورمقالہ کی ضرورت تھی؛ چنانچہ دیوبند میں ہندوستان بھر کے علماء ومفتیانِ کرام کا اس موضوع پر ایک فقہی اجتماع ہوا، اس موقع پر اس سیاہ کار نے جو مقالہ پیش کیا تھا اور تمام علماء ومفتیان کرام نے اس سے اتفاق کرلیا تھا، وہ ناظرین کی خدمت میں پیش ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ☆ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ. [سورہ مائدہ: ۹۰- ۹۱]

اے ایمان والو! بیشک شراب اور جوا اور بت پرستی اور جوے کے تیرے یہ سب شیطان کے گندے اورنا پاک کام ہیں؛ اس لئے ان چیزوں سے بالکل الگ دور رہو تا کہ ان کے دینی اور دنیوی مضرتوں سے نجات پا کر فلاح و کامیابی سے ہم کنار ہوسکو، یقیناً شیطان یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان آپس میں عداوت اور دلوں میں

بغض پیدا کردے، اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز جیسی عبادت سے روک دے، جب ایسی بری چیز ہے، تو بتلاؤ کہ اب بھی تم باز آؤ گے یا نہیں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنی مخلوق پیدا فرمائی ان میں انسان کو دوسری تمام مخلوق سے الگ ایک امتیازی شان عطاء فرمائی اور عقل وشعور عطا فرمایا، مگر دوسری کسی بھی مخلوق کو انسانی عقل کا گرد وغبار تک حاصل نہیں، یہی وہ انسان ہے جس نے اپنی عقل وشعور سے ہوائی جہاز کے پرزے تیار کئے، میزائل اور راکٹ تیار کئے، یہی وہ انسان ہے، جس کی عقل نے آج ایسا ہوائی جہاز تیار کیا ہے، جو بغیر پائلیٹ کے دنیا کے ذرہ ذرہ کا پتہ لگاتا ہے، مگر دوسری کسی بھی مخلوق کو ایسی عقل اور فراست کا ہزارواں حصہ بھی حاصل نہیں، اس عقل کے ذریعہ سے ہر چیز کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت ہے؛ لیکن جب یہی دانشمند اور عقل وشعور کے اعلی درجہ کا انسان شراب جیسی ناپاک چیز پر منہ لگالیتا ہے، تو عقل وشعور سے محروم ہوکر جانوروں سے بھی بدتر ہوجاتا ہے، پھر اسے یہاں تک بھی امتیاز نہیں رہتا ہے کہ باپ کون ہے؟ بیٹا کون ہے؟ ماں کون ہے؟ بیوی کون ہے؟ اپنا اور غیر کا فرق تک باقی نہیں رہتا، چوپاؤں اور جانوروں میں اتنا تو شعور ہوتا ہے کہ اپنا کون ہے غیر کون ہے؛ لیکن شراب پینے کے بعد انسان میں اتنا بھی شعور باقی نہیں رہتا، وہ ایٹمی دماغ وہ برقی صلاحیت سب کچھ خاک میں مل جاتی ہے۔

پوری کائنات میں انسان کا سب سے بڑا دشمن ابلیس لعین ہے، وہ کبھی گوارا نہیں کرسکتا کہ انسان میں عقل وشعور کا توازن باقی رہے، ہر طرف سے انسانی دماغ پر حملہ کرتا ہے، دماغی توازن کا سب سے بڑا زہریلا سبب شراب ہے؛ اس لئے ابلیس لعین ہر وقت یہی کوشش کرتا ہے کہ انسان میں اس خبیث ترین ناپاک چیز کی رغبت پیدا کرکے گمراہی کا شکار بنادے؛ چنانچہ ہزار حیلہ سازی اور خیالی منافع کے دھوکہ میں ڈالتا ہے، جس سے انسان شیطان کے فریب میں مبتلا ہوکر پیشاب سے بھی ناپاک اور گندی چیز جو کہ شراب ہے منہ میں لے لیتا ہے، پھر اس کے بعد عقل وفراست ہوش وحواس سب چیزوں سے محروم ہوکر لڑائی جھگڑے کا

شکار ہو جاتا ہے؛ اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مذکورہ آیت کریمہ میں شراب اور خمر کو شیطان کا ناپاک عمل قرار دیا ہے، پھر اس کے بعد شیطان انسان کو چار قسم کے نقصانات سے دو چار کرتا ہے۔

(۱) **أن یوقع بینکم العداوۃ:** شراب کے ذریعہ سے آپس میں دشمنی اور عداوت پیدا کرتا ہے۔

(۲) **والبغضاء:** دلوں کے اندر بغض وعناد اور تعصب پیدا کرتا ہے۔

(۳) **ویصدکم عن ذکر اللہ:** انسان کو خدا کی یاد سے روک کر غفلت اور لاپرواہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۴) **وعن الصلوۃ:** نماز جیسی اہم ترین عبادت سے روک دیتا ہے۔

پھر انسان پر نماز کے بارے میں لاپرواہی اور غفلت سوار ہو جاتی ہے؛ اس لئے دنیا نے کسی بھی شرابی کو ذکر خدا میں مشغول نہیں دیکھا ہوگا اور نہ ہی کسی بھی شرابی کو نماز کی جماعت اور عبادت میں مشغول دیکھا ہوگا، شیطان نے ہر طرف سے اس کو خدا کی خوبیوں پر پردہ ڈال کر فتنے کے شکنجے میں پھانس رکھا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں شراب کو شیطانی عمل اور آپس میں عدوات اور دشمنی اور فتنہ وفساد لڑائی جھگڑے کا ذریعہ بتایا ہے، شراب پینے کے بعد شرابی ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے، پھر نہیں سوچتا کہ کیا کرنا ہے اور کیا ہونا ہے؟ اگر شرابی شادی شدہ ہے، تو اس کی بیوی پر روزانہ ایک مصیبت کھڑی رہتی ہے، ایک تو شراب کی بدبو اس طرح خطرناک ہوتی ہے کہ ہر انسان برداشت نہیں کر سکتا، دوسرے شراب کی حالت میں بیوی کو مغلظات بکتا ہے اور آگے بڑھ کر مار دھاڑ میں بھی کمی نہیں کرتا۔ الغرض بیوی کے حق میں شرابی سراپا ظالم ہوتا ہے اور بیوی سراپا مظلوم رہتی ہے؛ لیکن یہ مظلومہ عورت کہاں تک برداشت کرے آخر کار اس کو شرابی کی باتوں کا جواب دینا پڑ جاتا ہے،

پھرلڑائی کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے، آخر کار منٹوں میں طلاق کی نوبت آجاتی ہے، بے حیاء بے غیرت شرابی کو ذراسی بھی شرم نہیں آتی کہ شراب پی کر خاندان کے سامنے ننگے ناچ ناچتا ہے، میاں بیوی کی خوش گوار زندگی کو تباہ کرڈالتا ہے اور طلاق کے نتیجہ میں دونوں کا گھر برباد ہوجاتا ہے، اور بچے ماں باپ کے زندہ ہونے کے باوجود یتیموں کی طرح بے سہارا ہوجاتے ہیں، بیوی اور بچوں کو گھر سے بے گھر ہوجانا پڑتا ہے، ملک میں جتنے طلاق کے واقعات پیش آتے ہیں ان میں کم از کم چالیس فیصد شرابیوں کے واقعات ہوتے ہیں اور شرابی کی طلاق معتبر مانی جاتی ہے، طلاق کا واقعہ پیش آنے کے بعد فتوی بازی کا سلسلہ شروع کرتا ہے اور مارا مارا پھرتا ہے اور بے غیرتی سے کہتا ہے کہ شراب کی حالت میں ہوش وحواس باقی نہیں رہا پتہ نہیں کیا ہوا، اور کتنی بار کہا؟ مفتی صاحب! کوئی گنجائش نکال دیجئے، وہ یہ سمجھتا ہے کہ مسئلے مسائل مفتی صاحب کے گھر کی چیز ہیں وہ بے چارے کہاں سے بتائیں گے، وہ تو وہی بتائیں گے جو شریعت کا حکم ہے، اسی وجہ سے مخبر صادق امین علیہ الصلوۃ والسلام نے شراب کو ہر شر اور فتنہ کا ذریعہ اور کنجی بتلایا ہے اور کنجی کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے ذریعہ سے ہر فتنہ کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

عن ابن عباسؓ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اجتنبوا الخمر فإنها مفتاح کل شر. (المستدرك للحاكم جديد مصطفیٰ الباز، مكة المكرمة، الرياض ۷/ ۲۵۸۱، رقم: ۷۲۳۱، قديم ۴/ ۱۶۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم شراب سے اپنے آپ کو دور رکھا کرو؛ اس لئے کہ شراب ہر شر اور فتنہ کی کنجی ہے۔

ایک اور حدیث میں شراب کو ام الفواحش بے حیائی کی جڑ اور ام الکبائر کبیرہ گناہوں کی جڑ بتلایا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے۔

عن ابن عباسؓ قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الخمر أم الفواحش وأكبر الكبائر، من شربها وقع على أمه وخالته وعمته.
(المعجم الكبير للطبراني، دارا أحياء التراث العربي ۱۳۲/۱۱، رقم:۱۱۳۷۲، المعجم الاوسط للطبراني، دارالكتب العلمية بيروت ۲۳۹/۲، رقم:۳۱۳٤)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شراب بے حیائی کی جڑ ہے، اور بڑے بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ہے، جو شراب پی لیتا ہے وہ اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرسکتا ہے، اور اپنی خالہ اور پھوپھی کے ساتھ بھی منہ کالا کرسکتا ہے۔

ایک حدیث پاک میں شراب کو ام الخبائث گندگیوں اور خبیث اور ناپاک چیزوں کی جڑ بتلایا ہے۔ حدث شریف ملاحظہ فرمایئے۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاصؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الخمر أم الخبائث، فمن شربها لم تقبل منه صلاته أربعين يوماً، فإن مات وهي في بطنه مات ميتةً جاهلية. (المعجم الأوسط للطبراني،دارالكتب العلمية بيروت ٤٠٦/٢، رقم:٣٦٦٧)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شراب ہر خبیث اور گندی چیزوں کی جڑ ہے؛ لہٰذا جو پی لے گا اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوں گی، پھر اگر اس حال میں مرتا ہے کہ اس کے پیٹ میں شراب کے اثرات موجود ہوں تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اللهم احفظنا من الفواحش والخبائث والكبائر

○❖○

طلاق سکران

الحمد لله الذي جعل الخمر رجسًا وحراماً وجعل الحلال بينًا والحرام بينًا وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد و على آله وأصحابه وسائر المتقين الكرام أجمعين.

طلاق سکران سے متعلق آقائے نامدار ﷺ سے وقوع یا عدم قوع سے متعلق براہ راست کوئی روایت ثابت نہیں ہے، اوراس مسئلہ کا سلسلہ سرور کائنات ﷺ کے زمانہ کے بعد صحابہ کرام کے زمانہ سے شروع ہوا کہ طلاق سکران واقع ہوگی یا نہیں؟ اس لئے اس مسئلہ سے متعلق وقوع یا عدم وقوع میں کوئی مرفوع روایت ہم نقل نہیں کرسکیں گے؛ لہٰذا ہم گفتگو حضرات صحابہؓ سے شروع کرتے ہیں چنانچہ!

طلاق سکران سے متعلق حضرات صحابہؓ، تابعین ائمہ مجتہدین اور مسلک حنفیہ کے مفتیٰ بہ قول سے متعلق حدیث وفقہ کی کتابوں کا احاطہ کرنے سے تحقیقی طور پر ہمارے سامنے پانچ باتیں آتی ہیں جو یہاں پیش کرنی ہیں۔

(۱) حضرات صحابۂ کرام کی رائے۔

(۲) اجلہ تابعین کی رائے۔

(۳) ائمہ اربعہ کی رائے۔

(۴) فقہاء احناف کی رائے۔

(۵) حنفیہ کا قول مفتی بہ۔

حضرات صحابہ کی رائے

حدیث کی کتابوں میں حضرات صحابہ میں سے صرف تین صحابی سے اس موضوع میں صراحت کے ساتھ قول یا عمل ملتا ہے، ان کے علاوہ دیگر صحابۂ کرام کا قول حدیث میں صراحت کے

ساتھ نہیں ملتا؛ بلکہ کتب فقہ اور شروح حدیث میں دیگر صحابہ کے اقوال بھی ملتے ہیں اور تین صحابی جن کا قول واضح الفاظ میں ملتا ہے حسب ذیل ہیں۔

نمبر ۱ صحابی: حضرت عثمانؓ: حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ سکران کی طلاق واقع نہیں ہوگی، جس کو حدیث کی کتابوں میں اس قسم کے الفاظ سے نقل کیا گیا ہے۔

عن أبان بن عثمان عن عثمانؓ، قال: كان لا يجيز طلاق السكران، والمجنون. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب من كان لايرىٰ طلاق السكران جائزاً، مؤسسة علوم القرآن٩/٥٥٦ رقم١٨٢٧٥)

اس کو امام بخاری نے ترجمۃ الباب کے تحت اور امام بیہقیؒ نے سنن کبری میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

وقال عثمان: ليس لمجنون ولا لسكران طلاق. (صح البخاري، كتلب الطلاق ، باب الطلاق في الاغلاق والكره والسكران الخ، النسخة الهندية٢/٧٩٣، رقم الباب١١، السنن الكبرىٰ للبيهقي جديد دارالفكر بيروت١١/٢٦٨، رقم: ١٥٤٩٧، قديم ٧/٣٥٩، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ٧/٨٤، رقم: ١٢٣٠٨)

نمبر ۲ صحابی: حضرت عبداللہ بن عباسؓ: ان کے نزدیک بھی طلاق سکران واقع نہیں ہوتی، اس کو حضرت امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب کے تحت ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

وقال ابن عباسؓ: طلاق السكران والمستكره ليس بجائز. (كتاب الطلاق، باب الطلاق، في الغلاق والكره السكران، النسخة الهندية ٢/٧٣٩، رقم: الباب ١١)

ان دونوں صحابہؓ سے یہی ثابت ہوا کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

نمبر ۳ صحابی: حضرت معاویہؓ: ان کی رائے یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجائے گی؛ چنانچہ اس کے مطابق انہوں نے رملہ بنت طارق کے شوہر کی طلاق کو حالت نشہ میں واقع قرار دیا تھا، اور میاں بیوی کے درمیان تفریق کردی تھی، اس کو مصنف عبدالرزاق میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

فقال عبيد الله بن أيمن طلق رجل امرأته رملة بنت طارق فأجازه معاوية عليه. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق، المجلس العلمي ۸۳/۷، رقم: ۱۲۳۰۱)

اب ہمارے سامنے کل تین صحابہ کی آراء آتی ہیں، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت معاویہؓ۔ ان میں سے اول الذکر دونوں صحابہؓ کے نزدیک طلاق سکران واقع نہیں ہوتی اور مؤخر الذکر صحابی یعنی حضرت معاویہؓ کے نزدیک طلاق سکرن واقع ہو جاتی ہے، اوپر ذکر کردہ تینوں صحابۂ کرام کے علاوہ دیگر صحابۂ کرام کا قول حدیث کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ ہم کو نہیں مل سکا؛ لیکن علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ نے ہدایۃ کی شرح بنایہ میں اور علامہ موفق الدین ابن قدامہ نے المغنی میں کچھ فرق کے ساتھ ملے جلے انداز میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور حضرت عمرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیر کے نزدیک نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (المغنی لابن قدامۃ، کتاب الطلاق، دارالفکر بیروت ۲۸۹/۷، بنایہ شرح ہدایۃ، مکتبہ امدادیۃ مکۃ المکرّمۃ ۲۲۵/۲، المکتبۃ الأشرفیۃ ۳۰۰/۵)

نیز المغنی میں حضرت ابن عباسؓ کا بھی قول نقل کیا ہے کہ سکران کی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن ابن عباسؓ کی طرف اس قول کو منسوب کرنے میں ہمیں تردد ہے؛ اس لئے کہ حدیث کی کتابوں میں ان کا یہ قول نہیں ملتا۔ (المغنی لابن قدامۃ، کتاب الطلاق، دارالفکر بیروت ۲۸۹/۷)

لہٰذا علامہ بدرالدین عینی اور موفق الدین ابن قدامہ کو حضرت علیؓ اور حضرت ابن عمرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ کی روایت یا ان کا قول اگر کسی حدیث کی کتاب میں مل گیا ہے، تو کہا جا سکتا ہے کہ صحابہؓ میں سے ایک بڑی جماعت کے نزدیک نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۲/ حضرات اجلۂ تابعین کی رائے

حضرات اجلۂ تابعین جن کے اوپر ہمارے فقہ و حدیث اور پورے دین کا مدار ہے، ان کے

درمیان میں بھی نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں اختلاف رہا ہے؛ چنانچہ حضرات تابعین کی دو جماعتیں ہوگئیں۔

ایک جماعت حضرت عثمان اور ابن عباسؓ کی رائے کے مطابق عدم وقوع طلاق کی قائل ہے، اور دوسری جماعت حضرت معاویہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ وغیرہم کی رائے کے مطابق نشہ کی حالت میں وقوع طلاق کی قائل ہے۔

اب دونوں فریق کی الگ الگ فہرست ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

عدم وقوع طلاق کے قائلین

حضرات اجلہء تابعین میں سے ایک بڑی جماعت حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی رائے کے مطابق عدم وقوع طلاق کی قائل ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوگی، اس کے قائلین میں علامہ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری میں اور ہدایہ کی شرح بنایہ میں اور علامہ موفق الدین ابن قدامہ نے المغنی لابن قدامہ میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں، علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے المحلی بالآثار میں ملے جلے طور پر حضرات تابعین اور تبع تابعین میں دس افراد ایسے نقل فرمائے ہیں کہ ان سب حضرات نے ان تابعین کے اقوال مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق سے زیادہ نقل فرمائے ہیں۔

(۱) عطاء بن أبي رباح: عن عطاء أنه كان لا يجيز طلاق السكران.

(المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب من كان لا يري طلاق السكران جائزاً، مؤسسة علوم القرآن ۹/ ۵۵۷، رقم: ۱۸۲۷۸، قديم۵/ ۳۷)

(۲) جابر بن زيد:

(۳) عكرمة:

(۴) طاؤس بن كيسان: عن جابر بن زيد وعكرمة وعطاء وطاؤس

قالوا ليس بجائز. (المنصف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب من كان لا يرىٰ طلاق السكران جائزاً، مؤسسة علوم القرآن۹/۵۵۷، رقم:۱۸۲۷٦، قديم۵/۳۹)

(۵) قاسم بن محمد.

(٦) عمر بن عبد العزيز: أن القاسم وعمر بن عبد العزيز كانا لا يجيزان طلاق السكران. (المصنف لعبدالرزاق، كتاب الطلاق، المجلس العلمي۷/۸٤، رقم:۱۲۳۰۷)

عن القاسم بن محمد أنه كان يقول لايجوز طلاق السكران. (المنصف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب من كان لا يرىٰ طلاق السكران جائزًا، مؤسسة علوم القرآن۹/۵۵۷، رقم:۱۸۲۷۷، قديم۵/۳۹)

(۷) ربیعۃ الرائے۔

(۸) لیث بن سعد۔

(۹) اسحاق بن راہویہؒ۔

(۱۰) امام مزنیؒ۔

علامہ بدرالدین عینیؒ نے اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے:

وأما طلاق السكران؛ هل يقع أم لا فإن الناس اختلفوا فيه، وممن قال إنه لا يقع عثمان بن عفانؓ، وجابر بن زيدؓ، وعطاء وطاؤسؓ، وعكرمةؓ، والقاسمؓ، وعمر بن عبد العزيزؓ، ذكره ابن أبي شيبةؓ، وزاد ابن المنذر عن ابن عباسؓ، وربيعةؓ، وليثؓ، وإسحقؓ، والمزني ،واختاره الطحاوي . (عمدة القاري، كتاب الطلاق، اختلاف العلماء في طلاق السكران، دارإحياء التراث العربي ۲۰/۲۵۱، جديد زكريا ديوبند ۱٤/۲٦۰، بنايه شرح هداية، قديم المكتبة الامدادية، مكةالمكرمة ۲/۲۲۵، المكتبة الأشرفيه ديوبند ۵/۳۰۰، المغني لابن قدامة، دارالفكر بيروت ۷/۲۸۹، المحلي بالآثار، دارالكتب العلمية بيروت ۹/٤۷۱ تا٤۷٦، فتح الباري، كتاب الطلاق، تحت بات الطلاق في الإغلاق والكره والسكران، دارالفكر بيروت ۹/۳۹۱، دارالإيمان للتراث ۹/۳۰۳، اشرفيه ۹/٤۸۹)

وقوع طلاق کے قائلین

حضرات اجلہء تابعین اور تبع تابعین میں سے ایک بڑی جماعت حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رائے کے موافق اس بات کی قائل ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جائے گی؛ چنانچہ علامہ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاری، بنایہ شرح ہدایہ میں، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں، علامہ موفق الدین ابن قدامہؒ نے المغنی لابن قدامہ میں، علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے المحلی بالآثار میں ملے جلے طور پر اجلہء تابعین اور تبع تابعین میں سے بیس افراد ایسے نقل کئے ہیں، جن کے نزدیک نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جائے گی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبد الرزاق سے ان حضرات کے اقوال نقل کرنے میں استفادہ کیا ہے۔

(۱) امام حسن بصریؒ۔

(۲) امام محمد بن سیرین: عن الحسن وابن سيرين سمعهما يقولان يجوز طلاق السكران. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق، المجلس العلمي ۸۲/۷، رقم: ۱۲۲۹۷، المصنف لأبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن ۵۵٤/۹، رقم: ۱۸۲٦۱)

(۳) امام سعید بن المسیب: عن سعيد بن المسيب قال: طلاق السكران جائز. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ۵۵۵/۹، رقم: ۱۸۲٦۳، قديم ۳۷/۵)

(۴) امام عامر شعبیؒ۔

(۵) امام ابراھیم نخعیؒ: عن إبراهيم قال: يجوز طلاقه. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ۵۵۵/۹، رقم: ۱۸۲٦٦، المصنف لعبد الرزاق ۸۳/۷، رقم: ۱۲۳۰۲)

(٦) امـام مجاهد بن جبرؒ: عن مجاهد قال: طلاق السكران جائز. (المصنف لابـن أبـي شيبة، كتـاب الـطـلاق، بـاب مـن أجـاز طـلاق السـكران، مؤسسة علوم القرآن ٥٥٤/٩، رقم:١٨٢٥٨، المصنف عبد الرزاق٨٣/٧، رقم:١٢٣٠٤)

(۷) حـميـد بـن عبد الرحمن: عن حميد بن عبد الرحمن قال: يجوز طلاق السكران. (مصنف لابن أبی شیبه کتاب الطلاق باب من أجازطلاق السكران المجلس العلمی ٥٥٥/٩ رقم١٨٢٦٨)

(٨) عبـد الـرحـمـن بـن أبي ليلىؒ: وقال ابن أبي ليلىٰ يجوز نكاحه وطلاقه. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق، المجلس العلمي ٨٣/٧، رقم:١٢٣١٠)

(٩) ابـن شبـرمةؒ: عـن ابـن شبـرمةؓ قال: يجوز الطلاق للسكران. (الـمصنف لعبدالرزاق ،كتاب الطلاق المجلس العلمی ٨٣/٧، رقم ١٢٣١٠)

(١٠) امام ابن شهاب زهريؒ: عن ابن شهاب قال: يجوز الطلاق للسكران؛ لأنـه يشـرب الـخـمر وقد نهي الله عنها. (مـصـنف عبـدالـرزاق الـمجلس العلمی ٨٢/٧رقم ١٢٣٠٠)

(١١) حـضـرت عـمر بن عبد العزيزؒ: عن عمر بن عبد العزيز يقول: طلاق السـكــران والـمكـره جـائـز. (شـرح مـعــانـي الآثــار لـلـطـحــاوي قـديم، مطبع آصفيه ٥٨/٢،جديد٤٦٧/٢ رقم:٤٥٥٧)

أن عمر بن عبد العزيز أجاز طلاق السكران. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الـطلاق، من أجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ٥٥٥/٩، رقم:١٨٢٦٤، قديم ٣٧/٥)

(١٢) سـليـمـا ن بـن يسـارؒ: أن سـليمان بن يسار وسعيد بن المسيب قالا: طـلاقـه جائز. (الـمـصـنف لابـن أبـي شيبة، كتـاب الطلاق، من أجاز طلاق السكران، المؤسسة علوم القرآن ٥٥٥/٩، رقم:١٨٢٦٩، قديم ٣٨/٥)

(۱۳) میمون بن مهران.: عن ميمون قال: يجوز طلاقه. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، من اجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ۹/ ۵۵۵، رقم: ۱۸۲٦۷)

(۱۴) إمام شريح بن هاني.: عن شريح قال: طلاق السكران جائز. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، من أجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ۹/ ۵۵٦، رقم: ۱۸۲۷٤، قديم ۵/ ۳۸)

(۱۵) سالم بن عبد اللّٰہ:

(۱٦) امام قتادہؒ:

(۱۷) حسن بن حميد.:

(۱۸) امام حکم.: عن الحكم: من طلق فى سكر من الشيطان فطلاقه جائز. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، من اجاز طلاق السكران، مؤسسة علوم القرآن ۹/ ۵۵٦، رقم: ۱۸۲۷۳، قديم ۵/ ۳۸)

(۱۹) عطاء بن أبى رباح: عن عطاء قال: يجوز طلاق السكران أنه ليس كالمريض المغلوب على عقله. (المصنف لعبد الرزاق كتاب الطلاق، طلاق السكران، المجلس العلمي ۷/ ۸۲، رقم: ۱۲۲۹٦)

(۲۰) سلیمان بن حرب:

علامہ بدرالدین عینی نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

ومعظم العلماء صاروا إلى وقوع طلاق السكران، وفي المغني وهو قول سعيد بن المسيب، ومجاهد، وعطاء، والحسن البصري، وإبراهيم النخعي، وميمون بن مهران، والحكم وشريح، وسليمان بن يسار، ومحمد بن سيرين وابن شبرمة، وسليمان بن حرب، وابن عمر، وعلى و ابن عباس، ومعاوية رضي الله عنهم، وبه قال قتادة وحميد وجابر بن زيد وابن أبي ليلیٰ،

وعمر بن عبد العزيز، والحسن بن حميد. (بنايه شرح هدايه لطلاق الا ردويه مكه مكرمه ۲/۲۲۵اشرفيه ديوبند ۵/۳۰۰، المغني لابن قدامة، دارالفكر بيروت۷/۲۸۹، المحلي بالآثار، دارالكتب العلمية ۹/۴۷۱، رقم: ۱۹۶۴، عمدة القاري، داراحياء التراث بيروت ۲۰/۲۵۱، زكريا ديوبند ۱۴/۲۶۰)

اس تقریر کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجائے گی اور اس کے قائلین کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے ان اجلہ ءتابعین میں سے تین کے بارے میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے وقوع طلاق کے قول سے رجوع کرلیا ہے۔

(۱) امام ابن شہاب زہریؒ:

(۲) عمر بن عبدالعزیزؒ:

(۳) عطاء بن ابی رباحؒ:

جس کو ابن حزم ظاہریؒ نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

وقد روينا رجوع الزهري، وعمر بن عبد العزيز إلى هذا.

ومن طريق وكيع عن رباح بن ابي معروف عن عطاء بن أبي رباح قال: طلاق السكران لايجوز. (المحلي بالآثار، كتاب الطلاق، درالكتب العلمية ۹/۴۷۳)

وقوع طلاق کے قائلین کی ترجیح

ابن حزم ظاہریؒ کی یہ بات قریب قریب درست معلوم ہوتی ہے؛ اس لئے کہ حضرت عطاء بن ابی رباح اور عمر بن عبدالعزیزؒ سے دونوں طرح کی روایتیں دستیاب ہوتی ہیں، مگر امام زہریؒ کی طرف سے ہم کو صرف وقوع طلاق کی روایت ملی ہے، عدم وقوع طلاق کی روایت ہم کو دستیاب نہیں ہوئی۔

لیکن پھر بھی اگر ان تینوں حضرات کو وقوع طلاق کے قائلین میں سے مستثنیٰ کردیا جائے، تو پھر بھی اجلہ ءتابعین میں سے جن کو جبال علم سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، ایسے سترہ افراد کی تائید اس

سلسلہ میں ملتی ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے، جس کو ہم نے نام بنام اوپر کی فہرست میں ذکر کردیا ہے۔

اور عدم وقوع طلاق کے قائلین صرف دس گیارہ کی تعداد میں ہیں، تو معلوم ہوا کہ حضرات تابعین میں سے اکثر تابعین اس بات کے قائل ہیں کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ اس لئے امت کو اسی پر عمل کرنا چاہئے۔

ائمہ اربعہ کی رائے

علامہ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری میں اور علامہ عبدالرحمٰن الجزیری نے کتاب الفقہ میں نقل فرمایا کہ: ائمہ اربعہ میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الطلاق، اختلاف العلماء فی طلاق السکران، دار احیاء التراث العربی ۲۰/۲۵۱، زکریا دیوبند ۱۴/۲۶۰، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، مکتبہ عباس احمد الباز ۴/۲۸۲ تا ۲۸۴)

عمدۃ القاری اور فتح الباری اور المغنی لابن قدامہ اور بنایہ شرح ہدایہ میں حضرت امام شافعیؒ کی طرف سے دو روایتیں نقل کی گئی ہیں۔

ایک روایت کے مطابق نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اور دوسری روایت کے مطابق نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الطلاق، اختلاف العلماء فی طلاق السکران، دار احیاء التراث العربی ۲۰/۲۵۱، زکریا دیوبند ۱۴/۲۶۰، بنایہ شرح ہدایہ، مکتبہ امدادیہ مکۃ المکرّمۃ ۲/۲۲۵، اشرفیہ دیوبند ۵/۳۰۰، المغنی لابن قدامۃ، دار الفکر بیروت ۷/۲۸۹)

لیکن حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں وقوع طلاق کے قول کو زیادہ راجح قرار دیا ہے۔

وعن الشافعي قولان الصحيح منهما وقوعه. (فتح الباري، كتاب الطلاق،

باب الطلاق في الإغلاق، والكره، والسكران، دار الفكر۹/ ۳۹۱)

اورحضرت امام احمد بن حنبلؒ کی طرف سے تین روایتیں مروی ہیں۔ایک روایت کے مطابق طلاق واقع ہوجائے گی۔ دوسری روایت کے مطابق طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اورتیسری روایت کے مطابق وقوع یاعدم وقوع سے توقف اختیار کیا جائے کوئی جواب نہ دیا جائے۔(المغنی لابن قدامۃ، کتاب الطلاق، دارالفکر بیروت ۷/۲۸۹)

لیکن ان کے نزدیک عدم وقوع کی بات زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے۔

یہ ائمہء اربعہ کے اقوال ہیں کہ ان میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ اورامام مالکؒ ایک بات کے قائل ہیں کہ طلاق واقع ہوجائے گی۔ اور امام شافعیؒ کا راجح قول یہی ہے کہ طلاق واقع ہوجائے گی۔صرف امام احمد بن حنبل کی طرف سے کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی جاسکتی ؛ لیکن پھر بھی چاروں اماموں میں سے تین کے نزدیک نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

نیز ائمۂ مجتہدین میں سے امام سفیان ثوریؒ اور امام اوزاعیؒ وغیرہ کے نزدیک بھی نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا وقوع طلاق کے قائلین کو ہر اعتبار سے زیادہ قوت اورتائید حاصل ہے؛ اس لئے امت پر لازم ہے کہ اس بات کو تسلیم کرلے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

اس کو علامہ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری میں اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

وذهب مجاهد إلى أن طلاقه يقع –إلى قوله– كذلك قاله الأوزاعي، والثوري، وهو قول مالك،وأبي حنيفة، واختلف فيه قول الشافعي فأجازه مرة،ومنعه أخرىٰ، وألزمه مالك الطلاق والقود من الجراح.

(عمدة القاري، كتاب الطلاق، اختلاف العلماء في طلاق السكران، دار احياء التراث ۲۰/ ۲۵۱، زكريا ديوبند ۱٤/ ۲٦۰)

اورعلامہ عینی نے بنایہ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

وطلاق السكران واقع ،وبه قال الشافعي في المنصوص والأصح: وهو قول الثوري، مالک، وأحمد في رواية –إلى قوله– وفي جوامع الفقه عن أبي حنيفة: يقع وبه أخذ شداد. (المغني لابن قدامة، كتاب الطلاق، دار الفكر بيروت ٧/ ٢٨٩ بنايه شرح هدايه ٥/ ٣٠٠ مكتبه اشرفيه ديوبند)

اس کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

وقال بوقوعه طائفة من التابعين ،كسعيد بن المسيب، والحسن، وإبراهيم، والزهري، والشعبي ،وبه قال الأوزاعي، والثوري، ومالک، وأبوحنيفة ،وعن الشافعي قولان الصحيح منهما وقوعه، والخلاف عند الحنابلة؛ لكن الترجيح بالعكس. (فتح الباری، كتاب الطلاق، باب الطلاق في الإغلاق والكره والسكران، دارالفكر ٩/ ٣٩١، المكتبة اشرفيه ديوبند ٩/ ٤٨٩)

حضرات محدثین اور فقہاء کی ان تمام فقہی جزئیات اور احادیث شریفہ اور اقوال صحابہ سے استنباط کردہ اقوال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہ ہونے کے قائلین کی تعداد بہت کم ہے۔

اور ائمہ ٔ اربعہ میں سے ہر ایک یا تو کلی طور پر نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں یا فی الجملہ وقوع طلاق کے قائل ہیں، جیسا کہ اوپر کی عبارات سے واضح ہو چکا ہے۔

فقہاء احناف کی رائے

فقہاء احناف میں دو قسم کی رائے ملتی ہیں، ایک رائے یہ ملتی ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور دوسری رائے یہ ملتی ہے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے، ان دونوں اقوال کو ہم الگ الگ پیش کرتے ہیں۔

۱. حنفیہ میں سے عدم وقوع طلاق کے قائلین

حنفیہ میں سے حضرت امام ابوجعفر طحاویؒ، امام ابوالحسن کرخیؒ، امام محمد بن سلمہؒ، اور امام زفر بن ہذیلؒ کے نزدیک نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی - ان چاروں حضرات نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کو اس مسئلہ میں پیش نظر نہیں رکھا؛ بلکہ براہ راست قول صحابہؓ سے استدلال کیا ہے، اور اقوال صحابہؓ میں سے حضرت عثمانؓ کے قول کو پیش نظر رکھ کر ان لوگوں نے عدم وقوع طلاق کا قول کیا ہے، اپنے دعویٰ پر استدلال میں حضرت عثمانؓ کے قول کو پیش کیا ہے؛ اس لئے ان حضرات کے اس قول کو امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ میں سے کسی کی طرف منسوب کر کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ کی ایک روایت کو اختیار کیا ہے؛ بلکہ اس مسئلے سے متعلق ان لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ کے قول کا اعتبار نہیں کیا۔

نیز فقہاء احناف نے اس موقع پر یہ لکھا ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اس میں فقہاء احناف نے امام شافعیؒ کا قول راجح نقل نہیں کیا ہے؛ بلکہ یہ امام شافعیؒ کا قول مرجوح ہے؛ اس لئے کہ شافعی المسلک کے ترجمان حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ کا قول راجح اور قول صحیح یہی ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

ان لوگوں کے قول کو فتاویٰ بزازیہ اور البحر الرائق میں اس طرح کے الفاظ سے نقل گیا فرمایا ہے۔

وقال أمير المؤمنين عثمان ؓ: لا يقع طلاق السكران وبه أخذ الشافعي، والطحاوي، والكرخي، ومحمد بن سلام. (الفتاوى البزازية، كتاب الطلاق، الفصل الاول ي صريح الطلاق، زكريا جديد ۱/۲ ۱ ۱، البزازيه على هامش الهندية ٤/ ۱۷۱، البحرالرائق، كوئٹه۳/ ۲٤۷، زكريا ديو بند۳/ ٤۳)

اس کو صاحب درمختارؒ اور علامہ شامیؒ ان الفاظ کے ساتھ نقل فرماتے ہیں۔

ولم يوقع الشافعي طلاق السكران واختاره الطحاوي، والكرخي، وتحته في الشامية: وكذا محمد بن سلمة وهو قول زفر. (الدر المختار مع الشامي، كراجي ۳/۱ ٢٤١، زكريا ديوبند٤ /٤٤٨)

اس کو علامہ عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

وعن عثمانؓ أنه لا يقع طلاقه، وبه قال طاؤس –إلى قوله– وزفر بن هذيل، وأبو جعفر الطحاوي، وأبو الحسن الكرخي. (بنايه شرح هدايه، مكتبة امداديه، مكة المكرمة٢/ ٢٢٥، مكتبه اشرفيه ديوبند٥ /٣٠٠، فتح القدير بيروت ٣/ ٤٩٠، كوئٹه ٣/٣٤٣، زكريا ٣/٤٧٢)

ان عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلک احناف کے ان چار بزرگوں نے جو عدم وقوع طلاق کا قول کیا ہے، اس کا مدار امام ابوحنیفہ کے مسلک پر نہیں ہے؛ بلکہ صرف حضرت عثمان کی رائے پر ہے، جیسا کہ مذکورہ عبارات سے واضح ہو چکا۔

۲. حنفیہ میں سے وقوع طلاق کے قائلین

مسلک احناف کے بانی اول حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے، ان حضرات نے حضرت عثمان کے قول کو ترجیح نہیں دی ہے؛ بلکہ اس کے خلاف حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رائے کو بنیاد بنایا ہے اور ان ہی کے ساتھ ائمہ مجتہدین میں سے جبال علم حضرت امام سفیان ثوری، امام اوزاعی اور امام مالک وغیرہ نے متفقہ طور پر اس بات کی تائید فرمائی ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جائے گی؛ لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلک حنفی کے بانیین کے نزدیک نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور حنفی مسلک کے تمام لوگ انہیں کے مقلد ہیں؛ اس لئے طلاق سکران کے مسئلہ میں سب کو متفق ہو کر امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے مسلک کو اختیار کرنا لازم ہوگا۔

اس کو المغنی لابن قدامۃ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

یقع طلاقه، اختارها أبو بکر الخلال –إلی قوله– ومالک والثوري، والأوزاعي، والشافعي في أحد قولیه وابن شبرمة، وأبي حنیفة، وصاحبیه إلی آخره. (المغني لابن قدامة، کتاب الطلاق، دارالفکر بیروت ۲۸۹/۷)

حنفیہ کا قول مفتی بہ

اب اس کی پوری تفصیل کے بعد یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ حنفیہ کے اصل مسلک کے مطابق نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے جو کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ کا متفقہ مسلک ہے؛ اس لئے امام زفرؒ، امام طحاویؒ، امام کرخیؒ، اور محمد بن سلمہؒ کی رائے کو ان حضرات کے مسلک پر ترجیح نہیں دی جاسکتی؛ بلکہ حنفیہ کا اصل مسلک عمل کے لئے معیار ہوگا اور اس کو تمام فقہاء نے قول راجح اور قول مفتی بہ قرار دیا ہے؛ اس لئے ہمارے علمائے ثلاثہ کے قول کے مطابق فتوی دینا اور مسلک حنفی کے تمام لوگوں پر عمل کرنا لازم اور واجب ہوگا اور مفتی بہ قول سے فاسق وفاجر اور شرابی کا ساتھ دینے کے لئے صرف نظر کرنا اور اس کو ترک کرنا جائز نہیں ہوگا، یہ کسی طرح کی ضرورت اور مصلحت نہیں ہے کہ شرابی کا ساتھ دیا جائے اور اس کا ساتھ دے کر اصل مسلک کو چھوڑ دیا جائے۔ کیا شراب پینا ایسی دینی ضروریات میں سے ہے کہ اس کی رعایت کے لئے مسلک کے اصل مذہب کو چھوڑ کر قول ضعیف اختیار کیا جائے؟

قول مفتی بہ کی عبارات ملاحظہ فرمایئے:

(۱) وطلاق السکران واقع إذا سکر من الخمر أو النبیذ، وهو مذهب أصحابنا. (الفتاوی التاتارخانیة، کتاب الطلاق، الفصل الثالث، باب من یقع طلاقه ومن لا یقع جدید زکریا دیوبند ۳۹۴/٤، رقم: ٦٥٠٩، قدیم ۲٥٦/۳، مثله في الشامیة، کراچي

۲۴۱/۳، زکریا ٤٤٨/٤)

(۲) مجمع الانہر اور الدر المنتقی نیز شامی میں اس قسم کے الفاظ سے بھی قول مفتی بہ نقل فرمایا ہے۔

وفي هذا الزمان إذا سكر من البنج والأفيون يقع زجراً وعليه الفتوى. (الدر المنتقي، كتاب الطلاق، مكتبة عباس أحمد الباز، جديد ١٠/٢، قديم ٣٨٤/١، مجمع الأنهر، مكتبة عباس أحمد الباز بيروت جديد ١٠/٢، قديم ٣٨٥/١، شامي، زكريا ديوبند ٤٤٦/٤، كراچي ٢٤٠/٣)

اور اس کو صاحب بدائع نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

(۳) أما السكران إذا طلق امرأته، فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر أو النبيذ، طوعاً حتى سكر وزال عقله فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابة رضي الله عنهم. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، زكريا ديوبند ١٥٨/٣، بيروت ٢١٣/٤، كراچي ٩٩/٣)

(۴) اور شرح السیر الکبیر میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے:

لأن السكر لا يمنع وقوع الطلاق. (شرح السير الكبير قديم ٢١٥/٤)

(۵) اور فتاوی بزازیہ میں ہے:

وكذا المختار وقوع الطلاق. (الفتاوى البزازية، كتاب الطلاق، الفصل الاول في صريح الطلاق، جديد زكريا ديوبند ١١٢/١، بزازيه على هامش الهندية ١٧١/١)

(٦) اور البحر الرائق میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

المختار: في زماننا لزوم الحد؛ لأن الفساق يجتمعون عليه، وكذا المختار وقوع الطلاق. (البحر الرائق، كتاب الطلاق، كوئٹه ٢٤٨/٣، زكريا ديوبند ٤٣٢/٣)

ان تمام فقہی جزئیات سے مجموعی طور پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع

ہوجاتی ہے، چاہے انگور اور کھجور کی شراب سے نشہ آیا ہو یا شہد کی شراب سے یا دیگر اناج اور پھل فروٹ کی شراب سے، یا ہمارے ہندوستان میں گنا اور سبزیوں کی شراب سے نشہ آیا ہو، قول مفتی بہ یہی ہے کہ ہر قسم کے نشہ میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجائے گی۔

اشیاء مخدرہ

اب تک جتنی تفصیل پیش کی گئی ہے، ان سب میں ایک مجموعی انداز سے مطلق حکم بیان کیا گیا ہے کہ طلاق سکران ہمارے علماء ثلاثہ کے نزدیک واقع ہوجاتی ہے؛ لیکن اشیاء مخدرہ کے بارے میں تھوڑی سی تفصیل ہے کہ اگر کسی نے شراب پی لی ہے یا نشہ لانے والی نبیذ پی لی ہے، مثلاً کھجور، کشمش وغیرہ کی نشہ آور نبیذ پی لی ہے، تو ایسی صورت میں چاہے اس نے بے خیالی میں پی ہو یا شدید ضرورت میں پی ہو، یا اپنی مرضی اور خوشی سے پی ہو، جس سے اس کو نشہ آ گیا ہو، تو ایسی صورت میں حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسف، امام محمدؒ تینوں کے نزدیک اگر بیوی کو طلاق دیدی ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

اس کو بنایہ شرح ہدایہ میں اس قسم کے الفاظ سے نقل کیا گیا ہے:

طلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، فلو أكره على الشرب فسكر أو شرب للضروة فذهب عقله يقع طلاقه. (بنايه شرح هداية، كتاب الطلاق، مكتبة امداديه مكة المكرمة ٢/ ٢٢٥، مكتبه اشرفية ديوبند ٥/ ٣٠٠، فتاى قاضيخان، زكريا ديوبند جديد ١/ ٢٨٦، على هامش الهندية ١/ ٤٧٠)

اور اگر بھنگ یا گانجہ وغیرہ پی لیا ہے اور پیتے وقت اس کو معلوم ہے کہ یہ چیز نشہ پیدا کرے گی، تو ایسی صورت میں اگر نشہ آ گیا ہے، اور اسی حالت میں بیوی کو طلاق دیدی ہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی، ہاں البتہ اگر اس کو پیتے وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ چیز نشہ پیدا کرسکتی ہے، بے خیالی میں پی لیا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اس کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے۔

قال سئل أبو حنيفةؒ و سفيان الثوريؒ عن رجل شرب البنج، فارتفع إلى رأسه فطلق قالا إن كان يعلم حين شرب ما هو؟ يقع وإلالا يقع. (بنايه شرح هداية، كتاب الطلاق، مكتبة امداديه مكة المكرمة ۲/۲۲۶، مكتبه اشرفية ديوبند ۵/۳۰۰)

اوراگر شہد یا کسی اناج سے نبیذ بنالی گئی ہے، پھراس نبیذ کے پینے کے بعد نشہ آگیا ہے اورنشہ کی حالت میں طلاق دیتا ہے، توایسی صورت میں ہمارے علماء ثلاثہ کے درمیان اختلاف ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اورامام ابو یوسفؒ کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوگی اور حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی۔

اس کو بنایہ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے:

ولو سكر من الأنبذة المتخذة من الحبوب والعسل لا يقع طلاقه عندهما، وعند محمد يقع. (بنايه شرح هداية، كتاب الطلاق، المكتبة امدادية، مكة المكرمة ۲/۲۲۶، اشرفية ديوبند۵/۳۰۰)

اوراس کوتا تارخانیہ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

فلو شرب من الأشربة التي تتخذ من الحبوب أو العسل أو الشهد وسكر فطلق امرأته لا يقع طلاقه عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ خلافاً لمحمدؒ. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا جديد ۴/۳۹۵، رقم: ۶۵۱۱، قديم۳/۲۵۷)

لیکن اس مسئلہ میں شیخینؒ اورامام محمد کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے فتویٰ کس پر ہوگا؟ تو بزازیہ اورالبحرالرائق میں لکھا ہے کہ امام محمدؒ کا قول قول مختار ہے اوراسی پر فتویٰ ہوگا، اس کوان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا گیا ہے۔

ولو من الأشربة المتخذة من الحبوب والعسل فسكر، المختار في زماننا لزوم الحد؛ لأن الفساق يجتمعون عليه، وكذا المختار وقوع الطلاق.

(الفتاوى البزازية، كتاب الطلاق، الفصل الاول في صريح الطلاق جديد زكريا ۱/۱۱۱،

علی هامش الهندية۷/۱۷۱)

وفي البحر وفتح القدير: ويفتىٰ بقول محمد. (البحر الرائق، كتاب الطلاق، كوئٹه۳/۲٤۸، زكريا ديوبند۳/٤۳۱، فتح القدير بيروت ۳/٤۹۲، كوئٹه ۳/۳٤۸، زكريا ديوبند۳/٤۷۲)

اب پوری تفصیل کا حاصل یہی ہے کہ اگر شرابی نشہ کی مستی اور مدہوشی کی حالت میں طلاق دیتا ہے جو بعد میں اس کو یاد بھی نہ ہو تب بھی اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی اور یہی قول مشہور و معمول بہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

واللّٰه الموفق والمعين اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضىٰ وأعذنا من خزى الدنيا والأخرة وصلى اللّٰه تعالىٰ على ما انزل عليه الفرقان بين الحلال والحرام، وعلى آله واصحابه وسائر المؤمنين والمؤمنات أجمعين

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ☆ عَلىٰ حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُ أَكْبَر كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلاً. الحديث

(المعجم الكبير ۲/ ۱۳۵، برقم: ۱۵۷۰)

(مفتی) شبیر احمد قاسمی

خادم الحدیث والافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد (یو-پی)

۲۱؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

پاگل کی طلاق

سوال [۶۱۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے شریف احمد کی دماغی حالت بھی خراب ہے، اسے یہ بھی ہوش نہیں رہتا کہ گھر میں کس طرح رہنا ہے؟ رکشہ چلانے میں دماغی حالت اس درجہ خراب ہوگئی ہے کہ اسے اپنے تن کا ہوش نہیں رہتا، ان حالات میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، طلاق کے الفاظ اس نے اس طرح سے ادا کیے، ''یہاں سے چل نکل تجھے میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی'' اس جملہ میں علماء کرام شریعت کے مطابق کیا فیصلہ دیتے ہیں؟ شریف احمد کی دماغی حالت میں اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد ثاقب دربھنگہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریف احمد کو دارالافتاء حاضر کر کے اکابر شاہی کے سامنے لاکر مشاہدہ کیا گیا، وہ بالکل مجنون و پاگل تو نہیں ہے؛ لیکن معتوہ اور مبرسم کے درجے میں ہونا ظاہری حالت بتارہی ہے، تو اگر واقعی مختل العقل کی حالت میں طلاق دی ہے، تو فقہاء کی تصریحات کے مطابق اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔

عن قتادةؓ قال: الجنون جنونان، فإن كان لا يفيق لم يجز له طلاق، وإن كان يفيق فطلق في حال إفاقته لزمه ذلک. (المصنف لابن أبي شبية، كتاب الطلاق، ماقالوا في الذي به الموتة تطلق، مؤسسة علوم القرآن ۹/۵٤۹، رقم:۱۸۲۲۹)

عن سعيد بن المسيب قال: طلاق المعتوه المغلوب على عقله ليس بشيءٍ، طلاقة إلى وليه. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ماقالوا في المجنون، والمعتوه......مؤسسة علوم القرآن ۹/۵۵۰، رقم:۱۸۲۳۲)

أخرج البخاري تعليقات وقال علي: وكل الطلاق جائز، إلاطلاق المعتوه. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب الطلاق في الإغلاق......النسخة الهندية ۲/۷۹٤)

ولا يقع طلاق المولى على امرأة عبده، والمجنون، والصبي، والمعتوه، وهو اختلال في العقل، والمبرسم الخ. (تنویر الأبصار مع الدر، کتاب الطلاق، زکریا ٤/ ٤٤٩ - ٤٥١ کراچی ۳/ ۲٤۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
ار جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۱۹۹)

پاگل پن کا دورہ پڑنے والے کی طلاق

سوال [٦١٦٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجھے کبھی کبھی غصہ میں پاگل پن کا سا دورہ پڑجاتا ہے، یہ پتہ نہیں چلتا کہ میں کیا کررہا ہوں، اسی دوران بچوں کو بے دردی سے مارنے لگتا ہوں، مارتے وقت بیوی کو بلاوجہ کہدیا کہ میں نے طلاق دی طلاق دی طلاق دی بیوی وہاں موجود نہیں تھی مجھے کچھ یاد نہیں ہے البتہ میرا لڑکا کہتا ہے کہ میں نے تین بار طلاق دی اور لڑکے کے اس بیان پر مجھے یقین ہے، لڑکا میرے حق میں غلط بیانی نہیں کرے گا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ میری بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے۔

المستفتی: شکیل احمد، آزادنگر، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اس لڑکے کے ساتھ کسی دوسرے نے بھی شہادت دی ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی؛ جبکہ شوہر کو ان کی شہادت پر یقین ہو؛ لیکن اگر صرف ایک لڑکا شہادت دے رہا ہے اور کوئی شہادت میں شامل نہیں ہے، تو ایسی صورت میں بیوی پر طلاق کا اعتبار نہ ہوگا، بدستور ساتھ رہ سکتے ہیں۔

لو طلق فشهد عنده اثنان أنک استثنیت، وهو غير ذاكر إن كان بحيث إذا غضب لايدری مايقول وسعه الأخذ بشهادتهما وإلا لا الخ

(وقوله) إكان بحال لو غضب يجري على لسانه مالايحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، زكريا ديوبند ٤/٤٥٣، كراچي ٣/٢٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳٦؍۷۸۸۷)

کبھی ہوش اور کبھی جنون طاری ہونے والے کی طلاق

سوال [٦١٦٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی دماغ کی حالت یہ ہے کہ کسی وقت عقل رہتی ہے، کسی وقت اس کی حالت مجنونہ کی سی ہوجاتی ہے، عمر ۸۰؍سال کی ہورہی ہے، اور یہ حالت جوانی میں تھی مگر کم، وس وقت عروج پر ہے، زید کا بیان ہے کہ میں کہتا کچھ ہوں اور زبان سے کچھ نکلتا ہے۔

(۲) مذکورہ بالا صفات کے حامل زید نے ایک دن تنہائی میں اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاق دیدی ہیں، کچھ عرصہ گذرنے کے بعد زید اپنی مذکورہ بیوی سے کہتا ہے کہ تم کو میں تین طلاقیں دے چکا ہوں، ہندہ نے جواباً کہا کہ اب تو ہمیں تم سے پردہ کرنا چاہئے اور اب میں تمہارا کوئی کام نہیں کروں گی، زید نے کہا کہ ہمارا سب کام کرو اور ہماری خدمت کرو اور روٹی پکاؤ وغیرہ وغیرہ، ہم نے طلاق روٹی پکانے وغیرہ سے نہیں دی ہے؛ بلکہ ایک فعل مخصوص ومعروف سے رکنے کی دی ہے یعنی جماع سے مزید براں کہتا ہے کہ جوانی میں پردہ نہیں اور سیکڑوں عورتیں پردہ نہیں کرتی، تو تم کیسے پردہ کروگی؟ اس قسم کی لغویات زید بکتا ہے، صورت مسئولہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ زید کو مرفوع الفعل سمجھا جائے گا یا نہیں؟ زید کا شمار مجنون میں ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب مطلوب ہے۔

(۳) اگر طلاق پڑگئی تو پردہ کرانے کی کیا صورت ہوگی جبکہ بوڑھا ہے، میاں کی دیکھ بھال ہونی مشکل ہے، کیا عدم پردہ کی کوئی صورت نکل سکتی ہے؟ اجیبوا توجروا۔

المستفتی: محمد عظیم، محلہ اسلام گنج، ناگرانی، بستی، ہردوئی (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید کا اپنی بیوی سے آکر یوں کہہ دینا کہ تم کو میں نے تین طلاقیں دے چکا ہوں، یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ جس وقت طلاق دی ہے، اس وقت حالت جنون میں نہیں تھا؛ بلکہ عاقل باہوش مند تھا اور عاقل اور ہوشمند کی طلاق کا واقع ہوجانا واضح ہے۔

عن قتادة قال الجنون جنونان، فإن كان لا يفيق لم يجزله طلاق، وإن كان يفيق، فطلق في حال إفاقته لزمه ذلك. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ماقالوا في الذي به الموتة تطلق، مؤسسة علوم القرآن ٥٤٩/٩، رقم:١٨٢٢٩)

اور جب عدد تین ذکر کردیا، تو تینوں طلاقیں واقع ہوکر بیوی مغلظہ ہوگئی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ص:٢١٩، زكريا ص:٣٧٦)

اور زید کا لغو بات بکنا عدم عقل کی وجہ سے نہیں ہے؛ بلکہ عدم علم کی وجہ سے ہے، جو عذر شرعی نہیں۔

(۲) جب طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، تو اب پردہ شرعی بھی واجب رہے گا، جس کمرہ میں بیوی رہے، اس میں شوہر نہ پہونچے؛ کیونکہ بالکل اجنبیت ثابت ہوچکی ہے، ہاں حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح کرے تو پردہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۹۸/۲۳)

مجنون کو طلاق دینا یاد رہے

سوال [۶۱۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی تقریباً ۱۹؍سال پہلے حسن پور میں نواب خان ولد حمید خاں سے ہوئی تھی، کچھ سال خیرو عافیت کے ساتھ گذرنے کے بعد ازدواجی زندگی کے حالات بد سے بدتر ہوگئے، اب سے تقریباً تین سال پہلے میرے شوہر نے رات دو بجے سوتے ہوئے میرے اوپر چاقو سے حملہ کیا اور میری گردن کافی حد تک کٹ چکی تھی، خدا کی طرف سے زندگی تھی فوری طور سے صحیح علاج ہونے پر مجھے نئی زندگی مل گئی، میرے پانچ بچے بھی ہیں، اس حملہ کی وجہ سے میرے بچے بھی اپنے باپ سے خوف زدہ رہتے ہیں اور اپنے باپ کے پاس جانے سے بھی ڈرتے ہیں، بڑی بیٹی جس کی عمر ۱۴؍سال ہے، وہ اپنے تایا کے یہاں رہتی ہے، مجھے ہر وقت ستاتے رہتے ہیں اور پوری رات جگاتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے میں بہت پریشان رہتی ہوں اور آج بتاریخ ۳۱؍مئی حسب معمول فجر کی نماز کے بعد قرآن شریف پڑھ رہی تھی، اسی وقت میرا چھوٹا بیٹا جس کی عمر ۵؍سال ہے وہ چائے کی ضد کرنے لگا، میرے شوہر نے مجھ سے چائے کے لئے کہا میں نے قرآن شریف پڑھنے کے بعد چائے کے لئے کہا، اس پر اسی وقت انہوں نے اپنی بڑی بھابھی اور بھتیجے کے سامنے مجھے تین طلاق دیدیں، اس کے بعد میرے شوہر نے ہمارے گھر والوں کو مرادآباد فون پر بھی کہدیا کہ میں نے آپ کی بیٹی کو طلاق دیدی ہے، اسے آکر یہاں سے لے جایئے، ہمارے شوہر کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ شدید گرمی کی وجہ سے دماغی حالت خراب ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ ایسا کرتے ہیں، ان کے دماغ کا دہلی کے ڈاکٹر کا علاج بھی ہورہا ہے؛ لیکن وہ علاج پوری طرح سے نہیں کرپاتے، اب میری اور میرے بچوں کی زندگی اجیرن ہوگئی ہے؛ اس لئے آپ سے میری گذارش ہے کہ آپ میری صحیح رہنمائی فرماتے ہوئے تحریری طور سے مفید مشوروں اور دعاؤں سے نوازیں؛ جبکہ ان کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی،

اس مسئلہ پر آپ کے جواب کی منتظر ہوں، شوہر کو طلاق دینا یاد ہے، اسی وجہ سے اس نے بیوی کے میکہ والوں کو طلاق کی اطلاع دی۔

المستفتيه: طاہری بی، حسن پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سوالنامہ میں صاف طور پر وضاحت موجود ہے کہ اس نے بیوی کو طلاق دینے کے بعد سسرال کو فون کر کے بتلایا ہے کہ میں نے آپ کی بیٹی کو طلاق دیدی ہے، اسے آکر یہاں سے لے جاؤ اور سوال نامہ میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ شوہر کو طلاق دینا یاد ہے، تو اس قدر ہوش وحواس کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے؛ لہٰذا سوال نامہ کی ان باتوں سے وقوع طلاق میں کوئی اثر نہیں پڑے گا جن میں اس کے دماغی حالات خراب ہونے کی بات لکھی گئی ہے، ہاں البتہ حالات ایسے خراب ہو جائیں کہ اسے طلاق دینا یاد نہ ہو، تو اس کا حکم دوسرا ہوتا ہے، جب شوہر نے اس حالت میں تین بار طلاق دی ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہو کر بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے، آئندہ بغیر حلالۂ شرعیہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۴/۱۳۳)

عن الشعبي قال: ما كان في إفاقة المجنون من طلاق، أو عتاقه، أو قذف، فهو جائز و ماصنع وهو يجف، فليس بشيءٍ. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب المجنون و الموسوس، المجلس العلمي۷/۷۸، رقم: ۱۲۲۸۲، سنن سعيد بن منصور، باب ماجاء في طلاق السكران، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۲۷۳، رقم: ۱۱۲۰-۱۱۲۲)

عن قتادة ؓ قال: الجنون جنونان، فإن كان لا يفيق لم يجزله طلاق، وإن كان يفيق فطلق في حال إفاقته لزمه ذلک. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ماقالوا في الذي به الموتة تطلق، مؤسسة علوم القرآن۹/۵٤۹، رقم:۱۸۲۲۹)

لـو قال لزوجتهٖ: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر زكرياص:٣٧٦، قديم ٢١٩)

إن كـان الـطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها، كذا في الهداية. (عـالـمـگيـري، كتـاب الطلاق الباب السادس فصل فيما تحل به الـمـطـلقة ومايتصل به جديد ١/٥٣٥ زكريا ١/٤٧٣، هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري، مكتبه امدادية ديوبند ١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۱۹۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۶/۷/۱۴۳۴ھ

مجنون کو طلاق دینا یاد ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۱۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گلزار احمد نے اپنی بیوی ستارہ کو بلایا، جب نہیں سنا تو زور سے ڈانٹ کر بلایا اور رخسار احمد ولد خلیل احمد کو بھی آواز دے کر خوب زور سے بلایا اور اس کو گواہ بنا کر تین مرتبہ طلاق دی، پھر گلزار احمد کے بھائی سردار نے معلوم کیا، یہ سب کیا معمہ ہے؟ تو گلزار احمد نے کہا بات کو ایک ہفتہ ہو گیا ہے؛ جبکہ کل صبح آٹھ بجے کی بات ہے، سردار احمد نے یہ اندازہ کیا کہ دماغی توازن خراب ہے؛ لیکن طلاق دینے کی بات یاد ہے۔

المستفتی: گلزار احمد، لال مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب گلزار احمد کو طلاق دینا اچھی طرح یاد ہے، تو شرعاً اس کی طلاق کا اعتبار ہوگا اور جب تین مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

عن قتادةؓ قال: الجنون جنونان، فإن كان لا يفيق لم يجز له طلاق، وإن كان يفيق فطلق في حال إفاقته لزمه ذلك. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ما قالوا في الذي به الموتة تطلق، مؤسسة علوم القرآن ۹/۵٤۹، رقم: ۱۸۲۲۹)

عن إبراهيم وغير واحد من أصحابنا عن الشعبي، قال: طلاق المجنون في إفاقته جائز، وإذا طلق في غير إفاقته لم يجز. (سنن سعيد بن منصور، كتاب الطلاق، باب ماجاء في طلاق السكران، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۲۷۳، رقم: ۱۱۲۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا ۱/٤۷۳، كتاب الطلاق، الباب السادس فصل فيما تحل به المطلقة ومايتصل به جديد۱/۵۳۵، هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، قدوري، مكتبه امداديه ديوبند ص: ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۴۰۴/۳۲)

دماغی مرض میں مبتلا شخص کی طلاق

سوال [۶۱۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری عقل مختل ہو چکی ہے، دماغی ہوش وحواس خراب ہو چکے ہیں، جس کی وجہ سے کچھ پتہ نہیں چل پاتا ہے، میری حالت خراب تھی، میرا کاروبار وغیرہ بھی خراب ہے، میں نے اپنا ٹی وی بھی توڑ دیا ہے، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے مجھ سے کہا میں نے تین بار طلاق طلاق کا لفظ کہا، مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کوئی چیز میری زبان سے نکلی ہو، مجھے

پتہ نہیں چلا کہ میں نے کیا کہا، یہ الفاظ بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے جاری ہوئے، جو بھی شرعی حکم ہو آپ نافذ فرمادیں۔

المستفتی: چراغ الٰہی، محلّہ بھٹی، گلی انجیر والی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائل کو احقر نے خود بھی دیکھا اور باشرع واقف لوگوں سے بھی معلوم ہوا، نیز ڈاکٹری معائنہ بھی کرایا گیا، ان سب وجوہات سے ثابت ہوا کہ واقعی سائل بدحواسی اختلال عقل اور سخت دماغی مرض میں مبتلا ہے، ایسے شخص کی طلاق شرعاً معتبر نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۹/۱۰۱)

عن عمروؓ قال: سئل جابر عن رجل طلق امراته، وهو مجنون حين أخذه جنونه؟ قال: لايجوز. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ما قالوا في طلاق المجنون، مؤسسة علوم القرآن ۹/۵٤٦، رقم: ۱۸۲۱۱)

عن الشعبي قال: لايجوز طلاق المغلوب على عقله. (سنن سعيد بن منصور، باب ماجاء في طلاق السكران، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۲۷۳، رقم: ۱۱۲٤)

وكذا يقال فيمن اختل عقله لكبر أو لمرض أو لمصيبة فاجأته، فمادام في حال غلبة الخلل في الأقوال والأفعال لا تعتبر أقواله وإن كان يعلمها ويريدها؛ لأن هذه المعرفة والإرادة، غير معتبرة لعدم حصولها عن إدراك صحيح كما لا تعتبر من الصبي العاقل الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق المدهوش، كراچي ۳/۲٤٤، زكريا ديوبند ٤/٤٥٣ كوئٹه ۲/٤٦۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۴/۸۷)

حالت جنون میں تین طلاق دینا

سوال[۶۱۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے پاگل پن کی حالت میں جس کا دماغی توازن تقریباً چار ماہ سے ڈاکٹری سارٹیفکٹ کے مطابق خراب ہے، اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں اوراسی حالت میں اوردوسرے کے سوال کرنے کے جواب میں اس نے کہا کہ میں نے دی اوراس کی حالت یہ ہے کہ مارتوڑ کررہاہے، کسی کے قبضہ میں نہیں آرہاہے اوراپنے جسم میں چھری کاٹنے، جوکچھ ہاتھ میں آتاہے مارلیتاہے اوراپنے جسم کوزخمی بھی کرلیاہے، توکیاایسی حالت میں اس کی بیوی پرطلاق واقع ہوگی یانہیں؟

المستفتی: ابن جاوید علی، کھوکران، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرواقعی مذکورہ شخص پرجنون طاری ہوچکاہے اوراس طرح جنون ومدہوشی میں طلاق دیدی ہے اوراس نے جوسوال کے جواب میں ''میں نے دی'' کہا ہے محض ضداورجنون میں کہہ رہاہے، توایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی ہے؛ لیکن اگردماغی توازن درست ہوجانے کے بعداقرارکرے گا، توطلاق صحیح مان لی جائے گی۔

عن الشعبي قال: لايجوز طلاق المجنون إذا طلق في جنونه، وإذا عقل فطلاقه جائز. (سنن سعيد بن منصور، باب ماجاء في طلاق السكران، دارالكتب العلمية بيروت ۲۷۳/۱، رقم: ۱۱۲۰)

عن الزهري قال: لا يجوز طلاق المجنون إذا أخذبه، فإذا صح فهو جائز. (مصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، ماقالوا في طلاق المجنون، مؤسسة علوم القرآن ۵۴۶/۹-۵۴۷، رقم: ۱۸۲۱۲ ولايقع طلاق الموتى على امرأة عبده والمجنون الخ تنوير الابصار على الدرالمختار مع الشامي كراچی ۲۴۲/۳، زكريا ۴۴۹/۴-۴۵۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۵۵۶)

بے ہوشی میں طلاق کا حکم

سوال [۶۱۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی میں آپسی تنازع ہوا، درآں حالیکہ شوہر صاحب کا بچی کے انتقال کے سبب دماغ صحیح نہیں چل رہا تھا، اس تنازع کے درمیان بیوی نے اپنے پورے جہیز اور طلاق کا مطالبہ کیا، تو جب تک شوہر صاحب اپنے ہوش وحواس میں تھے، تب تک انہوں نے کوئی طلاق نہیں دی ہے، جب ہوش میں نہ رہے تو ان کی پھوپھی اور ایک بہن کا کہنا ہے کہ ان کی زبان سے تین مرتبہ طلاق کے الفاظ نکلے ہیں اور بیوی کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ اور شوہر کا کہنا ہے کہ اسے کوئی خبر نہیں ہے کیا کہا اور کس کو کہا ہے، اور یہ اپنی اس بات پر قسم کھانے کو تیار ہیں، تو سوال یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

المستفتی: محمد رمضان، مرزا پور، پرتاپ گڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب بے ہوشی سے افاقہ کے بعد شوہر کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں کہ کیا کہا ہے اور کس کو کہا ہے اور وہ اس پر قسم کھانے کو تیار ہے۔ نیز اس کی پھوپھی بہن وغیرہ بھی اس کی بے ہوشی کی قائل ہیں، تو اس بے ہوشی کی حالت میں بیوی کو طلاق نہیں پڑے گی۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/ ۴۰۷، احسن الفتاوی ۵/ ۱۶۲)

ولا يقع طلاق المولىٰ على امرأة عبده والمجنون والصبي والمعتوه والمبرسم، والمغمىٰ عليه والمدهوش. (تنوير الأبصار مع الدر، كتاب الطلاق، زكريا ٤/ ٤٤٩ تا ٤٥٢، كراچي ٣/ ٢٤٢، ٢٤٣)

الثاني أن يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولايريده، فهذا لاريب أنه لاينفذ شيئ من أقواله. (شامي، زكريا ٤/٤٥٢، كراچي ٣/٢٤٤، الموسوعة الفقهية الكويتية ١٨/٢٩)

ولاطلاق صبي ومجنون وكذا المغميٰ عليه والمبرسم، والملهوش.

(ملتقي الأبحر مع مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٠،فتاوی هندية ،كتاب الطلاق فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لايقع طلاقه جديد ١/٤٢٠ زكريا ١/٣٥٣)

سئل نظماً فيمن طلق زوجته ثلاثاً في مجلس القاضي، وهو مغتاظ مدهوش، فأجاب نظماً أيضاً بأن الدهش من أقسام الجنون فلا يقع، وإذا كان يعتاده بان عرف منه الدهش مرة يصدق بلا برهان (شامي، زكريا ٤/٤٥٢، كراچي ٣/٢٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍رجب المرجب ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۷۵۰/۳۹)

بے ہوشی کی حالت میں طلاق دینا

سوال [۶۱۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا میاں بیوی کا جھگڑا او مار پیٹ ہوئی، بہت کچھ تکرار ہوگیا اور یہاں تک کہ میں بے ہوش ہوگیا اور اسی غفلت کی حالت میں میرے منھ سے لفظ طلاق نکل گیا، جس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے، مگر وہاں پر موجودہ لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ میں غفلت کے عالم میں کئی مرتبہ لفظ طلاق اپنے منھ سے ادا کرچکا ہوں، جس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے، اب آپ سے گذارش ہے کہ میرے اس معاملہ پر آپ صاحبان فیصلہ دے کر احسان فرمائیں۔

المستفتی: محمد مقبول حسین، مقرب پور، نزدیک دم دمے کی کوٹھی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ اپنے بیان میں سچے ہیں اور حلفیہ بیان دے

سکتے ہیں اور جو لوگ آپ کو زبانی بتلارہے ہیں، ان میں سے دو عادل باشرع مقبول الشہادۃ گواہ موجود نہیں ہیں، تو آپ کی بیوی پر شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی اور اگر عادل باشرع مقبول الشہادۃ مرد آپ کو بتلارہے ہیں تو ان کی شہادت معتبر ہوگی اور آپ کی بیوی پر اتنی طلاقیں واقع ہوجائیں گی جتنی کی وہ لوگ شہادت دیتے ہوں؛ البتہ تین سے زائد میں تین ہی واقع ہوگی۔

والثاني أن يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولايريده، فهذا لاريب أنه لاينفذ شيئ من أقواله (وقوله) ثم رأيت ما يؤيد ذلك الجواب هو أنه قال في الولوالجية إن كان بحال لو غضب يجري على لسانه ما لايحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين الخ. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، كوئٹه ۲/۴۶۳، كراچي ۳/۲۴۴، زكريا ۴/۴۵۲، وهكذا في الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۹/ ۱۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۸۴۹)

بے ہوشی کی حالت میں طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۱۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی بیوی کو بلانے کے لئے گیا راستے میں اس کی مخالف پارٹی نے گھر جانے نہیں دیا، مار پیٹ کر اس کو بے ہوش کردیا، اس نے بے ہوشی میں طلاق دی، طلاق دی، کئی بار کہا مگر اس کو معلوم نہیں، مخالف پارٹی نے شور مچایا، طلاق دی، طلاق دی بیوی اس طلاق کو نہیں مان رہی ہے، بیوی اپنے میاں کے گھر آنے کو تیار ہے؛ لہٰذا اس کی طلاق ہونے میں گنجائش ہے یا نہیں؟ تحریر فرمائیں۔

المستفتی: عبدالغنی، محلّہ نالہ پار قصبہ شاہ آباد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غصہ کی حالت میں بیوی کے سننے اور ماننے بغیر بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگر کئی مرتبہ کہنے سے مراد تین بار یا اس سے زائد ہے اور شوہر کو لوگوں کے بیان پر اعتماد بھی ہے، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، دوبارہ بلا حلالہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

إن كان بحال لو غضب يجرى على لسانه مالايحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، زكريا ٤/٤٥٣، كراچي ٣/٢٤٤)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (فتاوى عالمگيري، زكريا ١/٣٥٦ كتاب الطلاق الباب الثانى فى ايقاع الطلاق جديد ١/٤٢٣)

اور اگر کئی مرتبہ سے مراد صرف دو مرتبہ ہے، اس سے زائد نہیں ہے یا شوہر کو لوگوں کے بیان پر اعتماد نہیں ہے، تو یقیناً طلاق قضاءً واقع نہیں ہوگی۔ ۲/ طلاق کی صورت میں رجعت کر کے اور عدم اعتماد کی صورت میں یونہی بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے۔ اب میاں بیوی خود ہی سوچ لیں! اگر غلط سوال کر کے کسی مفتی سے واقعہ کے خلاف فتویٰ حاصل کرلیا جائے تو حرام چیز حلال نہیں ہوگی۔ نیز مفتی پر کوئی الزام بھی نہیں ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤، هندية، زكريا ١/٤٧٠ كتاب الطلاق الباب السادس فى الرجعة الخ جديد ١/٥٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍رجب المرجب ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵؍۱۲۲۳)

آسیب زدہ شخص کا دوران جنون طلاق دینا

سوال [۶۱۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید پر جنات وسحر وغیرہ کا اثر ہے، جس کی وجہ سے دماغی حالت اچھی نہیں ہے اور اپنی عقل کھوئے رہتا ہے، جو زبان پر آتا ہے کہہ دیتا ہے، اسے اس حالت کا بھی ہوش نہیں ہے، اس کا کام کاج گھر والے انجام دیتے ہیں، عاملوں کے زیر علاج ہیں، جنہوں نے جنات وغیرہ کا اثر تجویز کیا ہے، تقریباً یہ کیفیت ۱۴؍۱۵؍سال سے ہے۔

ایک روز شام یہ واقعہ پیش آیا، عامل کی بتائی ہوئی چراغی لے رکھی تھی، رات کا وقت تھا بیوی سوئی ہوئی تھی، اس نے چراغی پر بیٹھے بیٹھے چھوڑ دی، چھوڑ دی، چھوڑ دی، چھوڑ دی، کا لفظ استعمال کیا، یہ لفظ اس کی بیٹی اور ماں نے سنے، قبل اس کے اس کی اور اس کی بیوی میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں تھا، اس کا کہنا ہے کہ یہ لفظ میں نے خود نہیں کہے ہیں؛ بلکہ جنات وغیرہ نے دباؤ دے کر کہلوائے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان حالات میں اس کی بیوی پر ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد حنیف قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ میں جو صورت لکھی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ شخص بسا اوقات ہوش میں نہیں رہتا ہے، اور جب اس کے اوپر جن سوار ہوجاتا ہے، تو اس کو معلوم نہیں رہتا ہے کہ وہ کیا بک رہا ہے، اور جو واقعہ پیش آیا ہے، وہ اسی طرح کی حالت میں پیش آیا ہے، اور اس واقعہ سے پہلے بیوی سے کوئی لڑائی وغیرہ نہیں

رہی ہے؛ بلکہ بیوی اپنی جگہ سورہی ہے، شوہر کے سامنے مخاطب بھی نہیں ہے، تو ایسے موقع پر چراغی کرتے ہوئے اس کا چھوڑ دی، چھوڑ دی، چھوڑ دی کے الفاظ زبان سے نکالنا اور یہ کہنا کہ میں نے خودنہیں کہا ہے؛ بلکہ مجھ سے کہلوایا گیا ہے، تو اس میں شوہر نہ بیوی سے مخاطب ہے اور نہ اس کی مراد بیوی ہے، تو ایسی صورت میں ان الفاظ کے ذریعہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ لفظ طلاق کے ساتھ بھی ایسے موقع پر بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ کیونکہ وقوع طلاق کے لئے الفاظ طلاق بولتے وقت اس میں بیوی مراد ہونا یا مخاطب ہونا لازم ہوتا ہے اور یہاں دونوں چیزیں مفقود ہیں۔

إن الصريح لا يحتاج إلى النية؛ ولكن لا بد في وقوعه قضاءً وديانةً من قصد إضافة لفظ الطلاق إليها عالما بمعناه......لو لقنته لفظ الطلاق، فتلفظ به غير عالم بمعناه فلا يقع أصلا على ما أفتى به مشايخ أوزجند صيانة عن التلبيس. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي٣/ ٢٥٠، زكريا٤/ ٤٦١)

الأصل أن الطلاق إنما يقع لوجود لفظ الإيقاع من مخاطب في ملكه......وحكى عن القاضي الإمام محمود الأوزجندي أنه سئل عمن لقنته امرأته طلاقاً، فطلقها وهو لا يعلم بذلك؟ قال: وقعت هذه المسئلة باوزجند، فقال: شاورت أصحابي في ذلك واتفقت آراؤنا أنه لا يفتى بوقوع الطلاق صيانة لأموال الناس عن الإبطال بنوع تلبيس. (تاتارخانية، زكريا ديوبند٤/ ٣٩٢، ٣٩٨، رقم: ٦٥١٨، تاتارخانية قديم ٣/ ٢٨٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۷۲۲/۴۱)

آسیب زدہ شخص کا بیوی کو طلاق دینا

سوال[۶۱۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا چچازاد بھائی ''عبدالرحمٰن خاں عرف نواب خان'' عاملوں نے اس پر جن اور سحر کے اثرات بتائے ہیں، جب اس پر سحر اور جنی اثرات کا دورہ طاری ہوتا ہے تو وہ قابو سے باہر ہوجاتا ہے، بیوی پر شک کرتا ہے، خوب گالی گلوچ کرتا ہے، بے تحاشہ مارتا ہے، خودکشی کرنے کو بھی کہتا ہے،، ماں باپ بھائی بہنوں کو گالیاں دیتا ہے، جب اس پر یہ دورہ طاری ہوتا ہے، تو دانت پیستا ہے، آنکھیں بڑی بڑی اور لال ہوجاتی ہیں، ایسی حالت میں اس نے بیوی کو تین طلاق دی ہیں، اب کہتا ہے کہ میں نے ایسا کیوں کیا مجھے بھی معلوم نہیں اور پچھتا رہا ہے، کیا شریعت کی روشنی میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: حاجی اظہر امر جنرل میڈیکل بارسی ٹاکلی، اکولہ (مہاراشٹر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں ذکر کردہ صورت واقع کے مطابق ہے اور مذکورہ شخص پر واقعی جن سوار ہوجاتا ہے، اور اس وقت کیا بول رہا ہے، ہوش آنے کے بعد اس کو یاد نہیں رہتا ہے، تو ایسی صورت میں مذکورہ حالت میں وہ خود نہیں بولتا ہے؛ بلکہ اس پر سوار ہونے والا جن بولتا ہے، اس حالت میں دی گئی طلاق شرعاً معتبر نہ ہوگی، بیوی اس کے لئے بدستور حلال رہے گی۔

ولا يقع طلاق الصبي وإن كان يعقل، والمجنون والنائم والمبرسم والمغمىٰ عليه والملهوش. (هندية، كتاب الطلاق فصل فيمن يقع طلاقه الخ جديد١/ ٤٢٠ زكريا ١/ ٣٥٣)

طلاق الصبي غير واقع، وكذلك طلاق المجنون والمعتوه كذلك المغمىٰ عليه والمعتوه، والمدهوش. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٩٢، رقم: ٦٥٠٥، درمختار مع الشامي، زكريا ٤/ ٤٥١-٤٥٢، كراچي ٣/ ٢٤٢، ٢٤٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۶۹۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۱۱/۶ھ

ہارٹ اٹیک کے دورے کے دوران طلاق دینا

سوال [۶۱۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو اس کی زبان درازی ونافرمانی پر اپنے لڑکے کے کہنے پر طلاق، طلاق، طلاق کے الفاظ ۳/ بار ایک سانس میں کہہ دیئے جس وقت میں نے یہ الفاظ کہے تھے نہ میں نے بیوی کی طرف کو مخاطب ہوکر کہے، نہ وہ موجود تھی، کیا اب دوبارہ ہم دونوں ازدواجی زندگی گذار سکتے ہیں؟

ہوش آنے پر مجھے پتہ چلا تو میں اپنی غلطی پر نادم ہوا اور آپ سے معلوم کرتا ہوں تاکہ کوئی سہولت نکل سکے۔

المستفتی: رئیس احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر کو اتنا ہوش باقی ہے کہ اس نے ایک سانس میں تین طلاق دی ہیں اور اس کو یاد بھی ہیں، تو شرعی طور پر بے ہوش نہیں ہے، اس کی دی ہوئی تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔ اب بلاحلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، كتاب الطلاق، الباب السادس فصل فيما تحل به المطلقة الخ زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، زكريا جديد ديوبند ۱/ ۵۳۵ هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹، قدوري، امدادية ديوبند ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍صفر المظفر ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳؍۵۱۶۶)

ڈرانے کے ارادے سے طلاق دینا

سوال [۶۱۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عبداللہ کی عمر ۵۵؍سال ہے اور سال میں دو تین مرتبہ اس کی عجیب کیفیت ہوجاتی ہے، وہ خود کہتا ہے کہ میرے اوپر آسیب ہے، اس حالت میں کسی کو بھی مارنا ہر کسی سے بلاوجہ جھگڑا کرلینا۔ نیز الٹی سیدھی حرکتیں کرنا شامل ہے، اب ایک روز عبداللہ کی یہی حالت تھی کہ پہلے تو اس نے اپنی بیوی کو خوب مارا اور پھر اپنے لڑکے اور اس کے لڑکے کے دوساتھیوں کے سامنے کہنے لگا کہ میں نے تمہاری ماں کو طلاق دیدی اور یہ بات کہ طلاق دیدی تین بار کہی ہے، اگرچہ اس وقت اس کی بیوی نے اس کی بات سنی نہیں؛ کیونکہ وہ وہاں موجود نہیں تھی، بعد میں جب اس کی حالت ٹھیک ہوئی، تو اس سے کہا گیا کہ تونے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے کہا کہ میں نے تو یوں ہی ڈرانے کے لئے کہا تھا اور میرا ارادہ ہرگز طلاق دینے کا نہیں تھا حتی کہ وہ ہاتھ جوڑنے لگا کہ اگر تم اسے میری غلطی سمجھتے ہو تو مجھے معاف کردو۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اس کی عورت کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد ذکی بن ممتاز احمد قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب اتنے ہوش میں طلاق کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ بعد میں حالت بالکل صحیح ہونے کے بعد یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے ڈرانے کے لئے یہ الفاظ کہے تھے اور طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا، اس طرح کی حالت مدہوش یا بے ہوشی میں شامل نہیں ہوتی ہے اور اس حالت کی طلاق کا اعتبار کیا جاتا ہے؛ لہٰذا جب اس حالت میں بیٹے

سے آکر کہہ دیا کہ تمہاری ماں کو طلاق دیدی تو یہ طلاق دینے کی خبر اور اقرار ہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوجاتی ہے اور اگر دوسری اور تیسری مرتبہ میں پہلی بار کی خبر دینا مقصود ہے، نئے سرے سے طلاق دینا مقصد نہیں ہے، تو ایسی صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی اور اگر دوسری اور تیسری بار سے بھی طلاق واقع کرنا مقصود تھا، تو تین طلاقیں پڑجائیں گی او رڈرانے کے ارادے سے بھی طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اب اس شخص سے معلوم کرلیا جائے کہ دوسری اور تیسری بار سے طلاق کا ارادہ کیا تھا یا پہلی بار کی خبر دینا چاہتا تھا اور طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہے اور تین طلاق واقع ہونے کی صورت میں رجعت کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً أو هازلاً وقع قضاءً. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التى تصح مع الإكراه، كراچي ٣/٢٣٦، زكريا ٤/٤٤٠)

والذي يظهر لى أن كلا من المدهوش والغضبان لايلزم فيه أن يكون بحيث لا يعلم ما يقول؛ بل يكتفى فيه بغلبة الهذيان واختلاط الجد بالهزل كما هو المفتى به في السكران على مامر......والعاقل من يستقيم كلامه وأفعاله إلانادراً. (شامي، مطب فى طلاق المدهوش، زكريا ٤/٤٥٢-٤٥٣، كراچي ٢٤٤،) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ر صفر المظفر ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۴۵۶/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۲/۱۸ھ

(۸) باب طلاق المکره

طلاق بالجبر کا حکم

سوال [۶۱۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کو اس کی سسرال والوں نے اپنے یہاں بلاکر زبردستی تین طلاقیں کہلوا لیں؛ جبکہ شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے پر رضا مند نہیں تھا، تو کیا اس صورت مذکورہ میں طلاقیں واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاقیں ہوگئیں تو دوبارہ اس کو اپنے پاس رکھنے کی کیا صورت ہوگی؟ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: صغیر احمد، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زبردستی ڈرادھمکا کر طلاق دلوانے کی صورت میں اگر زبان سے تین مرتبہ شوہر نے طلاق کا لفظ کہہ دیا ہے، تو اگر چہ وہ طلاق دینے پر رضامند نہ رہا ہو، پھر بھی زبان سے کہنے کی وجہ سے طلاق ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب زبان سے تین مرتبہ طلاق کا لفظ کہہ دیا ہے، تو اس سے بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر شوہر پر وہ بالکل حرام ہوگئی۔ اب اگر دوبارہ رکھنے کا ارادہ ہو تو بغیر حلالہ کے رکھنا جائز نہیں ہے۔

عن صفوان بن عمر الطائي أن رجلاً كان نائماً مع امرأته، فقامت: فأخذت سكيناً، فجلست على صدره، ووضعت السكين على حلقه وقالت: لتطلقني ثلاثاً البتة، وإلا ذبحتک، فناشدها الله فأبت عليه فطلقها ثلاثاً فذكر ذلک لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: لاقيلولة في الطلاق. (سنن سعيد بن منصور، باب ماجاء في طلاق المكره، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۲۷۵، رقم: ۱۱۳۰-۱۱۳۱)

وفي الكافي: وطلاق المكره والسكران وخلعهما وإعتاقهما واقع.
(تاتارخانية، زكريا٤/٣٩٥، رقم:٢٥١٦)

وطلاق المكره واقع. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٨)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها.
(عالمگيري، زكريا ١/٤٧٣ كتاب الطلاق الباب السادس فصل فيما تحل به المطلقة الخ جديد ١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۱۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۶/ ۱۴۲۵ھ

مکرہ کی تحریری اور زبانی طلاق کا حکم

سوال [۶۱۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی فرماں بردار نہیں ہے، اور میری بات کو نہیں سنتی اور مجھے بہت پریشان کرتی ہے، ایک دن میں نے اس کو ڈرانے کے لئے ایک پرچے پر تین بار تلاک لکھ کر بھیج دیں، تاکہ وہ میری فرماں بردار ہوجائے اور ڈر جائے، آپ سے گذارش ہے کہ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتادیجئے کہ کیا یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر طلاق نہیں ہوئی اور اس کے گھر والے اس کا نکاح دوسری جگہ کرتے ہیں تو کیا یہ نکاح جائز ہوگا یا ناجائز؟ میں نے پرچے پر تلاک بددلی سے صرف اس کو ڈرانے کے لئے لکھا تھا۔

المستفتی: محمد محسن، محلّہ ڈپٹی گنج، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ڈرانے اور دھمکانے کی غرض سے جو طلاک زبانی طور پر یا تحریری طور پر دی جائے وہ واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب آپ نے تین بار طلاک لکھ کر بھیج دی

ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے اور عدت گذرنے کے بعد وہ کہیں بھی نکاح کرسکتی ہے اور آپ کے ساتھ بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

ویقع بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح، ويدخل نحو طلاع، وتلاخ، طلاک، وتلاک...... بلا فرق بين عالم و جاهل، وإن قال تعمدته تخويفاً لم يصدق قضاءً إلا إذا أشهد عليه قبله، به يفتىٰ. (در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲٤۹، زكريا ٤/٤٥۹)

قال في الهندية: الكتاب على نوعين مرسومة وغير مرسومة (إلى قوله) وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوىٰ أو لم ينو. (شامي، كراچي ۳/۲٤٦، زكريا ديوبند ٤/٤٥٥، ٤٥٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، عالمگيري، زكريا ۱/٤۷۳ كتاب الطلاق الباب السادس فصل فيما تحل به المطلقة الخ جديد ۱/٥۳٥، هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، قدوري، مكتبه امدادية ديوبند ۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۲۴۳)

زور زبردستی زبانی طلاق دلوانے کا حکم

سوال [۶۱۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری سسرال کے لوگوں نے مجھ سے عدالت میں زبردستی سے زبانی طور پر طلاق کا لفظ کہلوایا اور میں نے تین دفعہ طلاق دے دی تھیں، اب میری بیوی کی عدت بھی پوری ہوچکی ہے، وہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے، تو کیا شرعاً اسے ساتھ رکھ سکتے ہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: عبد الماجد، لاجپت نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرشوہر سے زورزبردستی کرکےاور جبراً زبانی طور پر طلاق کے الفاظ کہلوا دیئے اور شوہر نے بھی زبان سے تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہدیئے ہیں، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں کے لئے ایک ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا جائز نہیں ہے۔

(مستفاد: فتاوی محمودیہ میرٹھ ۱۸/۱۷۱)

عن ابن عمرؓ قال: طلاق الکرہ جائز. (مصنف عبدالرزاق، المجلس لعلمي بيروت ٦/ ٤١٠)

ويقع طلاق كل زوج إذا كان بالغاً عاقلاً سواء كان حراً أوعبداً أوطائعاً أومكرهاً. (هندية، كتاب الطلاق، فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع، زكريا قديم ١/ ٣٥٣، زكريا جديد ديوبند ١/ ٤٢٠، الجوهرة النيرة، امدادية ملتان ٢/ ١٠٢، دارالكتاب ديوبند ٢/ ٩٨- ٩٩)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولومكرهاً الخ فإنه طلاقه صحيح. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٧-٨، در مختار مع الشامي، كراچي ٣/ ٢٣٥، زكريا ٤/ ٤٣٨)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ لصدوره من أهله في محله، ولومكرهاً، أي ولو كان الزوج مكرهاً على إنشاء الطلاق لفظاً. (البحرالرائق، زكريا ٣/ ٤٢٦- ٤٢٨، كوئٹه ٣/ ٢٤٤- ٢٤٥)

وطلاق المكره واقع؛ لأنه عرف الشرين واختار أهونهما، وهذا آية القصد والاختيار؛ إلا أنه غير راض بحكمه، وذلک غير مخل به. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة ٢/ ٣٥٨)

طلاق المكره واقع. (تاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٩٥، رقم: ٦٥١٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۵۲۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/ ۱۱/ ۱۴۳۲ھ

بحالت اکراہ دی ہوئی طلاق کا حکم

سوال [۶۱۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی کو پورے دوسال ہوگئے اور جب زید اپنی سسرال گیا تو زید کی سسرال والے اسے کچہری لے کر آگئے اور وکیل کے سامنے زبردستی زید سے کہا کہ تم طلاق دو، ایک بار کہا، زید نے طلاق نہیں دی، دوسری بار پھر زید کی سسرال والوں نے کہا کہ تم طلاق دو، پھر بھی زید نے طلاق نہیں دی، تیسری بار زید کے سسرال والوں نے بندوق دکھائی کہ اگر طلاق نہیں دوگے، تو گولی ماردیں گے، تو زید نے صرف ایک بار طلاق دی، تو کیا اس صورت میں طلاق ہوگئی؟

المستفتی: عبدالغفار، بھٹ پورہ اسمولی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی عدت کے اندر اگر چاہے تو وہ لوٹا سکتا ہے، طلاق بالجبر بغیر عذر شرع کے لینا اگرچہ حرام ہے مگر واقع ہوجاتی ہے۔

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِإِحۡسَانٍ. [البقرہ:۲۲۹]

عن عمر بن عبد العزيز يقول: طلاق السكران والمكره جائز .

(شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الطلاق، باب طلاق المكره، دار الكتب العلمية بيروت ٢/٤٦٧، رقم:٤٥٥٧)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو مكرهاً، فإن طلاقه صحيح.

(درمختار مع الشامي، كتاب الطلاق، مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق، كراچي ٣/٢٣٥، زكريا ٤/٤٣٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۱۹۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۱۱/۵ھ

زبردستی لی ہوئی طلاق کا حکم

سوال [۶۱۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی مسماۃ حمیدہ سے کئی سال قبل ہوئی تھی، شادی کے بعد کچھ ابتدائی زمانہ خیریت کے ساتھ گذرا، مگر کچھ ہی زمانہ کے بعد زید اپنی سستی کاہلی بداطواری بداخلاقی اور سٹے بازی کی وجہ سے معاش سے بیٹھ گیا اور خود اپنے نان ونفقہ کے لئے اس نے لڑکی کا وہ سامان جس کو وہ بطور جہیز کے والدین کے یہاں سے اپنے ساتھ لائی تھی اس کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔

ثانیاً مسماۃ حمیدہ کو مجبور کیا کہ وہ نان ونفقہ کے لئے اپنے والدین سے پیسہ وصول کرے، والدین نے ایک عرصہ تک اس کو برداشت کیا، مگر جب معذرت کی تو فون اور غیر فون پر دھمکیاں دینا شروع کیں، مسماۃ حمیدہ کو زدوکوب کرنا شروع کیا حتی کہ سگریٹ کے ذریعہ جسم کو داغنا، چہرے پر مارنا، نشانات کی ضرب لگانا اس کا مستقل عمل بن گیا، کبھی کبھی نوبت یہاں تک پہونچی کہ اہل محلّہ نے آ کر مسماۃ حمیدہ کو بچایا نوبت بایں جارسید کہ والدین اور مسماۃ حمیدہ کے بھائیوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا، نصیحت فہمائش کی ساری منزلیں طے کرنے کے بعد جب کچھ حاصل نہ ہوا، تب مسماۃ حمیدہ کے اہل تعلق اور برادران نے زید مذکور سے زبانی طور پر جبراً تین بار طلاق لے لیں، اب جبکہ شوہر چہرے پر مار، ایک ہی مقام پر بار بار مار، نشان ڈالنے والی مار، چمڑا اکھاڑنے والی مار، ہاتھ اور ڈنڈے کے استعمال کا مرتکب ہے، اور اہل محلّہ اس کے گواہ ہیں اور ہمارے ہندوستان کے موجود ماحول میں جبکہ مقتدر قوت ہمارے پاس نہیں جو ایسے لوگوں کی سرزنش کر سکے تو ایسے ماحول میں اگر اس طرح جبراً طلاق لی جائے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: خلیق احمد، دیپا سرائے، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ پڑھ کران چیزوں سے واقفیت ہوئی جن پرنشان دہی کی گئی ہے، جبراً طلاق لینے میں اگر زبان سے طلاق کے الفاظ کہلوائے جائیں تو شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے اوراگر زبان سے نہ کہلواکرصرف تحریرلی گئی ہے، یاطلاق نامہ پر دستخط کرالئے گئے،تو طلاق نہیں ہوتی؛ لہٰذا سوال نامہ میں اگر جبراًطلاق لینے میں شوہر نے زبان سے طلاق کے الفاظ استعمال کئے ہیں،تو طلاق ہوچکی ہے ورنہ نہیں۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹؍۳۷)

عن صفوان بن عمر الطائی: أن رجلاً كان نائما مع امرأته، فقامت: فأخذت سكيناً، فجلست على صدره، ووضعت السكين على حلقه، وقالت: لتطلقني ثلاثاً البتة وإلا ذبحتک، فناشدها الله فأبت عليه فطلقها ثلا ثاً، فذكر ذلک لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: لاقيلو لة في الطلاق.

(سنن سعيد بن منصور، دارالكتب العلمية بيروت ١/٢٧٥، رقم: ١١٣٠-١١٣١)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل-ولو عبداً أومكرهاً، فإن طلاقه صحيح (در مختار) وفي الشامية: هذا، وفي البحر: أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لاتطلق. (در مختار مع شامي، كتاب الطلاق،مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق، كراچي ٣/٢٣٥، ٢٣٦، زكريا ٤/٤٣٨، ٤٤٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۶؍ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ	احقرمحمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر:الف ۳۵؍۶۶۲۷)	۲۶؍۱۴/۲۱ھ

دباؤمیں آکرزبانی طلاق دینے کاحکم

سوال [۶۱۸۴]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میں نے ایک عاقل بالغ لڑکی سے تقریباً دو ماہ قبل اپنی مرضی سے نکاح کرلیا تھا، لڑکی منصوری برادری سے تعلق رکھتی ہے اور میں صدیقی برادری سے۔ اب لڑکی کے والدین نے اس نکاح کی اطلاع ملنے پر ناراضگی کا اظہار کیا اور لڑکی کے والد کچھ لوگوں کے ہمراہ میرے گھر آئے اور عزت کا حوالہ دیتے ہوئے طلاق دینے کے لئے مجبور کرنے لگے اور دھمکی دی گئی کہ اگر تم نے طلاق نہ دی تو لڑکی کو جان سے ماردیں گے اور مجھے مارا پیٹا گیا، ان کے دباؤ میں آکر میں نے ان لوگوں کے سامنے لڑکی کو تین طلاق دے دیں؛ جبکہ میری دل سے طلاق دینے کی مرضی نہیں تھی اور نہ ہی لڑکی کے روبرو طلاق دی گئی، نہ ہی لڑکی کی مرضی مجھے چھوڑنے کی تھی، جواب طلب مسئلہ یہ ہے کیا اس طرح کے دباؤ اور دھمکی دے کر طلاق لینے سے طلاق ہوگئی اور اگر میں اسے پھر سے اپنانا چاہوں تو کوئی گنجائش ہے؟

المستفتی: انعام علی ولد صفدر علی، لاکڑی والان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ڈرانے دھمکانے کے دباؤ میں آکر زبانی طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے اور اس طرح زبانی طلاق کے واقع ہونے میں لڑکی کا سامنے ہونا لازم نہیں ہے اور نہ لڑکی کا سننا لازم ہے۔ نیز زبانی طلاق دینے میں بغیر ارادے اور بغیر نیت کے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوکر لڑکی شوہر کے اوپر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے۔ اب آئندہ بغیر حلالۂ شرعیہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

عن ابن عمرؓ قال: طلاق الکرہ جائز. (مصنف عبدالرزاق، کتاب الطلاق، باب طلاق الکرہ، المجلس العلمي بیروت ٦/ ٤١٠، رقم: ١١٤٢١)

وفي الکافي: وطلاق المکرہ والسکران وخلعهما وإعتاقهما واقع. (تاتارخانیة، ٤/ ٣٩٥، رقم: ٦٥١٢)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی

تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها، كذا في الهداية. (عالمگيري، زكريا ١/٤٧٣، كتاب الطلاق، الباب السادس فصل فيما تحل به المطلقة و ما يتصل به جديد ١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ر ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۰۸۲۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۱۱/۱۴۳۳ھ

طلاق دینے پر جبر کرنے کی صورت میں سر سے اشارہ کرنا

سوال [۶۱۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے لڑکی کے والد سے کہا تھا کہ میں شادی کر کے آپ کی لڑکی کو مرادآباد لے جاؤں گا اور اس کو وہیں رکھوں گا، تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے، اس کے بعد شادی کر کے میں اپنے گھر چلا گیا اور لڑکی کو اس کے باپ کے گھر چھوڑ دیا، چند دنوں کے بعد مرادآباد آنے کے لئے اس کے گھر گیا اور لڑکی کو لے کر بس اڈے تک آیا، لڑکی خود اپنی مرضی سے آئی، اس کے بعد بس پر سوار نہیں ہو رہی تھی، بہانہ کیا کہ سر میں درد ہے؛ اس لئے ابھی نہیں جاؤں گی، دو چار ماہ کے بعد جب آپ آئیں گے تب چلوں گی، اس کے بعد میں نے سوچا دو چار دن کے بعد جب طبیعت صحیح ہو جائے گی تب لے کر جاؤں گا، پھر اسی رات تمام لوگ جمع ہوئے، لڑکی کا باپ بھی موجود تھا، ان لوگوں نے کہا تم لڑکی کو طلاق دے دو، تو میں نے کہا میرا سامان واپس کر دو، تو ان لوگوں نے میرا سارا سامان واپس کر دیا، اس کے بعد لڑکی کے باپ نے مجھ سے اپنا سامان طلب کیا، تو میں نے صرف انگوٹھی نکال کر دے دی، بقیہ سامان نہیں دیا، اس کے بعد ان لوگوں نے طلاق دینے پر مجبور کر دیا، اس کے باوجود میں آدھا گھنٹہ رکا رہا، جب میرے اوپر خطرہ زیادہ آ گیا، تو میں نے زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے؛ بلکہ سر کا اشارہ کیا؛ لیکن میرے دل میں طلاق کا

ارادہ نہیں تھا اور سر بھی ایک مرتبہ ہلایا اور نہ طلاق کی نیت تھی لیکن عوام یہ سمجھی کہ طلاق دیدی اور نہ اس کے ساتھ ہمبستری کی تھی۔ یہ صورت حال پیش آنے کے بعد دوبارہ پھر نکاح ہو تو کیا وہ لڑکی میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالسبحان، بھاگل پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لوگوں کے کہنے کے باوجود طلاق کے لئے محض سر سے اشارہ کیا اور زبان سے تلفظ نہیں کیا تو محض اشارہ سے طلاق واقع نہ ہوگی، اگرچہ لوگوں نے اسے طلاق سمجھا ہو اور دوبارہ نکاح کی ضرورت بھی نہیں ہے، وہ بدستور آپ کی بیوی ہے، آپ کے نکاح سے نہیں نکلی۔

إمرأة قالت لزوجها: طلقني، فأشار إليها بثلاثة أصابع ونویٰ به ثلاث تطليقات لا تطلق مالم يتلفظ به. (خانية على هامش الهندية، كتاب الطلاق، زكريا ١/٤٦٣ جديد زكريا ١/٢٨٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۲۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۶/۲۳ھ

جان کے خوف سے بیوی کو طلاق دینا

سوال [۶۱۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو مجبور کیا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دیدو، ورنہ میں جان سے ماردوں گا، اس شخص نے ڈر کے مارے طلاق دیدی، کیا اس طرح طلاق پڑجاتی ہے؟

المستفتی: سلیم مسجد چوہان بانگر، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زبردستی اور خوف کی وجہ سے الفاظ طلاق زبان سے

ادا کردیے، تو طلاق واقع ہوگئی؛ لیکن اگر ایک طلاق دی ہے، تو رجعت کی بھی گنجائش ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۹/ ۱۳۳)

عن صفوان بن عمر الطائي: أن رجلاً كان نائماً مع امرأته، فقامت: فأخذت سكيناً، فجلست على صدره ووضعت السكين على حلقه، وقالت: لتطلقني ثلاثاً البتة وإلا ذبحتك، فناشدها الله، فأبت عليه فطلقها ثلاثاً، فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: لاقيلولة في الطلاق. (سنن سعيد بن منصور، باب ماجاء في طلاق المكره، دارالكتب العلمية بيروت ۱/ ۲۷۵، رقم: ۱۱۳۰-۱۱۳۱)

فإن طلاقه أي طلاق المكره صحيح، وفي البحر: أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق. (در مختار، كتاب الطلاق، مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق، كراچي ۳/ ۲۳۵، ۲۳۶، زكريا ۴/ ۴۴۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۹/ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۸۴۳)	۱۹/ ۷/ ۱۴۲۲ھ

مار ڈالنے کی دھمکی دے کر زبردستی طلاق دلوانا

سوال [۶۱۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی اور لڑکے مابین محبت تھی، دونوں نے خفیہ طور پر نکاح کرلیا، چند دن کے بعد لڑکی کے گھر والوں کو معلوم ہوا، انہوں نے لڑکے کو دھمکا کر اسے مار ڈالنے کی دھمکی دی اور اس سے زبردستی طلاق دلوائی، لڑکے نے لڑکی کو طلاق لڑکی کے والد کے سامنے دی، اس کے والد نے لڑکی سے کہا، اس نے تجھے طلاق دیدی۔ اب بتائیے کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ طلاق تین مرتبہ دی تھی۔

المستفتی: امیر احمد، کھوکران، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ڈرانے اور دھمکانے پر طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

عن ابن عمرؓ قال: طلاق الکره جائز. (مصنف عبدالرزاق، کتاب الطلاق، باب طلاق الکره، المجلس العلمي بیروت ٦/٤١٠، رقم: ١١٤٢١)

وان أکره علی طلاق امرأته، أو عتق عبده، ففعل وقع ما أکره علیه عندنا. (هدایة، کتاب الاکراه، فصل وفي إکره علی أن یاکل المیتة، اشرفي دیوبند ٣/٣٥٠)

لہٰذا جب تین مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو مذکورہ لڑکی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ص:٢١٩، زکریا٣٧٦)

ولو کرر لفظ الطلاق وقع الکل. (شامي، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها، کراچي ٣/٢٩٣، زکریا ٤/٥٢١، خانیة علی هامش الهندیة، ١/٤٥٤، هندیة، کتاب الطلاق الباب الثاني في ایقاع الطلاق زکریا قدیم ١/٣٥٦، زکریا دیوبند جدید ١/٤٢٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ ؍صفر المظفر ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹ ؍۳۲۲۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸ ؍۲ ؍۱۴۱۴ھ

دباؤ میں آکر طلاق دینا

سوال [۶۱۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجھ میں اور میری بیوی میں کوئی ناراضگی نہیں تھی، نہ آج تک ہے؛ لیکن میرے والد کسی وجہ سے میری دوسری بیوی سے کافی دن سے ناراض تھے ایک دن میری بیوی جب اپنے

میکے گئی ہوئی تھی میرے والد نے میری بیوی کی غیر موجودگی میں مجھ پر دباؤ دیا کہ میں اپنی بیوی کوطلاق دوں، میں نے والد صاحب کوسمجھانے کی بہت کوشش کی،مگر وہ اپنے فیصلے سے نہیں ہٹے، میرے سمجھانے کی کوشش کے نتیجے میں مجھے مارنے کو تیار ہوگئے، اس درمیان گاؤں کے چند معزز آدمی جمع ہوگئے اورانہوں نے بھی والد صاحب کوسمجھانے کی کوشش کی، جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں اپنے لڑکے سے اس کی بیوی کوطلاق دلوارہا ہوں، یہ کام میں زبردستی کراؤں گا، گاؤں کے لوگوں نے پھر بھی والد صاحب کو بے حد سمجھانے کی کوشش کی کہ ایسا مت کرو؛ لیکن وہ اپنے فیصلہ پر اٹل رہے اور مجھ سے جبراً کئی مرتبہ طلاق کے الفاظ کہلوالیے، جو میں نے بیوی کی غیر موجودگی میں بیوی کی عرفیت سے بغیر ارادے اورنیت کے اداکئے، یہ آج سے ایک ہفتہ قبل کاواقعہ ہے۔

میری اس مجبوری کے کئی گواہ ہیں اور میں اور میری بیوی ساتھ رہنے کو تیار ہیں؛ لہٰذا جناب عالی سے گذارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں میری رہنمائی فرمائیں۔

نوٹ: میں نے طلاق کے الفاظ جو دہرائے، وہ اس طرح ہیں ''میں نے منوکوطلاق دی'' جبکہ میری بیوی کانام جو نکاح میں بھی درج ہے مہر النساء ہے۔

المستفتی: اقبال حسین، ملک پٹھانوں والی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دباؤ میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگر تین مرتبہ سے زائد یا تین بار کہا ہے تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہوگا۔

عن عمر بن عبد العزيز يقول: طلاق السكران والمكره جائز. (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الطلاق، باب طلاق المكره، دارالكتب العلمية بيروت ۲/٤٦٧، رقم:٤٥٥٧)

وإن أكره على طلاق امرأته............ففعل وقع ما أكره عليه. (هداية، كتاب الإكراه، فصل وإن إكره أن ياكل الميتة، اشرفي ديوبند ۳/ ۳۵۰، جيسوري ۴/ ۳۳۴)

اورطلاق میں اصل نام لینالازم نہیں ہے؛ بلکہ منو بیوی کا عرفی نام ہےاوراس نام سے لوگ آپ کی بیوی کوجانتے ہیں،تواس سےطلاق واقع ہوجاتی ہے۔

إنما الأيمان مبنية على العرف والألفاظ. (بنايه) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ
۲۶ر محرم الحرام ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۲۹/ ۳۲۹۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/۱/۱۴۱۴ھ

کیاجبراًطلاق کےالفاظ کہلوانے سےطلاق واقع ہوجائے گی؟

سوال [۶۱۸۹]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجھ میں اورمیری بیوی میں کوئی ناراضگی نہیں تھی، نہ آج تک ہے؛لیکن میرے والد کسی وجہ سے میری دوسری بیوی سے کافی دن سے ناراض تھے،ایک دن میری بیوی جب اپنے میکے گئی ہوئی تھی، میرے والد نے میری بیوی کی غیرموجودگی مجھ پر دباؤ دیا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدوں، میں نے والد صاحب کوسمجھانے کی بہت کوشش کی،مگر وہ اپنے فیصلہ سےنہیں ہٹے،میرے سمجھانے کی کوشش کے نتیجہ میں مجھے مارنے کوتیار ہوگئے،اس درمیان گاؤں کے چندمعزز آدمی جمع ہوگئےاورانہوں نےبھی والدصاحب کوسمجھانے کی کوشش کی جس کے جواب میں انہوں نے کہا میں اپنےلڑکے سےاس کی بیوی کوطلاق دلوارہاہوں اوریہ کام میں زبردستی کراؤں گا، گاؤں والوں نے پھربھی والد صاحب کو بےحد سمجھانے کی کوشش کی کہ ایسامت کرو؛لیکن وہ اپنے فیصلہ پراٹل رہےاور مجھ سے جبراً کئی مرتبہ طلاق کےالفاظ کہلوالیے،جومیں نے بیوی کی غیرموجودگی میں بیوی کی عرفیت سےبغیرارادےاورنیت کےاداکئے، یہ آج سے ایک ہفتہ قبل کاواقعہ ہے،میری اس مجبوری کےکئی گواہ ہیں اورمیں اورمیری بیوی ساتھ رہنےکو

تیار ہیں؛ لہٰذا جناب عالی سے گذارش ہے کہ جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دباؤ طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگر تین مرتبہ سے زائد یا تین بار کہا ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب بغیر حلالہ کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہوگا۔

عن صفوان بن عمر الطائي: أن رجلاً كان نائماً مع امرأته، فقامت: فأخذت سكيناً، فجلست على صدره، ووضعت السكين على حلقه، وقالت: لتطلقني ثلاثاً البتة، وإلا ذبحتك، فناشدها الله، فأبت عليه فطلقها ثلاثاً، فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: لاقيلولة في الطلاق. (سنن سعيد بن منصور، باب ماجاء في طلاق المكره، دارالكتب العلمية بيروت ١/٢٧٥، رقم: ١١٣٠-١١٣١)

وإن أكره على طلاق امرأته............ففعل وقع ماأكره عليه. (هداية، كتاب الإكراه، فصل وإن إكره أن ياكل الميتة، اشرفي ديوبند٣/٣٥٠، جيسوري٤/٣٣٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍محرم الحرام ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۰؍)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷؍۱؍۱۴۱۴ھ

حالت اکراہ میں دو طلاق

سوال [۶۱۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رسالت حسین کا نکاح نعیمہ خاتون سے ہوا تھا، کسی بات پر نعیمہ خاتون کے رشتہ داروں نے رسالت حسین سے زبردستی دھمکا کر طلاق لی اور رسالت حسین نے خوف کی وجہ

سے اپنی زبان سے صرف دودفعہ طلاق کا لفظ کہا، یہ واقعہ بیس تیس آدمیوں کے درمیان میں ہوا، تو شرعاً کتنی طلاق واقع ہوں گی ،رسالت حسین کے لئے بیوی کو رکھنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد یوسف، امام جامع مسجد، دیسہ معان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر رسالت حسین نے اپنی زبان سے صرف دو ہی مرتبہ طلاق کا لفظ نکالا ہے، تو بیوی پر دو طلاق رجعی پڑ گئی ہیں، تین حیض گذرنے سے پہلے پہلے رجعت کر کے بلا نکاح بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے اور رجعت کر لینے کے بعد بیوی کا نکاح کسی دوسری جگہ صحیح اور درست نہیں ہوگا اور رجعت میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کر لی۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها كقوله أنت طالق أنت طالق الخ

(الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ٣/ ٢٥٢، زكريا ٤/ ٤٦٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أولم ترض (وقوله) والرجعة أن يقول راجعتك أوراجعت امرأتي. (هداية، باب الرجعة اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵؍ ۱۵۵۳)

زبردستی لفظ تلاک سے طلاق کا حکم

سوال [۶۱۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: محمد مسلم الدین قاسمی کے دیئے ہوئے فتوی کے بارے میں کہ منکوحہ شاکرہ بیوی محمد مسلم الدین استاذ حدیث وتفسیر وعالم تجوید کا نکاح چاند محمد کے ساتھ ایک بہت بڑی جماعت

نے دنیاوی فائدہ کی غرض سے کر دیا، تو شاکرہ کا یہ دوسرا نکاح نہیں ہوا؛ لیکن شاکرہ چاند محمد کے یہاں رہتی رہی، پھر ایک بچہ پیدا ہوا، اس کے بعد ایک دن موقعہ پا کر مسلم الدین کو پکڑ کر کمرہ میں بند کر کے قتل کی دھمکی دے کر لکھے ہوئے اور بغیر لکھے ہوئے کاغذ پر دستخط کرا لیے، زبانی طلاق پر مجبور کرنے سے محمد مسلم الدین اپنی حکمت سے سیاسی کھیل کھیل کر نکل گیا، یعنی بلا طلاق کی نیت کے فضول لفظ جس کو شارع علیہ السلام نے نکاح ٹوٹنے کے لئے وضع نہیں کیا، یعنی ''تلاک'' ہے کہہ دیا، اس بات کی طرف دھیان رکھتے ہوئے کہ میری بیوی شاکرہ پر طلاق بھی نہ پڑے اور میری جان بھی بچ جائے؛ اس لئے وہ بولا تھا کہ ''میں نے تلاک دی، میں نے تلاک دی، میں نے تلاک دی''، تو ایسے فضول بے موضوع لفظ کو بولنے سے طلاق نہیں ہوتی۔

قرآن کریم کے ۲۴/ پارہ سورۃ المؤمن کی آیت :۱۵، میں لفظ تلاق آیا ہے، اس کے معنی ہیں ملاقات، حرفوں کی تبدیلی سے لفظ کی ادائیگی میں تبدیلی آتی ہے اور معنی میں بھی فرق آجاتا ہے، ایک لفظ قرآن وحدیث میں آیا ہے طلاق، معنی نکاح ٹوٹنے کا، ایک لفظ آیا ہے تلاک بمعنیٰ ملاقات، لفظ تلاک کو نکاح ٹوٹنے کیلئے وضع نہیں کیا گیا، جیسے موسیٰ ابن عیسیٰ نے اپنی بیوی کو لفظ صریح سے طلاق دی تھی، اپنی بیوی سے کہا تھا، اگر تمہاری فوقیت چاند پر نہ ہوئی، تو تم پر تین طلاق رہی، اس لفظ صریح کی وجہ سے تمام اماموں نے فتویٰ دیا کہ موسیٰ ابن عیسیٰ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، یہ واقعہ خلیفہ جعفر ابو منصور کی خلافت کے وقت کا ہے، خلیفہ کے ساتھ موسیٰ ابن عیسیٰ کی بڑی دوستی تھی اور مسئلہ کا حل خلیفہ کے دربار میں ہو رہا تھا، اس مجلس میں امام ابو حنیفہؒ کے ایک شاگرد بھی تھے، انہوں نے فتوی دیا، موسیٰ ابن عیسیٰ کی بیوی پر طلاق نہیں ہوئی یہ غلط بات ہے کہ لفظ صریح سے طلاق ہو ہی جاتی ہے، لفظ صریح سے بھی مقتضاء حال کے مطابق طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور اس واقعہ میں سورۃ تین کی دلیل پکڑ کر بتایا کہ موسیٰ ابن عیسیٰ کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی لفظ صریح سے، تو محمد مسلم الدین کی بیوی شاکرہ پر کیسے طلاق واقع ہوگئی؟ لفظ فضول سے معلوم یہ ہوا کہ ''تلاک'' کے لفظ سے نکاح نہیں ٹوٹتا؛ اس لئے شاکرہ اس وقت بھی مسلم الدین کی بیوی ہے۔

اورتلاک بالجبر کا واقعہ 14/06/95 کوہوا تھا،اس تاریخ کے بعد پھر دوبارہ تین ماہ ۱۳؍دن کے بعد چاند محمد کے ساتھ شاکرہ کا نکاح پڑھایا گیا،شرعاً دونوں مرتبہ چاند محمد کے ساتھ نکاح نہیں ہوا ہے،نکاح جب تک مسلم الدین کے ساتھ شاکرہ کا باقی ہے،تب تک چاند محمد کے ساتھ ہزار مرتبہ نکاح پڑھانے سے بھی شاکرہ چاند محمد کی بیوی نہیں بن سکتی ہے اور چاند محمد کے نطفہ سے شاکرہ نے جتنی اولاد جنی ہیں، وہ سب بچوں کا بھی شرعاً باپ نہیں بنے گا۔ **الولد للفراش** مذکورہ دنیاوی فائدہ کے تحت محمد مسلم الدین کے دشمنوں کی گواہی شرعاً مقبول نہیں۔ دلیل:

لا تقبل شهادة عدو بسبب الدنيا.

نوٹ: جواب مطلوب ہے کہ شاکرہ کا اس وقت کون شوہر ہے؟

(۲) چاند محمد کے نطفہ سے جو اولاد ہوئی اس کا مالک چاند محمد کیوں نہیں؟

(۳) مذکورہ مسلم الدین کے دشمنوں کی گواہی شرعاً مقبول کیوں نہیں؟

(۴) شاکرہ کو پاک ہونے کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟

المستفتی: شاکرہ بیگم، آنیر پار، مالدہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) محمد مسلم الدین (مکرہ) نے بطور حیلہ کے تین مرتبہ جو لفظ ''تلاک'' استعمال کیا ہے، اس کا شاکرہ بیوی کے ساتھ نکاح ختم ہوگیا اور شاکرہ پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں؛ اس لئے اس واقعۂ طلاق سے قبل شاکرہ کا اجنبی مرد چاند محمد کے ساتھ جو نکاح ہوا ہے، وہ صحیح نہیں تھا اور جب واقعۂ طلاق وعدت کے بعد اس مرد سے دوبارہ نکاح ہوا، وہ حلال وجائز طریقے پر ہوا؛ لہٰذا اس وقت شاکرہ مسلم الدین کی نہیں؛ بلکہ چاند محمد کی زوجہ ہے۔

عن ابن عمرؓ قال: طلاق الكره جائز. (مصنف عبدالرزاق، كتاب الطلاق، باب طلاق الكره، المجلس العلمي بيروت ٦/ ٤١٠، رقم: ١١٤٢١)

طلاق المكره واقع الخ. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۷۷، جيسوري۲/۳۵۸، شامي، كراچي ۳/۲۳۵ زكريا ٤/٤٣٨، البحرالرائق، كوئٹه۳/۲٤٤، زكريا۳/٤٢٦)

ويـدخـل فيـه نـحـو طـلاكـو تـلاك. (در مـخـتـار مـع رد الـمـحـتـار، كراچي ۳/۲٤٩، زكريا٤/٤٥٩، البحرالرائق، زكريا۳/٤٣٩، كوئٹه۳/۲٥۲)

(۲) زوج اول محمد مسلم الدین کے طلاق دینے کے بعد اور شاکرہ کے عدت گذارنے کے بعد زوج ثانی چاند محمد کے نطفہ سے پیدا ہونے والی اولاد چاند محمد کی ہوگی اور اسی کی جانب منسوب ہوگی اور طلاق سے پہلے جو چاند محمد سے اولاد ہوئی ہے، وہ زنا کاری سے حاصل شدہ اولاد ہے؛ لہٰذا وہ چاند محمد کی نہیں؛ بلکہ محمد مسلم الدین کی جانب منسوب ہوگی، چاند محمد ان کا باپ نہ ہوگا۔

عـن مـحمد بن زياد قال: سمعت أباهريرةؓ قال النبي صلى الله عليه وسـلـم: الولد للفراش، وللعاهر الحجر. (صـحيح البخاري، كتاب المحاربين، باب للعاهر الحجر، النسخة الهندية ۲/١٠٠٧، رقم: ٦٥٦٠، ف:٦٨١٨، مشكوة۲۸۷، در مختار مع الشامي، باب العدة، زكريا٥/٢٤٨، كراچي۳/٥٥۲)

وفي الهـنـدية: لو زنىٰ بامرأة فحملت، ثم تزوجها فولدت إن جاء ت به لستة أشهـر فـصـاعداً ثبت نسبه وإن جاء ت به لأقل من ستة أشهر لم يثبت نسبـه. (الـفتـاوى الهـنـدية، زكـريـا۱/٥٤٠) كتـاب الـطـلاق قبيـل البـاب السادس عشر في الحضانة جديد ١/٥٩١

(۳) جب طلاق بالجبر کے واقعہ کا منکر کوئی نہیں، تو پھر کسی قسم کی گواہی کی کوئی ضرورت نہیں۔

لو أكره على طلاق فطلق وقع الطلاق. (عالمگيري، كتاب الاكراه الباب الثاني، زكريا قديم ٥/٤٢، زكريا جديد ٥/٥١)

(۴) شاکرہ نے مسلم الدین سے طلاق حاصل کرنے سے قبل چاند محمد کے ساتھ رہ کر جو وقت

گذارا ہے، اس کا بدکاری اور زنا کاری میں شمار ہوگا، اس گناہ عظیم سے پاک ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں ندامت کے ساتھ توبہ کرنے کی ضرورت ہے، اگر اسلامی حکومت ہوتی تو وہ سنگسار کر کے پاک کی جاتی۔

أما نكاح منكوحة الغير......فلم ينعقد أصلاً؛ ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة؛ لكونها زنا. (رد المختار، كراچي ۳/۵۱٦، زكريا ۵/۱۹۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۷۹۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۴/۱۴۱۷ھ

مکرہ کی طلاق اور نکاح ثانی کی صحت

سوال [٦١٩٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی کو دو سال ہوئے تھے، مگر رخصتی نہ ہونے کی وجہ سے خلوت نہ کر سکا تھا کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو بھیجا اور کہلا دیا کہ اگر زید اپنی منکوحہ کو طلاق نہ دے گا تو میں زید کو جان سے مار دوں گا؛ لہٰذا زید نے بہت سے آدمیوں کے سامنے زبانی بھی اور تحریری بھی اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی، جب عدت پوری ہوگئی، تو اس شخص نے اس عورت کا نکاح عمرو کے ساتھ پڑھا دیا، قاضی جی کو طلاق نامہ دکھا دیا تھا؛ لہٰذا سترہ اٹھارہ سال کے بعد عمرو کو ایک آدمی نے بتایا کہ تیری جو بیوی ہے اس کی طلاق جبر یہ لی گئی تھی اور جبریہ کی طلاق جائز نہیں ہوتی، تیرا نکاح بھی ناجائز ہوا، یہ سن کر عمرو زید کے پاس پہونچا اور پوچھا کہ کیا تم نے طلاق جبراً دی تھی، تو زید نے بتایا کہ مجھے طلاق دینے کے لئے ایک آدمی نے اور اس عورت نے مجبور کیا تھا، تو میں نے اسے آزاد کر دیا تھا، عمرو نے کہا کہ اب خوش دلی سے دوبارہ طلاق دے دو؛ لہٰذا زید نے بہت آدمیوں کے سامنے زبانی بھی اور تحریری بھی طلاق دے دی، میں نے یہ مسئلہ مفتی عبدالرب صاحب دین منگر پوری کو لکھا تھا، انہوں نے جواب میں لکھا کہ

جبریہ طلاق ہوجاتی ہے، طلاق ہوگئی نکاح بھی برقرار رہا اور بچے بھی صحیح ہوئے؛ لیکن مفتی صاحب نے کوئی وجہ نہ بتائی کہ جبریہ کی طلاق کیوں اور کیسے جائز ہوتی ہے؟ نہ کوئی مثال دے کر سمجھایا ہے اور شامی عالمگیری کا حوالہ دیا ہے، آپ سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں بالتفصیل لکھئے اور حوالہ مع جلد اور صفحہ کے لکھئے اور اگر وہ جبریہ والی طلاق ناجائز نکلی، تو وہ نکاح بھی فسخ ہوگیا یا برقرار رہا اور جو بچے اس دور میں پیدا ہوئے وہ جائز ہوئے یا ناجائز؟ جو طلاق خوشی سے ہوتی ہے، اس کے بعد بھی عورت عدت کرے گی یا نہیں؟ میری یہ تحریر جواب کے ساتھ واپس آنا ضروری ہے، آپ کی مہر بھی ضروری ہے۔

نوٹ: عمرو کو آج تک یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کی بیوی کی طلاق جبریہ لی گئی یا راضی سے۔

المستفتی: نواب جان، ہاشم پورہ، گوپال، پوسٹ: پاکبڑہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مفتی عبدالرب صاحب کا فتویٰ صحیح ہے کہ جبریہ طلاق جو زبان سے دی جائے وہ شرعاً واقع ہوجاتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جن میں دلی ارادہ اور نیت شرط نہیں ہے بلکہ زبان سے کسی بھی طرح سے تلفظ ہوجائے اس پر حکم لگ جاتا ہے؛ البتہ جبر کرنے والے ضرور گناہ گار ہوں گے۔

عن عمر بن عبد العزيز يقول: طلاق السكران والمكره جائز. (طحاوي شريف، كتاب الطلاق، باب طلاق المكره، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۶۷/٤، رقم:٤٥٥٧)

وإن أكره على طلاق امرأته أو عتق عبده، ففعل وقع ماأكره عليه عندنا. (هداية، كتاب الإكراه، فصل وإن إكره أن ياكل الميتة، اشرفي ديوبند۳/۳۵۰، جيسوري ٤/۳۳٤، هكذا البدائع الصنائع، قديم ۷/۱۸۲، جديد زكريا ٦/۱۹۳، شامي، كراچي ۳/۲۳۵، زكريا ٤/٤۳۸، بنايه ۳/۷۷٦)

اور مسئلہ شرعیہ میں فقہ کی عبارت کافی ہے، وجہ بیان کرنا لازم نہیں؛ لہٰذا جبریہ طلاق معتبر ہونے

کی بنا پر نکاح صحیح ہو چکا تھا اور بعد میں خوشی سے جو طلاق لی گئی ہے وہ معتبر نہیں اور نہ اس کے بعد عدت کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵؍ ۱۶۴۵)

کسی کے مجبور کرنے پر طلاق دینا

سوال [۶۱۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کو جبراً اس کے گھر والوں نے مار پیٹ اور دھمکا کر طلاق دینے پر آمادہ کیا، اسی وجہ سے اس شخص نے یہ الفاظ استعمال کئے، طلاق دی، دی، دی۔ صورت مسئولہ میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عقیل احمد، سہس پور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شخص مذکور کو جبراً اس کے گھر والوں نے مار پیٹ کر دھمکا کر طلاق دینے پر مجبور کیا اور اسی حالت میں اس نے طلاق دی، دی، دی کے الفاظ استعمال کئے ہیں، ظاہر بات ہے کہ اس کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں رہا ہے اور مجبوراً اس نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں، تو ایسی صورت میں طلاق دی کے الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، اس کے بعد دو مرتبہ ''دی، دی'' کا لفظ استعمال کیا ہے، اس میں چونکہ طلاق کی نیت نہیں کی ہے اور سامنے والوں کو سنانے کے لئے بطور تاکید استعمال کیا ہے، تو ایسی صورت میں ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ بلکہ ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوئی ہے اور اگر ان الفاظ سے بھی اس نے طلاق کی نیت کی تھی، تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ اب شوہر سے معلوم کیا جائے کہ اس کی نیت کیا رہی ہے؟ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۶/۳۷۲، جدید زکریا ۶/ ۳۹۰)

قال في الدر: كرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التأكيد دين. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، زكريا٤/ ٥٢١، كراچي ٣/٢٩٣)

وفي الأشباه: لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً، فإن قال: أردت به التأكيد صدق ديانة لا قضاءً، ذكره الزيلعي في الكنايات. (الأشباه قديم ١/ ٢١٩، زكريا٦ ٣٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۹۵۵۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸؍۴؍ ۱۴۲۹ھ

بیوی کے بھائیوں کا جبراً بہنوئی سے طلاق دلوانا

سوال [۶۱۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہارون سے اس کی بیوی شبانہ کے بھائیوں نے زبردستی دھمکا کر مجبور کر کے اس کی بیوی کو تین طلاقیں دلوادیں، تو کیا اس طرح طلاق واقع ہوگئیں یا اس کی بیوی کا ماننا اقرار کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ اس کی بیوی شبانہ کہتی ہے کہ ہارون میرا شوہر ہے، مجھے طلاق نہیں ہوئی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کو حل فرمائیں۔

المستفتی: محمد ہارون

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شبانہ کے بھائیوں نے شبانہ کے شوہر محمد ہارون سے زبردستی اور جبراً زبانی طور پر طلاق کے الفاظ کہلوادیئے اور شوہر نے بھی زبان سے تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہہ دیئے ہیں، تو ایسی صورت میں محمد ہارون کی بیوی شبانہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے شبانہ کا تسلیم کرنا اور ماننا ضروری نہیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ میرٹھ ۱۸؍۱۷۱)

ويـقـع طـلاق كـل زوج إذا كـان بـالغاً عاقلاً سواء كان حراً أوعبداً، أوطـائعاً أومكرهاً. (هـنـدية، زكـريـا ۱/ ۳۵۳ كتاب الطلاق فصل فيمن يقع طلاقه الخ جديد ۱/ ۴۲۰، الجوهرة النيرة، امدادية ملتان ۲/ ۱۰۲، دارالكتب ديوبند ۲/ ۹۸)

ويـقـع طـلاق كل زوج عاقل بالغ ولومكرهاً الخ فإن طلاقه صحيح. (ملتقـي الأبـحـر مـع مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۸، در مختار مع الشامي، زكريا ۴/ ۴۳۸، كراچي ۳/ ۲۳۵)

ويـقـع طـلاق كـل زوج عـاقـل بـالـغ لـصـدورهٖ من أهلـهٖ في محلـه، ولـومكرهاً، أي ولو كان الزوج مكرهاً على إنشاء الطلاق لفظاً. (البحرالرائق، زكريا ۳/ ۴۲۶-۴۲۸، كوئٹه ۳/ ۲۴۴-۲۴۵)

عن ابن عمرؓ قال: طلاق الكره جائز. (مصنف عبدالرزاق، المجلس العلمي بيروت ۶/ ۴۱۰، رقم: ۱۱۴۲۱)

طلاق المكره واقع. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ۴/ ۳۹۵، رقم: ۶۵۱۲)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍ ۱۰۵۷۴)

(۹) باب الطلاق بالألفاظ المصحفة

ایسی زبان میں طلاق جس کو شوہر نہیں سمجھتا

سوال [۶۱۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص یوپی کا رہنے والا ہے، اس نے تمل ناڈ کی رہنے والی ایک عورت سے شادی کی، وہ تمل زبان بالکل نہیں جانتا ہے، ایک دن اس کی اپنی بیوی سے لڑائی ہوئی، بیوی نے تمل زبان میں شوہر سے طلاق کے الفاظ کہلوائے، جس کے معنی شوہر بالکل نہیں جانتا۔ نیز اس کی نیت بھی بیوی کو طلاق دینے کی نہ تھی، تو کیا ان کلمات سے بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟

المستفتی: محمد سمیع الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں شوہر چونکہ تمل زبان سے بالکل ناواقف ہے اور بیوی کے کہلوائے ہوئے کلمات کے معنی نہ تو اس کو معلوم ہیں اور نہ ان کا محل واستعمال پتہ ہے؛ اس لئے مفتی بہ قول کے مطابق اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۱۲/ ۱۸۷، میرٹھ ۱۸/ ۵۹)

لو لقنته لفظ الطلاق، فتلفظ به غير عالم بمعناه، فلايقع أصلاً على ما أفتىٰ به مشائخ أوزجند صيانةً عن التلبيس. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب فی قول البحر: إن الصريح يحتاج...... زكريا ٤/ ٤٦١، شامي، كراچي ٣/ ٢٥٠، هكذا في التاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٩٨، رقم: ٦٥١٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۵۷۸)

لفظ تلاق سے وقوعِ طلاق کا حکم

سوال [۶۱۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ایک ہی مجلس میں لفظ طلاق ط سے نہیں؛ بلکہ تلاق ت سے تین مرتبہ کہا ہے، مزید زید کا کسی طرح کا طلاق دینے کا ارادہ بھی نہیں تھا، پہلی بیوی اور اس سے متعلق بچوں کے ورغلانے اور بہکانے کی بنا پر ایک طلاق کے الفاظ منھ سے نکل گئے اور اس بات کو واضح فرماتے ہوئے تحریر فرمائیں کہ لفظ طلاق کے معنی ہیں جدائی کا واقع ہونا اور لفظ ت سے جو تلاق ہے، ان دونوں لفظوں کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: ضمیر الدین، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بغیر ارادہ کے اور کسی کے ورغلانے اور بہکانے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور بگڑے ہوئے الفاظ سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور اس میں عالم اور جاہل کا کوئی فرق نہیں ہے، ہر صورت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب زید نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ ”تلاق، تلاق، تلاق“ کہا ہے، تو اس سے بھی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے۔ اب آئندہ زید کا اس بیوی کے ساتھ بغیر شرعی حلالہ کے نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہے اور مجتہدین کرام وفقہاء عظام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ لفظ تلاق (جوت سے ہے) سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ویقع بها أي بهذه الألفاظ و مابمعناها من الصريح، و يدخل نحو طلاغ، وتلاغ، وطلاک، وتلاک أو (ط،ل،ق) أوطلاق باش بلا فرق بين عالم وجاهل...... به يفتى (وتحته في الشاميه) قال في البحر: ومنه الألفاظ المصحفة وهي خمسة: فزاد على ماهنا تلاق الخ. (رد المحتار على الدر

المختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب من الصريح الألفاظ المصحفة، كراچی ۳/۲۴۸، ۲۴۹، زکریا ٤/٤٥٩)

ومنه الألفاظ المصحفة وهی خمسة: تلاق، وتلاغ، وطلاک، وتلاک فيقع قضاءً (إلى قوله) ولافرق بين العالم والجاهل، وعليه الفتوى. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۵۲، زکریا ۴۳۹)

صريحه مالم يستعمل إلا فيه ولو بالفارسية (إلى قوله) وإن قال تعمدته تخويفاً لم يصدق قضاءً......وإن نویٰ خلافها، أو لم ينو شيئاً (في الشامية) وعرفه في التحرير بما يثبت حكمه الشرعی بلا نية. (شامي مع در مختار، كراچي ۳/۲۴۷تا ۲۵۰، زکریا٤/٤٥٧-٤٦١)

عن سهل بن سعدؓ فی هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابوداؤ شريف، كتاب الطلاق، باب اللعان، النسخة الهندية١ /٣٠٦، رقم: ٢٢٥٠)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۱؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۹۳۶/۴۰)	۱۴۳۴/۱/۱۱ھ

جان بچانے کے خوف سے بلا نیت طلاق ’’تلاک دیتا ہوں‘‘ کہا

سوال [۶۱۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں عظیم الدین کی شادی بی بی زینت سے ہوئی، کچھ مدت کے بعد بی بی زینت کے گھر والوں سے لڑائی وفساد ہوگیا، عظیم الدین کو راستہ چلتے تن تنہا پا کر زینت کے خاندان والوں میں سے کچھ بدمعاشوں نے کہا کہ تم اس لڑکی کو طلاق دیدو، ورنہ ابھی جان سے ختم کر دیں گے، عظیم الدین طلاق دینے سے انکار کرنے لگے؛ لیکن بندوق دکھا کر بولے کہ دیکھتے ہو

ابھی ماروں گا، اگر تم خیریت چاہتے ہو تو ابھی طلاق دو، عظیم الدین نے جان کے خطرہ سے بچنے کے لئے یہ چال چلی کہ طلاق کے کلمات کے بجائے تلاک، تلاک، تلاک تین بار کہا، یعنی یہ کہا کہ لو میں اپنی بی بی کو ”تلاک دیتا ہوں، تلاک دیتا ہوں، تلاک دیتا ہوں“ یہ کلمات کہہ کر کسی طرح سے اپنی جان بچائی؛ لیکن دل میں اپنی بیوی کو چھوڑنے کی ذراسی بھی نیت نہ تھی؛ بلکہ جان بچانے کے لئے کسی بھی طرح چھٹکارا پا کر وہاں سے گھر آ گیا۔

مذکورہ بالا صورتوں میں بیوی زینت کے اوپر طلاق پڑی یا نہیں؟ اور وہ اب عظیم الدین کے نکاح میں رہی یا ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی؟ مفصل جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد عظیم الدین قاسمی، بھاگل پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بحالت جبر محض جان بچانے کی غرض سے بلانیت طلاق کے الفاظ ادا کرنے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اسی طرح لفظ تلاک سے بھی شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ مستفاد فتاوی دارالعلوم ۹/۸۰

عن ابن عمرؓ قال: طلاق الکره جائز. (مصنف عبدالرزاق، کتاب الطلاق، باب طلاق الکره، المجلس العلمي بیروت ٦/ ٤١٠، رقم: ١١٤٢١)

ولو أکره علی طلاق أو عتاق، فاعتق أو طلق وقع العتق والطلاق. (عالمگیري، کتاب الاکراه، الباب الثاني فیما یحل للمکره أن یفعل ومالا یحل، زکریا٥/ ٤٢، جدید ٥/ ٥١، هکذا في الدر المختار مع الشامي، کراچي ٣/ ٢٣٥، زکریا٤/ ٤٣٨)

ویقع بها أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصریح، فیدخل نحو طلاغ، وطلاک، وتلاغ، وتلاک. (الدر المختار مع رد المحتار، کراچي ٣/ ٢٤٩، زکریا٤/ ٤٥٩، البحر الرائق، کوئٹه٣/ ٢٥٢، زکریا٣/ ٤٣٩، الأشباه والنظائر قدیم٥ ٤، حموي٤٦)

لہٰذا مذکورہ صورت میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی، اب دوبارہ بلا حلالہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية كتاب الطلاق الباب السادس فصل فيما تحل به المطلقةالخ زكريا جديد ۱/۵۳۵، قديم زكريا ۱/۴۷۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴؍ ۶۹۲)

لفظ طراق طراق سے طلاق کا حکم

سوال [۶۱۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ سبھی لوگوں کی طرح بہت اچھی زندگی گذار رہا تھا، اچانک ہم دونوں میاں بیوی میں کسی بات پر بحث وتکرار ہوگئی، میں نے اپنی بیوی کو ڈرانے کی غرض سے دو مرتبہ لفظ طلاق نہ کہہ کر دو مرتبہ طراق طراق کہدیا، اتنا سن کر میری بیوی یہ سمجھ کر کہ مجھے طلاق دیدی ہے، وہ فوراً برقعہ اوڑھ کر اپنے باپ کے گھر چلی گئی، جس وقت میں نے یہ عمل کیا تھا، اس وقت ہم دونوں میاں بیوی کے علاوہ ایک میری چودہ مہینہ کی بیٹی تھی، اس وقت میری بیوی حاملہ ہے، ان حالات میں شریعت کی روشنی میں میرے لئے کیا حکم ہے؟ کیونکہ میں اپنی بیوی کو پہلے کی طرح اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں، صاف صاف لفظوں میں جواب دینے کی زحمت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالرزاق، مولانا آزاد نگر ہلدوانی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے، اور لفظ طراق طراق

سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ یہ الفاظ طلاق کے لئے استعمال نہیں ہوتے اور اگر شوہر کی زبان سے طلاق کے بجائے طراق ہی نکلتا ہے، تو دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، بیوی کے وضع حمل سے پہلے پہلے عدت کے اندر رجعت کر کے پہلے کی طرح میاں بیوی والی زندگی گذارنے کی گنجائش ہوتی ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولا بها كقوله أنت طالق، أنت طالق. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/ ٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥٢)

وفي الولوالجية: رجل قال لامرأته بعد الدخول بها" أنت طالق، طالق" تقع ثنتان. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٤٢٩، رقم: ٦٥٩٥)

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُن. [الطلاق: ٤]

وفي الحامل عدتها ان تضع حملها، الحرة والأمة والمطلقة والمتوفي عنها زوجها. (تاتارخانية، زكريا ٥/ ٢٢٨، رقم: ٧٧٢٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍صفر المظفر ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍۱۰۳۰۰)

لفظ طباق سے کوئی طلاق نہیں

سوال [۶۱۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی زوجہ کو فون پر دو مرتبہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، اور تیسری مرتبہ جان بوجھ کر تجھے طباق ہے (لفظ محرف) استعمال کیا، بیوی کا کہنا ہے کہ جب اس نے فون پر طلاق کو سنا تو ہوش کھو بیٹی؛ البتہ اتنا دھیان ہے کہ تین بار کہا ہے، دو مرتبہ طلاق تیسری کا معلوم نہیں۔ اب شریعت کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرما کر ممنون و مشکور ہوں اور ہمیں کیا کرنا ہے، حکم فرمادیجئے۔

المستفتی: محمد اسلم سلمانی، قاسم پور گڑھی، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے پہلے دومرتبہ لفظ طلاق کہہ دیا ہے، تو اس سے دوطلاق رجعی واقع ہوگئی اور تیسری مرتبہ جو اس نے لفظ طباق استعمال کیا ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ اس لئے کہ لفظ طباق نہ تو صراحۃً اور نہ ہی کنایۃً طلاق کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ لہٰذا دوطلاق کی وجہ سے عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أولم ترض. (هداية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، زكريا ١/ ٤٧٠، هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤)

وركنه لفظ مخصوص هو ماجعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية، وبه ظهر من تشاجر مع زوجته ولم يذكر لفظاً لا صريحاً وكنايةً لا يقع عليه. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق الدور، زكريا٤/ ٤٣١، كراچي ٣/ ٢٣٠) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۵؍شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۲۴/۴۱)

لفظِ ''تڑاق'' سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اسلم کا اپنی بیوی تبسم سے نزاع ہوا، اور اسلم آپے سے باہر ہوگیا، اور شدید غصہ کی حالت میں اسلم کی زبان بھی لڑکھڑا رہی تھی، اپنی بیوی تبسم سے تین مرتبہ طلاق کہا، بعد میں اسلم کی بھابھی اور بھابھی کی بہن نے جو اس وقت اسلم کے یہاں آئی ہوئی تھیں، کہا کہ اسلم نے لفظ طلاق نہیں کہا تھا؛ بلکہ تڑاق کہا تھا، پھر دوبارہ گھر والوں نے جب اسلم سے وہ الفاظ

دوہرانے کو کہا تو گھر والوں نے کہا کہ تم اب بھی تڑاق ہی کہہ رہے ہو، اسلم کا کہنا ہے کہ مجھے نہیں پتہ کہ میں نے غصہ میں کیا کہہ دیا طلاق یا تڑاق میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور اسلم کی بیوی تبسم تین ماہ کے حمل سے ہے، اسلم کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم، چھوٹی منڈی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بگڑے ہوئے لفظ سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اس نے طلاق ہی دی ہے، سننے والوں نے خواہ تڑاق سنا ہو یا کچھ بھی، لہٰذا جب اسلم نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق کہہ دیا، تو اس پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں۔ اب بلا حلالہ کئے اس سے رشتۂ زوجیت قائم کرنا حرام ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية كتاب الطلاق الباب السادس فصل فيما تحل به المطلقة الخ زكريا جديد ١/٥٣٥، زكريا قديم ١/٤٧٣)

ويقع بها أي بهذه الألفاظ و مابمعناها من الصريح و يدخل نحو طلاغ، وتلاغ، وطلاک، وتلاک...... بلا فرق بين عالم وجاهل. وفي الشاميه: ومنه الألفاظ المصحفة. (الدر المختار مع الشامي، زكريا ٤/٤٥٩، كراچي ٣/٢٤٩، بحرالرائق، كوئٹه ٣/٢٥٢، زكريا٣/٤٣٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ر صفر المظفر ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۷۳۹/۳۸)

وسوسہ کو دور کرنے کے لئے تجھے کرلاق دیتا ہوں کہنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ ایک شخص کو وسوسہ آیا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دوں، اس نے بہت ٹالا، مگر وسوسہ زیادہ ہوتا گیا، تو اس شخص نے اپنے دل کو دھوکہ دینے کیلئے طلاق کی نیت کے بغیر اپنی زبان سے یوں کہا کہ ''میں تجھ کو کرلاق دیتا ہوں'' جبکہ بیوی اس وقت مخاطب نہیں تھی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ دل کو دھوکہ دے کر وسوسہ بھی ختم کردوں اور طلاق سے بھی بچ جاؤں اور یہ صورت کئی مرتبہ پیش آئی، ہر مرتبہ اسی طرح دل کو سمجھایا۔اب دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا اس صورت میں طلاق تو نہیں ہوئی؟

المستفتی: محمد فرقان، دھام پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مذکورہ میں ''تجھ کو کرلاق دیتا ہوں'' سے شخص مذکور کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی، بلکہ اپنے شوہر کے لئے بدستور حلال رہے گی، کیونکہ مذکورہ لفظ طلاق کے معنی میں غیر مستعمل ہے اور اس کو بولنے سے ذہن طلاق کی طرف بھی منتقل نہیں ہوتا ہے، لہٰذا طلاق کے وقوع کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا، تاہم ایسے شکی اور وہمی آدمی کو اپنے شک اور وہم کا علاج کسی صاحب شریعت ہوشیار قسم کے عالم کے پاس جا کر کروالینا چاہئے۔

لو قال: امرأته طارق، وأدغم الراء، وأخفاها حتى لا يفهم ذلك من يسمع خلفه لا يلزمه بذلك شيء، فلا تطلق امرأته؛ لأن طارقاً ليس بطالق.

(حاشية، الأشباه للحموي، زكريا ص ۹۱)

لوقال: أنت طالاً لا يقع شيء وإن نوىٰ لو أن أعجميا قال ذلك بالفارسية، وحذف الحرف الأخير لا يقع وإن نوىٰ، لأنه غير معتاد عن العجم. (تاتارخانية، زكريا ٤/١٣ ٤، رقم المسئلة: ٦٥٦٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱؍ ۱۱۷۰۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰؍۱۱؍۱۴۳۵ھ

(۱۰) باب عدم وقوع الطلاق

قبل النکاح خیالی طلاق دینا

سوال [۶۲۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد اسجد کی شادی نجمہ سے ہونی طے ہے لیکن ابھی صرف بات چیت ہوئی ہے، نکاح وغیرہ نہیں ہوا، اب اسجد نے یہ تصور کیا کہ گویا ہم دونوں میاں بیوی کی طرح زندگی گذار رہے ہیں، اس کے بعد اسی تصور میں اس نے اپنی ہونے والی بیوی کو طلاق دیدی اور خیال میں یہ کہا کہ میں نے اسے طلاق دی، دی دی زبان سے کچھ نہیں کہا، تو اب نکاح ہوجانے کے بعد کیا پہلی تصوری اور خیالی طلاق کا شرعاً اعتبار ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد سلیم سیتاپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نکاح کے بعد اس خیالی طلاق کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے، کیونکہ طلاق کے لئے ملک نکاح کا قیام اور بیوی کی جانب صراحۃً یا دلالۃً اضافت و نسبت شرط اور ضروری ہے اور مسئولہ صورت میں ملک نکاح ہی حاصل نہیں ہے، لہٰذا اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

ومحلہ المنکوحۃ. (شامي، کتاب الطلاق، مطلب في طلاق الدور، کراچي ۳/ ۲۳۰، زکریا ٤/ ٤٣١)

ومنها الإضافة إلی المرأة. (بدائع الصنائع، زکریا۳/ ۲۲۲، الأشباه، قدیم ٥/ ٤٥، شامي، کراچي۳/ ۲۷۲، زکریا٤/ ٤٩٣، تاتارخانية قدیم ۳/ ۲۷۹،

جدید زکریا ٤/٤١٩، رقم:٦٥٧٥، بزازیہ علی الهندیة، زکریا٤/١٧١، جدید زکریا ١/١١٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۶۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۶/۸ھ

دل میں طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۲۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کے بارے میں دل ہی میں یوں کہا کہ تم کو تینوں طلاق، مگر زبان سے کچھ نہیں کہا؛ بلکہ خاموش رہا، تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟ نیز اگر زبان سے لفظ طلاق بولا، مگر اتنا آہستہ بولا کہ ان الفاظ کو خود بھی سن نہ سکا، تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: عبد الودود، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ یہ سب وساوس اور خیالات وہمیہ ہیں اور شریعت میں ایسے خیالات ووساوس کا کچھ اعتبار نہیں۔

نیز زبان سے لفظ طلاق ادا کرنا اور اتنا آہستہ بولنا کہ خود متکلم بھی نہ سن سکے یہ بھی لغو ہے، وقوع طلاق کے لئے الفاظ طلاق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کم از کم اس کا خود سننا بھی شرط ہے، لہٰذا مذکورہ صورتوں میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۱۰۹/۸، جدید ڈابھیل ۲۴۹/۱۲، فتاوی دارالعلوم ۴۱/۹، ۱۰۰/۷)

عن أبي هريرةؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عزوجل تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها مالم تعمل، أو تكلم به.

(صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان تجاوز اللّٰه عن حديث النفس، النسخة الهندية ١/٧٨، بيت الأفكار رقم:١٢٧)

لو أجرى الطلاق على قلبه وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع وإن صحح الحروف. (مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، امدادية ملتان ١١٩، دارالكتاب ديوبند ٢١٩)

وأدني الجهر إسماع غيره، وأدني المخافتة إسماع نفسه و من يقربه......ويجرىٰ ذلك المذكور في كل مايتعلق بنطق، كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة، وعتاق، وطلاق، واستثناء وغيرها، فلو طلق أواستثنىٰ ولم يسمع نفسه لم يصح في الأصح. (در مختار مع الشامي، زكريا ٢/٢٥٣، كراچي ١/٥٣٤، ٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۳۰۶/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۷/۶ھ

دل ہی دل میں طلاق دینا

سوال [۶۲۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے ساتھ کوئی بڑا معاملہ پیش آتا ہے، تو حقیقتاً پاگل ہوجاتا ہے، یہ مرض تقریباً آٹھ سال سے مختلف موقعوں پر پیش آتا رہتا ہے، غالباً یہ کیفیت ذکر کی وجہ سے پیدا ہوئی، بندہ فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہونے سے قبل ہی ذکر جہری بہت زیادہ کیا کرتا تھا، جب ہی سے یہ کیفیت شروع ہوگئی، اس طرح تین مرتبہ وہ پاگل ہو چکا ہے اور جب جب زید پاگل ہوتا ہے، تب تب اس کے ساتھ مستقل یہ کیفیت رہتی ہے کہ کوئی اس کے دل میں اس سے بات کرتا رہتا ہے اور وہ بات کرنے والا کہتا ہے کہ میں اللہ تم سے بات کرر ہا ہوں، لیکن

یہ کیفیت ختم ہونے کے بعد پھر دل میں بات کرنے والے نے کہا کہ اپنی بیوی کو تین طلاق دیدو، تو زید نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں، پھر دل میں بات کرنے والے نے کہا کہ قسم کلی کھاؤ یعنی جتنی شادیاں میں کروں سب کو تین طلاق، تو زید نے یہ بھی کہد یا کہ میں جتنی شادیاں کروں سب کو تین طلاق، لیکن زید کو یہ تمیز نہیں کہ بات شیطان کی طرف سے دل میں آئی یا اللہ کی طرف سے، اب زید پریشان ہے اور غالب گمان ہے کہ اگر شادی نہیں کریگا، تو گناہوں میں ملوث ہوجائے گا، یا پاگل ہوجائے گا، اب زید کیا کرے بیوی کو رکھے یا دوسری شادی کرنے کی کوئی شکل ہو، تو اس سے مطلع کیا جائے اور زید کی زندگی کو گناہوں اور جنون سے بچایا جائے۔

المستفتی: عبدالودود، سیتا مڑھی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر دل میں بات کرنے والے کے کہنے کی وجہ سے دل ہی دل میں طلاق دی ہے اور اسی طرح دل ہی دل میں یہ بھی کہا ہے، کہ جتنی شادیاں کریں گے، سب کو تین طلاق تو صرف دل ہی دل میں کہنے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، طلاق کے واقع ہونے کے لئے زبان سے کہنا لازم ہے اور اگر زبان سے کہا ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، جبکہ یہ سب کچھ یاد ہو۔

فلو طلق غافلاً أوساهياً أو مخطأً وقع (إلى قوله)إن الصريح لا يحتاج إلى النية الخ. (الأشباه قديم مطلع ديوبند ٤٥، جديد زكريا ١/ ٩٠)

وأما الطلاق والعتاق فلا يقعان بالنية،بل لا بد من التلفظ. (الأشباه جديد زكريا ١/١٦٥،قديم ص٨٩)

لو طلق أو استثنىٰ ولم يسمع نفسه لم يصح في الأصح. (درمختار مع الشامي، زكريا ٢/٢٥٣، كراچي ١/٥٣٤،، ٥٣٥)

لو أجرىٰ الطلاق على قلبه وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع

وإن صحح الحروف. (مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، امدادية ملتان ص:۱۱۹، دارالكتاب ديوبند ص: ۲۱۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۱۰۹/۳۳)

طلاق دینے میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۲۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد امیر الاعظم نے اپنی بیوی عشرت جہاں کو گھریلو جھگڑے میں بحالت غصہ مارا اور پیٹا اور یہ بھی طالق کو معلوم نہیں ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو کیا کہا اور دیگر جو مستورات اس وقت گھر میں موجود تھیں وہ بھی کہتی ہیں کہ ہم نے محمد امیر الاعظم کی زبان سے بکواس تو سنی، لیکن ہمیں بھی طلاق سنائی نہیں دی، جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد امیر الاعظم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر طلاق دینا یقین سے ثابت نہیں ہے، تو شرعاً طلاق کا حکم نہ ہوگا۔

منها: شک هل طلق أم لا لم يقع. (الأشباه قديم مطبع دارالعلوم ديوبند ص ۱۰۸، جديد زكريا ۱/۱۹۶)

عدم الشک من الزوج في الطلاق وهو شرط الحكم بوقوع الطلاق حتى لو شک فيه لا يحكم بوقوعه. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل في الرسالة قديم ۳/۱۲۶، زكريا جديد ۳/۱۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴۴۱/۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۴/۱۴۱۴ھ

شوہر کا طلاق کو اپنی طرف منسوب کرنا

سوال [۶۲۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے کہا مجھ سے قسم طلاق ہے، اگر میں تجھ سے بولوں بیوی سے جھگڑے کے دوران کہا تھا، کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: مبارک حسین، پتی خالصہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے طلاق کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی ہے، تو ایسی صورت میں کوئی طلاق شرعی طور پر واقع نہ ہوگی؛ اس لئے کہ شوہر محل طلاق نہیں ہے اور غیر محل کی طرف نسبت کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوا کرتی ہے۔

أنا منک طالق أوبريء ليس بشيئ، ولو نویٰ به الطلاق. وتحته في الشامية: لأن محلية الطلاق قائمة بها لابه فالإضافة إليه إضافة إلى غير محله فيلغو. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٩٣، كراچي ٣/٢٧٢)

لو أضاف الزوج صريح الطلاق إلى نفسه بأن قال: أنا منک طالق لايقع الطلاق وإن نویٰ. (بدائع الصنائع، زكريا٣/٢٢٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۳ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۳۱/۲۹)	۱۴۱۳/۶/۲۴ھ

دفع وساوس کے لئے بھاگ، یا چل بھاگ کہنے پر بیوی کا خیال آنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میں ایک مرتبہ غسل خانہ میں کپڑے دھل رہا تھا، میرا ذہن منتشر ہو رہا تھا، مختلف قسم کے وساوس اور شبہات ذہن میں آرہے تھے، ان وساوس سے پریشان ہو کر جھنجھلا کر میں نے یہ لفظ کہا ''بھاگ'' یا ''چل بھاگ''، یعنی صحیح یاد نہیں کہ بھاگ کہا یا چل بھاگ کہا، اس جملہ کو کہتے وقت خطاب نفس وشیطان کی طرف تھا کہ نفس وشیطان ہی خواہ مخواہ ادھر ادھر کے وساوس اور شکوک ذہن میں پیدا کررہے ہیں اور اپنی طرف بھی کہ جلدی سے فارغ ہو کر بھاگ جاؤں یعنی غسل خانہ سے باہر نکل جاؤں، بہر کیف اس جملہ کو استعمال کرنے کے ساتھ ہی فوراً ذہن اپنی بیوی کی طرف چلا گیا، اور دل ودماغ میں یہ بات گھومنے لگی کہ ہوسکتا ہے بھاگ یا چل بھاگ کا جملہ میں نے اپنی بیوی کے لئے استعمال کرلیا ہو اور اس جملہ کو کہتے وقت دھیان بیوی کی طرف چلا گیا ہو، اب اسی وقت سے ذہن میں زبردست انتشار ہو رہا ہے کہ اس طرح کے حالات میں جو اوپر مذکور ہوئے، اس قسم کے جملے استعمال کرنے سے کہیں طلاق تو واقع نہیں ہوگئی؟ بیوی وہاں موجود نہیں تھی۔ مذکورہ صورت حال کی وجہ سے ذہن کافی منتشر ہے اور بار بار یہ خیال آتا رہا کہ ہوسکتا ہے کہ اس جملہ بھاگ یا چل بھاگ کے استعمال کی وجہ سے کسی قسم کی کوئی کمی پیدا ہوگئی ہو، تو دوبارہ نکاح کرلوں اور اگر دوبارہ نکاح پڑھوالیا، تو پہلے نکاح پر کوئی اثر تو نہیں پڑا؟

المستفتی: رئیس الدین، اندرانگر، رام نگر، مغربی چمپارن (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خطاب نفس اور شیطان کے لئے چل بھاگ کہنے کے ساتھ بیوی کا دھیان آنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ نیز یہ جملہ براہ راست بیوی کو مخاطب کر کے کہنے سے بھی کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی؛ جبکہ طلاق دینے کا ارادہ اور نیت نہ ہو اور نہ ہی اس کا مذاکرہ ہو، نیز دوبارہ سہ بارہ نکاح کی بات کرنا بھی دماغی فتور ہے۔

أخرجي اذهبي تلزم النية الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٤، كراچی ٣/ ٣٠٢)

أمّا النوع الأول، فهو كل لفظ يستعمل في الطلاق، ويستعمل في غيره نحو قوله أنت بائن......أنت حرة، قومي، اخرجي، اغربي، انطلقي......وإذا احتملت هذه الألفاظ الطلاق وغير الطلاق، فقد استتر المراد منها عند السامع، فافتقرت إلى النية لتعيين المراد. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/١٦٧-١٦٩)

وحاصل ما في الخانية: أن من الكنايات ثلاث عشرة لا يعتبر فيها دلالة الحال ولا تقع إلا بالنية: حبلك على غاربك......اخرجي، اذهبي، انتقلي، انطلقي. (البحرالرائق، زکریا ٣/٥٢٦، کوئٹہ ٣/٣٠٢-٣٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۲۴۷)

عورت کا جھوٹی طلاق کا دعویٰ کرنا

سوال [۶۲۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور سلمیٰ دونوں شوہر بیوی تھے، پھر آپس میں لڑائی ہوگئی، تو سلمیٰ نے اپنے گھر جا کر کہا کہ زید نے مجھے طلاق دیدی ہے، لیکن زید کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، پھر سلمیٰ نے دوسرے مرد سے نکاح کرلیا، تو کیا یہ نکاح صحیح ہوگا۔ نیز سلمیٰ کی اس حرکت کے بعد اس سے کلام اور اس کے یہاں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد طیب متعلم مدرسہ شاہی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر خود اس بات کو کہہ رہا ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی اور عورت نے خواہ مخواہ گھر جا کر طلاق کی افواہ پھیلا دی اور عورت کے پاس اپنے دعویٰ پر شرعی گواہ بھی نہیں ہیں، تو عورت کے اس دعویٰ کا کوئی اعتبار نہیں ہے، وہ بدستور شوہر کے نکاح

میں باقی ہے، ایسی صورت میں جو دوسرا نکاح عورت نے کیا ہے، وہ منعقد ہی نہیں ہوا اور دوسرے شخص کے پاس رہنا حرام کاری زنا کاری اور بدکاری ہوگی،اس کو فوراً علیحدہ ہوکر اپنے شوہر کے پاس چلے آنا چاہئے،اور اس عمل بد سے توبہ واستغفار کرلینی چاہئے،جب تک یہ توبہ و استغفار نہ کرے،تو اس سے اصلاح اعمال کی خاطر تعلقات کو منقطع کرنا اور اس کے یہاں کا کھانا وغیرہ نہ کھانا درست ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. [البقرہ:۲۸۲]

وماسویٰ ذٰلک من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أورجل وامرأتين سواء كان الحق مالاً، أوغير مال مثل النكاح، والطلاق.
(هداية، كتاب الشهادة، اشرفي ديوبند۳/۱۵٤، در مختار، كراچي ٥/٤٦٥، زكريا۸/۱۷۸، عالمگيري، زكريا۳/٤٥١، جديد زكريا ۳/۳۸۸)

وبغيرها رجلان، أورجل وامرأتان للآية، أطلقه فشمل المال وغيرها كالنكاح، والطلاق. (البحر الرائق، كوئٹه ۷/٦۲، زكريا۷/۱۰٤)

وأما نكاح منكوحة الغير، لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً.
(شامي، كراچي ۳/۱۳۲، زكريا٤/۲۷٤ ،تاتارخانية، زكريا ٤/٦٦، رقم:٥٥٤٤، خانية على الهندية، زكريا ۱/۳٦٦،قاضي خان جديد زكريا ۱/۲۲۱ عالمگيري، زكريا ۱/ ۲۸۰، جديد زكريا ۱/۳٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۳۵/۶۸۵۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۷/۱۴۲۲ھ

کیا لڑکی کے اقرار سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

سوال [۶۲۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ ایک عورت اپنی سسرال سے میکے چلی گئی اور کہتی ہے کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے، اور شوہر انکار کررہا ہے، تو آپ تحریر فرمائیں کیا لڑکی پر طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں؟
اور لڑکی کے نانا یہ کہتے ہیں کہ اگر لڑکی طلاق کے بعد دس قدم چل دے، تو عدت گذر جاتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: عبداللطیف، محلّہ اصالت پورہ، بڑی مسجد، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض لڑکی کے کہنے کی وجہ سے شرعاً طلاق کا ثبوت نہیں ہوگا، جب تک دو گواہوں سے ثابت نہ کردے یا شوہر اقرار نہ کرلے۔
اور لڑکی کے نانا کا یہ کہنا کہ دس قدم چلنے سے عدت گذر جاتی ہے، محض لغو اور بے اصل بات ہے؛ بلکہ عدت گذرنے کے لئے تین ماہواری شرط ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. [البقرہ:۲۸۲]

وماسویٰ ذٰلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین، أورجل، وامرأتین سواء کان الحق مالاً، أوغیر مال مثل النکاح، والطلاق.
(هداية، کتاب الشهادة، اشرفي ديوبند ۳/۱۵٤، در مختارمع الشامي، کراچي ٥/٤٦٥، زکریا ۸/۱۷۸، هندية، زکریا۳/٤٥١،جدید زکریا ۳/۳۸۸، البحر الرائق، کوئٹه ۷/٦۲، زکریا ۷/۱۰٤)

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ. [سورة البقرہ:۲۲۸]

عن عائشة قالت: أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حیض. (سنن ابن ماجة، کتاب الطلاق، باب خیار لأمة إذا أعتقت، النسخة الهندية ۱۵۰، دارالسلام رقم:۲۰۷۷)

وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقراء. (هداية، باب العدة، اشرفي ديو بند۲/ ۴۲۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍رجب المرجب ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۲۸۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳/ ۷/ ۱۴۱۱ھ

بیوی کے جھوٹ بولنے سے کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟

سوال [۶۲۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا سالہ میری بیوی کو لینے آیا، میں نے اپنی بعض پریشانیوں کی بنا پر منع کر دیا، تو میری ساس آئی اور میری بیوی کو لے گئی اور گھر کا جہیز وغیرہ کا سامان بھی لے گئی، اور اب کہتی ہے کہ میرے شوہر نے طلاق دیدی، حالانکہ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی، میری بیوی جھوٹ بول رہی ہے، تو کیا بیوی کے کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ میں نے طلاق کا کبھی ذکر بھی نہیں کیا؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: محمد عرفان، کاشی پور، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر آپ نے طلاق نہیں دی ہے، تو محض بیوی کے کہنے کی وجہ سے طلاق شمار نہ ہوگی اور وہ بیوی آپ کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، نکاح بدستور باقی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. [البقرة: ۲۸۲]

وماسوىٰ ذٰلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل وامرأتين سواء كان الحق مالاً، أوغير مال مثل النكاح، والطلاق. (هداية، كتاب الشهادة، اشرفي ديو بند۳/ ۱۵۴)

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاح وطلاق......رجلان......أورجل وامرأتان. (در مختارمع الشامي، كراچي ٥/٤٦٥، زكريا ٨/١٧٨، هندية، زكريا٣/٤٥١، جديد زكرياديوبند ٣/٣٨٨، البحر الرائق، كوئٹه٧/٦٢، زكريا٧/١٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۵۰۴۶)

محض بیوی کے طلاق کا دعویٰ کرنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ کی شادی تقریباً دو سال ہوئے بکر سے ہوئی تھی اوروہ دونوں خوش وخرم رہ رہے تھے، ہندہ سے ایک لڑکی بھی ہے، اچانک ہندہ کا چھوٹا بھائی ہندہ کو بلانے کے لئے آیا، تو ہندہ نے اپنے شوہر یعنی بکر سے میکے جانے کے لئے بھائی کے ساتھ کہا، تو بکر نے منع کیا، اس پر دونوں میاں بیوی میں کچھ تکرار ہوئی، ہندہ کا بھائی ہندہ کو چھوڑ کر واپس چلا گیا، پھر میکے والے دوبارہ لینے آئے، تو والد وغیرہ کے ساتھ میکے کو بھیج دیا، میکہ جا کر ہندہ نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دیدی اور مجھ سے چھ دفعہ کہا ''تجھے طلاق ہے، طلاق ہے'' اس معاملہ کا کوئی گواہ نہیں ہے، جب ہندہ کے شوہر کو بلا کر پوچھا گیا، دو چار آدمیوں کے سامنے تو وہ منع کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں نے نہیں کہا، نہ ہی میں نے طلاق دی ہے اس صورت میں ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: ضیاء الدین، محلّہ: پنجابیان، چندوسی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال صحیح ہے اور شوہر طلاق کا منکر ہے، تو بغیر شہادت شرعیہ کے محض بیوی کے طلاق کا دعویٰ کرنے سے شرعاً طلاق کا حکم جاری نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ . [البقرہ:۲۸۲]

وماسوی ذٰلک من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أورجل وامرأتين سواء كان الحق مالاً، أوغير مال مثل النكاح، والطلاق. (هداية، كتاب الشهادة، اشرفي ديوبند۳/۱۵۴)

ومنها الشهادة بغير الحدود، والقصاص، وما يطلع عليه الرجال، وشرط فيها شهادة رجلين، أورجل، وامرأتين سواء كان الحق مالاً، أو غير مال كالنكاح، والطلاق. (هندية، زكريا ۳/۴۵۱، جديد زكريا ديوبند ۳/۳۸۸)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/محرم الحرام ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۲۷۴)

بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۲۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی کہتی ہے مجھے طلاق دی ہے، لیکن زید کہتا ہے کہ میں حافظ قرآن ہوں، چاہے جیسی قسم لے لیں، میں نے طلاق نہیں دی ہے، حضرت کیا عورت کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: دلشاد حسین، ملک گوا ہر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کی بیوی مطلقاً طلاق کا دعویٰ کرتی ہے اور کتنی طلاق دی ہیں، اس کی بھی صراحت نہیں کرتی ہے، اور زید کی بیوی کے پاس اس دعویٰ کے ثبوت میں کوئی گواہ بھی نہیں ہے اور زید سرے سے طلاق کا انکار کر رہا ہے اور وہ اس بات پر قسم کھانے کو تیار ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی ہے، تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ عورت کا دعویٰ معتبر

نہ ہوگا اور شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائے گا، لہٰذا مذکورہ صورت میں شرعی طور پر طلاق کا حکم لاگو نہ ہوگا، اس لئے بیوی کو شوہر کے پاس رہ کر ازدواجی زندگی گذارنی چاہئے۔

قال الله تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. [البقرہ:۲۸۲]

وماسوىٰ ذلک من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أورجل، وامرأتين سواء كان الحق مالاً، أوغير مال مثل النكاح، والطلاق. (هداية، كتاب الشهادة، اشرفي ديوبند۳/ ۱۵٤)

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً، أو غيره كنكاح وطلاق- إلى ماقال -رجلان، أورجل وامرأتان. (شامي، كراچي٥ /٤٦٥، زكريا۸/ ۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۸ / رجب المرجب ۱۴۲۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷ / ۸۱۲۷)	۹ / ۷ / ۱۴۲۴ھ

سسرال والوں کا یہ کہنا کہ لڑکی کو طلاق ہوگئی ہے

سوال [۶۲۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی ڈیڑھ مہینہ کی حاملہ تھی، اب ڈیڑھ مہینہ کے بعد اپنے میکہ چلی گئی اور پورے سات مہینہ اپنے میکہ میں رہی، اس کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ اب اس کی سسرال کے لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی کو طلاق ہوگئی، حالانکہ لڑکی کے شوہر نے طلاق کا لفظ تک نہیں بولا ہے، تو کیا ایسی حالت میں لڑکی کو طلاق واقع ہوگئی ہے؟

المستفتی: محمد شکیل مقرب پور، گلی نمبر ۵، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شوہر نے زبانی یا تحریری کسی قسم کی طلاق نہیں دی

ہے، تو محض سسرال والوں کے کہنے کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی، بلکہ خود شوہر کا طلاق دینا ضروری ہے۔

عن ابن عباسؓ قال:......فصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر فقال:......إنما الطلاق لمن أخذ بالساق. الحديث (سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب طلاق العبد، النسخة الهندية ١٥١، دارالسلام رقم: ٢٠٨١)

إن الذی يملک الطلاق إنما هو الزوج. (الفقه الإسلامي وأدلته هدیٰ انٹرنیشنل دیو بند٧/ ٣٥٥٠)

وأهله زوج عاقل بالغ مستيقظ. (درمختار، كراچي ٣/ ٢٣٠، زكريا ٤/ ٤٣١، سكب الانهر دار الكتب لعلمية بيروت ٢/ ٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۲۷۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/ ۱۲/ ۱۴ھ

سسرال والوں کے طلاق کے مطالبہ پر زور دینے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سائل کا لڑکا محمد علی اپنی سسرال گیا، وہاں پر اس کی اپنی سسرال والوں سے کچھ گرما گرمی ہوگئی اور سسرال والوں نے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کر مارا، گھر سے کافی دور آنے کے بعد اس نے بدحواسی کے عالم میں لوگوں سے کہا کہ میرے سسرال والے مجھ سے طلاق کو کہہ رہے تھے، یہی بات اس نے گھر آکر کہی، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ سائل کے لڑکے کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد حمید عبد اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ کے لڑکے نے زبانی یا تحریری کسی طرح طلاق

نہیں دی ہے، تو محض سسرال والوں یا دوسرے لوگوں کے طلاق کہنے سے یا طلاق کے مطالبہ پر زور دینے سے طلاق نہیں ہوتی، لہٰذا مذکورہ صورت میں کوئی طلاق نہیں ہوئی۔

عن ابن عباسؓ قال:...... فصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر فقال:...... إنما الطلاق لمن أخذ بالساق، وتحته في الحاشية: كناية عن الجماع أي إنما يملك الطلاق من يملك الجماع. (سنن ابن ماجه مع حاشية، كتاب الطلاق، باب طلاق العبد،النسخة الهندية ١٥١، دارالسلام رقم:٢٠٨١)

إن الذى يملك الطلاق إنما هو الزوج متى كان بالغاً عاقلاً. (الفقه الإسلامي وأدلته، هدىٰ انٹرنیشنل دیوبند۷/ ۳۵۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۸۴۴/۳۶)

کیا آئسہ پر طلاق واقع ہوجاتی ہے

سوال [۶۲۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو جو کہ سن ایاس کو پہونچ چکی ہے، عمر ۵۴/ سال ہے، آپسی نزاع کی بنا پر طلاق مغلظہ دیدی ہے، زید خود اقرار کررہا ہے، اور اس کے دو بچے بھی گواہ ہیں، تو اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(۲) اب بعد طلاق زید چاہتا ہے کہ پھر اسی ہندہ سے نکاح کرے اور اس کی واپسی کی راہ تلاش کررہا ہے کہ کس طرح ہندہ کو واپس پھر اپنی زوجیت میں لائے شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: شیخ ممتاز، محلّہ سانٹھو، کٹک (اڑیسہ)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق مغلظہ دیدی ہے اور

زید خود اقرار بھی کررہا ہے، تو ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر وہ قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، اگر دوبارہ ساتھ رہنا چاہیں، تو حلالۂ شرعیہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا اور جس عورت کو حیض آنا بند ہوگیا ہو، اس کی عدت مہینوں کے حساب سے ہوتی ہے؛ لہٰذا تین مہینہ میں اس کی عدت پوری ہوجاتی ہے، اس لئے شرعی حلالہ کی شکل یہ ہوگی کہ شوہر کی طلاق کے بعد جب تین مہینہ گذر جائیں، تو کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے ہمبستر ہوجائے، اس کے بعد وہ طلاق دیدے، تو دوبارہ تین مہینہ عدت میں گذارنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح درست ہوجائے گا۔

قال الله تعالیٰ: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. [البقرة: ٢٣٠]

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٢١٩، جديد زكريا٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها.
(هندية، زكريا ديوبند ١/٤٧٣، جديد زكريا ١/٥٣٥، تاتارخانية ٥/١٤٧، رقم: ٧٥٠٣)

والعدة لمن لم تحض لصغر أو كبر أو بلغت بالسن ولم تحض ثلاثة أشهر. (هندية، زكريا ١/٥٢٦، جديد زكريا ١/٥٨٠)

وإن كانت لا تحيض لكبر، أو لصغر، أو بلغت بالسن ولم تحض، فعدتها ثلاثة أشهر بالأيام. (مجمع الأنهر مع الدر المنتقىٰ، دارالكتب العلمية بيروت٢/١٤٣)

والعدة في حق من لم تحض لصغر بأن لم تبلغ تسعاً، أو كبر بأن بلغت سن الأياس، أو بلغت بالسن ولم تحض ثلاثة أشهر. (در مختار، زكريا٥/١٨٤-١٨٧، كراچي٣/٥٠٧)

إذا تحقق اليأس تحقق حكمه، وإذا تحقق الحيض تحقق حكمه.

(شامي، زكريا ٥/ ١٩٥، كراچي ٣/ ٥١٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۶۲۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۲/۲۲ھ

حق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنا پر طلاق کا حکم

سوال [۶۲۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص محمد ادریس ہلدوانی میں کام کرتا ہے اور مہینے دو مہینے میں مرادآباد آتا ہے، لیکن بیوی سے باقاعدہ ملاقات نہیں کرتا ہے، نہ ہی حقوق زوجیت ادا کرتا ہے اور محلّہ کے لوگ یا بیوی لے جانے کے لئے کہتی ہے تو کہتا ہے ابھی لیجانے کے لئے حالت نہیں ہے، بہت جلد لے جاؤں گا، تو اس سے طلاق تو نہیں ہوگی؟

المستفتی: شان عالم، محلّہ بھجیرہ کٹ گھر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر حق زوجیت ادا نہیں کرتا اور دو تین مہینہ میں آکر وعدہ کر کے چلا جاتا ہے، کہ جلد ہی میں لیجاؤں گا، مگر بیوی کے حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا، اس سے دونوں کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، دونوں کا نکاح بدستور باقی رہے گا۔
(مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۶/ ۸۸، جدید زکریا ۶/ ۱۱۲، جدید زکریا مطول ۷/ ۵۷، فتاوی دار العلوم ۷/ ۴۲)

وركنه (الطلاق) لفظ مخصوص، هو ماجعل دلالة على معنى الطلاق من صريح، أو كناية. (شامي، كتاب الطلاق، كراچي ٣/ ٢٣٠، زكريا ٤/ ٤٣١)

لأن الامتناع عن قربانها في أكثر المدة بلا مانع، وبمثله لا يثبت حكم الطلاق فيه. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٤٠٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۱۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۶/۲۰ھ

جب بھی کوئی ناراضگی کی بات ہوتی ہے تو تم یہی کہتی ہو طلاق، طلاق، طلاق

سوال [۶۲۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی اپنی بیوی سے کچھ نا اتفاقی تھی، اسی بیچ بیوی ناراضگی میں گھر سے اپنی والدہ کے گھر چلی گئی، اس کے پیچھے سے زید بھی وہاں پہونچ گیا، زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر چلئے، تو بیوی کی والدہ نے جواب دیا کہ اب میں اس کو نہیں بھیجوں گی، اب تو صبح کو اس کی طلاق لوں گی، تو زید نے بطور اعتراض کہا، کیا میں اس کو طلاق دینے آیا ہوں، جب بھی کوئی بات ہوتی ہے ناراضگی کی تو تم یہی کہتی ہو کہ ”طلاق، طلاق، طلاق“ اس کے فوراً بعد زید گھر آ گیا، تو کیا ان الفاظ سے اور اس طریقہ سے لفظ طلاق ادا کرنے سے طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

نوٹ: مخالفت کی بنا پر میکے والوں نے اس خبر کو عام کر دیا کہ زید نے تین طلاقیں دے دیں اور بیوی واپس زید کے گھر آ گئی ہے۔

المستفتی: افسر علی، کنور، نا نکار، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اس طرح طلاق کا لفظ استعمال کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی زید کو حق ہے کہ اس کو اپنے گھر لے آئے۔

كرر مسائل الطلاق بحضرة زوجته ويقول أنت طالق، ولا ينوى لا تطلق. (البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب طلاق الصريح، كوئٹه ۳/۲۵۸، زكريا ۳/۴۵۱)

لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها، أو كتب ناقلاً من كتاب: امرأتي طالق مع التلفظ، أو حكى يمين غيرها، فإنه لايقع أصلاً مالم يقصد زوجته. (شامي، كراچي ۳/۲۵۰، زكريا ۴/۴۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۵۷۴)

تجھے میں رکھیل بنا کر رکھوں گا کہنے کا حکم

سوال [۶۲۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی شخص عادتاً بدزبان ہے، اپنی اس بدزبانی سے وہ خود بھی پریشان ہے، اسی بدزبانی کی وجہ سے اکثر اس کا اس کی اہلیہ سے جھگڑا رہتا ہے، اور اگر وہ اپنی اہلیہ کو جھگڑتے وقت یہ کہہ دیتا ہے کہ تجھے تو میں رکھیل بنا کر رکھوں گا، لیکن اس میں اس کا دل سے کوئی مطلب نہیں، عام اوقات اپنی بیوی کے ساتھ نہایت ہی شریفانہ انداز میں رہتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس طرح کے جملے نکاح پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، تو کیا مسئلہ ذیل میں کسی طرح کا کوئی کفارہ لازم ہوگا؟

المستفتی: اقبال احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی سے کہنا کہ ”تجھے میں رکھیل بنا کر رکھوں گا“ اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور نہ کفارہ لازم آتا ہے۔

كل لفظ لا يحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الفصل الخامس، في الكنايات، زكريا ١/٣٧٦، جديد زكريا ١/٤٤٤)

وكذا كل لفظ لا يحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق وإن نوىٰ. (بدائع الصنائع قديم ٣/١٠٨، زكريا٣/١٧٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۸۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۸/۱۲ھ

”تجھ سے صحبت کروں تو ماں سے صحبت کروں“ کہنے کا حکم

سوال [۶۲۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ اگر خاوند اپنی زوجہ سے کہے کہ اگر میں تجھ کو رکھوں، تو اپنی ماں کو رکھوں، اگر تجھ سے صحبت کروں تو گویا اپنی ماں سے کروں، تو آیا اس صورت میں بیوی شوہر کے لئے حرام ہوجائے گی؟

المستفتی: محمد منیر سیتاپوری، دارالعلوم جامع الہدیٰ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ الفاظ محض دھونس اور مہمل اور بیہودہ کلام ہیں، ان سے نہ طلاق ہوتی ہے اور نہ ہی ظہار؛ بلکہ لغو ہیں، بیوی شوہر پر حرام نہ ہوگی۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۶/۴۲۱، جدید زکریا مطول ۶/۸ ۴۰، فتاوی محمودیہ قدیم ۱۳/۲۸۷، جدید ڈابھیل ۱۳/۳۲۶)

ولو قال إن وطئتک وطئت أمي، فلا شيء عليه۔ (ھندیة، کتاب الطلاق، باب الظھار، زکریا ۱/۵۰۷، جدید زکریا ۱/۵٦٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ رجمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۵۱۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۶/۲۶ھ

مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عرصہ دو سال قبل راج بی بی بنت بشیر احمد کا عقد نکاح مطابق سنت نبی کریمؐ لطیف احمد بن محمد حسین (ساکن نروال جموں) کے ساتھ ہوا، لیکن شادی کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد لطیف احمد نے اپنی بیوی کو مارنا شروع کر دیا، لطیف احمد اکثر شراب نوشی کا عادی ہے اور نشے کی حالت میں اپنی بیوی پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتا ہے، عرصہ ایک سال بعد لطیف کی بیوی کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا اور کچھ دن بعد لطیف نے بیوی کو بچے کو ہمراہ لاکر میکے میں چھوڑ دیا اس کے بعد اور دوسرے تیسرے دن لطیف اپنی بیوی کے میکے جاتا ہے اور بچے کو چھین کر لے جاتا ہے

اور بہت سے لوگوں کے سامنے یہ کہہ جاتا ہے کہ مجھے اپنی بیوی کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس کو مجھے نہیں رکھنا ہے، مجھے اپنے بچے کی ضرورت ہے، اسے میں لے جارہا ہوں۔
لیکن برادری نے کوشش کی کہ کسی صورت سے یہ گھر بس جائے اور راج بیوی کو ایک بار پھر سسرال لے جا کر چھوڑ دیا، لیکن اس کے بعد بھی راج بی بی پر ظلم وستم جاری رہا، بلکہ اس میں اور بھی اضافہ ہوا، جب وہ حد سے زیادہ مجبور ہوگئی، تو لطیف احمد نے اس کو پھر لا کر میکے چھوڑ دیا اور کچھ عرصہ گذرنے کے بعد لطیف احمد آتا ہے اور اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ میرے ساتھ چلو، تو اس کی بیوی نے جواباً کہا کہ میرا آپ کے ساتھ گذر بسر نہیں ہوسکتا، برائے مہربانی آپ مجھے طلاق دے دیں اور میں کسی طرح سے گذر بسر کرلوں گی، بعد از لطیف احمد نے کہا کہ مجھے آپ کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی میں آپ کو رکھنا چاہتا ہوں، چاہے جہاں جا کر اپنا منھ کالا کرو، مجھے آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تم جا کر چاہے اپنے ماموں کے ساتھ رہو، مجھے آپ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی میں آپ کو اپنے گھر لے جاؤں گا، تجھے کاٹ کر یہاں ہی ڈال دوں گا اور اپنے بچے کو لے جاؤں گا۔

نوٹ: دریافت طلب مسائل میں عورت مذکورہ الفاظ کا اقرار کرتی ہے، عورت اور مرد کی اس گفتگو پر مندرجہ ذیل گواہ موجود ہیں، جبکہ شوہر منکر ہے، وضاحت فرمائیں کہ بات کس کی معتبر ہوگی اور اس واقعہ کے بعد عورت کو اپنے شوہر سے الگ رہتے ہوئے تقریباً چار مہینے کا عرصہ ہوا مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے کہنے سے طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

گواہ: ار غلام نبی ابن میر حسین، سنبھل چوراہا۔ ۲ر محمد قاسم ابن میر حسین، سنبھل چوراہا۔ ۳ر اللہ رکھی بنت رحم علی، پاگاہ۔ ۴ر شیر محمد، سنبھل چوراہا۔

المستفتیة: راج بی بی بنت بشیر احمد، پاگاہ، تحصیل ریاسی، ضلع اُدھم پور (جموں وکشمیر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں آپس میں جھگڑے اور تکرار کی جو شکل لکھی

ہے، تواس میں ایک ایک لفظ قابل توجہ ہے کہ شوہر طلاق کے مطالبے پر یہ کہتا ہے کہ مجھے آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ لفظ کئی مرتبہ کہا ہے اور ضرورت نہیں کا لفظ، نہ الفاظ صریح میں سے ہے اور نہ الفاظ کنایہ میں سے۔ حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ کے بارے میں حکم شرعی یہی لکھا ہے کہ نیت کے باوجود اس طرح کے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، لہٰذا اس لفظ سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور شوہر کا یہ کہنا کہ مجھے آپ کو نہیں رکھنا ہے، اس لفظ سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ یہ لفظ بھی الفاظ کنایہ یا الفاظ صریح میں شامل نہیں ہے، اسی طرح اپنے گھر نہیں لیجاؤں گا، تجھے کاٹ کر وہیں ڈالدوں گا، یہ سارے الفاظ آپس کی لڑائی جھگڑے کے الفاظ ہیں، اس طرح کے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہٰذا سوالنامہ میں درج کئے گئے کسی بھی لفظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے دونوں کے درمیان نکاح بدستور باقی ہے۔

قد اتفقوا جميعاً أنه لو قال: والله ما أنت لي با مرأة، أو لست والله لي بامرأة فإنه لا يقع شئ وإن نوىٰ، ولو قال: لا حاجة لي فيک ينوى الطلاق فليس بطلاق (هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات، زكريا ١/ ٣٧٥، جديد زكريا ١/ ٤٤٣)

ولو قال: لاحاجة لي فيک لا يقع الطلاق وإن نوىٰ؛ لأن عدم الحاجة لا يدل على عدم الزوجية. (بدائع الصنائع، زكريا٣/ ١٧٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۹۴)

کیا لعنت بھیجنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

سوال [۶۲۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے اوپر بحث ومباحثہ کے دوران لعنت بھیجے اور کہے کہ تجھ پر لعنت ہو، تو کیا اس کے لعنت بھیجنے سے ان کے رشتۂ نکاح میں کوئی فرق پڑتا ہے یا نہیں؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟

المستفتی: الطاف علی، ناگپور (مہاراشٹر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لعنت اور غضب کے جملے استعمال کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ اس لئے کہ یہ محض گالی گلوچ کے الفاظ ہوتے ہیں اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے طلاق صریح یا طلاق کنائی کے الفاظ کا ہونا لازم ہے اور لعنت کے الفاظ نہ الفاظ صریح میں داخل ہیں اور نہ ہی الفاظ کنائی میں، اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی۔

ركن الطلاق هو اللفظ الذي جعل دلالة على معنى الطلاق لغة، وهو التخلية والارسال و رفع القيد في الصريح، وقطع الوصلة ونحوه فيا لكناية. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل بيان ركن الطلاق، زكريا ۱۵۷/۳، كوئٹه ۹۸/۳)

وركنه لفظ مخصوص هو ماجعل دلالة على معنى الطلاق من صريح، أو كناية. (شامي، زكريا٤/١ ٤٣، كراچي ٣/ ٢٣٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۸ر محرم الحرام ۱۴۲۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۶۷۲/۳۷)	۱۴۲۶/۱/۲۸ھ

شوہر کا اپنے کو شیطان کہنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو شخص اپنے کو شیطان کہتا ہے، اس کی بیوی کی طلاق کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ہارون رشید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کا اپنے کو شیطان کہنے سے بیوی پر کوئی طلاق نہ ہوگی، اس سے بیوی کو دھونس دکھانا یا کسر نفسی مراد ہے۔

وكذا كل لفظ لايحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات، زكريا ١/٣٧٦، جديد زكريا ١/٤٤٤، بدائع الصنائع قديم ٣/١٠٨، زكريا ٣/١٧٢)

وركنه (الطلاق) لفظ مخصوص، هو ماجعل دلالة على معنى الطلاق من صريح، أو كناية. (شامي، كتاب الطلاق، كراچي ٣/٢٣٠، زكريا٤/ ٤٣١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۵؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۲۱۰)	۱۴۲۰/۶/۱۶ھ

معاف کردو کے جواب میں دیدی، کہنے کا حکم

سوال [۶۲۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو کسی بات پر مارا اور بہت مارا، ایک دن پہلے بھی ہم دونوں میں جھگڑا ہوا تھا، تو اس نے مجھ سے آزاد کرنے کو کہا تھا، لیکن میں نے کچھ نہیں کہا اور نہ ہی میرے دل میں یہ بات تھی، دوسرے دن پھر ہم دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا، تو وہاں پر دو تین آدمی بیٹھے تھے، میں نے ان کے سامنے پھر مارنے کا ارادہ کیا، لیکن ان لوگوں نے کہا، اس کو آزاد مت کرنا اور نہ ہی میرے دل میں یہ بات تھی، میں یہ بات مسجد میں بیٹھ کر کہہ سکتا ہوں، لیکن لوگوں نے سمجھا کہ اس کو آزاد کرنا چاہتا ہے، جیسے ہی میں نے اس کو مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا، تو اس نے میرے آگے ہاتھ جوڑے اور تین بار کہا کہ مجھ کو معافی دیدو، اب مت مارو

میرے منھ سے یہ بات نکلی کہ میں نے دی، یعنی معافی دی، لیکن لفظ معافی میرے منھ سے نہیں نکلا اور میں اللہ تعالیٰ کو حاضروناظر جان کر کہہ رہا ہوں کہ میں نے اس کو تین بار یہ کہا تھا کہ میں نے دی، لیکن معافی کا ارادہ تھا اور لفظ زبان سے یہی نکلا۔

المستفتی: محمد مناظر حسین، ساکن موڑھا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی صورت میں جبکہ بیوی نے ان الفاظ سے معافی کا مطالبہ کیا کہ ’’مجھے معاف کردو‘‘ اور شوہر نے اس کے جواب میں ’’دیدی‘‘ کہا تو لفظ ’’دیدی‘‘ کا تعلق معافی سے ہے، طلاق سے نہیں؛ اس لئے کہ آپسی جھگڑے میں طلاق کا تذکرہ نہیں معافی کا تذکرہ ہے، ایسی صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی اور نکاح بدستور باقی رہے گا، لیکن اس کا بات خیال رکھنا چاہئے کہ شوہر کے لئے اس ماردھاڑ کے ذریعہ بیوی پر ظلم کرنا جائز نہیں ہے۔

عن عائشةؓ، عن النبي صلى الله عليه وسلم: أما يستحي أحدكم أن يضرب امرأته كما يضرب العبد يضربها أول النهار ثم يجامعها آخره. (مصنف عبد الرزاق، باب ضرب النساء والخدام، المجس العلمي بيروت ٩/٤٤٢، رقم: ١٧٩٤٤، روح المعاني، سورة النساء، تحت تفسير الأية:٣٤، مطبوعه، زكريا٤/٣٨)

كل لفظ لا يحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق وإن نوىٰ. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات، زكريا ١/٣٧٦،جديد زكريا ١/٤٤٤، بدائع الصنائع قديم ٣/١٠٨، جديد زكريا٣/١٧٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۸۱۳/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۵/۲۱ھ

زبان سے سلام کی جگہ طلاق نکل جائے تو کیا حکم؟

سوال [۶۲۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی بیوی سے ''تجھے سلام، سلام، سلام'' کہنا چاہ رہا ہے، لیکن اس کے منھ سے ''تجھے طلاق، طلاق، طلاق'' نکل گیا، اس نے فقہ کی کتاب میں دیکھا، تو اس میں فقط قضاءً واقع ہورہی ہے، تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ عدالت میں نہ جائے اور دیانۃً مطمئن ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کو رکھ لے، تو کیا عنداللہ قابل مؤاخذہ نہیں ہوگا؟

المستفتی: محمد عمران، لکھیم پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کی زبان سے اپنی بیوی کو ''سلام، سلام، سلام'' کہتے ہوئے ''طلاق، طلاق، طلاق'' کا لفظ نکل گیا، تو دیانۃً طلاق نہ ہوگی، وہ اپنی بیوی کو دوبارہ بلا نکاح کے رکھ سکتا ہے، اس لئے کہ اس نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے اور طلاق صریح میں دیانۃً وقوع طلاق کے لئے نیت کا وجود ضروری ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاوی ۵/۱۶۹)

إن طلاق المخطئ واقع قضاءً لا ديانةً، فظهر، لهذا أن الصريح لا يحتاج إليها قضاءً ويحتاج إليها ديانة. (الأشباه والنظائر قديم مطبوعه ديوبند ۱/ ٤٦، جديد زكريا ۱/ ۹۲)

من أراد أن يقول: زينب طالق فجرى على لسانه عمرة ففي القضاء تطلق التي سمى وفيما بينه وبين الله تعالىٰ لا تطلق واحدة منهما.

(هندية، زكريا ۱/ ۳٥۳، جديد زكريا ۱/ ٤۲۰)

نیز دیانۃً عدم وقوع کا مطلب ہی یہی ہے کہ بیوی نکاح میں باقی ہے، اس کے رکھنے میں عنداللہ کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

وفي التعريفات الفقهية: الديانة هي إسم لجميع ما يتعبد به لله تعالىٰ

وعند الفقهاء هي والتنزه وما بينه وبين الله مترادفة. (التعريفات الفقهية مع قواعد الفقه، اشرفي ديو بند ص٢٩٥)

وفي الشامية: تحت قوله المفتي يفتي با لديا نة مثلا إذا قال رجل قلت لزوجتي أنت طالق قاصد بذلک الإ خبار كاذباً فإن بعدم الوقوع.

(شامي، کراچي ٣٦٥/٥، زكريا٣٩/٨)

اورزید کواس بات کی آگاہی دی جاتی ہے کہ مفتی سے اس طرح اگر چہ سوال کر کے فتویٰ لے لیا ہے، لیکن اگر واقعہ میں زید نے غلط بیانی سے کام لیا ہے، تو زندگی بھر حرام کاری ہوگی اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ / جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۶۷۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/ ۶/ ۱۴۲۱ھ

’’تجھے تو طلاق ہو جائے گی‘‘ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے داماد نے میری بیٹی سے غصہ کی حالت میں یہ کہا کہ تجھے تو طلاق ہو جائے گی اور یہ کہہ کر لفظ طلاق تین سے زیادہ بار کہا، تو کیا اس طرح سے طلاق ہوگئی؟ اس کے علاوہ بھی جب بھی وہ غصہ میں ہوتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ تجھے تو طلاق ہو جائے گی یا طلاق ہوگی، وہ ہمیشہ ہوگی یا ہو جائے گی لفظ استعمال کرتے ہیں، یہ کبھی نہیں کہا کہ میں تجھے طلاق دے رہا ہوں، اسلام میں طلاق دینے کا جو طریقہ ہے، اس طرح کبھی نہیں کہا ہے، ان سب باتوں سے میری بیٹی کا دماغ بہت زیادہ پریشان رہتا ہے، وہ ڈرتی ہے کہ کہیں وہ اس گھر میں رہ کر گناہ تو نہیں کر رہی ہے؟

المستفتی: محمد جنید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائل سے زبانی بھی یہ معلوم ہوا کہ شوہر ہمیشہ یہ کہتا

رہتا ہے کہ تجھے طلاق ہوجائے گی یا تجھے طلاق ہوگی اور مذکورہ واقعہ کے بعد بھی اس نے بیوی سے یہی کہا کہ تجھے طلاق ہوجائے گی اور کبھی کوستا بھی رہتا ہے کہ یا اللہ اسے طلاق ہوجائے، تو اس طرح گفتگو کے درمیان جو اس نے کہا ہے کہ ''تجھے طلاق ہوگی ہی طلاق، طلاق، طلاق''

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طلاق کے لفظوں کے بعد حکم استقبال کا لگے گا یا ماضی کا، چونکہ اس کی عادت استقبال کا حکم لگانے کی ہے اور اس واقعہ کے بعد بھی اس نے استقبال کا صیغہ استعمال کیا، اس لئے ان الفاظ کے بعد بھی حکم استقبال ہی کا ثابت ہوگا، جس میں اس کی نیت وقوع طلاق کی نہیں ہوتی ہے، بلکہ وعدۂ طلاق کی ہوتی ہے، لہٰذا مذکورہ جملہ سے بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔

بخلاف كنم لأنهاستقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. وفي المحيط: لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقًا. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق، بالألفاظ الفارسية، زكريا ١/٣٨٤، جديد زكريا ١/٤٥٢)

أو أنا أطلق نفسي لم يقع، لأنه وعد. (در مختار، زكريا ٤/٥٥٩، كراچي ٣/٣١٩)

ولو قال: أطلقك لم يقع. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٤)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۸؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۶۷۶)	۱۴۲۱/۶/۱۸ھ

بس اب تم ختم سمجھو، رشتہ ختم ہوجائے گا وغیرہ کہنے کا حکم

سوال [۶۲۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ (۱) پہلی بار مجھ سے ۱۶؍ جولائی کو فون پر میرے شوہر نے مجھ سے کہا کہ جس طرح سے چار آدمیوں کے سامنے رشتہ ہوا تھا، بالکل اسی طرح ختم بھی ہوسکتا ہے۔

(۲) اس نے دوسری بار ۳۰؍ جولائی کو مجھ سے اوکھلا ہڈ پر کہا ''بس اب تم ختم سمجھو'' اور سمجھ لینا کہ کوئی خواب دیکھا تھا، پھر اس نے کہا کہ اب تم ایک شرط پر میرے ساتھ رہ سکتی ہو کہ اب تم اپنی ماں کے گھر نہیں جاؤ گی۔

(۳) پھر اس نے مجھ سے نگینہ میں ۲۹؍ دسمبر کو کہا کہ ''اب اگر تم اس بار اپنی ماں کے گھر گئی تو ہمارا رشتہ ختم ہو جائے گا'' اور کہا تھا کہ بس اب بہت ہو چکا ہے، اب اگر اس رشتہ کو برقرار رکھنا چاہتی ہو، تو تم اب کبھی وہاں نہیں جاؤ گی۔

(۴) ۶؍ نومبر کو فون پر کہا تھا کہ ''اب تم اپنے کو علیحدہ سمجھو'' کیوں کہ میں بغیر اجازت اپنے میکہ آ گئی تھی، جب میں نے ان سے پوچھا کہ میرا زیور کھو گیا ہے، تو جواب میں کہا کہ مجھے کوئی مطلب نہیں ہے، مذکورہ بالا عبارات اور جملوں سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: حنا دختر صلاح الدین، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں جتنے الفاظ نقل کئے گئے ہیں اور تاریخ وار جو واقعات پیش کئے ہیں وہ سب دھمکی کے لئے ہیں، ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور ختم سمجھو اور علیحدہ سمجھو کے الفاظ کے بعد یہ کہنا کہ اب تم اس شرط کے ساتھ میرے ساتھ رہ سکتی ہو کہ ماں کے گھر نہیں جاؤ گی طلاق کی نیت نہ ہونے کی دلیل ہے، لہٰذا ان الفاظ سے کوئی طلاق ابھی تک واقع نہیں ہوئی۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم جدید ۹/ ۴۵۰) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۲۸؍ شوال المکرّم ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۵۹۰۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/ ۱۰/ ۱۴۱۹ھ

’’طلاق دیدو‘‘ کے جواب میں ہاں کہنے کا حکم

سوال [۶۲۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی اور شوہر کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا، اور بیوی شوہر کے گھر سے اپنے میکہ چلی گئی اور اس کے بعد اس کے شوہر نے اس کو لینے بھی بھیجا لیکن وہ نہیں آئی اور منع کردیا اور اسی موقع پر کسی کہنے والے نے اس سے کہا کہ تو اپنے سسرال جائے گی یا نہیں؟ تو وہ بولی تھی کہ میں نہیں جاؤں گی، پھر اس کے بعد لڑکی کے باپ اور چچا اچانک لڑکے والے کے گھر آتے ہیں اور لڑکے سے کہتے ہیں کہ تم میری لڑکی کو چھوڑ دو، جب لڑکی والے گھر سے چھڑوانے یعنی طلاق لینے آئے تھے، تو لڑکی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ لوگ میری جدائی کرانے گئے ہیں اور جس وقت لڑکی کے گھر والے طلاق لینے آئے تھے، تو ان کے ساتھ گاؤں کے اور کئی لوگ مجلس میں موجود تھے، ان سب کے سامنے لڑکی کے گھر والوں نے کہا کہ تم میری لڑکی کو چھوڑ دو، اس پر لڑکا خاموش رہا، اس نے کچھ نہیں کہا لیکن دوسرے لوگوں نے لڑکے سے کہا کہ ہاں کہہ دو، تو لڑکے نے ہاں کہہ دیا اور لڑکی والوں نے تین جگہ تین بار اس لڑکے سے کہا کہ تم میری لڑکی کو چھوڑ دو اور لڑکا اس بات پر خاموش رہا، تو دوسرے لوگوں نے اس سے ہاں کہلوایا، جس پر اس نے تین مرتبہ ہاں کہا ہے، تو کیا اس صورت میں لڑکی پر طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟

المستفتی: عین الدین، بڑا منورہ، اتر دیناج پور (بنگال)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ بغور پڑھا گیا لڑکے سے ’’طلاق دیدو‘‘ اور چھوڑ دو کہنے کے جواب میں اس نے صرف ’’ہاں‘‘ کہہ دیا، اسی طرح دوسرے لوگوں کے ہاں کہنے کے حکم کرنے سے بھی اس نے صرف ’’ہاں‘‘ ہی کہا ہے، تو اس سے طلاق واقع نہیں

ہوئی، اس لئے کہ اس کو جو طلاق دینے کا حکم کیا گیا ہے، وہ صیغۂ استقبال ہے، اس کے جواب میں لفظ ''ہاں'' بھی زیادہ سے زیادہ استقبال میں طلاق کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے اور ہاں کا دوسرا مطلب انکار بھی ہوسکتا ہے، اس لئے لفظ ہاں سے کوئی طلاق نہیں ہوئی، لہٰذا دونوں کے درمیان نکاح بدستور باقی ہے۔

ولو قالت: أنا طالق، فقال: نعم! طلقت ولو قاله في جواب طلقني لاتطلق، وإن نویٰ. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل الاول في طلاق الصريح، زكريا ١/٣٥٦، جديد زكريا ١/٤٢٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۵۱۳)	۱۴۲۹/۳/۱۸ھ

امی تم چاہتی ہو، تو میں طلاق دے دیتا ہوں سے طلاق

سوال [۶۲۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عورتوں عورتوں میں لڑائیوں کی وجہ سے میری ماں نے مجھ سے شکایت کی کہ تمہاری بیوی کی وجہ سے میری ہر جگہ بے عزتی ہوتی ہے، تم اسے سمجھاتے نہیں ہو، تو میں نے کہا کہ میں اسے سمجھاتا ہوں، بہوؤں کے درمیان سمجھانا آپ کا کام ہے، اس پر میری ماں نے پھر کہا کہ اس کی وجہ سے میری ہر جگہ بے عزتی ہوتی ہے، اس پر میں نے کہا کہ اگر اس کی وجہ سے آپ کی بے عزتی ہوتی ہے، تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں، اگر آپ چاہیں، پھر میں نے کہا کہ اگر ہر جگہ آپ کو تکلیف ہوتی ہے، تو میں اسے طلاق دید یتا ہوں، پھر میں نے کہا کہ اگر ہر جگہ آپ کو تکلیف ہوتی ہے، تو میں اسے طلاق دیتا ہوں، اس پر میری ماں نے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتی ہوں، میں یہ چاہتی ہوں کہ تم اسے سمجھاتے رہو۔ آپ سے درخواست ہے کہ شرعی حکم سے نوازیں۔

المستفتی: محمد اشفاق رحمت نگر کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سوال نامہ میں دوران گفتگو طلاق دینے کے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں، یہ سوال وجواب استقبالیہ نشان کے ساتھ ہے، تو اس نے ماں کے سامنے سوالیہ طور پر ماں کی چاہت پر معلق کر کے "طلاق دیتا ہوں" کہا اور ماں نے یہ کہدیا کہ میں نہیں چاہتی، تو یہ بات صاف واضح ہے کہ اگر ماں چاہے تو طلاق دینا ہے اور ماں کا نہ چاہنا اسی مجلس میں واضح ہو گیا ہے، اس لئے طلاق دے دیتا ہوں کے الفاظ صرف استقبال پر محمول اور ماں کی چاہت پر معلق ہیں، اس لئے مذکورہ شکل میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔

ولـو قال: أطلقک لم يقع. (مجمع الأنهر قديم ۱/۳۸۷، جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱۴، هندية، زكريا ۱/۳۸۴، جديد زكريا ۱/۴۵۲)

قـالـلامـرأتـه: أنت طالق إن شئت فذاک إليها مادامت في مجلسها. (تاتارخانية، زكريا ۴/۵۱۲، رقم: ۶۷۹۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۸۸۷۹)

منظوری طلاق سے عدم طلاق کا ثبوت

سوال [۶۲۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ طلاق کے سلسلہ میں ایک شرعی مسئلہ قابل دریافت ہے، جس کی نوعیت حسب ذیل تحریر ہے، برائے کرم اس سلسلہ میں غور فرما کر جواب تحریر فرمائیں مشکور رہوں گا۔

فرض کیجئے زید کی خدیجہ سے شادی ہوئی، کچھ عرصہ خدیجہ اپنے شوہر زید کے گھر رہی، نا قابل برداشت حالات کے پیش نظر خدیجہ نے فیصلہ کیا کہ میرا نبھاؤ شوہر کے ساتھ نہ ہو سکے گا اور وہ اپنی ماں کے گھر چلی آئی اور خلع کے لئے شوہر سے کوشش کرتی رہی، اس میں کامیاب نہ

ہونے پر سرکاری عدالت سے رجوع کرنا پڑا اور شوہر کی عدم حاضری کی بنا پر سرکاری عدالت نے عورت کے حق میں یک طرفہ ڈگری دیدی، اس درمیان شوہر نے ایک معزز ہستی کی معرفت یہ خواہش ظاہر کی کہ ایک بار اس کی اپنی بیوی سے علیحدگی میں بات کرادی جائے، اگر وہ، میرے ساتھ رہنے پر مطمئن نہ ہوئی تو میں بات چیت کے بعد طلاق دے کر آزاد کردوں گا، چنانچہ جو صاحب درمیان میں پڑے تھے، انہوں نے خدیجہ کے والد کے ذریعہ زید کو اپنی بیوی سے علیحدگی میں بات کرنے کا انتظام کردیا اور بات چیت کرادی، شوہر بیوی کو مطمئن اور راضی نہیں کرسکا اور شوہر یعنی مذکورہ زید نے ان ثالث صاحب کے سامنے اقرار کیا کہ بیوی مجھ سے مطمئن نہیں ہوئی اور میرے ساتھ رہنے کو تیار نہیں ہے، پھر شوہر سے سوال کیا گیا کہ جیسا کہ آپ نے اس ملاقات سے پہلے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں ان کو مطمئن نہ کرسکا تو میں ملاقات کے بعد طلاق دیدوں گا، تو اب آپ کو علیحدگی یعنی طلاق منظور ہے؟

جواب میں انہوں نے کہا کہ جی ہاں مجھ کو منظور ہے اور بیوی کے والد سے پوچھا کہ آپ کو بھی منظور ہے؟ والد نے بھی کہا کہ جی ہاں مجھ کو منظور ہے اور مزید لڑکی سے بھی معلوم کرلیتا ہوں، چنانچہ لڑکی سے بھی والد نے معلوم کیا اور لڑکی نے بھی کہا کہ مجھے بھی منظور ہے، اس کے بعد مذکورہ ثالث صاحب کے ذریعہ یہ بھی طے ہوگیا کہ سامان کی واپسی کس طرح ہوگی؟ اور یہ بھی طے ہوگیا کہ دونوں کی جو ایک شیر خوار بچی ہے، وہ ماں کے پاس رہے گی، اور یہ بھی طے ہوگیا کہ ایک تحریری درخواست لکھ کر اگلے دن سرکاری عدالت میں دونوں کے دستخط ہو کر داخل کرادی جائے گی کہ ہم دونوں کے معاملات طے ہوگئے اور علیحدگی ہوگئی ہے تاکہ قانونی چھٹکارا بھی ہوسکے، یہاں تک اگلے دن صبح کو لڑکی کے والد کے مکان پر زید آئے اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ میں آپ کے وکیل صاحب کے پاس پہونچ رہا ہوں، آپ بھی وہاں آجائیں اور ردِ درخواست لکھوا کر دونوں کے دستخط ہو کر عدالت میں داخل کرادی جائیں یہ کہہ کر وہ گئے۔ مسودہ وکیل صاحب سے لکھوایا اور یہ کہہ کر کہ اپنے وکیل کو بھی ذرا دکھادوں، ابھی

واپس آکر دستخط کردوں گا، پھر واپس نہیں آئے اور کچھ دنوں کے بعد پھر قانونی کاروائی چالو کردی، اس ساری تفصیل کی روشنی میں جناب سے یہ معلوم کرنا ہے کہ ایسی صورت میں جبکہ انہوں نے طلاق منظور کرلی تھی ، دو معزز گواہوں کی موجودگی میں بعد میں چاہے وہ منحرف ہوئے ہوں اپنے اقرار سے یا اپنے وکیل کے مشورہ پر قانون سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ہو۔

(۱) بہر حال ایسی صورت میں جب زبانی طلاق انہوں نے دو گواہوں کے سامنے منظور کرلی تھی ،صرف دستخط نہیں ہوسکے تھے،شرعی طور پر طلاق ہوگئی یا نہیں؟

(۲) شرعی حیثیت سے زبانی اقرار کے بعد دستخط کی تکمیل ضروری اور اقرار کا جز ہے یا نہیں؟ جیسا کہ نکاح کے وقت دو گواہوں کے سامنے زبانی اقرار یا منظوری ضروری ہوتیہے ۔میں امید کرتا ہوں کہ جناب اس مسئلہ پر غور فرما کر شرعی فتویٰ تحریر فرما کر مشکور کریں گے۔

المستفتی: احقر وصی اللہ ،محلّہ قدوائی نگر، ہلدوانی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) شوہر بیوی، بیوی کے والد کا طلاق کی منظوری کا اظہار انشاء طلاق کو مثبت نہیں ہے، بلکہ تینوں کا طلاق پر رضامندی کا اظہار ہے، اور محض رضا سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اس لئے مذکورہ الفاظ سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی ہے اور وکیل سے جو مسودہ لکھوایا ہے، اس وقت اگر شوہر نے اپنی زبان سے طلاق کا تلفظ نہیں کیا ہے اور نہ ہی اس پر پڑھ کر یا سن کر دستخط کیا ہے، تو اس سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے۔

(۲) مذکورہ صورت میں طلاق دے چکنے کا اقرار نہیں ہے، بلکہ دینے کا وعدہ ہے اور محض وعدہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔

أنـا أطلق نفسي لم يقع، لأنه وعد. (درمختار، کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق، کراچي ۳/۳۱۹، زکریا ٤/٥٥٩)

لو قال: أطلقك لم يقع. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ رشوال المکرّم ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵ / ۱۴۴۲)

حکایت طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال [۶۲۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر زید اپنی بیوی ہندہ سے یوں کہے عورت چاہے جتنا بھی کہتی رہے کہ میں نے تم کو طلاق دی، تو طلاق نہیں ہوگی، لیکن اگر بکر نے یہ کہہ دیا کہ تجھے طلاق اور یہ الفاظ تین مرتبہ کہے، تو بکر کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی، تو اب معلوم یہ کرنا ہے کہ زید کے ان الفاظ کے کہنے سے ہندہ کو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ مدلل بیان فرمائیں۔

المستفتی: معشوق علی خاں، موضع کہٹیار، شاہجہاں پور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس حکایت سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

كما في الهندية: حكي يمين رجل فلما بلغ إلى ذكر الطلاق خطر بباله لامرأته (إلى قوله) وإن لم ينو شيئًا لا يقع، لأنه محمول على الحكاية.

(كتاب الطلاق، فصل فيمن يقع طلاقه، وفيمن لا يقع طلاقه، زكريا ١/ ٣٥٣، جديد زكريا ١/ ٤٢٠)

أو كتب ناقلاً من كتاب: امرأتي طالق مع التلفظ، أو حكي يمين غيره، فإنه لا يقع أصلاً مالم يقصد زوجته. (شامي، كراچي ٣/ ٢٥٠، زكريا ٤/ ٤٦١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ رشعبان المعظم ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳ / ۲۱۵)

مسئلہ بتانے کی غرض سے لفظ طلاق کہنے کا حکم

سوال [۶۲۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی نے کسی بات پر کہا مجھے چھوڑ دو (مزاقاً) زید خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا، زید کی بیوی کے دل میں یہ نہیں تھا، کہ وہ مجھے طلاق دیں گے، پھر زید نے ایک قلم اٹھایا جو نہیں چلتا تھا، روشنائی نہیں تھی، اس قلم سے اس نے ایسے ہی کاغذ پر گھس کر کہا یہ لو، تو اس کی بیوی کہتی ہے کہ منھ سے کہو، تو طلاق، ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، تو زید نے محض بتانے کی غرض سے کہا طلاق ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق؟ طلاق ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق لاکھوں مرتبہ صرف کہہ دینے سے طلاق نہیں ہوتی، اگر مجھے طلاق دینی ہوتی، تو میں کہتا کہ تم کو یا تجھے لگا کر کہتا اور اس کی بیوی بھی کہتی ہے، مجھے یہ لفظ طلاق محض بتانے کی غرض سے کہا ہے، تو کیا اس لفظ طلاق سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

المستفتی: عمرو احمد، کالا جھار، کتھی کونڈ، دمکا (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کے مزاقاً طلاق کا مطالبہ کرنے کے وقت شوہر نے مسئلہ بتانے کی غرض سے طلاق ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق کا لفظ استعمال کیا ہے، جس سے اس کا مقصد بیوی کو طلاق دینا نہیں ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی، اگر تو زن منی یک طلاق، دو طلاق، سہ طلاق۔

قومي واخرجي من عندي وهو يزعم أنه لم يرد به الطلاق فا لقول قوله، قال: قال شيخ الإمام ابو الليث لانه لم يضف الطلاق إلى المرأة ولم يذكر الإيقاع. (فتاوى تاتارخانيه، زكريا ٤/٩ ١ ٤، رقم: ٦٥٧٥)

وفي الشامية: أن الصريح لا يحتاج إلى النية؛ ولكن لا بد في وقوعه

قضاءً و ديانة من قصد إضافة لفظ الطلاق إليها عالماً بمعناه ولم يصرفه إلى ما يحتمله. (شامي، كراچي ٣/ ٢٥٠، زكريا ٤/ ٤٦١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ ؍ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵ ؍ ۶۸۱۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۴ ؍ ۷ ؍ ۱۴۲۱ھ

دوران درس استاد کا اعتدی، استبرئی، کے تذکرہ کے وقت دل میں طلاق کا تصور کرنا

سوال [۶۲۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے غائبانہ اعتدی، استبرئی وغیرہ وغیرہ لفظ کہا اور یہ محض تلفظ تھا، مگر ان الفاظ کیساتھ ساتھ اپنی غائب بیوی کا تصور کیا، تو کیا اس تصور سے نسبت کا تحقق ہو سکے گا؟

(۲) زید مدرس نے بچوں کو کنائی کے انواع ثلثہ کو بتلاتے ہوئے کہا کہ اول یہ ہے کہ جو محتمل الرد والسبب ہو اور وہ اعتدی، واستبرئی وغیرہ وغیرہ ہے اور ان کے احصاء کے وقت اپنی بیوی غائبہ کی جانب نسبت کا تصور کرے، تو نسبت کا تصور ہوگا، اگر ہوگا تو ارادہ کے وقت کتنی طلاق واقع ہوں گی؟

المستفتی: التفات احمد اعظمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱/۲) استاد کے اعتدی، استبرئی کے تذکرہ کے وقت طلاق کے محض دل میں تصور کر لینے سے بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی، جیسا کہ خود سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ استاد نے بیوی پر طلاق دینے کی نیت سے اس کو نہیں کہا، بلکہ طلباء کو سمجھانے کے لئے کہا ہے۔

لا بد من القصد بالخطاب بلفظ الطلاق عالما بمعناه، أو النسبة إلى الغائبة كما يفيد فروع؛ هو أنه لو كرر مسائل الطلاق بحضرة زوجته،

ویقول: أنت طالق و لاینوی طلاقاً لا تطلق. (فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب في إیقاع الطلاق، کوئٹہ۳/ ۳۵۱، زکریا۴/ ۴، البحرالرائق، کوئٹہ ۳/ ۲۵۸، ۲۵۹، زکریا۳/ ۴۵۱)

أما الکنائي فلا یقع به الطلاق إلا مع النیة. (الموسوعة الفقهیة۲۹/ ۲۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍محرم الحرام۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۳۶/ ۷۹۰۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۱/۲۹ھ

کیا طلاق کے مسائل کے تکرار سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؟

سوال [۶۲۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دیتا ہوں، کیا طلاق پڑ جائے گی، پھر میں نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دیتا ہوں، اس کے بعد ایک دو دفعہ یہ لفظ استعمال کیا ہو کہ کیا طلاق پڑ جاوے گی؟ اور دل میں یہ بھی کہا کہ طلاق نہیں پڑے گی، پھر میں نے دل میں یہ سوچا کہ اگر آدمی ہنس کر بھی طلاق دیتا ہے، تو طلاق واقع ہوجاتی ہے، تو کہیں یہ طلاق بھی واقع تو نہیں ہوگئی اتنا جملہ میں نے سوچا ہے۔

اور یہ ساری باتیں بلانیت ثواب وغیر اختیاری طور پر حالت سفر وتنہائی ٹرین میں پیش آئی تو حالات مذکورہ کی وجہ سے ذہن میں تشویش بڑھنے کے سبب بندہ نے حضرات مفتیان کرام کی جانب رجوع کیا، لہٰذا استفتاء کا جواب واضح اور صاف مطلوب ہے۔

المستفتی: محمد رفیق اڑیسہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: یہ محض تخیلات ہیں اگر اس طرح کی باتیں تنہائی کی حالت

میں زبان سے بھی نکل جائیں تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، اس لئے کہ یہ مسائل طلاق کے سمجھنے سمجھانے اور تکرار کے درجہ میں ہیں، اس کی وجہ سے شبہات میں نہ پڑیں۔

لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها، ويقول: في كل مرة أنت طالق لم يقع.

(الأشباه والنظائر قديم مطبع ديوبندص ٤٥، جديدزكريا ١/ ٩١)

لو كرر مسائل الطلاق بحضرة زوجته، ويقول أنت طالق، ولا ينوي لا تطلق. (البحر الرائق، كوئٹه٣/ ٢٥٨، زكريا٣/ ٤٥١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍۵۲۴۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۴/۱۶ھ

انشاء اللہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی کہنے کا حکم

سوال [۶۲۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو اس طرح سے طلاق دی ہے، طلاق کے الفاظ ہیں انشاء اللہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، چار بار یہ الفاظ کہے ہیں، اور ایک ہی سانس میں کہے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ میری بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر ہوئی تو کونسی؟

المستفتی: اکبر حسین، سرجن نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور انشاء اللہ متصلاً کہا ہے، تو سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں مفتی بہ قول میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، زن و شوہر کی طرح زندگی گذار سکتے ہیں۔ (مستفاد: کفایت المفتي قدیم ۶/ ۶۶، جدید زکریا ۶/ ۸۶، جدید زکریا مطول ۸/ ۳۴۵)

عن ابن عباسؓ قال: من قال لامرأته: أنت طالق إن شاء الله، أو غلامه: أنت حر إن شاء الله، أو عليه المشي إلى بيت الله إن شاء الله فلا شيء عليه.
(السنن الكبریٰ للبيهقي، كتاب الطلاق، باب الاستثناء في الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۲۷۲/۱۱، رقم:۱۵۵۰۹)

لو قال: إن شاء الله أنت طالق لا تطلق في قول أبي يوسفؒ و تطلق في قول محمدؒ والفتویٰ على قول أبي يوسفؒ الخ. (البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب التعليق، كوئٹه ۳۹/۴، زكريا ۶۵/۴، مجمع الأنهر قديم ۴۲۶/۱، جديد دار الكتب العلمية بيروت ۷۰/۲-۷۱)

و في الهداية: وإذا قال لامرأته: أنت طالق إن شاء الله تعالیٰ متصلاً لم يقع الطلاق. (هداية، اشرفي ديوبند ۳۸۹/۲، هكذا في العالمگيرية، زكريا ۴۵۴/۱، جديد زكريا ۵۲۰/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۳۶۷/۳۲)

''طلاق، طلاق، طلاق ان شاء اللہ'' کہنے کا حکم

سوال [۶۲۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں شاہد حسین نے اپنی بیوی سے جھگڑے کے دوران یہ کہا'' طلاق، طلاق، طلاق انشاء اللہ'' تین بار یہ الفاظ کہے، کیا ان الفاظ سے بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: شاہد حسین، سہوارہ، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب طلاق کے ساتھ انشاء اللہ کہا جاتا ہے، تو طلاق واقع

نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔

عن ابن عباسؓ قال: من قال لامرأته: أنت طالق إن شاء الله، أوغلامه: أنت حر إن شاء الله، أو عليه المشي إلى بيت الله إن شاء الله، فلا شيء عليه.
(السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطلاق، باب الاستثناء في الطلاق، دارالفكر بيروت ۱۱/۲۷۲، رقم:۱۵۵۰۹)

إذا قال لامرأته أنت طالق إن شاء الله تعالىٰ متصلاً به لم يقع الطلاق.
(فتاوى عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الرابع في الاستثناء، زكريا۱/٤٥٤، جديد زكريا ۱/۵۲۰، هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۸۹)

لو قال: إن شاء الله أنت طالق لا تطلق في قول أبي يوسفؒ و تطلق في قول محمدؒ، والفتوىٰ على قول أبي يوسفؒ. (البحرالرائق، كوئٹه ٤/۳۹، زكريا٤/٦٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:	کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ	۱۸؍ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
۱۴۱۲/۴/۱۸ھ	(فتویٰ نمبر: الف ۲۶۵۱/۲۷)

طلاق کی نسبت بیوی کی طرف نہ ہو تو؟

سوال [۶۲۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بچی کا عقیقہ کیا، اس تقریب سے فراغت کے بعد لڑکے کی ماں نے اپنے بیٹے سے خرچ کے بارے میں تنازع کیا، پس لڑکا غصہ میں آکر گھر چھوڑ کر جارہا تھا، تو لڑکے کے احباب نے اس کو روک لیا، اس پر لڑکے نے ”طلاق، طلاق، طلاق“ بول دیا؛ جبکہ لڑکے کی بیوی موقع پر موجود نہ تھی؛ بلکہ دوسرے کمرے میں تھی اور نہ ہی لڑکے کا بیوی سے کسی قسم کا اختلاف ہوا اور نہ کوئی ناراضگی اور نہ ہی بیوی کو ماں بیٹے کی لڑائی کا علم ہے، آیا

صورت مذکورہ میں بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟ جبکہ لڑکا معلوم کرنے پر یہ بھی کہتا ہے کہ بیوی کا تو میرے ذہن میں خیال تک نہیں تھا۔

المستفتی: محمد حماد عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مذکورہ میں اگر شوہر قسم کھا کر کہے کہ مذکورہ الفاظ بولتے ہوئے میں نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہ کیا تھا، تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ یہاں طلاق کی نسبت بیوی کی طرف نہیں ہے، جو وقوع طلاق کے لئے شرط ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی، زکریا ۶/۵۴، جدید زکریا مطول ۱۹۰/۸ محمودیہ ڈابھیل ۲۷۳/۱۲، فتاوی محمودیہ میرٹھ ۱۰۱/۱۸)

لو قال: إن خرجت يقع الطلاق أو لا تخرجي إلا بإذني فإني حلفت بالطلاق، فخرجت لم يقع لتركه الإضافة إليها—فإنها الشرط والخطاب من الإضافة المعنوية، وكذا الإشارة نحو هذه طالق، وكذا نحو امرأتي طالق و زينب طالق. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤ /٤٥٨، كراچي ٣/٢٤٨)

ويؤيده مافي البحر لو قال: امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأةً ثلاثاً، وقال: لم أعنامرأتى يصدّق. (شامي، زكريا ٤ /٤٥٨، كراچي ٣/٢٤٨)

رجل قال: امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأة ثلاثاً، وقال: لم أعن به امرأتي يصدق. (فتاوى قاضى خان على هامش الهندية، زكريا ١/٤٦٥، قاضى خان جديد زكريا ١/٢٨٢، كذا في الفتاوى التاتارخانية، زكريا٤ /٤٢١، رقم:٦٥٧٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۵۲۵/۴۰)

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر لفظ طلاق کہنا

سوال [۶۲۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے لکھی عبارت طلاق یا زبانی بغیر نسبت کے تلفظ کیا اور ڈر گیا کہ اب تو واقع ہوگئی، جس کے نتیجہ میں خود سے کہا کہ میں نے واقع طلاق سے رجوع کیا، تو کیا اس قول سے طلاق واقع ہوگئی؟

المستفتی: التفات احمد اعظمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب زید نے لفظ طلاق کو لکھا یا زبان سے تلفظ کیا اور اس وقت اس کی کوئی نیت نہیں تھی، جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور بعد کے الفاظ محض وسوسہ ہیں، کیونکہ اس نے طلاق کی نیت نہیں کی اور مزید ایسا لگتا ہے کہ زید شکی آدمی ہے، اسے ہر طرح کے شک کے مرض کو دور کرنے کی کوشش اور مشق کرنی چاہئے۔

لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها، أو كتب ناقلاً من كتاب: امرأتي طالق مع التلفظ، أو حكى يمين غيره، فإنه لا يقع أصلاً مالم يقصد زوجته.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/ ٤٦١، كراچي ٣/ ٢٥٠)

فإن وجدت قرينة تدل على عدم قصده الطلاق صدق قضاءً، ولم يقع به عليه طلاق. (الموسوعة الفقهية الكويتية ٢٩/ ٢٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۹۰۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۱/۳۰ھ

بیوی کو طلاق لکھ کر دینے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک پرچہ میں طلاق کے الفاظ بگاڑ کر لکھے، بیوی کو ڈرانے دھمکانے کے لئے طلاق دینے کا ارادہ بالکل نہیں تھا، جو پرچہ میں نے لکھا تھا، وہ بھی منسلک ہے، شرعی حکم سے مطلع فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ الفاظ اس طرح لکھے تھے ''طیق، طلع...... یہ الفاظ کاغذ میں بیوی کی عدم موجودگی میں لکھے، پھر بیوی کو دیا اور فوراً اس سے لے لیا تھا۔

المستفتی: الطاف الرحمٰن، بھٹی محلہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب طلاق کا پرچہ لکھ کر کسی دوسرے کے ہاتھ سے بیوی کو نہیں دیا، بلکہ خود لکھ کر خود ہی اپنے ہاتھ سے بیوی کو دے کر واپس لے لیا، اور زبان سے کوئی جملہ اس بارے میں نہیں کہا، حالانکہ زبان سے طلاق کا تلفظ نکالنے میں کسی قسم کی رکاوٹ بھی نہیں تھی، تو ایسی صورت میں صرف لکھ کر بیوی کو دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۱۳/۲۷۰، جدید ڈابھیل ۱۲/۶۳۹)

إن المعنون من الناطق الحاضر غير معتبر۔ (شامي، كتاب الخنثىٰ، كراچي ۶/۷۳۷، زكريا ۱۰/ ۴۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱/ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۳۴۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱/۱۱/۱۴۲۰ھ

بیوی کی طرف اضافت کئے بغیر طلاق دینا

سوال [۶۲۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ ہم اپنے سسر کے بھانجے حبیب بھائی کے گھر موجود تھے، ہمارے سسر ساس اور حبیب بھائی کے ایک دوست جاوید بھی تھے، جاوید نے مجھ سے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دو، ورنہ بند کرا دیں گے، اس وقت بیوی بھی وہاں آ گئی، تو میں نے جاوید بھائی کو مخاطب کر کے کہا آپ کو آزاد کیا، تین مرتبہ کہا، اور بیوی کو طلاق دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور نہ اب تک ہے، تو کیا اس سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: مسعود، گلشہید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقوع طلاق کے لئے صراحۃً یا دلالۃً بیوی کی طرف اضافت ضروری ہے اور سوال نامہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے بیوی کا نام نہیں لیا ہے اور اپنے لفظ ’’آپ کو آزاد کیا‘‘ سے آپ نے بیوی کو مخاطب بھی نہیں بنایا ہے؛ اس لئے مذکورہ الفاظ سے کسی بھی اعتبار سے بیوی کی طرف اضافت نہیں ہے، بلکہ دباؤ ڈالنے والے کو مخاطب کر کے اپنے کو بچالیا ہے، اس سے کسی قسم کی کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، لہٰذا نکاح بدستور باقی ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۹/۱۹۹، کفایت المفتی قدیم ٦/۴۲، جدید، زکریا ٦/۵۸، جدید زکریا مطول ۸/٦۳)

والمفهوم من تعليل الشارح تبعاً للبحر عدم الوقوع أصلاً لفقد شرط الإضافة- إلى قوله – لو قال: امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأة ثلاثاً، وقال لم أعن امرأتي يصدق. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲٤۸، زكريا ٤/٤٥۸، البحر الرائق، كوئٹه ۳/۲٥۳، زكريا ۳/٤٤۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳٦/۷۷۱۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/٦/۱۴۲۳ھ

بیوی کی طرف اضافت کے بغیر زبان سے طلاق، طلاق، کہنے کا حکم

سوال [۶۲۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید محض خیالی طور پر اپنی بیوی کے بارے میں سوچ رہا ہے اور سوچتے سوچتے اس کی زبان سے فقط لفظ ’’طلاق، طلاق، طلاق‘‘ نکل گیا، حالانکہ نہ اس کی بیوی موجود ہے اور نہ ہی کوئی طلاق کا ارادہ ونیت، اور لفظ طلاق تجھے یا میری بیوی کو یا ان جیسے تمام الفاظ سے خالی ہے اور بیوی سے معاملات بھی خوشگوار ہیں، اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عمران، لکھیم پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض خیالی اور بلا قصد وارادہ کے الفاظ طلاق نکل جائیں خصوصاً جبکہ بیوی کی جانب اضافت ونسبت بھی نہ ہو، تو اس سے طلاق نہیں ہوتی۔ نیز طلاق کے اندر بیوی کی جانب صراحۃً یا دلالۃً اضافت ونسبت شرط اور ضروری ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں زید کی زبان سے خیالی طور پر بلا اضافت الفاظ طلاق نکلنے سے کوئی طلاق نہیں ہوئی۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۲۱/۶، جدید زکریا ۳۲/۶، جدید زکریا مطول ۱۶۰/۸ فتاوی محمودیہ قدیم ۶۴/۸، جدید میرٹھ ۴۰۷/۱۸، فتاوی دار العلوم ۱۹۸/۹-۱۹۹)

ولکن لا بد أن یقصدها باللفظ. (الأشباه قدیم ٤٥، جدید زکریا ٩١/١)

لا یقع من غیر إضافة إلیها. (شامي، کتاب الطلاق، باب الصریح، کراچي ٢٧٣/٣، زکریا ٤/٤٩٣)

ومنها الإضافة إلی المرأة في صریح الطلاق حتی لو أضاف الزوج صریح الطلاق إلی نفسه بأن قال: أنا منک طالق لایقع. (بدائع الصنائع،

زکریا۳/۲۲۲، هکذا في البحر، زکریا۳/۴۴۲، کوئٹه۳/۲۵۳، بزازیه علی الهندیة، زکریا٤/۱۷۱،مکتبه زکریا جدید ۱/۱۱۲، تاتارخانیة، قدیم ۳/۲۷۹، جدید زکریا٤/٤۱۹، رقم:٦٥٧٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۷۵۹/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۱۶ھ

محض جدا رہنے سے نکاح ختم نہیں ہوتا اور سوکن کا الگ مکان کا مطالبہ کرنا

سوال [۶۲۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر کے نکاح میں دو بیویاں ہیں، پہلی بیوی خالہ زاد بہن تھی، وہ کچھ دنوں ساتھ رہی، پھر بعض الزامات لگا کر میکہ چلی گئی تھی، تقریباً تیرہ سال میکہ میں رہی، اس درمیان میرے شوہر نے مجھ سے نکاح کیا، میں دس سال سے ساتھ رہ رہی تھی، اب میرے شوہر کی والدہ یعنی میری ساس پہلی بیوی کو لے آئیں، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا میری مرضی اور اجازت کے بغیر پہلی بیوی کو میرے شوہر رکھ سکتے ہیں؟ میں ان کی پہلی بیوی کے ساتھ ہرگز رہنا نہیں چاہتی، کیا ان کا نکاح پہلی بیوی سے باقی ہے؛ جبکہ تیرہ سال شوہر سے الگ رہی ہے؟

(۲) کیا میں اپنے شوہر سے الگ رہائش اور مکان کا مطالبہ کرسکتی ہوں؟ جبکہ میرے شوہر صاحب حیثیت ہیں الگ رہائش کا انتظام کرسکتے ہیں؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتیہ: نعیمہ زوجہ محمد عظمت، اصالت پورہ، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) اگر آپ کے شوہر نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے، تو اس کے ۱۳؍ سال کی لمبی مدت تک میکہ میں رہنے کے باوجود نکاح ختم نہیں ہوا؛ بلکہ

اس کا نکاح بدستور باقی ہے؛ لہٰذا اگر آپ کے شوہر اس کو رکھنا چاہیں، تو شرعاً آپ کی اجازت ضروری نہیں ہے، آپ کی مرضی کے بغیر بھی وہ اپنی پہلی بیوی کو ساتھ میں رکھ سکتے ہیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۱۱/۱۷۸، ۱۲/۲۵۱، جدید ڈابھیل ۱۱/۶۸، ۱۳/۱۹۱)

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ. [النساء:۳]

وصح نكاح أربع من الحرائر والإماء فقط للحر لا أكثر. (در مختار مع الشامي، كتاب النكاح، كراچي ۳/۷٤۸، زكريا٤/۱۳۸)

وركنه لفظ مخصوص خال عن الاستثناء وتحته في الشامية: هو ماجعل دلالة على معنى الطلاق من صريح، أو كناية. (در مختار مع الشامي، كراچي ۳/۲۳۰، زكريا٤/٤۳۱)

لأن الامتناع عن قربانها في أكثر المدة بلا مانع وبملشه لا يثبت حكم الطلاق فيه. (هداية، اشرفي ديوبند۲/٤۰۲)

(۲) جب آپ اپنی سوکن کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی ہیں اور آپ کے شوہر صاحب حیثیت بھی ہیں، تو آپ کو شرعاً اپنے شوہر سے الگ مکان اور رہائش کے مطالبہ کرنے کا حق ہے، شوہر پر لازم ہے کہ وہ آپ کے لئے پہلی بیوی سے الگ مکان کا انتظام کریں یا پہلی بیوی کے لئے آپ سے الگ انتظام کریں اور اگر سرمایہ دار نہیں ہیں، ایک ہی مکان ہے، تو آپ کے شوہر پر لازم ہے کہ اسی مکان کو دو حصہ کر کے آپ کا کمرہ رہائش اور چولہا بالکل الگ کر دیں او ر آپ کی سوکن کا کمرہ رہائش اور چولہا بالکل جداگانہ کر دیں اور پھر دونوں کو خرچہ بلا تفریق برابر کر کے دیا کریں، کھانے کی اشیاء کپڑا لتہ ضرورت کی چیزیں سب دونو ں کو برابر دیا کریں، اگر وہ اس طریقہ سے برابری کا معاملہ کرتے ہیں، تو نہ آپ کو کوئی اعتراض کرنے کا حق ہوگا اور نہ ہی آپ کی سوکن کو۔

يشترط أن لا يكون في الدار أحد من أحماء الزوج يؤذيها، نقل المصنف عن الملتقط، كفايته مع الأحماء لا مع الضرائر، فلكل من زوجتيه

مطالبته ببيت من دار على حدة وتحته في الشامية: وفرق في الملتقط لصدر الإسلام بين ما إذا جمع بين امرأتين في دار وأسكن كلا في بيت له غلق على حدة لكل منهما أن تطالب ببيت في دار على حدة؛ لأنه لا يتوفر على كل منهما حقها إلا إذا كان لها دار على حدة بخلاف المرأة مع الأحماء، فإن المنافرة في الضرائر أوفر. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب النفقة، كراچي ۳/ ۶۰۰، ۶۰۱، زكريا ۵/ ۳۲۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۶۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۶/۱۸ھ

کیا شوہر کے گھر نہ جا کر میکہ میں رہنے سے طلاق ہو جاتی ہے؟

سوال [۶۲۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن کی شادی مارچ ۱۹۸۱ء میں ہوئی تھی، مگر جون ۱۹۸۲ء سے وہ اپنے والدین کے پاس ہی رہ رہی ہے؛ کیونکہ شوہر نے گھر سے نکال دیا تھا، تب سے دونوں فریق نے حالات سنبھالنے کی کوشش کی، مگر بہن کے شوہر کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے معاملہ سلجھ نہ سکا، تب سے وہ اپنے والدین کے گھر پر ہی ہے، اس دوران نہ تو اس کی اپنے شوہر سے ملاقات ہوئی، نہ ہی کوئی جسمانی تعلق ہوا ابھی بھی وہ اپنے والدین کے گھر پر ہی ہے، اس وقفہ میں بہن کے شوہر نے دوسری شادی کر لی، تو کیا ان حالات میں میری بہن کو طلاق ہو چکی یا نہیں؟

المستفتی: شکیل انور کسرول، دیوان خانہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، تو پوری عمر بھی یوں ہی بیٹھی رہے گی، تو بھی طلاق نہ ہوگی۔

وركنه (أي الطلاق) لفظ مخصوص، هو ما جعل دلالة على معنى

الطلاق من صريح، أو كناية. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق الدور، كراچي ۳/ ۲۳۰، زكريا٤/ ٤٣١)

لأن الامتناع عن قربانها في أكثر المدة بلا مانع وبمثله لا يثبت حكم الطلاق فيه. (هداية، اشرفي ديو بند۲/ ٤٠٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴/ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۲۶۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۸/۴ھ

زیادہ عرصہ تک الگ رہنے کی بناء پر طلاق کا حکم

سوال [۶۲۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۷/ سال پہلے میرے اور میری بیوی کے بیچ کچھ غلط فہمی کی وجہ سے جھگڑا ہوگیا، اور میری بیوی بچوں کے ساتھ اپنے گھر چلی گئی، دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی میرے پاس رہے، اس دوران کبھی کبھی میں اپنے بچوں سے ملنے مرادآباد جاتا رہتا تھا، تب بیوی سے بات چیت ہوجاتی تھی، میں نے ناراضگی کے بعد اپنے بچاؤ میں عدالتی نوٹس بھی دیئے دوران مقدمہ بیوی کے بھائیوں نے فیصلہ کے طور پر مجھ سے ۱۷۰۰۰/ روپیئے لے لئے، یہ سب کام کچہری میں ہوا، مگر میں نے کبھی بھی اپنی زبان سے طلاق کے تین بول نہیں بولے۔

اب ہمارے بچے ماشاء اللہ جوانی کی طرف بڑھ رہے ہیں، ہم دونوں میاں بیوی ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو کیا دوبارہ ایک ساتھ گھر بسا کر رہ سکتے ہیں؟

المستفتی: نعیم شمسی، بلاس پور، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر زبان سے کوئی طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی نوٹس میں طلاق کے الفاظ لکھے ہیں، تو ایسی صورت میں بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور محض زیادہ عرصہ تک الگ رہنے کی وجہ سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا؛ لہٰذا سائل کے بیان کے

مطابق دونوں کا نکاح بدستور باقی ہے؛ اس لئے دونوں کا ساتھ رہنا بلاتردد جائز ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۷/۴۸۱)

فإذا نویٰ التلفظ بالطلاق، ثم لم یتلفظ به لم یقع بالاتفاق لانعدام اللفظ أصلاً. (الموسوعة الفقهیة الکویتیة۹ ۲/۲۳)

لأن الامتناع عن قربانها في أکثر المدة بلا مانع وبملثه لا یثبت حکم الطلاق فیه. (هدایة، اشرفي دیوبند۲/ ۴۰۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

الجواب صحیح:	کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ	۹؍رجب المرجب ۱۴۲۴ھ
۱۴۲۴/۷/۹ھ	(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۱۲۵)

مسلسل پانچ سال تک شوہر سے علیحدگی کی بناء پر طلاق کا حکم

سوال [۶۲۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ۵؍سال قبل شادی کی تھی، میری بیوی دو تین دفعہ آئی، ایک ہفتہ ساتھ رہی، پھر اس کے والدین نے اسے روک لیا، اب میرے پاس آنے نہیں دیتے، میں نے اس درمیان اس کا نفقہ نہیں دیا اور نہ ابھی تک مہر دیا ہے، اور طلاق بھی نہیں دی ہے، پانچ سال بیوی کو علیحدہ رہتے ہوئے ہو گئے، تو کیا بغیر طلاق دیئے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور ایسے حالات میں جبکہ میری بیوی میرے پاس نہیں آتی میری کیا ذمہ داری ہے؟ کیا مہر نان ونفقہ نہ دینے کی وجہ سے مجھ سے آخرت میں باز پرس ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: نسیم احمد، چاند پوری، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسلسل پانچ سال تک شوہر سے الگ رہنے کی وجہ سے بیوی پر طلاق نہیں ہوتی۔ نیز اگر پوری زندگی شوہر سے الگ رہے گی، تب بھی طلاق واقع نہیں ہوگی، بدستور وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح میں باقی رہے گی، اور جب تک خود طلاق نہ

دے، اس وقت تک شریعت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور لوگوں کا اس بات کو شہرت دینا کہ طلاق ہوگئی ہے ناجائز اور گناہ کا ارتکاب ہے، اس طرح شہرت دینے والے لوگوں کو اپنے گناہ سے توبہ کرنا چاہئے اور شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا اپنے میکہ میں پڑے رہنا نافرمانی ہے، ایسی عورت گنہگار ہوگی اور ایسے حالات میں جبکہ شوہر کی مرضی کے بغیر میکہ میں پڑی رہے نان نفقہ دینا شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے، جب شوہر کے گھر میں آکر رہنے لگے تب نان نفقہ دینا اور اس کے حقوق ادا کرنا شوہر پر لازم ہوجائے گا اور مہر ایک شرعی ذمہ داری ہے، وہ شوہر پر بہر حال لازم ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۷/۴۸۱)

عن ابن عباسؓ قال:......فصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر فقال:......إنما الطلاق لمن أخذ بالساق، وتحته في الحاشية: كناية عن الجماع أي إنما يملك الطلاق من يملك الجماع. (سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب طلاق العبد، النسخة الهندية ١٥١، دارالسلام رقم: ٢٠٨١)

لأن الطلاق لا يقع من النساء. (شامي، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، كراچي ٣/ ١٩٠، زكريا ٤/ ٣٦١)

عن ثوبانؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة سألت زوجها الطلاق من غير بأس حرم الله عليها أن تريح الجنة. (مستدرك حاكم، مكتبه نزار مصطفىٰ الباز بيروت ٢/ ٢١٨، رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ للبيهقي، قديم ٣١٦/٧، جديد، دارالفكر بيروت ١١/ ١٨٤، رقم: ١٥٢٣٠)

لا نفقة لخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود. (در مختار مع الشامي، كراچي ٣/ ٥٧٩، زكريا ٥/ ٢٨٦)

ويتأكد (المهر) عند وطء، أو خلوة صحت من الزوج، أو موت أحدهما. (در مختار مع شامي، كراچي ٣/ ١٠٢، زكريا ٤/ ٢٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۵؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۰۹۰)	۱۵/ ۶/ ۱۴۲۴ھ

کیا بیوی سے پانچ سال تک دور رہنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؟

سوال [۶۲۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ۱۹۸۴ء میں ہوئی اور ایک سال تک اس کے پاس رہی، ایک سال بعد اس کو یعنی ہندہ کو میکہ میں پہونچا کر آ گیا ہے، اور اس کی غیر موجودگی میں پانچ ماہ بعد اس سے ایک لڑکی بھی ہوگئی ہے اور زید نہ ہندہ کو خرچ دیتا ہے اور نہ لے کر جاتا ہے، پانچ سال ہوگئے، اس صورت میں طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: محمد صدیق، موضع بستی کلاں، تحصیل حسن پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر سے پانچ سال تک الگ رہنے کی وجہ سے بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی طلاق واقع ہونے کے لئے شوہر کا الفاظ طلاق استعمال کرنا یا شرعی تفریق لازم ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔

الطلاق لغة رفع القيد......وشرعاً رفع قيد النكاح في الحال بالبائن،أو المآل بالرجعي بلفظ مخصوص،وهو ما اشتمل على الطلاق.

(الدر المختار، كتاب الطلاق، كراچي ۳/۲۲٦، ۲۲۷، زكريا ٤/۴۲۳، ٤۲٤)

أما تفسيره شرعاً فهو رفع قيد النكاح حالاً أو مآلاً بلفظ مخصوص.

(هندية، زكريا ۱/۳٤۸،جديد زكريا ۱/٤۱٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۲۱۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۵/۱۲ھ

گیارہ سال تک بیوی سے قطع تعلق کی بناء پر طلاق کا حکم

سوال [۶۲۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص اوراس کی زوجہ کے درمیان نا اتفاقی ہوئی اورنوبت طلاق ہوجانے تک آگئی، مگر طلاق دی نہیں گئی، مگراس شخص نے اپنی زوجہ سے تعلق منقطع کرلیا، اور کسی بھی طرح کا کوئی تعلق اپنی زوجہ سے نہیں رکھا، یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ زوجہ اپنے شوہر ہی کے گھر میں ہے، مگرشوہراس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں ہے اوراسی طرح عرصہ گیارہ سال کا گذرگیا اوراس درمیان شوہر کئی مرتبہ طلاق دینے کا ارادہ بھی کرچکا ہے۔ مندرجہ بالا حالات کی صورت میں کیا نکاح قائم ہے؟

المستفتی: افضال حسین، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپس کے جھگڑے اورناراضگی کی وجہ سے گیارہ سال تک بیوی سے بول چال نہ ہونے اورہمبستر نہ ہونے سے نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، دونوں کا نکاح اپنی جگہ بدستور باقی ہے؛ لہٰذا اگر دونوں ایک ساتھ رہنا چاہیں تو ساتھ رہنا بلا تردد جائز ہے اوربیوی کے لئے دوسری جگہ نکاح کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

لأن الامتناع عن قربانها في أكثر المدة بلا مانع وبملثه لا يثبت حكم الطلاق فيه. (هداية، كتاب الطلاق، باب الايلاء، اشرفي ديوبند ۲/ ۴۰۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ر شوال المکرّم ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۵۷۴)

نامردگی کی بناء پر علیحدگی سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میں نے اپنی لڑکی کا عقد کاشی پور کے ایک نوجوان لڑکے کے ہمراہ ۷/جنوری ۲۰۱۰ء بروز جمعرات کیا تھا اور یہ دونوں خوشی بہ خوشی چند دن رہے، مگر بعد میں دونوں کے درمیان ان بن ہوگئی اور دونوں علیحدہ ہونے کے لئے بضد ہوگئے، سبب اس کا یہ پتہ چلا کہ لڑکا مردانگی کے حساب سے بالکل فیل ہے، اور وہ سہاگ رات کو بھی ہمبستری نہ کرسکا، بقول لڑکی، لڑکی سے کسی طرح کا سیکس کا سلسلہ نہ کرسکا۔ آپ سے یہ جاننے کی کوشش کررہا ہوں کہ لڑکی پر عدت واجب ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: منور علی خاں، مغل پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ذکرکردہ شکل میں شوہر کی مردانہ کمزوری کی بناپر خود بخود علاحدگی نہیں ہوتی؛ بلکہ شوہر جب تک باضابطہ طور پر طلاق نہیں دے گا، اس وقت تک شرعاً ان کے درمیان علیحدگی نہیں ہوگی اور شوہر کے طلاق دینے کے بعد عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کے لئے عدت گذارنا بھی لازم ہے۔ بغیر عدت گذارے عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہ ہوگا۔

وركنه (أي الطلاق) لفظ مخصوص، هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح، أو كناية. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق الدور، كراچي ٣/ ٢٣٠، زكريا٤/ ٤٣١)

ولها كمال المهر إن خلابها، فإن خلوة العنين صحيحة، ويجب العدة. (فتح القدير، كوئٹه ٤/ ١٣٠، زكريا٤/ ٢٧٠)

وبنفس الانقطاع في الحيضة الثالثة يبطل الرجعة (إلى قوله) ويجوزلها، أن تتزوج بآخر إن كان قدطلقها. (هندية، زكريا١/ ٥٢٨، جديد زكريا ١/ ٥٨١)

لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة سواء كانت

العدة عن طلاق. (هندية، زكريا ١/ ٢٨٠، جديد زكريا ١/ ٣٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۹۲۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۳/۱۲ھ

''آئندہ بھانجی کے رشتہ سے ملئے گا، ہم جملوں کا استعمال کریں گے'' کہنا

سوال [۶۲۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو میکہ جاتے وقت غصہ میں اپنی ماں سے ہندہ کے متعلق یہ کہا کہ ''آئندہ بھانجی کے رشتہ سے ملئے گا'' اور ہندہ رشتہ میں زید کی ماں کی بھانجی لگتی ہے، اسی طرح زید نے ہندہ سے کہا کہ اگر تم نے کسی کو بھی فون کیا، تو ''ہم جملوں کا استعمال کریں گے''، تو مندرجہ جملوں سے کونسی طلاق واقع ہوئی؟ مدلل جواب مرحمت فرمادیں۔

نوٹ: یہ تفصیلی استفتاء کا ماحصل ہے۔

المستفتی: محمد ظفر عالم، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ''آئندہ بھانجی کے رشتہ سے ملئے گا'' کے الفاظ اسی طرح اگر تم نے کسی کو بھی فون کیا، تو ''ہم جملوں کا استعمال کریں گے'' کے الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی دونوں کے درمیان نکاح بدستور باقی ہے؛ اس لئے کہ یہ دونوں قسم کے الفاظ نہ کنائی میں سے ہیں نہ صریح میں سے۔

ركنه أي الطلاق لفظ مخصوص، هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح، أو كناية. (شامي مع الدر المختار، كراچي ٣/ ٢٣٠، هندية، زكريا ٤/ ٣٤٨، جديد زكريا ١/ ٤١٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/صفر المظفر ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۸۹۹۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۲/۱۳ھ

''تیری طلاق سے راضی ہوں'' کہنے کا حکم

سوال [۶۲۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے درمیان نوک جھونک اور تکرار کے دوران شوہر نے یہ کہدیا کہ تیری طلاق سے راضی ہوں، تو اس لفظ سے شرعاً کوئی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ واضح فرمادیں۔

المستفتی: محمد مہتاب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپس میں نوک جھونک اور تکرار کے دوران شوہر نے جو یہ جملہ استعمال کیا ہے کہ میں ''تیری طلاق سے راضی ہوں'' اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، یہ صرف دھونس اور ڈرانے پر محمول ہے؛ اس لئے نکاح بدستور باقی ہے۔

ولو قال: هويت طلاقک، رضيت طلاقک، أحببت طلاقک، لاتطلق، وإن نویٰ. (الفتاوی التاتارخانية، كتاب الطلاق، الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق ٤/٤٠٩، رقم: ٦٥٤٩)

ولو قال: أحببت طلاقک، أو رضيت طلاقک، أو أردت طلاقک لا تطلق وإن نویٰ. (الفتاوى الهندية، زكريا جديد ١/٤٢٦، قديم ١/٣٥٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۰۳۹/۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۵/۱۷ھ

(۱۱) باب وعد الطلاق

صیغۂ استقبال سے طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۲۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نوید اختر بیوی سے لڑائی اور تکرار کے دوران دھمکی کے طور پر کئی بار ''طلاق دیدوں گا'' کے الفاظ ادا کئے، میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی، صرف دھمکی کے طور پر کہا تھا۔ اب بیوی تقریباً ساڑھے تین ماہ سے میکہ میں ہے اور فتویٰ طلب کرتی ہے۔ حضرت والا تحریر فرمائیں کیا بیوی کو ان الفاظ سے طلاق ہوسکتی ہے یا نہیں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: نوید اختر، پیراماؤنٹ کالونی، لودھی پور، کنواں، دہلی روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دوں گا اور طلاق دے دوں گا کے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور مذکورہ صورت میں شوہر اور بیوی دونوں کے بیان میں طلاق دیدوں گا کے الفاظ ہیں؛ اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی، نکاح بدستور باقی ہے۔

ولو قال: أطلقک لم یقع. (الدر المنتقي، کتاب الطلاق، باب إیقاع الطلاق، قدیم۱/۳۸۷، دارالکتب العملیة بیروت جدید۲/۱٤)

لو قال بالعربیة: أطلق لایکون طلاقاً. (هندیة، زکریا ۱/۳۸٤، کتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسیة، جدید زکریا ۱/٤٥۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف۳۷/۸۲۶۱)

صیغۂ حال سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی اپنے شوہر کی غلط حرکتوں اور نان نفقہ کی عدم ادائیگی اور دین واسلام سے قطعی طور پر نا آشنا ہونے اور ناحق مطالبات کرنے کی وجہ سے طلاق لینا چاہتی ہے، اور لڑکی تقریباً چھ سال سے اپنے ماں باپ کے ساتھ میکہ میں رہ رہی ہے اور اس سلسلہ میں مقدمہ بھی چل رہا ہے اور لڑکا اپنی زبان سے کچہری میں اور دیگر جگہوں پر لڑکی سے بار ہا ان الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔

(۱) میں ابھی طلاق دیتا ہوں، بس ابھی طلاق دیتا ہوں۔

(۲) مجھ کو تو بس تین بول بولنے ہیں، بس ابھی طلاق دیتا ہوں۔

(۳) میں ابھی منھ کالا کرتا ہوں اور ان الفاظ کا استعمال بیسیوں دفعہ کر چکا ہے، تو کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوجاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد یوسف، علی گڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں طلاق سے متعلق جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں، وہ سب استقبال کے لئے ہیں اور صیغۂ مستقبل سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ اس لئے ان الفاظ سے مذکورہ واقعہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا نکاح بدستور باقی ہے۔

ولو قال: أطلقک لم یقع إلا إذا غلب. (الدر المنتقیٰ، کتاب الطلاق، باب إیقاع الطلاق قدیم ۱/۳۸۷، جدید دارالکتب العلمیة بیروت ۲/۱٤)

بخلاف کنم؛ لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک......لو قال بالعربیة: أطلق لایکون طلاقاً. (هندیة، زکریا ۱/۳۸٤، کتاب الطلاق، الفصل السابع

في الطلاق بالألفاظ الفارسية، جديد زكريا ١/٤٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ ر شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷ ر ۸۱۴۸)

طلاق دے دوں گا سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی نے اپنی بیوی کی طلاق کے متعلق اپنی مادری زبان میں ایسا لفظ استعمال کیا، جو کہ آئندہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے، یعنی اگر ایسا ہوا، تو تجھے طلاق دیدوں گا۔ نیز کسی نے اپنی بیوی سے ایسی شرط کیساتھ یوں کہا کہ ابھی تجھے مارنا ہے، اگر کسی نے تجھے چھڑایا تو طلاق ہے، مگر اس وقت اس نے بیوی کو مارا ہی نہیں کچھ دنوں کے بعد مارا جب کسی نے چھڑایا، کیا ان دونوں صورتوں میں طلاق واقع ہوگی؟

المستفتی: محمد عبد اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دیدوں گا کے لفظ سے طلاق نہ ہوگی، اگر چہ شرط بھی پائی جائے؛ کیونکہ یہ ایقاع طلاق نہیں؛ بلکہ وعدۂ طلاق ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۱۰/۴۳-۵۱)

أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (شامي، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، كراچي ٣/٣١٩، زكريا ٤/٥٥٩)

بخلاف كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك......لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (هندية، زكريا ١/٣٨٤، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، جديد زكريا ١/٤٥٢)

اسی طرح تجھے ابھی مارنا ہے سے طلاق نہیں ہوتی؛ کیونکہ ابھی مارنے کی شرط لگائی تھی اور شرط نہیں پائی گئی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۱۰/۴۹)

إذا وجد الشرط يقع الطلاق وإلا فلا. (بدائع الصنائع، زكريا ۳/ ۲۰۰)

ولو قال: أطلقك لم يقع. (سكب الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۴۵۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۱/۱۴۲۱ھ

تجھے طلاق دیدوں گا کے الفاظ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ یہ الفاظ بولنے سے وہ اس کی بیوی رہی یا نہیں؟

المستفتی: دلشاد حسین، ملک گوہر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کا اپنی بیوی سے تجھے طلاق دیدوں گا کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ ”تجھے طلاق دیدوں گا“ کہہ کر ہمارے عرف میں مستقبل ہی مراد لیا جاتا ہے نہ کہ حال؛ اس لئے مذکورہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، بیوی بدستور شوہر کے نکاح میں باقی ہے۔

بخلاف كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. وفي المحيط لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً إلا إذا غلب استعماله للحال، فيكون طلاقاً. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا ۱/ ۳۸٤، جديد زكريا ۱/ ٤٥۲)

أنـا أطـلـق نـفسـي لـم يـقع؛ لأنـه وعد. (در مختـار، كـراچي ٣/ ٣١٩، زكريا٤/ ٥٥٩)

لـو قال: أطلقک لم يقع. (سـكـب الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١٤)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍رجب المرجب ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۱۲۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹؍۷؍۱۴۲۴ھ

طلاق دیدوں گا کے الفاظ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد پرویز عالم اپنی بیوی کو سات آٹھ مرتبہ غصے سے یہ کہہ چکا ہوں کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، شک وشبہ کی بناء پر، مگر میں نے یہ نہیں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی اس بارے میں مفتیان کیا فرماتے ہیں کہ میں اب اپنی بیوی کو گھر رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟ اور میرے پانچ بچے ہیں، ان میں بڑی لڑکی ۱۴؍سال کی دوسری لڑکی ۱۲؍سال کی، تیسری لڑکی ۹؍سال کی اور ایک لڑکا سات سال کا، دوسرا لڑکا چھ مہینے کا، یہ سب باتیں مدنظر رکھتے ہوئے ،اس کا فتوی چاہتے ہیں۔

نوٹ: میں شبنم پروین میرے شوہر نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، یہی کہا کہ میں دے دوں گا۔

المستفتی: محمد پرویز دستخط شبنم پروین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق دے دوں گا کے لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور جب میاں بیوی دونوں اس بیان میں متفق ہیں کہ شوہر نے صرف یہ کہا تھا کہ طلاق

دے دوں گا اور دیدی کا لفظ نہیں کہا ہے، تو ایسی صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا دونوں بدستور میاں بیوی والی زندگی گذار سکتے ہیں۔

بخلاف قوله" كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. وفي المحيط: لو قال بالعربية أطلق لايكون طلاقًا. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا ١/٣٨٤، جديد زكريا ١/٤٥٢)

لو قال: أطلقك لم يقع. (سكب الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ / ربیع الاول ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۳۴۳/۳۷)

بیوی سے محض تجھ کو طلاق دیدوں گا کہنا

سوال [۶۲۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ انیس احمد کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوتا دیکھ کر محلّہ کے کئی لوگ وہاں آپہونچے، بات بڑھ کر یہاں تک آپہونچی کہ انیس احمد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے باپ کے گھر چلی جاورنہ میں تجھے طلاق دیدوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر یہ کہا کہ اپنے باپ کے گھر چلی جاورنہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، تیسری بار ۱۵/ منٹ کے بعد کہا، اس موقع پر چار آدمی موجود تھے، جن کا نام درج ذیل ہے۔

۱. مناخاں ۲. مشرف حسین ۳. ذاکر حسین ۴. محمد گلفام۔ ان چار آدمیوں کی موجودگی میں سارا واقعہ پیش آیا ہے، اس مسئلہ کے بارے میں علماء کرام سے درخواست ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

نوٹ: یہی بیان لڑکی کا بھی ہے، لڑکی کے بھی مذکورہ چار گواہ ہیں۔

المستفتی: محمد انیس

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انیس احمد کا اپنی بیوی سے صرف یہ کہنا کہ تجھ کو طلاق دیدوں گا، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہٰذا انیس احمد کی بیوی پر ایک بھی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

بخلاف قوله كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. وفي المحيط: لوقال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً إلا إذا غلب استعماله للحال، فيكون طلاقاً. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا ١/٣٨٤، جديد زكريا ٤٥٢١)

وأنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (الدر المختار مع الشامي، كراچي ٣/٣١٩، زكريا ٤/٥٥٩)

لو قال: أطلقك لم يقع. (سكب الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٤)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۳۱۹/۳۷)

طلاق دیدوں گا کے الفاظ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سلیم احمد اپنی بیوی شہناز کو ساتھ لے کر شادی میں شرکت کے لئے سسرال گئے ہوئے تھے، وہاں سلیم احمد کے سالے کلو سے کسی بات پر ناراضگی ہوگئی، سلیم احمد نے اپنی بیوی سے کہا اپنے گھر چلو شہناز جانے سے انکار کر رہی تھی، اس پر سلیم احمد نے کہا کہ تو اگر نہیں جائے گی، تو میں تجھے طلاق دے دوں گا، یہ کہہ کر سلیم احمد اپنے گھر آ گئے، شہناز کے میکے میں یہ

بات پھیل گئی کہ سلیم نے طلاق دے دی ہے۔ دوسرے دن صبح میں سلیم احمد کے بڑے بھائی نے دس آدمیوں کو ساتھ لے کر سلیم احمد کو سسرال بھیجا، وہاں معلوم کیا تو سلیم کی بیوی شہناز اور ایک گواہ نے بھی کہا کہ طلاق دے دی ہے؛ جبکہ سلیم احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، صرف میں نے یہ کہا تھا کہ اگر تو نہیں جائے گی تو میں طلاق دیدوں گا، شہناز اپنے میکے میں ہے، اس کے میکے والے شہناز کو نہیں بھیج رہے ہیں؛ لہٰذا درخواست ہے کہ اس مسئلہ کو واضح کریں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: سلیم احمد، مقام بھنیسا، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی یہی بات ہے کہ شوہر نے صرف یہی کہا تھا کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، تو یہ وعدۂ طلاق ہے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، ایسی صورت میں نکاح بدستور باقی رہے گا۔

لو قال: أطلقک لم یقع. (سکب الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۲/ ۱٤)

بخلاف کنم؛ لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک......لو قال بالعربیة: أطلق لایکون طلاقاً. (هندیة، زکریا ۱/ ۳۸٤، کتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسیة، جدید زکریا ۱/ ٤۵۲) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۸۱۲/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۵/۱۴۲۶ھ

انور میاں کو بلاؤ ہم طلاق دیں گے کہنے کا حکم

سوال [۶۲۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد جمال کی شادی بیوی بدرالنساء سے ہوئی ہے۔

(۱) محمد جمال نے لڑائی جھگڑے کے درمیان میں اپنی بیوی بدرالنساء کوکہا کہ اپنے باپ انور میاں کو بلاؤ ہم طلاق دیں گے۔

(۲) جب انور میاں نے گاؤں کے پنچوں کو بلایا اور دریافت کیا، تولڑکے جمال نے بتایا کہ انور میاں کو بلاؤ ہم طلاق دیں گے کہا ہے۔ لڑکی کا بیان گاؤں اور پنچوں کے سامنے یہ ہے کہ لڑکی بدرالنساء نے پوچھنے پر یہ بتایا کہ انور کی بیٹی کو تینوں طلاق انور کی بیٹی کو تینوں طلاق۔

(۳) جب گواہ روبینہ بیوی سے پوچھا، جو اس کی مامی ہے، تو اس نے بتایا انور کی بیٹی کو تینوں طلاق۔

(۴) گواہ ابراہیم نے بتایا کہ انور کی بیٹی کو تینوں طلاق، ایک بار یہ گواہ ابراہیم جب کہ دوسو گز کی دوری پر نزوا کا چاک لگا رہا تھا، اتنی دوری سے اس نے سنا۔

(۵) گواہ راجیند ر نے بتایا کہ انور کو بلاؤ ہم تینوں طلاق دے دینگے، یہ گواہ غیر مسلم ہے۔ اب اس میں کیا ہوا طلاق ہوئی یا نہیں؟ آپ جواب صاف صاف کر کے جلد سے جلد دیں۔

المستفتی: حافظ محمد منیر الدین، پوسٹ: کھٹنائی، وایا: پنگاوارا، بھاگل پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم راجندر کی شہادت مردود اور غیر مقبول ہے، روبینہ اور ابراہیم سے نصاب شہادت پورا نہیں ہوا ہے اور نصاب شہادت دو عادل مرد ہوں یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں ہوں؛ اس لئے ان کی شہادت بھی مقبول نہیں، شوہر مستقبل کا صیغہ بتلا رہا ہے اور عورت ماضی کا صیغہ۔ اور صیغۂ استقبال سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ اور عورت کے پاس دو شرعی گواہ نہیں ہیں؛ اس لئے مذکورہ صورت میں قضاءً طلاق واقع نہیں ہوئی۔

لو قال: أطلقک لم یقع. (ملتقي الأبحر، کتاب الطلاق، باب إیقاع الطلاق، قدیم ۱/۳۸۷، جدید دار الکتب العلمیة بیروت ۲/۱٤)

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. [البقرہ:۲۸۲]

وماسویٰ ذٰلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین، أورجل، وامرأتین سواء کان الحق مالاً، أوغیر مال مثل النکاح، والطلاق. (هداية، كتاب الشهادة، اشرفي ديوبند۳/ ۱۵٤)

ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالاً، أوغیرهٗ، رجلان،أورجل وامرأتان. (درمختار، كراچي ٥/ ٤٦٥، زكريا ۸/ ۱۷۸)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ر جمادی الاولی ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۷۲۵)

تیرا معاملہ صاف کردوں گا سے عدم وقوع طلاق

سوال [۶۲۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنے ہوش وحواس میں اپنی بیوی کو پہلے یہ کہا کہ میں تیرا معاملہ صاف کردوں گا، پھر دومرتبہ طلاق دیدی،اس کےفوراًبعد میں باہر چلاگیا،ایک بچہ دوددھ پی رہاہے دس مہینے کا،اوررو بینہ کا کچھ اورارادہ ہے۔

المستفتی: سرتاج حسین، مغلپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تیرا معاملہ صاف کردوں گا کے لفظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور بعد میں جب دومرتبہ طلاق دیدی ہے،تو اس سے دوطلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں،عدت کے اندراندر رجعت کرکے رکھنے کی گنجائش ہے۔

وقعتا رجعتین لو مدخولاً بها. لقوله أنت طالق، أنت طالق. (درمختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/ ٤٦٣، كراچي۳/ ۲٥۲)

رجل قال: لامرأته بعد الدخول بها، أنت طالق طالق تقع ثنتان.
(الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٤٢٩، رقم: ٦٥٩٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍ربیع الاول ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲؍ ۴۷۳۵)

”میں تجھے طلاق دے دوں گا“ سے طلاق

سوال [۶۲۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی خانہ آبادی دسمبر ۸۵ء کو ہوئی تھی، نکاح کے تین یا چار ماہ بعد ہی میں اپنی زوجہ صابرہ خاتون کے آبائی مکان میں رہنے لگا، ازدواجی زندگی کی پندرہ سالہ زندگی میں معمولی نوک جھونک کے علاوہ کشیدگی نہیں ہوئی، میری بڑی سالی عارفہ خاتون جو دو مرتبہ کی طلاق شدہ ہے اور اب کسی کے نکاح میں نہیں ہے، اپنی زندگی اپنی بہنوں اور بھائیوں کے ساتھ گذار رہی ہے، عورتوں والی فطرت کی بنیاد پر جھگڑے کا سبب بنتی ہے، اس مرتبہ بھی عارفہ بیگم کئی مرتبہ کئی ماہ سے مقیم ہے، اور کئی مرتبہ ہم دونوں کے درمیان جھگڑا اور ناچاکی کی باعث بنتی رہی، اسی درمیان ۱۸؍دسمبر ۲۰۰۰ء کو دوپہر میں جھگڑا اس حد تک بڑھا کہ نہایت غصہ میں جھلا کر اور یہ کہہ کر کہ ”میں تجھ سے عاجز اور پریشان ہو گیا، میں تجھے طلاق دیدوں گا اور میں نے کاغذ قلم کا پرس دیکر کہا کہ تجھے جو لکھنا ہے لکھ میں دستخط کروں گا، اسی کے ساتھ میں اپنے چند کپڑے وضروری سامان لے کر مراد آباد چلا آیا۔ اب میرے ان الفاظ کو دیکھتے ہوئے فتوی جاری کریں۔

المستفتی: آصف علی، محلہ سرائے، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صرف طلاق دیدوں گا کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں

ہوئی اور بیوی کو کاغذ قلم کا پرس دیکر یہ کہنا کہ جو لکھنا ہو لکھ لے، اگر اس پر بیوی نے کچھ نہیں لکھا ہے، تو اس سے کوئی طلاق ثابت نہ ہوگی؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا، دونوں بدستور میاں بیوی ہیں۔

لو قال: أطلقک لم يقع. (الدر المنتقي، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق قديم ١/٣٨٧، جديد دار الكتب العلمية بيروت ٢/١٤)

بخلاف كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيک......لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (هندية، زكريا ١/٣٨٤، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، جديد زكريا ١/٤٥٢)

أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (در مختار مع الشامي، كراچي ٣/٣١٩، زكريا ٤/٥٥٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ رشوال المکرم ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۹۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۱۰/ ۱۴۲۱ھ

''میں تجھے طلاق دیدوں گا'' کہنا

سوال [۶۲۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد عرفان کا اپنی بیوی شائستہ پروین سے کسی بات پر جھگڑا ہوا، عرفان نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''میں تجھے طلاق دیدوں گا'' پھر لڑکی کا بھائی آیا اور اپنی بہن کو لے گیا، پھر لڑکی نے گھر جا کر یہ کہا کہ شوہر نے مجھے طلاق دیدی ہے، جھگڑے کے دوران محمد احسان موجود تھے، ان کا بیان بھی یہی ہے کہ ''طلاق دیدوں گا'' کہا تھا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ مذکورہ لفظ سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: شہزادے، اصالت پورہ، مرادآبا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جھگڑے کے دوران ہو یا کسی دوسری حالت میں بیوی کو صرف اتنا کہنا کہ ”میں طلاق دیدوں گا“ تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی اور سوال نامہ میں جو بات واضح کی گئی ہے کہ شوہر نے صرف طلاق دیدوں گا کہا اور وہاں موجود محمد احسان کا بیان بھی یہی ہے کہ شوہر نے صرف طلاق دیدوں گا کہا ہے، تو ایسی صورت میں بیوی کا میکہ جا کر یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ شوہر نے مجھے طلاق دیدی؛ بلکہ وہ بدستور شوہر کے نکاح میں باقی ہے۔

ولو قال: أطلقک لم يقع. (سکب الأنهر، قديم ۱/۳۸۷، جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱٤)

بخلاف کنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك......لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا قديم ۱/۳۸٤، زكريا جديد ۱/٤٥۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۰۳۹/۳۸)

طلاق دیدوں گا کہنے کا حکم

سوال [۶۲۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دلشاد احمد ولد سردار احمد کا ان کی اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا اور دلشاد احمد نے غصہ میں اپنی بیوی سے کچھ کچے الفاظ کہہ دیئے، گھر میں دلشاد ان کی بیوی دلشاد کے والد اور محمد عمر تھے، شوہر دلشاد کا کہنا ہے کہ دو مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ ”طلاق دیدوں گا، طلاق دیدوں گا“ سردار احمد (شوہر کے والد) کا بھی یہی بیان ہے، محمد عمر کہتے ہیں کہ دلشاد نے دوبار یہ الفاظ کہے ”طلاق

دی، طلاق دی'' بیوی کہتی ہے کہ میرے شوہر (دلشاد) نے اول یہ کہا کہ تجھے آزاد کردوں گا اور پھر کئی بار کہا ''طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی'' اب اس صورت میں سوال یہ ہے کہ اب ان میں سے کس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور شرعاً کیا حکم ہوگا؟ آیا عورت کو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کون سی طلاق ہوگی؟

المستفتی: ماسٹر رئیس الدین، محلہ سرائے پختہ مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر اور اس کے والد کا بیان صحیح ہے، تو طلاق واقع نہیں ہوگی؛ کیونکہ مستقبل کے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

ولو قال: أطلقک لم یقع. (الدر المنتقي في شرح ملتقي الأبحر، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق قديم ۱/۳۸۷، جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱٤، هندية، زكريا ۱/۳۸٤، جديد زكريا ۱/٤٥۲)

عورت کا بیان ثابت کرنے کے لئے دو عادل گواہوں کا ہونا لازم ہے، صرف محمد عمر ایک آدمی کی شہادت سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوسکتا؛ لہٰذا عورت کے پاس دو عادل شاہد نہ ہونے کی وجہ سے طلاق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . [البقرہ:۲۸۲]

وماسوىٰ ذٰلک من الحقوق یقبل فیها رجلان (إلی قوله) مثل النکاح والعتاق والطلاق. (الجوهره النيره، كتاب الشهادة، امدايه ملتان ۲/۳۲٦، دارالكتاب ديوبند ۲/۳۰۹، هداية، اشرفي ديوبند۳/۱٥٤، البحر الرائق، كوئٹه ۷/٦۲، زكريا۷/۱۰٤، درمختار مع الشامي، كراچي٥/٤٦٥، زكريا۸/۱۷۸، هندية، زكريا۳/٤٥۱، جديد زكريا ۳/۳۸۸)

البتہ اگر عورت نے یقینی طور پر طلاق دی کا لفظ تین دفع سنا ہے، تو عورت کے لئے اس شوہر

کے پاس جانا جائز نہیں؛ بلکہ کچھ مال دے کر خلع کے ذریعہ سے اپنے کو اس شوہر سے علیحدہ کر لینا لازم ہے۔

المرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه. والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمالٍ، أوتهرب.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥١، كوئٹه ٣/٢٦٨، البحرالرائق، كوئٹه ٣/٢٥٧، زكريا ٣/٤٣٩، تبيين الحائق، امداديه ملتان ٢/٢١٨، زكريا ٣/٨٢، هندية، زكريا١/٣٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍صفر المظفر ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳؍۴۸۹)

طلاق دیدوں گا کے الفاظ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۲۹؍جون بروز بدھ کو میری بیوی فیروز جہاں ایک پڑوسی لڑکے سے بات کر رہی تھی، اس کو بات کرتے ہوئے دیکھ کر مجھے شک ہوا، تو میں نے اپنی بیوی کو تھپڑ مادیا، پھر میرے پھوپھی زاد بھائی آ گئے، میں نے ان سے کہا کہ اس عورت کو جو میری بیوی ہے، یہاں سے ہٹادو یہاں سے لیجاؤ، ورنہ میں طلاق دیدوں گا، پھر میں بے ہوش ہوگیا، ہوش آنے کے بعد مجھے معلوم ہوا، میری بیوی اپنے والد کے گھر چلی گئی، میرے چھ بچے ہیں، ہم دونوں ایک ساتھ رہنے کے لئے تیار ہیں۔ کیا شرعاً ہم دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں؟

المستفتی: محمد یاسین محلّہ قانون گویان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً بات یہی ہے کہ آپ نے اپنی بیوی سے یہی کہا

تھا کہ میں طلاق دیدوں گا، تو یہ وعدۂ طلاق ہے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی، ایسی صورت میں آپ کا نکاح بدستور باقی رہے گا۔

وفي المحيط: لو قال بالعربية: أطلق لا يكون طلاقاً. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق، بالألفاظ الفارسية، زكريا ١/٣٨٤، جديد زكريا ١/٤٥٢)

ولـو قال: أطلقک لم يقع. (سكب الأنهر، قديم ١/٣٨٧، جديد دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٤)

أنـا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (در مختارمع الشامي، كراچي ٣/٣١٩، زكريا٤/٥٥٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۸۸۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۶/۴ھ

طلاق دیدوں گا کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال [۶۲۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم دونوں میاں بیوی میں جھگڑا ہوا، جھگڑا ہونے کے بعد میں اپنی سسرال گیا، اور میں نے اپنی ساس سے یہ کہا کہ تم اپنی لڑکی کو بلا لو، اتنی بات کہہ کر میں اپنے گھر آ گیا، اس کے بعد پھر ہم دونوں میں جھگڑا ہوا، وہ مجھ سے لڑنے کے بعد ہمارے چچا کے گھر چلی گئی، پھر میں نے چچا کے گھر جا کر چچا کے گھر والوں کے سامنے یہ کہا کہ اگر تو زیادہ بولے گی، تو میں تجھے طلاق دیدوں گا، اس کے بعد یہ چچا کے گھر سے آ گئی اور مجھ سے لڑنے لگی، تو میں نے اس بات پر یہ کہا کہ میں نے تم سے پچاس بار کہا ہوگا کہ ’’اس وقت تم اپنی ماں کے گھر چلی جاؤ‘‘ جھگڑے کے دوران ان کی بھابھی آ گئی، اور وہ ہمارے گھر بیٹھی، تو میں نے اس سے کہا کہ تم اپنی نند کو بلا کر لے جاؤ، پھر ایک گھنٹہ بعد اس کی ماں (ہماری ساس) آئی اور بولی

کہ تو اپنے شوہر (مجھ سے) پردہ کر، پردہ کرنے والی بات میرے سامنے نہیں ہوئی اور یہ بات میری دوسری بیوی نے بتلائی تو میں نے کہا کہ جب میں نے طلاق ہی نہیں دی تو پردہ کا کیا حکم پھر اس (بیوی) کا بھائی نسیم احمد اس کو بلا کر لیجانے لگا، تو اس کی سوکن (میری دوسری بیوی) نے اس کو بہت روکا، مگر میں نے نہیں روکا؛ اس لئے کہ میں اس وقت غصہ میں تھا، تو اس کا بھائی بولا کہ اس وقت لیجانے دو، پھر بعد میں دیکھا جائے گا، اس کے بعد یہ نئی بات لڑکی کے محلّہ والوں نے بتائی کہ تجھے چھوڑ دی؛ جبکہ میں نے چھوڑنے کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا، اتنا ضرور کہا تھا، طلاق دیدوں گا، مگر طلاق کا ارادہ نہیں تھا؛ کیونکہ میں غصہ کی حالت میں تھا، طلاق کا ارادہ پھر بھی نہیں تھا۔ شریعت مطہرہ کیا کہتی ہے طلاق ہوئی یا نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

المستفتی: عبدالواحد، کھیڑا ٹانڈہ، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال نامہ کی تحریر واقعہ کے مطابق بالکل صحیح ہے، تو مذکورہ صورت میں بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی اور شوہر کا یہ کہنا کہ طلاق دیدوں گا، یہ آئندہ کے لئے تو وعدہ ہے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

لو قال: أطلقک لم یقع. (الدر المنتقي في شرح ملتقي الأبحر، کتاب الطلاق، باب إیقاع الطلاق، قدیم ۱/ ۳۸۷، جدید دارالکتب العلمیة بیروت ۲/ ۱٤، هندیة، زکریا ۱/ ۳۸٤)

أنا أطلق نفسي لم یقع؛ لأنه وعد. (در مختار مع الشامي، کراچي ۳/ ۳۱۹، زکریا ٤/ ۵۵۹)

اور شوہر کا یہ کہنا کہ تم اپنے گھر چلی جاؤ، اس سے اگر شوہر نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے، تو اس سے کوئی طلاق نہیں ہوئی اور قرائن وبیان سے نیت نہ کرنا واضح ہے؛ اس لئے کسی طرح کوئی طلاق صورت مذکورہ میں واقع نہیں ہوئی۔

اخرجي اذهبي تلزم النية. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ٣/٣٠٢، زكريا ٤/٥٣٤، كذا في البدائع، زكريا٣/١٦٧، ١٦٩، وكذا في البحرالرائق، كوئٹه٣/٣٠٢، ٣٠٣، زكريا٣/٥٢٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷؍ ۲۴۰۳)

بوقت نزاع ''طلاق دیدوں گا'' کہنا

سوال [۶۲۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی سے لڑائی اور تکرار کے دوران یہ کہا کہ میں تمہیں طلاق دیدوں گا، تو اس جملہ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ یہ جملہ دو دفعہ کہا تھا۔

المستفتی: سلیم احمد، ڈمگرھ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق دیدوں گا کہنے سے کوئی طلاق نہیں ہوئی، یہ لفظ ایک دفعہ کہا ہو یا دو دفعہ یا تین دفعہ، ہر حال میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا دونوں کے درمیان نکاح بدستور باقی ہے۔

ولو قال: أطلقک لم يقع. (سكب الأنهر في شرح ملتقي الأبحر، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق قديم ١/٣٨٧، جديد دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٤)

بخلاف كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك...... لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (هندية، زكريا ١/٣٨٤، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، جديد زكريا ١/٤٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ شوال المکرّم ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۹۷۲۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۱۰/۸ھ

”طلاق دیدوں“ کہنے کا حکم

سوال[۶۲۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکا مرادآباد کا رہنے والا ہے، اور دبئی میں نوکری کرتا ہے، لڑکے کی شادی کو لگ بھگ ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے، شادی کے قریب چھ ماہ بعد سے لڑکی کے بیانات پر ایسا لگتا ہے کہ نوک جھونک لڑکے نے شروع کردی، اسی دوران شوہر نے بیوی سے کہا کہ ایسا حال بنادوں گا کہ تم مجھے ازخود طلاق دیدوگی کہ ابھی یہ نیا واقعہ پیش آیا، تقریباً عید سے ہفتہ دس دن پہلے کی بات ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے ٹیلیفون پر یہ الفاظ ادا کرتا ہے کہ اللہ کی قسم میں تمہیں طلاق دیدوں گا، میں یہ سچ کہہ رہا ہوں، ایسے حالات میں علماء کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ کیا کریں؟

المستفتی: حاجی عبدالسلام، مقبرہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دیدوں گا کے الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، یہ الفاظ وعدۂ طلاق پر دلالت کرتے ہیں، اس نے صرف طلاق کی دھمکی دی ہے؛ لہٰذا دونوں کے درمیان نکاح بدستور باقی ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۲/ ۲۴۶، میرٹھ ۱۹/ ۹۲)

فقال الزوج: ”طلاق میکنم طلاق مینکم“ بالتشکیک وکرر ثلاثاً طلقت ثلاثاً بخلاف کنم؛ لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا ١/ ٣٨٤، جديد زكريا ١/ ٤٥٢)

أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (در مختار مع الشامي، كراچي ٣/ ٣١٩، زكريا ٤/ ٥٥٩)

لو قال: أطلقک لم يقع. (سكب الأنهر في شرح ملتقي الأبحر قديم ١/ ٣٨٧،

دارالکتب العلمية بيروت ٢/ ١٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍شوال المکرّم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۴۴/۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۱۰/۱۳ھ

''تجھے طلاق دوں'' کے الفاظ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکی نے سب لوگوں کے سامنے کہا ہے کہ لڑکے نے چھ سات دفعہ اس طرح کہا ہے کہ ''میں تجھے طلاق دوں'' گواہوں نے سنا کہ ہم نے دو مرتبہ سنا، لڑکے کی والدہ کہتی ہے دو مرتبہ، لڑکے کی بھاوج کہتی ہے چار مرتبہ سنا۔ واللہ اعلم شوہر کہتا ہے کہ میں نے نشہ اور غصہ کی حالت میں دو مرتبہ طلاق طلاق کہا، لڑکی نہ حمل سے ہے اور نہ ہی ایام حیض ہیں۔ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: شمس الدین، کٹ گھر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں شوہر کے نشہ کی حالت میں دو مرتبہ طلاق طلاق کہنے سے اس کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہے؛ لیکن اس کے بعد اگر کبھی بھی ایک طلاق دیدے گا، تو اس کی بیوی مغلظہ بائنہ ہوجائے گی۔ بغیر حلالۂ شرعیہ کے اس سے نکاح درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/ ۸۷، احسن الفتاوی ۵/ ۱۸۲)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديراً. بدائع؛ ليدخل السكران (در مختار) وفي الشامية: فإنه في حكم العاقل زجراً له.

(در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق، كراچي ٣/ ٢٣٥، زكريا ٤/ ٤٣٨)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ. وهومذهب أصحابنا. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٣٩٤ رقم:٦٥٠٩، عالمگيري، زكريا ١/ ٣٥٣، جديد زكريا ١/ ٤٢٠، شامي، زكريا٤/ ٤٤٨، كراچي ٣/ ٢٤١، محيط برهاني، المجلس العلمي بيروت ٤/ ٣٩١، رقم: ٤٦٣٤)

اگر شوہر کو نشہ کی وجہ سے صحیح یاد نہ ہو اور وہاں جو لوگ موجود تھے، ان کو صحیح یاد ہو اور سب یہی کہتے ہوں کہ طلاق دیدوں کہا ہے، تو ایسی صورت میں چاہے طلاق کتنی مرتبہ کہا ہو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۹/ ۱۰۰)

أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (در مختار، زكريا٤/ ٥٥٩، كراچي٣/ ٣١٩)

بخلاف كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك......لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (هندية، زكريا١/ ٣٨٤، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، جديد زكريا ١/ ٤٥٢)

لو قال: أطلقك لم يقع. (سكب الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١٤)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۸۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/ ۷/ ۱۴۲۱ھ

تو گھر چلی جا ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا

سوال [۶۲۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شاہ نور نے اپنی بیوی سے لڑائی کے دوران یہ کہا کہ تو گھر کو چلی جا، ورنہ میں تجھے طلاق دیدوں گا۔ اب سوال یہ ہے کہ شاہ نور کی بیوی پر اس جملہ سے کوئی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ حکم شرعی تحریر فرمائیں۔

المستفتی: شاہ نور، محلّہ جامع مسجد گلی-۱، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً شوہر نے یہی جملہ کہا ہے کہ میں تجھے طلاق دوں گا، تواس کی وجہ سے اس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

بخلاف قوله کنم؛لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک. وفي المحیط لو قال بالعربیة: أطلق لایکون طلاقاً إلا إذا غلب استعماله للحال، فیکون طلاقاً. (عالمگیري، کتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسیة، زکریا ۱/ ۳۸٤، جدید زکریا ۱/ ٤٥٢)

لو قال: أطلقک لم یقع. (سکب الأنهرفي شرح ملتقي الأبحر قدیم ۱/ ۳۸۷، دارالکتب العلمیة بیروت ۲/ ۱٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۳۰۳/۳۸)	۱۴۲۸/۵/۱۹ھ

اگر تم جاؤ گی تو میں تمہیں نہیں رکھوں گا کہنے کا حکم

سوال [۶۲۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی نے کہیں جانے کے لئے اجازت مانگی، زید نے اجازت نہیں دی، بیوی نے زیادہ اصرار کیا، تو انہوں نے کہا کہ تم اگر جاؤ گی تو میں تمہیں نہیں رکھوں گا، اسے بیوی نے منظور کرلیا، اب نہ یہ بلاتا ہے اور نہ وہی آتی ہے، اس سلسلے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: اقبال احمد، امام بڑی مسجد، جالو پورہ، جے پور (راجستھان)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کا یہ کہنا کہ اگر تم جاؤ گی تو میں نہیں رکھوں گا، اس سے وقوع طلاق معلق نہیں ہوتا؛ بلکہ وعدۂ طلاق معلق ہے شرط پر، اس سے طلاق واقع نہیں

ہوئی؛ بلکہ از سر نو طلاق دینے سے طلاق واقع ہوسکتی ہے؛ لہٰذا صورت مذکورہ میں شرعاً کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

لو قال: أطلقک لم یقع. (الدر المنتقي، کتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق، قديم ۱/۳۷۲، جديد دار الكتب العلمية بيروت ۲/۱٤)

بخلاف کنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك......لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (هندية، زكريا ۱/ ۳۸٤ ، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، جديد زكريا ۱/٤٥۲)

أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (در مختار مع الشامي، کراچي ۳/۳۱۹، زكريا٤/ ٥٥۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ر شوال المکرّم ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۴۴۲)

طلاق دیدینی چاہئے طلاق دیدوں گا، طلاق کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہنا

سوال [۶۲۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری کسی بات پر اپنی بیوی سے تکرار ہوگئی، میں نے پہلی دفعہ کہا "ایسی عورت کو طلاق دیدینی چاہئے" دوسری مرتبہ کہا "میں تجھے طلاق دیدوں گا" تیسرا لفظ یہ کہا کہ "اب ہمارے بیچ طلاق کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے"۔

دریافت یہ کرنا ہے کہ ان الفاظ سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: انور حسین، مینا نگر، گلی نمبر۳، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں جتنے الفاظ شوہر نے استعمال کئے ہیں، وہ سارے الفاظ لڑائی جھگڑے کے درمیان دھمکی پر محمول ہیں، ان الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ اس

لئے کہ پہلا لفظ ''طلاق دیدینی چاہئے'' اور دوسرا لفظ ''میں تجھے طلاق دیدوں گا'' یہ دونوں لفظ استقبال کے لئے ہیں، جوصرف وعدۂ طلاق ہیں وقوع طلاق نہیں ہیں اور تیسرا لفظ کہ ''اب ہمارے لئے طلاق کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے، یہ بھی مستقبل میں طلاق دینے کی دھمکی ہے، اس مذکورہ واقعہ میں کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۲۴۷، فتاوی دارالعلوم ۹/۴۴۵)

ولو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (هنديه كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا ١/٣٨٤، جديد زكريا ١/٤٥٢)

لو قال: أطلقک لم يقع. (الدر المنتقى شرح ملتقي الأبحر، قديم ١/٣٨٧، جديد دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٤)

لو قال: أردت طلاقک لا يقع. (خانية على لهندية ١/٤٥٢، زكريا جديد ١/٢٧٢)

بخلاف قوله كنم ؛ لأنه استقبال، فلم يكن تحقيقاً بالتشكيک. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا قديم ١/٣٨٤، جديد زكريا ديوبند ١/٦٥٢)

قوله طلقي نفسک، فقالت: أنا طالق وأنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (در مختار، كراچي ٣/٣١٩، زكريا٤/٥٥٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۶۲۵)

میکہ گئی تو طلاق دیدوں گا سے طلاق

سوال [۶۲۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی میکہ جانے کی ضد کررہی تھی میں نے کہہ دیا کہ اگر تم اپنے میکہ گئیں تو میں

تمہیں طلاق دیدوں گا، یہ کہہ کر میں باہر چلا گیا، میرے پیچھے اس کی ماں اور اس کا بھائی اس کو اپنے ساتھ میکہ لے کر چلے گئے، اس واقعہ کو تقریباً ایک سال ہوگیا، وہ اب تک میکہ ہی میں ہے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر اس کو ساتھ رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہے یا نہیں؟

المستفتی: قمر علی، دولت باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق دیدوں گا کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، ان الفاظ میں آئندہ طلاق دینے کا وعدہ ہے اور طلاق اب تک دی نہیں؛ اس لئے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور میکہ جانے کے بعد بھی چاہے سالہا سال بھی گذر جائے بدستور اسی شوہر کی بیوی رہے گی؛ لہٰذا جب چاہیں دونوں آپس میں ساتھ رہ سکتے ہیں۔ (مستفاد: محمودیہ میرٹھ ۱۸/۹۳، ڈابھیل ۱۲/۲۴۶ تا ۲۵۰)

بخلاف قوله كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك.

(عالمگيري، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا ۱/۳۸٤، جديد زكريا ۱/۴۵۲)

قوله طلقي نفسك، فقالت: أنا طالق، أو أطلق نفسي لا يقع.

(الدر مع الرد، كراچي ۳/۳۱۹، زكريا٤/٥٥٩، البحر الرائق، ۳/۳۱٤، كوئٹه۳/٥٤٥، مطبع زكريا ديو بند) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۳۱۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱۱/۲۴ھ

چوبیس گھنٹہ کے اندر اندر میرے گھر سے چلی جاؤ ورنہ طلاق دیدوں گا

سوال [۶۲۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تم میرے گھر سے چوبیس گھنٹہ کے اندر اندر چلی جاؤ ورنہ میں تم کو طلاق دیدوں گا، تو عورت چوبیس گھنٹہ کے اندر اندر گھر سے چلی گئی، کسی دوسرے کے یہاں، تو کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسرائیل، سپولوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں صرف وعدۂ طلاق ہے؛ اسلئے اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ولو قال: أطلقک لم یقع. (الدر المنتقي، کتاب الطلاق، باب إیقاع الطلاق قدیم ۱/۳۸۷، جدید دار الکتب العلمیة بیروت ۲/۱٤)

قال: طلقي نفسک، فقالت: أنا أطلق لایقع. (البحر الرائق، کوئٹہ۳/٤ ۳۱، زکریا۳/ ٥٤٥)

بخلاف قوله کنم؛ لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک......ولو قال بالعربیة: أطلق لایکون طلاقاً. (هندیة، زکریا ۱/ ۳۸٤، کتاب الطلاق الفصل السابع في الطلاق با لألفاظ الفارسیة جدید زکریا ۱/ ٤٥۲)

أنا أطلق نفسي لم یقع؛ لأنه وعد. (در مختارمع الشامي، کراچي۳/ ۳۱۹، زکریا٤/ ٥٥۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹؍ ۳۴۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸؍ ۴؍ ۱۴۱۴ھ

تجھے چھوڑ دوں گا سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ بیوی نے اپنے شوہر کو غصہ میں بیٹا اور بھیا کہہ دیا، تو جواب میں شوہر نے کہا تو نے مجھے ایسا کیوں کہا؟ میں تجھے چھوڑ دوں گا، تو اس سے نکاح میں کوئی اثر پڑا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عرفان، پاکبڑا ٹھاکردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ نے شوہر کے قول اور لفظ میں عقد نکاح میں خرابی کا اثر رکھا ہے، بیوی کے کسی قول ولفظ میں خرابی کا اثر نہیں رکھا ہے؛ اس لئے بیوی کے مذکورہ الفاظ کی وجہ سے عقد نکاح میں کوئی اثر نہیں پڑے گا اور شوہر کا جملہ تجھے چھوڑ دوں گا یہ استقبال کا صیغہ ہے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔

ولو قال: أطلقک لم يقع. (الدر المنتقي، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق قديم ١/٣٨٧، جديد دار الكتب العلمية بيروت ٢/١٤)

قال: طلقي نفسک، فقالت: أنا أطلق لايقع. (البحر الرائق، كوئٹه٣/٣١٤، زكريا٣/٥٤٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۳۷۶)

تجھے نہیں رکھوں گا سے طلاق

سوال [۶۲۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی اور شوہر کے درمیان جھگڑے کے دوران شوہر نے اپنی بیوی سے غصہ کی حالت میں کہا کہ میں اب تجھے نہیں رکھوں گا، تجھے طلاق دیدوں گا تو چاہے تو اپنا فیصلہ کرلے، تو کیا ان الفاظ سے طلاق ہوجائے گی؟

المستفتی: محمد عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دے دوں گا یا نہیں رکھوں گا کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں نکاح بدستور باقی ہے۔

ولو قال: أطلقک لم یقع. (سکب الأنھر في شرح ملتقي الأبحر، کتاب الطلاق، باب إیقاع الطلاق قدیم ۱/۳۸۷، جدید دارالکتب العلمیة بیروت ۲/۱۴)

بخلاف کنم؛لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک......ولو قال بالعربیة: أطلق لایکون طلاقاً. (هندیة، زکریا ۱/۳۸۴، کتاب الطلاق الفصل السابع فی الطلاق با لأ لفاظ الفارسیة جدید زکریا ۱/۴۵۲) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍۵۱۵۳)

اگر تو پانی پت چلی گئی تو تجھے طلاق دیدوں گا

سوال [۶۲۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکے نے اپنی بیوی کو موبائل فون پر یہ کہا، اگر تو پانی پت چلی گئی، تو تجھے طلاق دیدوں گا، لڑکی ٹرین سے پانی پت جارہی تھی، لڑکی بغیر بتائے اپنے بھائی کے ساتھ میرے گھر سے میری غیر موجودگی میں چلی گئی، مذکورہ الفاظ کے علاوہ اور کوئی لفظ نہیں کہا، صرف بغیر اجازت سفر کرنے سے روکنے کے لئے طلاق دیدینے کی دھمکی دی تھی۔

لڑکی کا یہ کہنا ہے کہ انہوں نے یہ کہا تو پانی پت جائے گی، تو تجھے طلاق دی، یہ بات موبائل فون پر ٹرین میں سفر کرتے ہوئے ہوئی اور لڑکی کو باپ کے گھر گئے ہوئے قریب ڈیڑھ سال ہوگیا، لڑکی نے کبھی طلاق کا ذکر تک نہیں کیا، جب کبھی بات ہوتی تھی تو یہ کہتی تھی کہ آپ اپنی

زندگی بدل دو، میں آجاؤں گی، طلاق کی بات صرف ایک ماہ سے لڑکی کے باپ نے کہنی شروع کی لڑکی نے کبھی ہمارے سامنے طلاق کو نہیں کہا۔

المستفتی: شمس الدین، برتھی گنج، کانٹھ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لڑکے نے یہ جو کہا کہ اگر تو پانی پت گئی، تو تجھے طلاق دیدوں گا، تو اس طرح طلاق دیدوں گا، کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور لڑکی کا یہ کہنا کہ شوہر نے یہ کہا تھا کہ پانی پت جائے گی تو تجھے طلاق دی، تو تجھے طلاق دی کے لفظ سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے، عدت کے اندر اندر شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہوتا ہے اور عدت کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح کرنا شوہر کے لئے جائز ہے؛ لیکن یہ لڑکی کا صرف دعویٰ ہے اور لڑکا اس کا انکار کر رہا ہے، ایسی صورت میں لڑکی کے اوپر لازم ہے کہ شرعی گواہوں کے ذریعہ سے ''تجھے طلاق دی'' کے الفاظ ثابت کردے اور اگر لڑکی کے پاس گواہ نہیں ہیں، تو اس کے دعویٰ کا اعتبار نہیں اور شوہر سے قسم لے کر شوہر ہی کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور بیوی شوہر کے نکاح میں بدستور باقی سمجھی جائے گی۔

بخلاف قولها أطلق نفسي لايمكن جعله إخباراً عن طلاق قائم؛ لأنه إنما يقوم باللسان، فلو جاز لقام به الأمران في زمن واحد وهو محال.

(شامي، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، زكريا ٤/٥٥٨، كراچي ٣/٣١٩)

فإن اختلفا في وجود الشرط، فالقول له مع اليمين لإنكاره الطلاق إلاإذا برهنت. (شامي، كراچي ٣/٣٥٦، زكريا ٤/٦٠٩-٦١١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍۱۰۹۲۰)

''لے تجھے دے ہی دی'' کہنا

سوال [۶۲۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی گھر والوں کی پسند سے ہوئی تھی، پہلی رات میں جب اپنی بیوی سے بات چیت کی تو اچانک اسے ایک ہیجان سا پیدا ہوگیا اور دل کرتا تھا کہ کمرہ چھوڑ کر چلا جائے؛ لیکن عزت کی وجہ سے باہر نہیں گیا؛ بلکہ لاحول اور دو رکعت نفل پڑھی، پھر بھی گھبراہٹ رہی، یہی ہیجان اکثر نفرت میں بدل جاتا تھا اور عجیب طرح کی نفرت رہتی تھی؛ لیکن اللہ سے دعا کر کے زید اپنی زوجہ سے دل لگانے لگا۔ اس دوران ایک بچہ بھی ہوا، بچہ ہونے کے بعد زید اپنے آپ کو بدل لینا چاہتا تھا اور ہر وقت خدا سے بہتری کی دعا کرتا رہتا تھا، زید کو یہ شک تھا کہ اس پر کوئی جادو یا سحر کیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ زید اپنی اہلیہ کو لے کر اس کے والد سے ملانے کے لئے گیا، وہاں پر زید کی اپنی زوجہ سے کسی بات پر کہا سنی ہوگئی، زید ایک دم غصہ میں ہیجان میں آگیا اور یہ کہہ دیا کہ ''لے تجھے دے ہی دی، یا پھر لے تجھے دے ہی دوں گا'' کہہ کر کمرے سے باہر صحن میں آکر بھی کچھ کہہ دیتا ہے، زید کو تو کچھ یاد نہیں پھر وہاں پر ایک پڑوس کی لڑکی بیٹھی تھی، وہ کہتی ہے کہ آپ نے یہ لفظ کہے تھے، شگفتہ تم گواہ رہنا میں تین طلاق دے رہا ہوں، شگفتہ وہاں موجود نہیں تھی؛ بلکہ دوسری لڑکی بیٹھی تھی، یہ اسی دوسری لڑکی کا بیان ہے اور زوجہ کہتی ہے کہ میں نے تو کچھ سنا ہی نہیں؛ کیونکہ وہ اندر کمرہ میں بیٹھی تھی، زید کافی پریشان ہے؛ کیونکہ اس سے پہلے بھی اکثر اس سے زیادہ جھگڑا ہوجاتا تھا؛ لیکن یہ لفظ کبھی زبان پر نہیں آئے، زید کے گھر والے اور زوجہ کے گھر والے اسے طلاق مان رہے ہیں؛ لیکن زید اور اس کی زوجہ نہیں مانتیں اور ایک ساتھ رہنے پر مصر ہیں۔

المستفتی: سہیل احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر لے تجھے دے ہی دی کہا ہے، تو ایک طلاق پڑ گئی ہے اور اگر لے تجھے دے ہی دوں گا کہا ہے، تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی باہر صحن میں آ کر اس نے کیا کہا تھا، اس کو متعین کر کے لکھیں تب ہی پورا حکم لکھا جا سکتا ہے اور صرف ایک لڑکی کے بیان سے تین طلاق ثابت نہ ہوں گی؛ جبکہ زید اور اس کی بیوی اس کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں، اس کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد دو عورت کی شہادت لازم ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . [البقرۃ:۲۸۲]

وماسویٰ ذٰلک من الحقوق یقبل فیہا شہادۃ رجلین، أو رجل وامرأتین سواء کان الحق مالاً أو غیر مال مثل النکاح والطلاق. (ہدایۃ، کتاب الشہادۃ، اشرفي دیوبند ۳/۱۵۴، البحر الرائق، کوئٹہ ۷/۶۲، زکریا ۷/۱۰۴، درمختار مع الشامي، کراچي ۵/۴۶۵، زکریا ۸/۱۷۸، ہندیۃ، زکریا ۳/۴۵۱، الجوہرۃ النیرۃ ملتان ۲/۳۲۶، دارالکتاب دیوبند ۲/۳۰۹) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۵۰۲/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۱۱/۳ھ

تو خاموش ہوجا، میں تیرے مہر کے پیسے بھی دیدوں گا سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر نے میرے سامنے ایک مرتبہ یوں کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا، دوسری مرتبہ یوں کہا کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں، تو اپنی ماں، اپنی بہن، اپنی لڑکی سے زنا کروں، تیسری مرتبہ یوں کہا کہ تو اپنا مہر لے لے، شوہر کی والدہ نے کہا کہ میرے

لڑکے نے تجھے آزاد کر دیا ہے اب تو رو دھو لے یہ لڑکی اپنی گواہی میں ایک عورت کو بتاتی ہے،اس کا بیان ہے کہ یہ لڑکی مجھے گھر سے بلا کر لائی، اس کا شوہر کپڑوں میں آگ لگا رہا تھا، میں نے اس سے کہا کہ ظہور ایسا نہ کرو، ظہور نے کہا کہ میرا گھر ہے، میں چاہوں تو سب میں آگ لگا دوں اور یہ بھی کہا کہ میں نے اس کو آزاد کر دیا ہے، میں نے اس کا معاملہ صاف کر دیا ہے اور میں اس کا مہر دوں گا، اور میں اس سے صحبت کروں تو اپنی ماں، اپنی بہن، اپنی لڑکی سے زنا کروں۔اس کا میرا رشتہ ختم ہو گیا، میں اس کا مہر دوں گا، ایک تیسری عورت کا بیان ہے کہ ظہور دو دن کے بعد مجھے گھر سے بلا کر لایا، میرے سامنے ظہور نے یہ کہا کہ میں نے اس کو آزاد کر دیا ہے، میں نے ظہور سے کہا ایسا نہ کر، ظہور نے کہا کہ میں نے اس کا معاملہ صاف کر دیا، میں اس کا مہر دوں گا۔

شوہر کا حلفیہ بیان

میری والدہ اور بیوی آپس میں لڑ رہی تھیں، اس رنجش میں ان کو دو دن ہو گئے، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو خاموش ہو جا، اس پر میری بیوی نے جواب دیا کہ اپنی ماں کو تو ایک مرتبہ بھی چپ نہ کیا، میرے اوپر بندش لگاتا ہے، میرا تیرا نباہ نہیں ہوگا، تو میرے مہر کے پیسے دیدے، اس پر میں نے قسم کھائی اور یہ کہا کہ تو خاموش ہو جا، میں تیرے مہر کے پیسے بھی دیدوں گا، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا۔

اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ مذکورہ بیانات سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد قاسم جلال آباد ضلع بجنور یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: چونکہ شوہر کے بیان میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے، جس سے وقوع طلاق لازم آتا ہو، اس لئے شوہر کے بیان کے مطابق شرعاً کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور

بیوی کے بیان میں اگر چہ ایسے الفاظ موجود ہیں، جن سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، لیکن شوہر نے حلفیہ بیان سے اس کا انکار کیا ہے۔ اور بیوی کے پاس شرعی شہادت کے لئے دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کی متفقہ شہادت نہیں ہے؛ اس لئے شرعاً بیوی پر طلاق واقع ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے؛ لہٰذا طلاق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

قال الله تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . [البقرہ:۲۸۲]

وماسوىٰ ذٰلک من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أورجل وامرأتين سواء كان الحق مالاً، أوغير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق.

(الجوهرة، كتاب الشهادت، امداديه ملتان ۲/۳۲۶، دارالكتاب ديوبند ۲/۳۰۹، هداية، اشرفي ديوبند۳/۱۵٤، البحر الرائق، كوئٹه ۷/٦۲، زكريا۷/۱۰٤، در مختارمع الشامي، كراچي ۵/٤٦۵، زكريا۸/۱۷۸، هندية، زكريا۳/٤۵۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ر محرم الحرام ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۰۹/۲۵)

❍❖❍

(۱۲) باب الطلاق الصريح

طلاق صریح اور بائن میں فرق

سوال [۶۲۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ طلاق صریح وطلاق بائن میں کیا فرق ہے؟

المستفتی: محمد سلیم الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق صریح ورجعی اس کو کہا جاتا ہے، جو ایسے الفاظ کے ساتھ بولی جائے، جو طلاق ہی کے لئے مستعمل ومعروف ہیں؛ لہٰذا لفظ طلاق لفظ چھوڑ دیا، آزاد کر دیا فارغ خطی وغیرہ سے طلاق صریح ورجعی واقع ہو جائے گی۔

إن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩)

اورطلاق بائن کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، جو صرف طلاق کے لئے مستعمل و معروف نہیں ہیں؛ بلکہ دوسرے مقاصد کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔

وكنايته عند الفقهاء مالم يوضع له أي الطلاق واحتمله وغيره.

(در مختارمع الشامی، کراچي ٣/ ٢٩٦، زكريا ٤/ ٥٢٦)

لہٰذا لفظ چلی جا تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں وغیرہ سے نیت کے ساتھ طلاق واقع ہو سکتی ہے۔

وأما الكناية فنوعان: نوع هو كناية بنفسه وضعاً، ونوع هو ملحق بها شرعاً في حق النية، أما النوع الأول فهو كل لفظ يستعمل في الطلاق، ويستعمل في غيره نحو قوله......اخرجى،اغربي، انطلقي، انتقلي......وإذا

احتملت هذه الألفاظ الطلاق وغير الطلاق، فقد استتر المراد منها عند السامع، فافتقرت إلى النية لتعيين المراد. (بدائع الصنائع، زكريا ۳/۱٦۷-۱٦۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ر رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۸۱۹)

طلاق صریح میں نیت کا حکم

سوال [۶۲۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے ٹیلی فون کان سے ہٹا کر رکھنا چاہا کہ اتنے میں شوہر نے ٹیلیفون پر بیوی سے ناراضگی کا اظہار کیا، بیوی نے ٹیلیفون کان سے ہٹا کر رکھنا چاہا کہ اتنے میں اس نے ''طلاق، طلاق، طلاق'' کہا عورت کا دعویٰ ہے کہ میں نے نہیں سنا تھا، اب دو امر قابل غور ہیں:

(۱) شوہر کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔

(۲) کچھ گھریلو عورتوں کے کہنے کی وجہ سے کہ جلدی سے ہمبستری کرلو طلاق ختم ہوجائے گی، تیسرے ہی دن اس نے ہمبستری کرلی۔ اب اس طلاق کا کیا حکم ہوگا اور آسان سے آسان شکل کیا ہوگی؟

المستفتی: عبداللہ قاسمی، دیوریا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شوہر نے جب بیوی سے ٹیلیفون پر طلاق کا لفظ تین مرتبہ کہدیا ہے، اور تین مرتبہ کہنے کا شوہر اقرار کررہا ہے تو تینوں طلاقیں معتبر ہوں گی اور طلاق واقع ہونے کے لئے نیت شرط نہیں ہے؛ لہٰذا مذکورہ واقعہ میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر پر حرام ہوگئی۔ اب آئندہ بغیر حلالہ کے اس سے نکاح درست نہیں ہوگا اور طلاق واقع

ہونے کے بعد دونوں کے درمیان میں جو ہمبستری واقع ہوئی ہے، وہ وطی بالشبہ ہے، اس سے رجعت نہیں ہوگی تو بہ کرنے کی ضرورت ہے۔ نیز طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں ہے صرف شوہر کا اقرار کافی ہے۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً أوهازلاً وقع قضاءً لا ديانةً. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق، كراچي ۳/۲۳٦، زكريا ٤/٤٤٠)

لو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء. (البحر الرائق، زكريا ۳/٤٢٨، كوئٹه ۳/٢٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۴۵۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸؍۷؍۱۴۲۵ھ

الفاظ صریح میں بلا نیت وارادہ طلاق کا حکم

سوال [۶۲۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اللہ کو حاضر وناظر جان کر لکھ رہی ہوں کہ ایک سال قبل آپ نے میرے والد صاحب کے سوال پر طلاق مغلظہ کا فتوی دیا؛ لیکن والد صاحب کا سوال واقعہ سے بالکل مختلف تھا، واقعہ اس طرح تھا کہ میرے شوہر میرے والد سے یہ کہتے ہیں کہ آپ مجھ سے بات کیجئے میں ہوں اس کا شوہر، تو اس پر میرے والد نے کہا تھا کہ تو اس کا شوہر نہیں ہے، اس سے بات مت کر، یہ تیری بیوی نہیں ہے، اس پر انہوں نے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں، بولے اس کو طلاق دیدے آزاد کر دے، اس پر وہ کئی بار طلاق طلاق کہہ کر چلے گئے، والد صاحب نے ایسا کیوں کہا، اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتی، اللہ بہتر جانتا ہے، اب میری حقیقی ماں کا بھی انتقال ہو گیا ہے اور والد صاحب بھی اللہ کو پیارے ہوگئے، میرے نہ کوئی بھائی ہے اور نہ بہن میرا شوہر سے نہ کوئی جھگڑا تھا اور نہ کوئی رنجش صرف اپنی ماں کی بیماری کی وجہ سے آئی تھی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر میرا شوہر قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ میرا کبھی اس عمل کا ارادہ یا نیت نہیں تھی اور میں بھی خود قسم کھاتی ہوں کہ میرا کبھی اس قسم کا ارادہ نہیں تھا، تو کیا طلاق مغلظہ کا حکم نہیں ہوگا اور میں دوبارہ نکاح کر کے رجوع کر سکتی ہوں؟

المستفتیہ: شاہ بانو، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: آپ کی اس تحریر کے مطابق بھی طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے؛ اس لئے کہ طلاق میں نیت اور ارادہ کا دخل نہیں ہوتا؛ بلکہ زبان کے تلفظ کا اعتبار ہوتا ہے اور زبان سے تین مرتبہ طلاق دیدی گئی ہے؛ لہٰذا اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

عن سماک قال: سمعت عكرمة يقول: الطلاق مرتان: فإمساك بمعروف، أو تسريح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبة، ما قالوا في الطلاق مرتان مؤسسة علوم القرآن بيروت ١٠/ ١٩٧، رقم:١٩٥٦٤)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، زكريا ١/ ٤٧٣ جديد زكريا ١/ ٥٣٥ مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٨٨، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۴۱۱)

کیا طلاق صریح میں نیت کی ضرورت نہیں ہے؟

سوال [۶۲۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ماں بیٹے میں کچھ جھگڑا ہورہا تھا، اس کے جھگڑے کے باوجود دونوں میاں بیوی تیار ہوکر شادی میں جارہے تھے، ان دونوں میاں بیوی میں کوئی کسی قسم کی رنجش نہیں تھی، دونوں میاں بیوی کمرے کے ایک روم سے باہر نکلے جیسے بیٹا آنگن میں پہونچا تو ماں نے بیٹے سے کوئی ایسا گندہ جملہ کہا کہ اس جملہ کو سن کر بیٹے کو بہت تیز غصہ آیا، اس غصہ میں بیٹے نے بیوی کو طلاق دیدی، تین بار اور میاں بیوی میں کسی قسم کی ناراضگی نہیں تھی، ماں کی لڑائی کے چکر میں بیوی کو طلاق دیدی، لڑکی دالان کی بیڑی پر کھڑی تھی، اس کے کان میں ایک بار طلاق کی آواز آئی۔ دوسری آواز اس کے کان میں گنگنانے کی آئی، اس کے بعد اس کو ہوش نہیں رہا، شبانہ پروین کا کہنا ہے کہ میں نے دو بار سنا اور رخسانہ پروین کا کہنا ہے کہ میں نے تین بار سنا، لڑکی تین مہینہ کے حمل سے ہے، لڑکے کا کہنا ہے میں نے ثمینہ کو دل سے طلاق نہیں دی ہے۔

المستفتی: محمد عمر سنبھلی گیٹ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے دل سے دینے کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ صرف زبان سے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، اس میں بیوی کا سننا بھی لازم نہیں ہے۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷٦)

اب اگر میاں بیوی دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو حلالہ کے بغیر ساتھ رہنا جائز نہ ہوگا اور حمل کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور حلالہ کی صورت یوں ہے کہ عدت گذرنے کے بعد

دوسرے مرد سے شرعی طور پر نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے، اس کے بعد دوسرا شوہر اپنی مرضی سے طلاق دیدے، پھر عدت گذرنے کے بعد شوہر اول کے ساتھ نکاح کیا جاسکتا ہے۔

عن سماکؒ قال: سمعت عکرمةؓ یقول: الطلاق مرتان: فإمساک بمعروف، أو تسریح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نکحها، وإذا طلقها ثنتین فإن شاء نکحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیره. (المصنف لإبن أبي شیبة، ما قالوا في الطلاق مرتان مؤسسة علوم القرآن بیروت ۱۹۷/۱۰، رقم:۱۹۵٦٤)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها. (فتاوی عالمگیري، کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، زکریا ۷۳/۱ جدید زکریا ۵۳۵/۱ هدایة اشرفي دیوبند ۳۹۹/۲، قدوري امدادیة دیوبند ۱۷۸، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۸۸/۲، تاتارخانیة، زکریا ۱٤۷/۵، رقم:۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۸۷۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۱۱/۱۵ھ

بغیر نیتِ طلاق تین مرتبہ صریح طلاق دینا

سوال [۶۲۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے اپنی بیوی سے بہتر تعلقات ہیں کسی قسم کی ناخوشگواری نہیں ہے، زید کی والدہ اور بہنیں اکثر زید کی زوجہ سے لڑتی رہتی ہیں، ایک دن جب بہت زیادہ لڑائی ہوئی، تو زید کی بیوی کی ساس اور بہنوں نے اس کی بیوی کو مارا پیٹا، تو زید اپنی بہنوں کو تو کچھ نہ کہہ سکا، البتہ یہ

کہہ گیا کہ سارا جھگڑا میری بیوی ہی کی وجہ سے ہے؛ اس لئے میں نے اسے ”طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں، اگر پڑ گئی تو کون سی بائنہ یا رجعی یا مغلظہ زید یہ کہتا ہے کہ میری طلاق دینے کی قطعاً نیت نہیں تھی، مگر الفاظ صریح ہیں، زید اپنی بیوی کے ہمراہ اب بھی زن وشوہر کی طرح رہ رہا ہے حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: اسرار الحق سہس پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب تین دفعہ صاف الفاظ سے طلاق دیدی ہے، تو اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔ بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا اور ان دونوں کا ایک ساتھ رہ کر میاں بیوی کی طرح رہنا حرام کاری اور زنا کاری ہے فوراً الگ ہوجانا لازم ہے۔

عن سماک قال: سمعت عکرمة يقول: الطلاق مرتان: فإمساک بمعروف، أو تسريح بإحسان، قال: ...... فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبة، جديد مؤسسة علوم القرآن بيروت ١٠/ ١٩٧، رقم: ١٩٥٦٤)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، زكريا ١/ ٤٧٣ جديد زكريا ١/ ٥٣٥ هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩، قدوري امدادية ديوبند ١٧٨، مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ٢/ ٨٨، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٧، رقم: ٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۱۴۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۱/۱۴۱۸ھ

بلانیت طلاق ”طلاق، طلاق، طلاق“ کہنا

سوال [۶۲۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے بکر سے کہا کہ ہم نے تمہاری بیوی کو فلاں شخص کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا، تو بکر نے اپنی بیوی کو ایک ہی سانس میں یہ کہا کہ ”طلاق، طلاق، طلاق“ لیکن اس کی نیت طلاق دینے کی نہیں تھی، تو کیا بکر کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی؟ اگر طلاق ہوگئی تو بغیر حلالہ کے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد خورشید احمد، محلّہ چودھری سرائے، سنبھل مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب بکر نے اپنی بیوی کو ایک ہی سانس میں تین طلاق دیدیں، تو تینوں طلاقیں واقع ہوکر بیوی مغلظہ ہوگئی چاہے بکر کی ان الفاظ سے طلاق دینے کی نیت ہو یا نہ ہو۔

ولايحتاج إلى نية؛ لأن الصريح موضوع للطلاق شرعاً، فكان حقيقة فيه فاستغنىٰ عن النية. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق قديم ۱/۳۸۶، جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱۱)

ولا يفتقر إلى النية؛ لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۵۹)

لہٰذا اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی، اگر شوہر آئندہ اسے رکھنا چاہے، تو حلالہ کے بعد ہی رکھ سکتا ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها.
(عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة،

زكريا ۱/۴۷۳، جديد زكريا ۱/۵۳۵، هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، قدوري امدادية ديوبند ۱۷۸، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸۸، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۶۴۶)

بغیر نیت کے ''جا چھوٹ گئی'' کہنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اور میری بیوی اکیلے لیٹے ہوئے تھے، کسی بات پر میری بیوی نے کہا میں چلی جاؤنگی، مجھے چھوڑ دو، میں نے کہا ''جا چھوٹ گئی'' اس پر بیوی نے پھر کوئی بات کہی، میں نے دوبارہ کہا'' جا چھوٹ گئی''، اسی طرح تیسری مرتبہ ہوا گویا کہ وقفہ وقفہ سے تین مرتبہ ''جا چھوٹ گئی'' کا لفظ ادا ہوا، پھر اس کے کچھ کہنے پر میں نے کہا کہہ تو دیا، تین بار جا چھوٹ گئی، اس پر بیوی نے کہا اس طرح تو طلاق ہوگئی ہوگی، میں نے کہا میں نے کوئی دل سے تھوڑے ہی کہہ رہا ہوں، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: فضل الرحمٰن، نجیب آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: پہلی بار بیوی کے جواب میں یہ جو کہا ہے'' جا چھوٹ گئی'' اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، چھوٹ گئی کے ساتھ لفظ جا جو آیا ہے، اس سے الگ سے اگر طلاق کی نیت نہ کی ہو، تو اس سے الگ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد چھوٹ گئی جو کہا ہے، اگر وہ پہلی بات کی خبر ہے، اسی طرح تیسری بار جو'' جا چھوٹ گئی'' کہا ہے، اگر وہ پہلی بات کی خبر ہے، تو آخر دو سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ لہٰذا سوال

نامہ میں درج شدہ صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی اجازت ہے؛ لیکن اگر شوہر نے بعد کی دونوں بار میں الگ الگ دوبارہ طلاق کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو، تو پھر تین طلاق پڑ جائیں گی، اس کے بارے میں شوہر سے معلوم کرلیا جائے، اسی کے قول پر حکم شرعی کا اعتبار ہوگا۔

ولـو قـال: ” رهـا كـردم“: أي سـرحتک يقع به الرجعي. (شـامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۳/ ۲۹۹، زكريا٤/ ۳/ ۵۳۰)

الـصـريـح يـلـحـق الصـريح. (درمـختـار مـع الشـامي، زكـريـا٤/ ۵٤۰، كراچي ۳/ ۳۰٦)

لـو قـال: أنـت طالق، أنت طالق......تقع ثنتان إذا كانت المرأة مـدخـولا بهـا، ولـو قـال: عنيت بالثاني الإخبار عن الأول......يصدق فيـمـا بينه وبين الله تعالىٰ. (هـنـدية، كـتـاب الطلاق، الباب الثانى فى إيقاع الـطـلاق، الـفـصل الاول فى إيقاع الطلاق الصريح، زكريا ۱/ ۳۵۵، جديد زكريا ۱/ ۴۲۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۱۴۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/ ۷/ ۱۴۳۱ھ

بیوی طلاق صریح کی عدت کے بعد بائنہ ہو جاتی ہے

سـوال [۶۲۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں بدرالدین ولد حاجی رئیس الدین ساکن امروہہ مراد آباد کا حسین فاطمہ دختر مولانا نسیم الدین صاحب کے ساتھ شرعی طور پر عقد نکاح ہوا، اس نکاح پر میرے گھر والے دباؤ کے ساتھ راضی ہوئے اور بعد میں گھر والوں کی ناراضگی باقاعدہ ظاہر ہوئی

اور ہم دونوں کو والد صاحب نے کچہری لے جا کر سادہ اسٹامپ پر دستخط کرائے، اس کے بعد میرے والد صاحب نے بیوی کے والد سے کہا کہ تمہاری لڑکی نے میرے لڑکے سے طلاق لے لی ہے؛ لہٰذا تم اپنی لڑکی کو لے جاؤ اس کے بعد آپس میں ایک پنچایتی میٹنگ ہوئی، اس میں دوران گفتگو بعض حاضرین نے مجھ سے کہا کہ تم نے لڑکی کو طلاق دیدی، تو میری زبان سے صرف ایک مرتبہ یہ جملہ نکلا کہ اگر لڑکی طلاق چاہتی ہے، تو میں نے طلاق دیدی اور اس واقعہ کو تقریباً چار سال ہونے جا رہا ہے، پھر دوبارہ اپنی بیوی کو نکاح میں رکھنا چاہتا ہوں، تو اس کے لئے شرعی حل بتلایئے۔

المستفتی: بدرالدین، امروہہ، محلّہ گذری، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور واقعی سادہ اسٹامپ پر ہی دستخط کرایا گیا ہے اور نہ بدرالدین لکھا ہے اور نہ ہی لکھوایا ہے، اور نہ ہی کسی کی تحریر پر سن کر اپنی مرضی سے دستخط کیا ہے، تو اس سے کوئی طلاق شرعاً واقع نہیں ہوئی ہے۔

كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق، ما لم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، زكريا ٤/٤٥٦، كراچي ٣/٢٤٧)

كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لايقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه. (هندية، كتاب الطلاق، قبيل الفصل السابع با لالفاظ الفا رسية ، زكريا قديم ١/٣٧٩، زكريا جديد ديو بند ١/٤٤٦)

اور حاضرین مجلس کے سامنے بدرالدین کا جملہ کہ اگر لڑکی طلاق چاہتی ہے، تو میں نے طلاق دیدی ہے، تو اس سے شرعاً ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے، اور اس میں جو تعلیق ہے وہ خالی ہے، اس پر معلق نہیں ہوا کرتا ہے۔ نیز اب عدت بھی گزر چکی ہے؛ اس لئے مذکورہ طلاق بائنہ ہو چکی ہے؛ لہٰذا اب اگر وہ دوبارہ رکھنا چاہے تو تجدید نکاح کے بعد ہی رکھ سکتا ہے۔

لأن التعليق بكائن تنجيز. (شامي، زكريا ٤/ ٥٨١، كراچي ٣/ ٣٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۰۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۶/ ۱۱/ ۱۴۱۰ھ

کیا لفظ سے صریح دی گئی طلاق عدت کے بعد بائن ہو جاتی ہے؟

سوال [۶۲۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق لکھ کر بھیجدی، صرف ایک جگہ جس کو تقریباً ساڑھے تین ماہ ہو گئے، ایسی صورت میں مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔

المستفتی: منت اللہ، تلوا کھر کا سہرسہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں ایک طلاق کے بعد عدت گذر جانے کی وجہ سے طلاق بائن ہو چکی ہے؛ لہٰذا اب آپ بیوی سے دوبارہ نکاح کر کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

عن الحسن فلا تعضلوهن، قال: حدثني معقل بن يسار أنها نزلت فيه، قال زوجت أختًا لي من رجل فطلقها حتى إذا انقضت عدتها جاء يخطبها، فقلت له: زوجتک، وفرشتک، وأكرمتک، فطلقتها، ثم جئت تخطبها! لا والله لا تعود إليک أبداً، وكان رجلاً لا بأس به، وكانت المرأة تريد أن ترجع إليه، فأنزل الله هذه الآية: فلا تعضلوهن، فقلت: الآن أفعل يا رسول الله! قال: فزوجها إياه. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب من قال لا نكاح إلا بولي، النسخة الهندية ٢/ ٧٧٠، رقم: ٤٩٣٧، ف: ٥١٣٠، سنن الترمذي، التفسير سورة البقره النسخة الهندية ٢/ ١٢٧، دارالسلام رقم: ٣٦١٥)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها .

(عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، زكريا ۱/۴۷۲ جديد زكريا ۱/۵۳۵، هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، الفتاوى التاتارخانية، زكرياه/۱۴۸، رقم:۷۵۰۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۵۳۸/۳۵)

کہا کہ ’’طلاق دے رہا ہوں‘‘ طلاق کا حکم

سوال [۶۲۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا ہے کہ میں تم کو طلاق دے رہا ہوں، اس حال میں کہ بیوی اس کے سامنے موجود تھی اور اس شخص نے اپنی زبان سے یہ نہیں کہا ہے کہ ایک طلاق دے رہا ہوں یا دو طلاق دے رہا ہوں، صرف طلاق دے رہا ہوں یہ کہا ہے، تو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوگئی، تو کتنی طلاق واقع ہوں گی؟ قرآن وحدیث کے مطابق فیصلہ فرمائیں آپ کا عین کرم ہوگا۔

المستفتی: عبدالماجد ۲۴ - پرگنہ، مسجد میاں والی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس جملہ حالیہ سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور تعداد ذکر نہ کرنے کی صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوچکی ہے، عدت کے اندر رجعت کرسکتا ہے۔

عن عبد الله وعن ناسٍ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان: قال هو الميقات الذي يكون عليها

فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أو ثنتين فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/ ۲۸۱-۲۸۲، رقم:۱۵۵۳۹)

ولو قال: أطلقك لم يقع إلا إذا غلب استعماله في الحال. (الدر المنتقي شرح ملتقي الأبحر، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق قديم ۱/ ۳۸۷، جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۱٤)

ولو قال: أطلقك إن نوىٰ به الطلاق يقع وإلافلا. (تاتارخانية، زكريا٤/ ٤٠١، رقم:٦٥٢٣)

لوقال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً إلا إذا غلب استعماله للحال، فيكون طلاقاً. (هندية، زكريا ۱/ ۳۸٤ كتاب الطلاق الفصل السابع فى الطلاق بالألفاظ الفارسية جديدزكريا ۱/ ٤٥۲)

أنت طالق ومطلقة وقد طلقتك؛ فهذا يقع به الطلاق الرجعي ولايقع به إلا واحدة. (الجوهرة، كتاب الطلاق، امدادية ملتان۲/ ۱۰۲، دارالكتاب ديو بند۲/ ۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۱۹۵۲)

’’میں تم کو طلاق دے رہا ہوں،، سے طلاق

سوال [۶۲۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موبائل فون پر ہو رہی گفتگو میں استعمال ہوئے مندرجہ ذیل جملے:

(۱) ٹھیک ہے تو پھر میں تم کو طلاق دے رہا ہوں، اپنے ممی پاپا کو بول دینا دو بڑے لوگوں کو لے کر آجائیں اور سامان اٹھالیں اس پر میری منکوحہ نے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو میں نے

وضاحت کرتے ہوئے پھر کہا۔

(۲) اپنے ممی پاپا کو بولنا دو گواہوں کو لے کر آئیں ''میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں، طلاق دے رہا ہوں'' یہ جملہ پہلے والے جملہ کو سمجھانے اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا کہ جب وہ لوگ آجائیں گے، تو دو گواہوں کے سامنے تحریر میں طلاق ہوجائے گی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟ از راہ کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرما کر ممنون ومتشکر کریں جزاک اللہ۔

المستفتی: سیدا بتسام الرحمٰن شبلی ولد فرزند جناب سیدا کرام الرحمٰن، شاہ فا ہم علی روڈ مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق سے متعلق جو جملے استعمال کئے گئے ہیں، وہ جملے دو معنوں کو مشترک ہیں۔

(۱) حال کے معنی میں ہیں کہ طلاق دیتا ہوں اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں اسی وقت طلاق دے رہا ہوں، تو ایسی صورت میں پہلے جملے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور بعد کے سارے جملے اسی کی خبر ہیں؛ اس لئے بعد کے جملوں سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

(۲) اس کا دوسرا معنی مستقبل کا ہے کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں یعنی آئندہ میں تم کو طلاق دیدوں گا، تو ایسی صورت میں اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور یہ وعدۂ طلاق ہوگا اور بیوی کے پوچھنے پر شوہر نے جو جوابی جملے استعمال کئے ہیں، وہ سب اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آئندہ میں تمہیں طلاق دیدوں گا کہ بڑے لوگوں اور گواہوں کو لے کر آجائیں، ان کے سامنے باضابطہ طلاق دیدی جائے گی، اس دوسرے معنی کے اعتبار سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور پہلے معنی کے اعتبار سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اور عدت کے اندر رجعت کرکے میاں بیوی کی طرح زندگی گذار سکتے ہیں۔

لو قال أطلق بالعربية: لايكون طلاقاً. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا قديم ١/٣٨٤، زكريا جديد ديوبند ١/٤٥٢)

ولو قال: أطلقک إن نویٰ به الطلاق یقع وإلا فلا. (الفتاوی التاتارخانیة ٤/٤٠١، رقم:٦٥٢٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة أو تطلیقتین، فله أن یراجعها في عدتها. (هندیة، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، زکریا قدیم ١/٤٧٠، زکریا جدید دیوبند ١/٥٣٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۶۸۷/۳۹)

بنگلہ زبان میں طلاق کے لئے مستعمل الفاظ استعمال کرنا

سوال [۶۲۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صوبہ بنگال کا رہنے والا ایک شخص اس نے اپنی بیوی کو طلاق دینے میں اپنی ہی زبان میں کچھ ایسے الفاظ کہے کہ جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا اور یہ الفاظ اس نے ایک ہی مجلس میں تین بار کہا، تو کیا یہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو کون سی طلاق ہوئی؟

المستفتی: محمد مظہر الحق، مرشد آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میں نے تم کو چھوڑ دیا'' اردو بولنے والوں کے حق میں صریح طلاق کے درجہ میں ہے، اسی طرح بنگال میں جو لفظ بیوی کو طلاق دینے کے لئے بولا جاتا ہے، وہاں والوں کے حق میں طلاق صریح ہے؛ لہٰذا جب ایسے لفظ سے تین مرتبہ طلاق دی، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔

سرحتک وهو " رها کردم" لأنه صار صریحاً في العرف علی

ماصرح به الزاهدي-فإذا قال رها كردم أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً، وقدمر أن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ٣/٢٩٩، زكريا٤/ ٥٣٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍رجب المرجب ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍۶۲۴۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸؍۷؍۱۴۲۰ھ

لفظ ’’لا‘‘ نہ صریح ہے اور نہ ہی کنایہ

سوال [۶۲۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۱۲؍جولائی ساڑھے گیارہ بجے میرا اور میری بیگم کا آپس میں تکرار ہوگیا، بات کافی طول پکڑگئی، میں نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو دو طلاق دیدی فوراً میری بیوی میرے پاس قرآن شریف لے آئی اور مجھ کو قرآن کا دوسطر دیا کہ آگے کچھ نہ کہنا۔ بات اس وقت یہیں پر ختم ہوگئی، قریب دو بجے پھر ہم دونوں میاں بیوی میں تکرار ہوا، میں نے بیوی کو ڈرانے کی غرض سے اور قرآن شریف کی قسم کو دھیان میں رکھتے ہوئے صرف بیوی کو ڈرانے کے لئے لا لفظ کئی بار کہا، میری بیوی میرے سے قریب ۲۰؍فٹ کی دوری پر تھی، اس نے طلاق سمجھا، میں نے طلاق دینے کی غرض سے لا نہیں کہا تھا، صرف ڈرانے کے لئے کہا تھا، حضرت میرے اس معاملہ کو قرآن کی روشنی میں بتائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ ہم دونوں کی ایک دوسرے سے جدائی نہیں ہونی چاہئے۔

المستفتی: مسعود اختر، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف دو ہی طلاق دیں ہیں تو اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طالق أنت طالق.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۵۲، زكريا ٤/٤٦٣)

آئندہ جب بھی ایک طلاق دے گا تو مغلظہ ہو جائے گی، لفظ لا طلاق کے الفاظ میں سے نہیں ہے، اور نہ ہی الفاظ کنایات میں سے ہے؛ اس لئے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۳۵۵)

''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی'' کہنا

سوال [۶۲۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غلام نبی ومحمود ایک جگہ بیٹھے ہوئے بات کررہے تھے، دوران گفتگو دونوں میں بحث ہوگئی کہ یار گھر والیاں پریشان کرتی ہیں، دوسرا بولا ہاں میری بیوی بھی پریشان کرتی رہتی ہے، دوسرے نے کہا طلاق دیدو، اس نے کہا کہ پہلے تو دیدے، محمود نے کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اس کے کہنے پر غلام نبی نے بھی کہہ دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، ایسی صورت میں کیا دونوں کی بیویوں کو طلاق ہوگئی یا نہیں، اس موقع پر تین اور آدمی بھی موجود تھے، دونوں کی بیویاں اپنے اپنے گھر میں تھیں۔

المستفتی: غلام نبی، مقیم پورا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر طلاق کا لفظ صرف ایک ایک دفعہ کہا جیسا کہ سوال نامہ میں ہے، تو دونوں کی بیویوں پر ایک ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، رجعت کرکے میاں بیوی جیسی زندگی گزار سکتے ہیں۔

عن عبد الله وعن أناسؓ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان: قال هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أوثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/ ۲۸۱-۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹، مكتبه دارالحديث القاهره ۷/ ۶۴۶، رقم: ۱۵۱۵۰)

فالصريح قوله أنت طالق، ومطلقة وطلقتك، فهذا يقع به الطلاق الرجعي. (هداية، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۵۹)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه. (شامي، كراچي ۳/ ۲۴۸، زكريا ۴/ ۴۵۸)

وفي أنت الطلاق، أوأنت طالق (إلى قوله) يقع واحدة رجعية. (تنوير مع الدر المختار، كراچي ۳/ ۲۵۱، زكريا ۴/ ۴۶۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۷۰۰)

’’ایک مرتبہ میں نے تجھے طلاق دی‘‘ کہنا

سوال [۶۲۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے اپنی بیوی سے ایک بار یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور بیوی بھی یہی کہتی ہے کہ ایک بار یہ الفاظ کہے ہیں، اس کے بعد شوہر نے رجعت کرلی یعنی بیوی اس کے بعد دو مہینہ شوہر کے گھر میں رہی اور حقوق زوجیت ادا کرتی رہی، پھر وہ اپنے باپ کے گھر چلی گئی اور اس نے اپنے گھر والوں سے بتایا کہ مجھے میرے شوہر نے یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ اب اس لڑکی کے خاندان والے یہ کہتے ہیں کہ نکاح

ٹوٹ گیا، دوبارہ نکاح کرنا ہوگا، آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اس طلاق کا شرعاً حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: رمضان علی، ساکن بٹاری، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے ''میں نے تجھے طلاق دی کا لفظ صرف ایک مرتبہ کہا ہے، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوچکی ہے اور سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ شرعی طور پر رجعت بھی ہوچکی ہے؛ اس لئے سوال نامہ کی درج شدہ صورت میں میاں بیوی کا ازدواجی رشتہ بدستور قائم ہے اور دونوں آپس میں میاں بیوی والی زندگی گذار سکتے ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْف. [الطلاق:۲]

عن عبد اللّٰہ وعن أناسؓ من أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان: قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أوثنتين فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن کبریٰ للبيهقي، کتاب الرجعة، دارالفکر بیروت ۱۱/ ۲۸۱-۲۸۲، رقم:۱۵۵۳۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقه رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک، أو لم ترض. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹٤، هندية، كتاب الطلاق، الباب السادس فى الرجعة، زكريا قديم ۱/ ٤۷۰، زكريا جديد ديوبند ۱/ ۵۳۳) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۹۴۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/ ۱۲/ ۱۴۱۲ھ

”جا میں نے تجھے آزاد کیا“ سے طلاق

سوال [۶۲۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو ان الفاظ میں طلاق دی ”جا میں نے تجھے آزاد کیا“ اور میں نے یہ جملہ صرف ایک بار کہا، تو مسئولہ صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی۔ اب اگر رکھنا چاہیں، تو اس کے لئے کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: محمد معراج، کالا پیادہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آزاد کردیا کا لفظ ہمارے عرف میں طلاق ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح زندگی گذارنے کی گنجائش ہے۔

فإذا قال رها كردم أي سرحتك تقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۳/۲۹۹، زكريا ٤/۵۳۰)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في العدة رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة أشرفي ديوبند ۲/۳۹٤، هندية، ۱/٤٧٠، جديد زكريا ۱/۵۳۳، قلوري امدايه ديوبند ۱۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۲۱۲/۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۱۱/۱۶ھ

لفظ طلاق کے بعد متعدد بار ”دید یکھنے“ کا حکم

سوال [۶۲۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ زید اور اس کی بیوی ہندہ کے درمیان آپسی جھگڑے میں بات بڑھ گئی اور گفتگو کے درمیان زید نے اپنی بیوی ہندہ کو برا بھلا کہا، اس پر ہندہ نے کہا کہ طلاق دیدے؛ لہٰذا زید نے کہا کہ ”جا طلاق دیدی، دیدی“ دو بار کہا۔

جواب طلب امر یہ ہے کہ ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور طلاق واقع ہوئی تو کونسی واقع ہوئی اور اس کا کیا حکم ہے؟ صورت حال اب یہ ہے کہ زید اور اس کی بیوی ہندہ پھر میاں بیوی کی طرح رہنا چاہتے ہیں، موقع کے گواہوں نے بھی اس کی تائید کی ہے کہ زید نے ۲/ بار طلاق دی ہے؛ جبکہ ہندہ کا بیان ہے کہ لفظ طلاق تو ایک ہی بار کہا اور دیدی دیدی بیشمار بار کہا؛ لہٰذا حکم شریعت سے باخبر فرمائیں اللہ اجر دے گا۔

المستفتی: محمد افضال، ساکن شکر یہ، جے پی نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ طلاق استعمال کرنے کے بعد جب دیدی کا لفظ استعمال کریگا، تو ہر مرتبہ طلاق واقع ہوجائے گی، تین مرتبہ دیدی کہے، تو اس سے تین طلاق مغلظہ واقع ہوجائیں گی اور اگر دو یا ایک مرتبہ کہے تو اس سے دو یا ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

عورت اس بات کی مدعی ہے کہ شوہر نے لفظ دیدی تین سے زیادہ مرتبہ کہا اور اس پر بیوی کے پاس دو شرعی گواہ موجود نہیں ہیں اور مرد اس بات کا اقرار کررہا ہے کہ دو مرتبہ کہا ہے اور اس کے قول کے دو گواہ بھی ہیں، تو اس صورت میں شرعاً بیوی کے قول کا اعتبار نہیں ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں دو طلاق رجعی واقع ہوں گی اور عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی کو رکھ سکتا ہے؛ لیکن شوہر اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ اگر دو ہی مرتبہ کہا ہے، تو بیوی اس کے لئے حلال ہے اور اگر ہمارے سامنے غلط بیان کے ذریعہ دو مرتبہ کہنے کو ثابت کیا ہے اور واقع میں تین مرتبہ کہا ہے تو بیوی اس کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/۴۳۰)

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. [البقرہ:۲۸۲]

وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین، أو رجل وامرأتین سواء کان الحق مالاً، أو غیر مالٍ مثل النکاح والطلاق. (هداية، كتاب الشهادة، اشرفي ديوبند ۳/ ۱۵٤، درمختار، زكريا ۸/ ۱۷۸، كراچي ۵/ ٤٦٥، هندية، زكريا ۳/ ٤۵۱، الجوهرة، ملتان ۲/ ۳۲٦، دارالكتاب ديوبند ۲/ ۳۰۹، البحر الرائق ۷/ ٦۲، زكريا ۷/ ۱۰٤)

وإذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة أو تطلیقتین فله أن یراجعها في عدتها. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹٤، هندية، زكريا قديم ۱/ ٤۷۰، زكريا جديد ديوبند ۱/ ۵۳۳، قدوري امدادية ديوبند ۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ٦۷۸٦)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/ ٦/ ۱۴۲۱ھ

’’لفظ طلاق دی، دی، دی‘‘ سے طلاق کا حکم

سوال [٦۲۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ جملہ کہہ دیا کہ ’’طلاق دی، دی، دی‘‘ اس جملہ کو سن کر پڑوس کے حافظ صاحب آگئے اور دونوں کو الگ ہونے کو کہا، یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد یونس

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے ساتھ دی، دی، دی تین مرتبہ کہنے کی وجہ سے بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم دیوبند جدید ۹/ ۲۱٦)

عن سماک رضی الله عنه قال: سمعت عكرمة رضی الله عنه يقول: الطلاق مرتان: فإمساك بمعروف، أو تسريح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبة، ما قالوا في الطلاق مرتان جديد مؤسسة علوم القرآن بيروت ١٠/١٩٧، رقم:١٩٥٦٤)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ شوال ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۵۵۹/۳۷)

دومرتبہ میں نے تجھے طلاق دی سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے اور میری بیوی کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا، اسی دوران میں نے اپنی بیوی کو کہدیا کہ تو چلی جا میں نے تجھے طلاق دی، تو چلی جا میں نے تجھے طلاق دی، دومرتبہ کہا ہے۔ مذکورہ صورت میں میری بیوی پر کتنی طلاق واقع ہوگئی ہیں؟ اب میری بیوی میرے گھر آگئی ہے، میں اس کو رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: محمد جنید ساکن محمود پور، مینا ٹھیر، مرادآباد

منجانب: دارالافتاء جامعہ نعیمیہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بیوی سے پہلے ہمبستری ہوچکی ہو۔ نیز اس سے پہلے آپ نے کبھی ایک طلاق دے کر لوٹا نہ لیا ہو تو آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوئیں،

عدت کے اندر اگر آپ چاہیں تو اس کو لوٹا سکتے ہیں، جس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پابند شرع گواہوں کے سامنے کہیں کہ میں نے اپنی اس بیوی کو لوٹایا۔

قال عز اسمه: الطلاق مرتان: فإمساک بمعروف أوتسريح بإحسان. الآية

فتاوی خیر یہ میں ہے:

سئل في رجل قال لزوجته: زوجي طالق؛ هل تطلق طلاقاً رجعياً، أم بائناً؟ وإذا قلتم تطلق رجعياً فما الفرق بينه و بين ما إذا قتصر على قوله زوجي ناويا به الطلاق، حيث أفتيتم بأنه بائن زوجي أجاب بأنه في قوله زوجي طالق بصفة الطلاق، فوقع بالصريح. فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ایوب نعیمی غفرلہ
۲۱؍ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ

منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: لفظ چلی جا ان کنایات میں سے ہے کہ جن میں طلاق واقع ہونے کے لئے ہر حال میں نیت شرط ہے، اگر اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی، تو لفظ تجھے طلاق دی، دو مرتبہ کہنے پر ۲؍ طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں؛ لیکن سائل سے زبانی معلوم ہوا کہ یہ ۹؍ ماہ پہلے کا واقعہ ہے؛ اس لئے اب عدت گذر جانے کی وجہ سے دونوں طلاقیں بائنہ ہوگئی ہیں؛ اس لئے بغیر نکاح کے شوہر کے پاس نہیں رہ سکتی ہے اور شوہر بلا حلالہ دوبارہ نکاح کر کے رکھ سکتا ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/ ۴۲۶، فتاوی دار العلوم ۹/ ۲۷۳)

رجل قال: لامرأته بعد الدخول بها أنت طالق طالق تقع ثنتان.

(الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٤٢٩، رقم: ٦٥٩٥)

عن سماکؓ قال: سمعت عكرمةؓ يقول: الطلاق مرتان:

فإمساک بمعروف أو تسریح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نکحها، وإذا طلقها ثنتین فإن شاء نکحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیره. (المصنف لابن أبي شیبة، ما قالوا في الطلاق مرتان مؤسسة علوم القرآن بیروت ١٠/١٩٧، رقم:١٩٥٦٤)

وقعتا رجعیتین لو مدخولاً بها، کقوله أنت طالق.

(الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق، باب الصریح، کراچي ٣/٢٥٢، زکریا ٤/٤٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴؍۱۲۸۳)

''ہاں میں نے طلاق دی اسے'' ''نکالو اسے یہاں سے'' کہنے کا حکم

سوال [٦٢٩٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی بات پر شوہر بیوی اور ساس میں جھگڑا ہوا، اسی دوران ساس نے یعنی لڑکے کی ماں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ بیوی کو طلاق دے، ماں کے کہنے پر اور کچھ غصہ کی حالت میں لڑکے نے کہا کہ ''ہاں میں نے طلاق دی اسے، اور نکالو اسے یہاں سے'' بالکل یہی الفاظ لڑکے کی زبان سے ادا ہوئے اور ایک ہی بار ادا ہوئے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد لڑکی کے میکے والے آگئے اور وہ لڑکی کو اور سامان کو لیجانے پر آمادہ ہوئے، تو پھر لڑکے نے مزید یہ کہا کہ سامان ایسے نہیں دوں گا، اسٹامپ لے کر آؤ اور لکھ کر دو کہ سامان وصول پایا، تو ان حالات میں یہ بتانے کی زحمت فرمائیں کہ آیا مسلک حنفیہ کے مطابق طلاق ہوئی یا نہیں؟ یا کونسی ہوئی؟ اور اس کا تدارک کیا ہے؟

المستفتی: اعجاز، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ”میں نے طلاق دی اسے“ اس جملہ سے بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے۔ دوسرا جملہ ”نکالو اسے یہاں سے“ اس جملہ سے شوہر نے اگر طلاق کی نیت کی ہے، تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور پہلی طلاق بھی بائنہ ہو جائے گی، تو دو طلاق بائنہ واقع ہو جائیں گی، بلا حلالہ دوبارہ نکاح کر کے زوجیت میں رکھ سکتا ہے اور اگر دوسرے جملہ سے طلاق کی نیت نہیں ہے، تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا، صرف پہلے جملہ سے ایک طلاق رجعی ہوگئی ہے۔

كما استفاده من الهندية: امرأة قالت لزوجها: طلقني، طلقني، طلقني فقال الزوج: قدطلقتک طلقت ثلاثا. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب الثاني في إيقاع الطلاق، زكريا ١/٣٥٦، جديد زكريا ٢/٤٢٣)

اخرجي، اذهبي، تلزم النية في تذكرة الطلاق الخ. (شامي، باب الكنايات، زكريا ٤/٥٣٤، كراچي ٣/٣٠٢، كوئٹه ٢/٥٠٥)

كل لفظ يستعمل في الطلاق ويستعمل في غيره قوله نحو أنت بائن...... قومي، اخرجي...... وإذا احتملت هذه الألفاظ الطلاق وغير الطلاق، فقد استتر المراد منها عند السامع فافتقرت إلى النية لتعيين المراد. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/١٦٧، ١٦٩)

أن من الكنايات ثلاث عشرة لا يعتبر فيها دلالة الحال، ولا تقع إلا بالنية حبلک على غاربک...... اخرجي، اذهبي. (البحر الرائق، كوئٹه ٣/٣٠٢، ٣٠٣، زكريا ٣/٥٢٦) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۸۶۲)

جب مجھے رکھنا نہیں تو ان باتوں سے کیا فائدہ میں نے تو طلاق دیدی

سوال [۶۲۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تقریباً ۱۲/سال قبل فاطمہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا تھا، جس کے تین سال بعد فاطمہ کی ساس نے فاطمہ پر الزام تراشی شروع کردی، یہاں تک کہہ گذری کہ تیرے سسر نے تیرے لئے ایک مستقل کمرہ بنالیا ہے، جس میں تیرے ساتھ ناجائز کام کرنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں آئے گی اور میں نے تمہیں خفیہ بات چیت کرتے ہوئے اور ایک دوسرے کو اس طرح مٹھائی دیتے ہوئے دیکھا، جیسے شوہر بیوی کو دیتا ہے، اور یہ کہا کہ تم دونوں کو تنہا ایک کمرے میں بھی دیکھا ہے۔

مختصر یہ کہ ساس اپنی یہ باتیں کہہ کر زنا کا الزام لگانا چاہ رہی ہے اور جب یہ بات شوہر کے پاس پہنچی تو شوہر نے یہ کہا کہ جب مجھے تجھے رکھنا ہی نہیں، تو ان باتوں سے کیا فائدہ، میں نے تو طلاق دیدی، پھر فوراً ساس بولی کہ مجھے تو رکھنا ہے، طلاق نہیں دلوا سکتے حالانکہ شوہر کہہ چکا ہے، اس دوران جتنے لوگوں نے یہ باتیں سنیں وہ سب طلاق اور ساس کی جانب سے لگائے گئے زنا کے الزام کی گواہی دینے سے مکر رہے ہیں، یہاں تک کی شوہر بھی مکر رہا ہے۔ اور اس کے بعد سے اب تک یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نہ طلاق دیں گے اور نہ ہی رکھیں گے؛ بلکہ اسی طرح زندگی بھر سڑا دیں گے اور فاطمہ کسی بھی شکل میں شوہر کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ بیوی شوہر کے پاس رہنا نہیں چاہتی اور شوہر رکھنا نہیں چاہتا ہے اور نہ ہی اب طلاق دے رہا ہے، نہ خلع کی بھی کسی شکل پر راضی ہے؛ حالانکہ آٹھ سال قبل بھری مجلس میں شوہر نے یہ کہا تھا ''جب مجھے رکھنا ہی نہیں، تو ان باتوں سے کیا فائدہ میں نے تو طلاق دیدی'' اگر گواہوں اور خود شوہر کے انکار کی بنیاد پر طلاق واقع نہیں ہوئی، تو عورت

کے لئے شوہر سے خلاصی کے لئے کوئی صورت ہو، تو تحریر فرمائیں۔

المستفتی: عبدالرزاق ملتانی، کھرگون (ایم پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خسر اور بہو ایک دوسرے کے لئے محرم شرعی ہیں، ان میں آپس میں ایسا ہی نکاح کبھی جائز نہیں ہوتا، جیسا کہ باپ بیٹی کے درمیان میں نہیں ہوتا، اگر دونوں کو ایک کمرہ میں دیکھا گیا ہے یا دونوں کو محض بات کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے یا مٹھائی کھاتے ہوئے دیکھا گیا ہے، تو اس کی وجہ سے دونوں کے بارے میں اتنا بڑا غلط الزام قائم کرنا شرعاً بہتان عظیم ہے، اس سے توبہ کرنا لازم ہے۔

نیز گفتگو کے دوران شوہر کا یہ کہنا کہ ''جب مجھے تجھے رکھنا ہی نہیں تو کیا فائدہ میں نے طلاق دیدی'' اگر یہ بات اپنی جگہ فی الواقع صحیح ہے، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، اگر اس واقعہ کے بعد میاں بیوی آپس میں ساتھ میں نہیں رہے ہیں، تو تین ماہ واری گذرنے کے بعد یہی طلاق رجعی بائنہ ہوجائے گی، مگر سوال نامہ میں رجعت کرنے یا نہ کرنے کی کوئی صراحت نہیں اور اگر اس واقعہ کے بعد تین ماہواری گذرنے سے پہلے دونوں ساتھ میں رہ چکے ہیں، تو اس طلاق کے بارے میں خود بخود رجعت بھی ہوگئی ہے اور رجعت کے بعد شوہر کا بیوی کو اپنے پاس رکھنا شرعی طور پر جائز اور درست ہے، پچھلی باتوں کا انکار کرے، تب بھی جائز ہے اور انکار نہ کرے تب بھی جائز ہے۔ اور جھوٹ بولنا پھر اس سے انکار کرنا گناہِ کبیرہ ہوگا اس سے توبہ کرنا لازم ہوگا۔

المحرم من حرم نكاحه على التأبيد بنسب، أو مصاهرةٍ، أو رضاعٍ، أو بوطء حرام. (قواعد الفقه، اشرفي ديوبند ٤٧٠)

صريحه مالم يستعمل إلا فيه كطلقتك و أنت طالق......يقع بها أي بهذهِ الألفاظ واحدة رجعية. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ٣/٢٤٧، ٢٤٩، زكريا ٤/٤٥٧، ٤٦٠)

الرجعة هي مادامت في العدة وتصح بالفعل مع الكراهية بكل مايوجب حرمة المصاهرة كمس. وفي الشامية: ودخل الوطأ والتقبيل بشهوة على أي موضع كان. (در مختار مع الشامي، زكريا ۲۳/۵–۲۵، كراچي ۳۹۷/۳–۳۹۹)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (هندية، كتاب الطلاق، الباب السادس فى الرجعة، زكريا قديم ۴۷۲/۱، زكريا جديد ديوبند ۵۳۵/۱، هداية، اشرفي ديوبند ۳۹۹/۲)

اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة......سواء كانت المعصية صغيرة، أو كبيرة. (شرح المسلم للنووي، كتاب التوبه، ۳۵٤/۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۷۲۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۶/۱۸ھ

”طلاق تو پہلے دے چکا ہوں“ کہنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۶/ مارچ ۲۰۰۳ء کا واقعہ ہے کہ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں میرے شوہر نعیم احمد اور اس کے متعلقین اور میں اور میرے متعلقین کچہری مرادآباد میں فیملی کورٹ کے باہر جمع تھے، وہاں پر نعیم احمد نے سبھی متعلقین کے سامنے زور زور سے کہا کہ میں اپنی بیوی پرویز النساء کو طلاق تو بہت پہلے دے چکا ہوں، صرف ڈاکٹر صاحب (میرے والد گرامی) کو پریشان کرنے کے لئے سب کچھ کر رہا ہوں اور نعیم احمد نے یہ بھی کہا کہ میرے لکھے کو اللہ بھی نہیں کاٹ سکتا ہے، یہ بات نعیم احمد نے کئی بار کہا، نعیم احمد کے اس بیان کو خود میں نے سنا اور میرے والد نے سنا اور اسکے علاوہ چھ حضرات ہیں جنہوں نے نعیم احمد کے ان الفاظ کو سنا، جن کے تحریری بیانات موجود ہیں؛ لہٰذا مندرجہ ذیل سوالات عرض ہیں جواب تحریر فرمادیں۔

(۱) مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں میرے اوپر طلاق شرعی واقع ہوئی یا نہیں؟ اور کتنی واقع ہوئیں؟

(۲) نعیم احمد کے اس بیان سے پہلے سے اب تک تقریباً ڈیڑھ سال سے تا ہنوز میں نعیم احمد سے جدا ہوں، تو کیا طلاق واقع ہونے کی صورت میں مجھ پر عدت واجب ہے یا نہیں؟ یا عدت مکمل ہوگئی؟

(۳) نعیم احمد اپنے سابقہ فکر وعمل یہاں تک کہ کفریہ الفاظ کی وجہ سے جھوٹا اور غیر متشرع ثابت ہو چکا ہے، تو کیا ان گواہان کے بیان کی موجودگی میں نعیم احمد کا منکر طلاق ہونا شرعی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں؟

(۴) نعیم احمد کے اس کفریہ جملہ (میرے لکھے کو اللہ بھی نہیں کاٹ سکتا ہے) کی وجہ سے میرے اور نعیم احمد کے زن وشو کے تعلقات پر کیا اثر مرتب ہوسکتا ہے؟

(۵) مذکورہ بالا تحریرات وبیانات کی روشنی میں اب میں نعیم احمد کے ساتھ کس طرح کا شرعی تعلق قائم رکھ سکتی ہوں؟

المستفتیة: پرویز النساء بنت ڈاکٹر محمد رضا صاحب، بی 971 لاجپت نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نعیم احمد کا یہ کہنا کہ میں پرویز النساء کو طلاق تو بہت پہلے دے چکا ہوں، محض اس کہنے کی وجہ سے اقرار طلاق کا ثبوت ہوجاتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سے پہلے طلاق دی تھی یا نہیں، اگر اس سے پہلے طلاق نہیں دی تھی، تو محض اس اقرار کی وجہ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور اگر اس سے پہلے طلاق دے چکا تھا، تو یہ سابقہ طلاق کا اقرار کرتا ہے اور سابق میں کتنی طلاق دی تھیں، وہ نعیم احمد سے پوچھ لیا جائے، وہ جتنی طلاق کا اقرار کرتا ہے، اتنی ہی طلاق واقع ہوں گی، اگر ایک طلاق کا اقرار کرتا ہے، تو ایک طلاق رجعی اور اگر دو طلاق کا اقرار کرتا ہے، تو دو طلاق رجعی اور اگر تین طلاق کا اقرار کرتا ہے، تو پھر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور ایک طلاق اور دو طلاق کی صورت میں عدت کے اندر اندر رجعت کا حق

تھا اور نعیم احمد نے ۶ / مارچ ۲۰۰۳ء کو طلاق دینے کا اقرار کیا اور اس وقت سے آج تک پانچ مہینہ مکمل ہوگئے۔ اب اس سے معلوم کیا جائے کہ بہت پہلے کن دنوں میں طلاق دی، جن دنوں کا وہ اقرار کرے گا، ان ہی دنوں سے عدت شروع ہوگئی اور اگر پہلے کے ایام نہیں بتاتا ہے، تو پھر بھی ۶ / مارچ سے آج تک پانچ مہینہ ہوگئے، اگر اس وقت سے تین ماہواری گزر چکی ہے، تو عدت بھی گذر گئی۔ اب پرویز النساء کو اختیار ہے جہاں چاہے نکاح کر کے باعصمت زندگی گذارے۔

ولو أقر بالطلاق كاذباًأوهازلاً وقع قضاءً لا ديانةً. (شامي، كتاب الطلاق، كراچي ۳/۲۳۶، زكريا ٤/ ٤٤٠)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک، أو لم ترض. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹٤)

اور نعیم احمد کا یہ کہنا کہ میرے لکھے ہوئے کو العیاذ باللہ اللہ بھی نہیں کاٹ سکتا، تو یہ نہایت خطر ناک اور کفریہ لفظ ہے؛ اس لئے نعیم احمد پر توبہ اور تجدید ایمان لازم ہے اور پرویز النساء کو اگر اپنی زوجیت میں رکھے تو تجدید نکاح بہرحال کرنا پڑے گا؛ اس لئے کہ پرویز النساء اس کے نکاح میں باقی نہیں رہی۔

سئل عمن قال بأن الله عالم بذاته و لايقول له العلم قادر بذاته، ولايقول له القدرة وهم المعتزلة والجهمية؛ هل يحكم بكفره أم لا، قال يحكم بكفره لأنهم ينفون الصفات، ومن نفى الصفات فهو كافر، (تاتارخانية، زكريا ۷/ ۲۸۷، رقم: ۱۰۵۰۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ / جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷ / ۸۰۶۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۶/۴ھ

طلاق دینے کے بعد دوبارہ ''جادی'' کے الفاظ کہنا

سوال [۶۲۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مشکور احمد نے اپنی بیوی کو گھریلو جھگڑے میں آج سے تقریباً ایک ماہ قبل غصہ میں آکر ایک طلاق دی، بیوی کے زیادہ بولنے پر مشکور احمد نے پھر دوبارہ یہ الفاظ کہے کہ جادی کہ جادی۔ اب طلاق دینے کے بعد مشکور احمد نادم اور پشیمان ہے اور اپنی زوجیت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے اور اس مدت میں مشکور احمد کی بیوی چار پانچ مہینہ کے حمل سے ہے؛ لہٰذا اگر شریعت میں رشتہ برقرار رکھنے کی گنجائش ہو، تو قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے فتوی سے نوازیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: مشکور احمد، نگلیاں، قصبہ امروہہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک طلاق دینے کے بعد پھر دوبارہ جو''جادی'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں، اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو طلاق دی تھی، اس کی خبر دینا اور اس کی تاکید کرنا مقصود ہے، اگر شوہر کا ارادہ واقعۃً یہی ہے، تو مذکورہ واقعہ میں بیوی پر صرف ایک طلاق واقع ہوگئی اور اگر ان الفاظ سے بھی طلاق ہی مقصود ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی۔ اس کا فیصلہ شوہر ہی کرسکتا ہے۔

كرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوئ التأكيد دين. (در مختار، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/٢٩٣، زكريا ٤/٥٢١، خانية على الهندية، زكريا ١/٤٥٤، هندية، زكريا ١/٣٥٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۲۶۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۱۲/۲۲ھ

طلاق، طلاق کہہ دیا

سوال [۶۳۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جھگڑا ہوا مجھے کچھ دیر میں معلوم ہوا، میں نے اپنے گھر والوں کو بتایا کہ تمہاری بات غلط ہے، یہ جھگڑا بچوں بچوں میں ہوا تھا، میں مزید اپنی بیوی کو سمجھانے لگا، تو اس پر وہ کہنے لگی کہ آپ مجھے رکھتے یا نہیں؟ اپنے بچوں کو رکھتے یا نہیں، مجھے طلاق دیدو، پھر بھی میں اس کی بات کو سنتا ہوا چلا گیا یہ سب شام کی بات ہے پھر میں قریب ساڑھے دس بجے گھر کو آیا، میں نے گھر میں اپنی بیوی کو نہیں دیکھا، معلوم یہ ہوا کہ وہ تو یہاں سے چلی گئی، بغیر کچھ کہے ہوئے، ہم لوگوں نے اسے روکا بھی، مگر نہیں رکی، وہ چھ دن تک رکی رہی، چھٹے دن اس کی چچیری بہن آئی، میرے گھر والوں سے کہا کہ میں بیگم کو لے کر کے کل آؤں گی، میرے گھر والوں نے منع کیا، نہیں اپنے ابا وغیرہ کو بھیجو، وہ نہیں مانی اور دوسرے دن بیگم کو لے کر کے آگئی، میں نے کہا آپ اسے لے کر کے کیوں آئیں؟ وہ کہنے لگی کہ یہ اس کا گھر ہے، میں نے کہا کہ نہیں آپ اسے لے کر کے جائیں، پھر میری والدہ بھی بولنے لگی اور کہا کہ میں اسے نہیں رکھوں گی، اور مجھ سے کہا کہ اس کو رکھو، اس گھر میں یا نہیں، تم اپنی بیوی کو رکھو، مجھے اور گھر والوں کو یہ بات بہت بری لگ رہی ہے۔

چوتھے دن واقعہ کہ اتنی بات کہہ کر میں کارخانہ میں چلا گیا، اس کے بعد میرے بڑے بھائی گھر میں آئے اور ان سے بدتمیزی کرنے لگی تھی، تو میرے بڑے بھائی نے ان کو گھر سے باہر کردیا، کارخانہ میں آئے اور مجھ سے کہا کہ بدتمیزی کررہی تھی، اس کے بعد میں غصہ میں آیا اور ماں کے پاس کھڑا ہو کر طلاق طلاق کہہ کر میں چلا گیا دوبار کہا۔ اب میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں؛ چونکہ میرے تین چھوٹے بچے ہیں اور بچہ ہونے کی بھی امید ہے، قریب چار ماہ ہوگئے۔

المستفتی: اقلیم، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائل اگر اپنے سوال میں سچا ہے، تو ایسی حالت میں طلاق رجعی واقع ہوگئی اور شوہر دوران عدت بلا نکاح رجوع کرسکتا ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طالق أنت طالق.

(در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ٣/٢٥٢، زكريا ٤/٤٦٣)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۵۶۴)

بیوی کو دومرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۳۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو دو طلاق دیں اور تیسری بار کہنے والا ہی تھا کہ ایک اجنبیہ لڑکی نے مجھے دھکا دیدیا اور طلاق کا لفظ زبان سے نہ نکلا، اور یہ واقعہ ایک لڑکی اور ایک لڑکے کے سامنے پیش آیا ہے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ میری بیوی اب میرے لئے حلال رہی یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلام، پکہ والان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور صرف دومرتبہ کہا ہے، تو دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، آئندہ جب بھی ایک طلاق دیگا، تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائیگی اور اب چونکہ دو طلاق ہیں؛ اس لئے رجعت کرکے رکھنا جائز ہوگا۔

عن عبد الله وعن أناسٌ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان: قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أوثنتين فإما أن يمسك ويراجع بمعروف،

وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/ ۲۸۱-۲۸۲، رقم:۱۵۵۳۹)

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طلاق أنت طالق (در مختارمع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/ ۲۵۲، زكريا ٤/ ٤٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷؍ ۲۷۶۷)

طلاق ثلاثہ کے بعد اس کا انکار کرنا

سوال [۶۳۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی ریحانہ کو اس کے شوہر معظم علی نے اپنے حقیقی برادر نسبتی محمد سرفراز اور اپنے اہل خانہ کی موجودگی میں تین طلاق دیں، بعدہ دوسرے روز جب لڑکی کے والدین اور ان کے ہمراہ گاؤں کے بہت سارے افراد تھے، ذیل میں اسماء درج کئے جاتے ہیں، حاجی محمد افسر علی، مولانا محمد اظہر، محمد ادریس، حاجی بابو، محمد عالم وغیرہ لڑکی کو لینے کے لئے شوہر کے یہاں گئے، تو شوہر نے ان سب کی موجودگی میں طلاق کا اقرار کیا اور لوگ لڑکی کو اپنے آبائی گھر لے آئے۔ اب تقریباً ڈیڑھ سال گذرنے کے بعد شوہر دعویٰ کررہا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی اور لڑکی دعویٰ کررہی ہے کہ طلاق دیدی، ایسی صورت میں شرعی اعتبار سے کس کے قول کو معتبر مانا جائے گا، لڑکے نے دسیوں آدمیوں کے سامنے طلاق کا اقرار کیا ہے، اور اس وقت لڑکی کے گھر والے اور لڑکے کے باپ، دادا، بھائی وغیرہ سب موجود تھے۔

المستفتی: محمد سالم، منڈھا آئمہ امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل خانہ کے سامنے تین طلاق دینے کے بعد پھر لڑکی

والے اورلڑ کے والے دونوں قسم کے لوگوں کے سامنے اس نے تین طلاق کا اقرار بھی کر لیا ہے، اور اس کے گواہان موجود ہیں، تو ایسی صورت میں لڑکی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہیں۔اب لڑکی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے، اب ڈیڑھ سال کے بعد طلاق نہ دینے کا دعویٰ معتبر نہیں ہے اس کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں اور لڑکی اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، زكريا ١/٤٧٣،جديد زكريا ١/٥٣٥ هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري امدادية ديوبند ١٧٨)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٢١٩، جديد زكريا ٣٧٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱؍رجب المرجب ۱۴۲۳ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر:الف ۳۶؍۷۷۲۷)	۱؍۷؍۱۴۲۳ھ

والد کے سامنے ایک ہی مرتبہ میں بیوی کو تین طلاق دینا

سوال[۶۳۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد وسیم خان نے گھر کے معمولی تکرار کی بنا پر گھر میں اپنے والد صاحب سے یہ کہا کہ میں روز روز کے جھگڑوں سے عاجز آگیا ہوں؛ لہٰذا آپ میرا فیصلہ کرادو، کیا کہتے ہیں ”اس کو طلاق، طلاق، طلاق“ والد صاحب سے یہ سوالیہ جملہ کہتے وقت طلاق وغیرہ کا نہ ارادہ تھا اور نہ تصور، اس کے بعد والد صاحب کے پاس سے میں چلا گیا؛ لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں مجھے جواب دیجئے۔

المستفتی: محمد وسیم خاں، ناگپور(مہاراشٹر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائل نے اردو اور ہندی میں الگ الگ دو تحریریں بھیجیں، ہندی میں اصل تحریر ہے، اس کی اردو بنائی گئی، مگر اردو میں عبارت کی نوعیت بالکل الگ ہے اور سوالیہ انداز اختیار کر کے سوال پر حکم بھی طلب کیا گیا ہے۔ اور اصل عبارت جو ہندی میں ہے، اس میں نہ سوالیہ الفاظ ہیں اور نہ سوال سے متعلق کچھ پوچھا گیا؛ اور ہندی میں سوالیہ انداز نہیں ہے؛ بلکہ صاف طور پر یہ الفاظ ہیں کہ ایک ہی وقت میں تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہہ کر والد صاحب کے پاس سے چلا گیا اور اس وقت بیوی دس فٹ کے فاصلہ پر تھی، اگر صورت واقعہ میں یہی بات پیش آئی جو ہندی تحریر میں ہے تو بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم٩ ٢١، جديد زكريا ٣٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، زكريا ١/٤٧٣، جديد زكريا١ /٥٣٠ ٦ هداية، اشرفي ديوبند ٢ /٣٩٩، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢ /٨٨، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣، قدوري امدادية ديوبند ١٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ رشوال المکرم ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۷۳/۳۷)

لا لکھ کر دیتا ہوں ”طلاق، طلاق، طلاق“ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۳۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ زید کا اپنی والدہ سے جھگڑا ہو رہا تھا، اس وقت بیوی جھگڑے سے الگ تھی، دریں اثناء زید وہاں سے اٹھ کر چلا اور بیوی کے پاس جاکر اسے مخاطب کر کے کہا میں جارہا ہوں، تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں رہے گا، لالکھ کردئے دیتا ہوں ''طلاق، طلاق، طلاق'' زید کی بیوی پر کونسی طلاق واقع ہوئی؟ اگر زید اب اپنی بیوی کو رکھنا چاہے تو کیا شکل ہوگی؟

المستفتی: فاضل رضا، شاہ آباد، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لالکھ کردئے دیتا ہوں ''طلاق، طلاق، طلاق'' یہ جملہ انشاء برائے حال ہے، اس سے فی الفور طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

ولایقع بأطلقک إلا إذا غلب في الحال. (فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب إیقاع الطلاق، دار الفکر بیروت ٤/٧، کوئٹہ ٣/٣٥٤، زکریا ٤/٧)

لوقال بالعربیة: أطلق لایکون طلاقاً إلا إذا غلب استعماله للحال، فیکون طلاقاً. (هندیة، زکریا ١/٣٨٤ جدید زکریا ١/٤٥٢)

ولو قال: أطلقک لم یقع إلا إذا غلب استعماله في الحال. (سکب الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ٢/١٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۵۹۹۶)

''تجھے طلاق دی، تجھے آزاد کیا، میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں، تجھے فارغ خطی دی'' کہنے کا حکم

سوال [۶۳۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میرے شوہر نے ایک بار یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، دوبار یہ کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا، اب میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں، میں نے تجھے فارغ خطی دی، تو ان الفاظ سے کونسی طلاق ہوئی ؟ اب ساتھ رہنا چاہیں تو کیا شکل ہوگی ؟

المستفتیة: شبستان پروین، محلّہ شمسی وہار کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے عرف میں لفظ آزاد کیا بیوی کے حق میں طلاق کے لئے بولا جاتا ہے، اسی طرح فارغ خطی دی کا لفظ بھی طلاق ہی کے لئے بولا جاتا ہے؛ اس لئے ان تمام الفاظ سے طلاق صریح پڑگئی؛ لہٰذا تجھے طلاق دی ایک مرتبہ اور تجھے آزاد کیا، دو مرتبہ اور میں نے تجھے فارغ خطی دی، ایک مرتبہ یہ کل چار مرتبہ ہوگئے؛ لہٰذا بیوی پر اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب دونوں کا بلا حلالہ ساتھ رہنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

سرحتك وهو " رها كردم" لأنه صار صريحاً في العرف، وقوله وقد مر أن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي٣/٢٩٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقهاأويموت عنها. (هندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، زكريا ١/٤٧٣ جديدزكريا ١/٥٣٥، هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩، قدوري امدادية ديوبند ١٧٨، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٨٨، التفاوى التاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم:٧٥٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رمحرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۵۹۴۲)

ایک دو اگر خاموش نہ رہی، تو تین کر دیں گے کہنا

سوال [۶۳۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی کسی سے جھگڑ رہی تھی، جب زید گھر میں آیا تو اپنی بیوی کو ڈرانے کے لئے کہا، ایک دو اگر خاموش نہ رہی، تو تین کر دیں گے، اور شوہر کی مراد ایک دو سے طلاق ہے، اس صورت حال میں شرعی رو سے کیا صورت پیش آئی اور کتنی طلاق واقع ہوئیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد یونس بہاری، سنبھلی گیٹ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہاری زبان ومحاورے میں ایک دو سے دو ہی مراد ہوتا ہے، اور یہ عدد ہے اور شوہر کا قول اگر خاموش نہ رہی، تو تین کر دیں گے، خطاب ہے تو متصف بالطلاق ہو کر معدود کا طلاق ہونا واضح ہو گیا، اس سے دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طالق أنت طالق.

(در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/ ۲۵۲، زكريا ٤/ ٤٦٣)

رجل قال لامرأته بعد الدخول بها: أنت طالق طالق تقع ثنتان.

(تاتارخانية، زكريا ٤/ ٤٢٩، رقم: ٦٥٩٥)

اور شوہر کا قول تین کر دیں گے وعدہ ہے اس سے طلاق کا حکم نہیں لگ سکتا۔

أنا أطلق نفسي لم يقع لأنه وعد. (در مختار مع الشامي، كراچي ۳/ ۳۱۹، زكريا ٤/ ٥٥٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۳۴۷)

''لے طلاق'' کا حکم

سوال [۶۳۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رئیس نے اپنی بیوی کولڑائی کے دوران یہ کہہ دیا کہ ''لے طلاق، لے طلاق، لے طلاق'' تین بار کہا، بیوی شگفتہ کا کہنا ہے کہ میں نے صرف ایک بار مذکورہ لفظ سنا ہے، شوہر کا بیان ہے تین دفعہ کہا، بیوی کا بھائی کہتا ہے تین دفعہ سنا، بیوی شگفتہ کی ماں یہ کہتی ہے کہ میں نے دو دفعہ سنا ہے، شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ اب شوہر کے ساتھ رہنے کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتية: شگفتہ پروین، ڈیریا، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر شوہر نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں، لے طلاق، لے طلاق، لے طلاق'' تین مرتبہ، تو راجح قول کے مطابق بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں، اگرچہ بیوی نے طلاق لے لی کہہ کر قبول نہ کیا ہو، تب بھی طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔

اب بغیر حلالہ کے آپس میں نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

ومنه خذي طلاقک فقالت: أخذت فقد صحح الوقوع به بلا اشتراط نية، كما في الفتح، وكذا لا يشترط قولها أخذت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۴۸، زكريا ٤/٤٥٩)

وفي التاتارخانية: إذا قال خذي طلاقک لايقع مالم تقل :أخذت وفي الكبرىٰ: يقع من غير قولها أخذت. (تاتارخانية، زكريا٤/٤٠٩، رقم:٦٥٤٧، وهكذا في البحر، زكريا۳/٤۳٩، كوئٹه۳/۲٥١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍محرم الحرام ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۴۱۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۱/۱۰ھ

”طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ کا حکم

سوال [۶۳۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ریاض نے اپنی بیوی کو بعض نازیبا حرکتوں کی وجہ سے طلاق دیدی ہے، اوراپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کئے کہ ”طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ جاؤ اب تو دیدی، تودریافت یہ کرنا ہے کہ کیا طلاق ہوگئی یا نہیں اور اگر اسے ساتھ رکھنا چاہیں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ریاض، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں ریاض کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ اب بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح کرکے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

وإذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۱/۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، زكريا ۱/۴۷۳، جديد زكريا ديوبند ۱/۵۳۵ هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، قدوري امدادية ديوبند ۱۷۸، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۲۰۸/۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۱۱/۱۴۳۱ھ

دیور کا بھابھی کے ساتھ زنا کرنا اور شوہر کا اس کو طلاق دینا

سوال [۶۳۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور سلمٰی دونوں شوہر بیوی ہیں، اس کے ساتھ زید کا بھائی الطاف بھی رہتا ہے، الطاف جو کہ سلمٰی کا دیور ہے موقعہ اور تنہائی پا کر الطاف نے سلمٰی کے ساتھ مبینہ بدسلوکی اور عصمت دری کی، جیسا کہ سلمٰی کا بیان ہے۔

اگلے روز یہ بدترین واقعہ سلمی نے اپنے شوہر زید سے بیان کیا، تو زید نے سلمٰی کے ساتھ ہمدردی کرنے کے بجائے سلمٰی پر ہی الزام لگایا کہ تو میرے بھائی پر بہتان لگا رہی ہے اور برادری کے سامنے قرآن اٹھا کر سلمٰی کو یہ کہنے پر مجبور کیا کہ الطاف نے میرے ساتھ کچھ نہیں کیا" جبکہ الطاف نے سلمٰی کی سو فیصد عصمت دری کی" ستم بالائے ستم یہ کہ اس سنگ دل زید نے سلمٰی کو طلاق بھی دیدی، اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود سلمٰی کے والدین کا زید اور الطاف کے گھر آنا جانا اور پہلے کی طرح ان سے تعلقات بنائے رکھنا از روئے شرع جائز ہے؟

المستفتی: امام الدین جوئے، سابق صدر ضلع وقف کمیٹی کھر گون (ایم پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر یہ بات واقعہ میں صحیح ہے، تو ایسی صورت میں گناہِ عظیم کا ارتکاب ہوا ہے، اس سے توبہ کرنا واجب ہے، ورنہ عذاب عظیم کا خطرہ ہے اور جب شوہر نے سلمٰی کو طلاق دیدی ہے تو شرعی طور پر طلاق واقع ہوگئی، اگر ایک یا دو طلاق دی، تو طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہے، اگر تین طلاق دی ہیں، تو سلمٰی اپنے شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، آئندہ اس کے ساتھ بغیر حلالہ کے نکاح درست نہیں ہوگا اور جن حالات میں سلمٰی کو طلاق دی ہے، اگر واقعہ صحیح ہے، تو شوہر کی طرف سے سلمٰی کے اوپر بے جا ظلم وزیادتی ہے جس کا عنداللہ حساب وکتاب ہوسکتا ہے اب رہی یہ بات

کہ سلمی کے والدین کا سلمیٰ کے شوہر کے ساتھ پہلے کی طرح روا داری باقی رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة......سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (شرح نووي، كتاب التوبة ٢/٣٥٤)

التوبة فرض على المؤمنين. (تفسير قرطبي، سورة النساء: ١٧، قديم ٥/٩٠، جديد دار الكتب العلمية بيروت ٥/٦٠)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو رجعيتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هندية، زكريا ١/٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ١/٥٣٣)

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طالق أنت طالق. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ٣/٢٥٢، زكريا ٤/٤٦٣)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، زكريا ١/٤٧٣، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٥/١٤٧، رقم: ٧٥٠٣، زكريا جديد ديوبند ١/٥٣٥)

أما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر إلا لعارض يبيحه، والإباحة للحاجة إلى الخلاص، فإذا كان بلا سبب أصلاً لم يكن فيه حاجة إلى الخلاص؛ بل يكون حمقاً......فليست الحاجة مختصة بالكبر والريبة. (شامي، كراچي ٣/٢٢٨، زكريا ٤/٤٢٨)

عن سليمان عن عمرو بن الأحوص، حدثني أبي شهد حجة الوداع مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله وأثنى عليه وذكر ووعظ، ثم قال: استوصوا بالنساء خيراً الحديث (ابن ماجه شريف، أبواب النكاح، باب حق المرأة على الزوج، النسخة الهندية ١٣٣، دار السلام رقم: ١٨٥١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۵۹۷)

خیالی طلاق کے بعد یہ کہنا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے

سوال [۶۳۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو خیال میں طلاق دی اور یہ سمجھا کہ حقیقتاً طلاق ہوگئی ہے، اور یہ مسئلہ نہیں جانتا تھا کہ طلاق دینے میں شرط تکلم ہے؛ چنانچہ وہ اس فعل کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھا، بکر نے خیریت پوچھتے ہوئے کہا کہ اتنے غمزدہ کیوں ہو؟ تو زید نے مذکورہ مسئلہ کی حکایت کرتے ہوئے کہا کہ ”میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے“ اس لئے رنجیدہ ہوں، تو اب مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ اس جملہ کی وجہ سے زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ نیز بیوی کو رکھنے کی کیا صورت ہے؟

المستفتی: محمد سلیم سیتاپوری، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے جب خیال میں اپنی بیوی کو طلاق دی تو وہ شرعاً معتبر نہیں ہوئی؛ لیکن جب بکر کے دریافت کرنے پر زید نے کہا کہ ”میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے“ تو اس سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اب عدت کے اندر اندر رجعت کرکے بیوی بنا کر رکھ لینے کی گنجائش ہے۔

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلي قوله الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة ،فإذا طلق واحدة أوثنتين فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (السنن الكبریٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/ ۲۸۱-۲۸۲، رقم:۱۵۵۳۹)

لو أقر بالطلاق......وقع قضاءً. (در مختار على الشامي، كتاب الطلاق، مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق، كراچي ۳/ ۲۳۶، زكريا ۴/ ۴۴۰)

لو أقر بالطلاق........وقع في القضاء. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲٤٦، زکریا۳/٤۲۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۶۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۶/۸ھ

ایک مرتبہ طلاق کہنے کا حکم

سوال [۶۳۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی ہوئے تین سال ہوگئے، میری بیوی مجھ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑا کرتی رہتی ہے، اور میری غیر موجودگی میں مجھے بنا بتائے اپنے میکے چلی جاتی ہے، ایک مرتبہ تو کمرے میں تالا لگا کر اپنے میکہ چابی ساتھ لے کر چلی گئی، واپس آنے پر میں نے سمجھایا، تو مجھے گالی گلوچ کرنے لگی؛ لہٰذا مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کو ایک مرتبہ طلاق کہہ دیا، اسی وقت میرے گھر کے لوگ موجود تھے، جن لوگوں نے یہ طلاق سنی، اس کے بعد وہ اپنے گھر چلی گئی اور آج تک وہ اپنے میکے میں ہے، اور اس واقعہ کو سال بھر سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے، اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دینے کی زحمت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: شاہ ویز، محلّہ دولت باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے غصہ میں ایک مرتبہ طلاق کہہ دیا تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور اس کے بعد آپ نے رجعت نہیں کی ہے، اسی حالت میں سال گذر گیا ہے، تو اس درمیان میں اس کی عدت بھی پوری ہوگئی ہے اور عدت پوری ہونے کے بعد وہ طلاق رجعی بائنہ ہوگئی ہے اور اگر دوبارہ رکھنا چاہیں، تو بغیر حلالہ کے نکاح کر کے رکھ سکتے ہیں۔

أما حكمه فوقوع الفرقة بانقضاء العدة في الرجعي وبدونه في البائن.

(هندية، كتاب الطلاق، الباب الاول في تفسيره، زكريا ۱/۳۴۸، جديد زكريا ديوبند ۱/۴۱۵)

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها؛ لأن حل المحلية باقٍ؛ لأن زواله معلق بالطلقة الثالثة فينعدم قبله.

(هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة اشرفي ديوبند۲/۳۹۹، هندية، زكريا ۱/۴۷۲، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۲۸۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/۱۱/۱۴۳۴ھ

شوہر کا دو آدمی کی موجودگی میں یہ کہنا کہ اس کو تو طلاق ہو چکی ہے

سوال [۶۳۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا نکاح سلمیٰ سے تین سال قبل ہوا تھا، ان کی ایک بیٹی بھی ہے؛ لیکن زید اس سلمیٰ کو رکھنا نہیں چاہتا ہے اور نہ ہی سلمیٰ زید کے یہاں رہنے کو تیار ہے، قانونی طور سے سلمیٰ کے گھر والوں نے کارروائی بھی کی ہے جس کی وجہ سے زید بہت نالاں ہے، اور زید کے گھر والوں نے سلمیٰ کا جہیز بھی واپس کر دیا ہے؛ لیکن طلاق نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں اس کو الجھا کر رکھوں گا، اور جس طرح انہوں نے مجھے پریشان کیا ہے میں بھی ان کو پریشان کروں گا اور زید نے دو آدمیوں کی موجودگی میں یہ بھی کہا کہ اس کو طلاق تو ہو چکی ہے، سلمیٰ کے گھر والے چاہتے ہیں کہ سلمیٰ کا نکاح دوسری جگہ کر دیں، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: احمد سعید، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: زید کا یہ کہنا ہے کہ اس کو تو طلاق ہو چکی ہے اقرار طلاق

ہے؛ لہٰذا اس لفظ سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، اس کے اس کہنے کے وقت سے تین ماہواری کے ساتھ عدت گذر جانے کے بعد سلمٰی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

عن عبد الله وعن أناسؓ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلي قوله: الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أوثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (السنن الكبریٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨١-٢٨٢، رقم:١٥٥٣٩)

لو أقر بالطلاق كاذباً أوهازلاً وقع قضاءً. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق، كراچي٣/ ٢٣٦، زكريا ٤/ ٤٤٠، البحر الرائق، كوئٹه ٣/ ٢٤٦، زكريا ٣/ ٤٢٨)

قيل لرجل: ألست طلقت امرأتك، فقال: بلىٰ تطلق. (عالمگيري، زكريا ١/ ٣٥٦ جديد زكرياديوبند ١/ ٤٢٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۱۲۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹؍۷؍۱۴۲۴ھ

وارننگ کے طور پر ایک مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۳۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری آٹھ اولاد ہیں جن میں سے بچوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوا اور وہ آپس میں لڑکر گھر سے باہر محلّہ میں ہی کہیں چلے گئے ہیں میں (یعنی بچوں کے والد) گھر پر موجود نہیں تھا، جب میں واقعہ کے دو گھنٹہ بعد گھر پر واپس آیا تو میں نے بچوں کے بارے میں جانکاری چاہی تھی، تو میری بیوی پھول جہاں نے اس لڑائی کی بابت مجھ سے سب کچھ چھپانا چاہا، تو میں

نے کچھ جاننے کی زیادہ خواہش ظاہر کی، مگر میرے سابقہ تجربہ کے مطابق میری بیوی ضدی قسم کی عورت ہے، جس کی وجہ سے معاملہ زیادہ طول پا گیا، میں نے اس سے کہا کہ تم نے (بیوی) ہمیشہ ہی مجھ سے ہر بات چھپائی ہے، مگر وہ مجھے کسی نہ کسی طرح پتہ چل ہی جاتی ہے اور تم اپنی ان باتوں سے باز نہیں آتیں، میں آپ کو کئی مرتبہ تنبیہ کر چکا ہوں، مگر آج تک کوئی جواب میں بدلاؤ نہیں آیا، تب میں نے غصہ میں اپنے اوپر قابو رکھتے ہوئے اپنے ذہن میں صرف وارننگ کے طور پر سوچتے ہوئے ایک مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ میں تجھے ایک بار طلاق دیتا ہوں، میرے والد صاحب والدہ صاحبہ دو بھائی، جو اس وقت موقع پر موجود تھے، سب گواہ ہیں، کیا ان حالات میں طلاق واقع ہوگئی

المستفتی: شاہد حسین، رفعت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی سے یہ کہا میں تجھے ایک بار طلاق دیتا ہوں، تو اس سے آپ کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، اب اگر عدت کے اندر اندر رجعت کرنا چاہیں تو رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے، پھر آئندہ جب بھی دو طلاق دیں گے، تو آپ کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور آپ کی بیوی آپ پر بالکل حرام ہو جائے گی۔

عن عبد الله وعن أناسؓ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلي قوله: الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أوثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها.

(سنن كبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/۲۸۱-۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك، أو لم ترض، كذا في الهداية. (فتاوى عالمگيري،

كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، زكريا ١/ ٤٧٠، هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤، قدوري امداديه ديوبند ١٧٧ زكريا جديدديوبند ١/ ٥٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۱۸۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۷/ ۱۱/ ۱۴۲۴ھ

''بیوی کو طلاق دے آیا ہوں'' سے طلاق

سوال [۶۳۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید بر مکان زوجہ گیا اور وہاں سے بیوی کو لانے کا پروگرام تھا، بیوی نے بوجہ بیماری جانے سے منع کر دیا، شوہر کہتا ہے اگر تو میرے ساتھ نہیں چلتی ہے، تو طلاق دیدوں گا، یہ واپس گھر کو آیا، وہاں متعلقین نے دریافت کیا کہ زوجہ کو نہیں لائے، تو شوہر نے فوراً کہا کہ میں تو اسے طلاق دے آیا ہوں، اس صورت میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں، گاہے گاہے خبر انشاء کے معنی میں آتی ہے، یہاں یہ صورت تو صادر نہیں آئی ہے؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دوں گا کے لفظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، مگر واپسی پر لوگوں کے پوچھنے پر ''طلاق دے آیا ہوں'' کہنے کی وجہ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہے۔

ولو قال: أطلقک لم یقع. (سكب الأنهر، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١٤)

إذا أضاف الطلاق إليها، وكذا لو أتي بالضمير الغائب أو اسم الإشارة العائد إليها. (شامي، زكريا ديوبند ٤/ ٤٦٩، كراچي ٣/ ٢٥٦)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة...... فله أن يراجع في عدتها.

(هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا ١/ ٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ١/ ٥٣٣، قدوري امداديه ديوبند١٧٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍شوال المکرّم ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍۵۴۷۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷؍۱۰؍۱۴۱۸ھ

لفظ ''میں تجھے طلاق دیتا ہوں'' سے طلاق

سوال [۶۳۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی اپنے میکے میں ڈھائی سال سے رہ رہی ہے، میں اسے بلانے گیا تھا، بہت سمجھانے کے باوجود میرے پاس آنے کے لئے تیار نہیں ہوئی؛ اس لئے میں نے اس سے کہا ''میں تجھے طلاق دیتا ہوں'' طلاق ہوئی یا نہیں؟ صرف ایک مرتبہ مذکورہ لفظ کہا ہے۔

المستفتی: عبداللطیف عرف جمال، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے، عدت کے اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح رہنے کی گنجائش ہے۔

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلي قوله الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أوثنتين فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن کبریٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨١-٢٨٢، رقم: ١٥٥٣٩)

طلقتك وأنت طالق، ومطلقة.....يقع بها أي بهذه الألفاظ وما

بـمـعـنـاهـا مـن الصريح واحدة رجعية. (شـامـي، كتـاب الـطـلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲٤۷-۲٤۹، زكريا٤/٤٥۷-٤٦۰)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هـداية، بـاب الرجعة، اشرفي ديوبند ۲/۳۹٤، هندية، زكريا ۱/٤۷۰، جديد زكريا ديوبند۱/۵۳۳، قدوري امدادية ديوبند ۱۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴/ذی الحجہ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر:الف ۱۰۲۲۵/۳۹)

”جب دیدی تو تو جاتی کیوں نہیں“ انشاء طلاق ہے یا تاکید

سوال [۶۳۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خورشید نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھ زیادہ مت بولے، تیرا منھ پیٹ دوں گا، بدتمیزی مت بولے جا اور جا میں نے تجھے طلاق دی، دوسری بار میں کہا ”جب دیدی تو جاتی کیوں نہیں“ ان کی ساس نے کہا لا پیسے دے، پھر لے کے جاؤں گی، ان کی ساس چھوڑ کے چلی گئی، تو انہوں نے کہا بہو سے جب تجھے طلاق دیدی، تو جاتی کیوں نہیں،؟ بلا اپنی ماں کو اور یہاں سے فوراً چلی جا، جو بات ہم نے سنی وہ لکھی ہے۔

المستفتی: محمد خورشید، مغلپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر سوال واقعہ کے مطابق ہے، تو صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور دوسری بار یہ جو کہا ہے کہ جب دیدی تو جاتی کیوں نہیں؟ یہ پہلی طلاق کی خبر ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ لہٰذا عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هداية، باب الرجعة، اشرفي ديو بند ۲/ ۳۹٤، هندية، زكريا ۱/ ٤٧٠، قدوري امداديه، ديو بند ۱۷۷ زكرياديند ۱/ ۵۳۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۵۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۱۲/۲۰ھ

میں نے تیری طلاق دیدی کہنے کا حق

سوال [۶۳۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا میں تیری طلاق دیدوں گا اور پھر ایک مرتبہ کہا کہ میں نے تیری طلاق دیدی، دوبارہ پھر کہنے کو تھا کہ ایک عورت نے اس کے منھ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ تمہیں قرآن پاک کی قسم ہے کہ جو تم طلاق دو، پھر اس کی بیوی نے محلّہ والوں سے کہا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دیدی ہے، وہاں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے، تو ان آدمیوں نے بھی محلّہ والوں کے معلوم کرنے پر حلف کی رو سے یہ کہا کہ ہمارے سامنے اس شخص نے ایک مرتبہ کہا کہ میں تیری طلاق دیدوں گا اور ایک مرتبہ یہ کہا کہ میں نے تیری طلاق دیدی اور جب وہ دوبارہ کہنے کو تھا تو ایک عورت نے اس کے منھ پر ہاتھ رکھ لیا، اس واقعہ کو آٹھ ماہ ہو گئے ہیں، وہ عورت اپنے شوہر کے یہاں رہتی ہے، تو لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تم نے اس عورت کو طلاق کیوں دیدی ہے، تو اس شخص نے کہا کہ اب تو میں نے دے ہی دی ہے۔ عبارت بالا کا جواب لکھیں، عین کرم ہوگا۔

المستفتی: خدا حسین سرکڑہ چکرا جمل، سرکڑا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جب اس شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ میں تیری طلاق دیدوں گا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔

و في المحيط: لوقال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب السابع في الطلاق بالالفاظ الفارسية، زكريا ١/٣٨٤، زكريا جديد ديوبند ١/٤٥٢)

اور پھر جب اس نے یہ کہا کہ میں نے تیری طلاق دے دی، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔

فالصريح قوله أنت طالق ومطلقة وطلقتک، فهذا يقع به الطلاق الرجعي. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٥٩)

اور اس واقعہ کے بعد اگر وطی یا بوس وکنار کرلیا ہو، تو وہ عورت دوبارہ اس کی بیوی ہوجائے گی اور دونوں میاں بیوی کے حکم میں ہوں گے۔

والرجعة أن يقول: راجعتک، أوراجعت امرأتي، أويطأها، أويقبلها، أويلمسها بشهوة، أو ينظر إلي فرجها بشهوة. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٥)

اس کے بعد پھر جب لوگوں کے دریافت کرنے پر اس نے یہ کہا کہ اب تو میں نے دے ہی دی ہے، تو اس سے کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ بلکہ یہ پہلے کی خبر ہوگی۔

رجل قال لامرأته: أنت طالق أنت طالق أنت طالق فقال عنيت بالأولیٰ الطلاق، وبالثانية، والثالثة إفهامها صدق ديانة، وفي القضاء طلقت ثلاثاً. (عالمگيري، زكريا ١/٣٥٦، زكريا جديد ١/٤٢٣)

اور اگر اس کی نیت دوسری طلاق دینے کی تھی تو اس لفظ سے دوسری طلاق رجعی واقع ہوجائے گی، اب اس لفظ کو کہنے کے بعد سے عورت کے تین حیض پورے ہونے سے قبل اگر وہ مرد عورت سے رجوع کرلے یا اس سے وطی کرلے یا بوس وکنار کرلے تو پھر وہ اس کی بیوی ہوجائے گی اور رجوع کرنے کے بعد اب اگر وہ ایک بار بھی اپنی بیوی کو طلاق دے گا، تو وہ عورت مغلظہ ہوجائے گی اور بغیر حلالہ کے اس مرد کے لئے حلال نہ ہوگی۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أوثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها.

(هداية، اشرفي ديو بند ۳۹۹/۲، هندية، زكريا ۴۷۳/۱ جديدزكرياديوبند ۵۳۵/۱، قدوري امدادية ديو بند ۱۷۸، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۸۸/۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۰۰۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۱/۲۵ھ

''میں نے تجھے طلاق دی'' سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟

سوال [۶۳۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد حنیف اور اس کی بیوی نسیمہ خاتون میں کچھ تکرار ہوا، تو بیوی نے کہا کہ میں تیری صورت نہیں دیکھنا چاہتی، اسی وقت محمد حنیف نے اپنی بیوی سے کہا کہ 'میں نے تجھے طلاق دی'' ایک بار کہا پھر بدتمیزی ہوئی، تو محمد حنیف نے بڑی سالی سے کہا کہ باجی اس کو سمجھالو میں اسے طلاق دیدوں گا، پھر صبح کو لڑکی کے ماں باپ نسیمہ کو اپنے گھر لے گئے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ شرعاً کونسی طلاق ہوئی؟ کیا میاں بیوی اب ایک ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد حنیف، کرولہ مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر صرف ایک بار تجھے طلاق دی کا لفظ استعمال کیا ہے، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنا جائز ہے۔

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلي قوله الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أوثنتين فإما أن يمسك ويراجع بمعروف،

وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/ ۲۸۱- ۲۸۲، رقم:۱۵۵۳۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً......فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹٤، هندية، زكريا ۱/ ٤۷۰، جديد زكريا ديوبند ۱/ ۵۳۳، قدوري امدادية ديوبند ۱۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۶۹۵/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۳/۲۳ھ

طلاق دیدی سے کونسی طلاق واقع ہوگئی؟

سوال [۳۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شمیم نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں طلاق دیدوں گا، بیوی کہتی ہے کہ طلاق دیدی کہا تھا، پھر اس ایک طلاق کے بعد میاں بیوی ایک ساتھ پندرہ دن تک رہے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ مذکورہ جملہ سے کونسی طلاق ہوئی؟ اب میاں بیوی ایک ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: سلیم گاؤں سیلا، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعی صرف ایک دفعہ کہا ہے تو بیوی کی بات تسلیم کرنے کی صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی اور سوال نامہ میں ہے کہ طلاق کے واقعہ کے بعد دونوں ایک ساتھ پندرہ دن تک رہے ہیں، تو ایسی صورت میں رجعت بھی ہوچکی ہے؛ لہٰذا اب جب بھی دو مرتبہ طلاق دے گا تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی شوہر کے قول کے اعتبار سے طلاق ہی واقع نہیں ہوئی، بہر حال دونوں صورتوں میں میاں بیوی کی طرح ساتھ رہنے کی گنجائش ہے۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها.

(هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۴، هندية، زكريا ۱/۴۷۰، جديد زكريا ديوبند ۱/۵۳۳، قدوري امدادية ديو بند ۱۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۵۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/۴/۱۴۲۱ھ

''جا میں نے تجھے طلاق دی'' سے طلاق

سوال [۶۳۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی سسرال سے گھر پہنچے، تو گھر پر والدہ تھیں اور گھر کے کچھ لوگ تھے، گھر آ کر زید کی بیوی نے زید کی والدہ کو سلام نہیں کیا؛ کیونکہ زید کی بیوی اور والدہ میں پہلے کچھ کہا سنی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے زید کی بیوی زید کی والدہ سے ناراض تھی؛ اس لئے سلام نہیں کیا، زید نے بیوی سے بار بار سلام کرنے کو کہا، تو بھی نہیں کیا اس پر زید کو غصہ آیا، تو زید نے کہا کہ جب تو میری ماں کو سلام نہیں کرسکتی تو تیرا میرے گھر میں کوئی کام نہیں اور جا ہم میں نے تجھ کو طلاق دی، اس پر زید کی بیوی نے زید کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں زید نے کہا کہ اب تو مجھ کو مت پکڑ اور نہ چھو؛ کیونکہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی ہے اور اب تو میری بیوی نہیں ہے، اس پر زید اور زید کی بیوی میں کافی نوک جھوک تک ہوئی اور اب زید کی بیوی کو کافی سمجھانے کے بعد زید کی بیوی نے معافی تلافی کرلی ہے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ زید کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ زید اور اس کی بیوی ایک ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محبوب الرحمٰن، دھام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: زید نے یہ جو لفظ کہا کہ جا میں نے تجھے طلاق دی، اس

سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور اس سے پہلے لفظ ”جا“، جو کہا ہے، اس سے اگر الگ سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور بعد میں جتنے بھی الفاظ کہے ہیں، وہ سب پہلی والی طلاق کی خبر ہے؛ البتہ اس نے جو یہ کہا ہے کہ مجھ کو نہ پکڑ اور نہ چھو، تو میری بیوی نہیں ہے، ان الفاظ سے اگر پہلی طلاق کو بائن کرنا مقصود ہو تو پہلی والی طلاق جو رجعی ہوئی تھی وہ بائن ہوجائے گی، اب ایک طلاق بائن ہونے کی وجہ سے رجعت نہیں کر سکتے مگر آپس کی رضامندی سے دوبارہ دونوں کے درمیان میں نکاح درست ہوجائے گا اور بہر صورت صرف ایک ہی طلاق واقع ہوئی اور اگر بعد کے الفاظ کے ذریعہ سے پہلی طلاق کو بائن کرنا مقصود نہیں تھا؛ بلکہ صرف ڈانٹ ڈپٹ کرنا مقصود تھا تو صرف ایک طلاق رجعی ہوئی ہے؛ لیکن سوال نامہ کی عبارت سے اس بات کا رجحان غالب ہے کہ بعد کے الفاظ پہلی طلاق کو بائن کرنے کے لئے استعمال کئے ہیں؛ اس لئے تجدید نکاح کرلیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ مطبوعہ ڈابھیل۱۲/۳۴۴، مطبوعہ میرٹھ ۱۸/۲۹۰)

عن سماکؒ قال: سمعت عکرمةؒ يقول: الطلاق مرتان فإمساك بمعروف، أو تسريح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبة، ما قالوا في الطلاق مرتان مؤسسة علوم القرآن بيروت ١٠/١٩٧، رقم:١٩٥٦٤)

ولو قال لامرأته: أنت طالق، فقال له رجل: ما قلت، فقال: طلقتها أوقال: قلت هي طالق فهي واحدة في القضاء؛ لأن كلامه انصرف إلى الإخبار بقرينة الاستخبار. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل النية في طلاق الكناية، زكريا٣/١٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۱۷۰)

”میں نے تمہاری بھانجی کوطلاق دیدی“ کہنے سے طلاق

سوال [۶۳۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں شائقہ پروین ولد محمد شاکر ساکن لاجپت نگر مراد آباد کی رہنے والی ہوں میری شادی فضل الرحمٰن ولد محمد رہبان ساکن لاجپت نگر مراد آباد سے ۱۹۸۴ء میں ہوئی تھی، اللہ کے حکم سے میری کوئی اولاد نہیں ہے، جس کی وجہ میرے شوہر میں کمی ہے، اب اپنی جائیداد کی وجہ سے اپنے بھائیوں کے کہنے کی وجہ سے میرے شوہر نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے، میں کسی کام سے اپنی بہن کے گھر گئی تھی، میرے پیچھے تالا ڈال دیا اور میرے ماموں صاحب کے پاس آ کر کہا کہ میں نے تمہاری بھانجی کو طلاق دیدی ہے، طلاق میرے سامنے نہیں دی اور نہ ہی گواہ تھا؛ لہٰذا صرف میرے ماموں سے کہہ کر مجھے طلاق کو کہہ دیا؛ لہٰذا میرا کوئی بھی سہارا نہیں ہے، ایسی صورت میں شریعت کے حساب سے مجھے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ آپ مجھے اس کا جواب دینے کی تکلیف کریں، مہربانی ہوگی۔

المستفتیہ: شائقہ پروین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے اقرار طلاق کافی ہوتا ہے، اس کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے، اور نہ ہی بیوی کا آمنا سامنا ہونا لازم ہے، اور نہ ہی بیوی کا سننا ضروری ہے؛ لہٰذا جتنی طلاقیں دیدیں اتنی طلاقیں واقع ہوگئیں؛ لیکن سوالنامہ میں طلاق کی تعداد کا ذکر نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ میں نے تمہاری بھانجی کو طلاق دی ہے اگر صرف اتنا کہا ہے جتنا سوال نامہ میں ذکر ہے، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر اندر اگر شوہر رجعت کرلے تو اس کے ساتھ رہنا درست ہے۔

لو أقر بالطلاق، كاذباً أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانةً. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق، زكريا ٤/ ٤٤٠، كراچي ٣/ ٢٣٦)

من أقر بطلاق سابق يكون ذلك إيقاعاً في الحال. (مبسوط سرخسي، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ١٠٩)

لو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء. (البحر الرائق، كوئٹه ٣/ ٢٤٦، زكريا٣/ ٤٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۰۴۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۵/۵ھ

’’میں تمہیں طلاق دے چکا ہوں‘‘ کہنے کا حکم

سوال [۶۳۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح شاہانہ پروین بنت جناب حسین صاحب پیرزادہ روضہ والی زیارت کے ساتھ ۲۶ نومبر ۲۰۱۰ء کو ہوا تھا لگ بھگ ۱۵، ۲۰ دن قبل اہلیہ کیساتھ جھگڑا ہو گیا تھا، جس میں میں نے اہلیہ کے دو تھپڑ مار دیئے، جس کے بعد وہ گھر چلی گئی، گھر جانے کے دو دن کے بعد میں نے فون کیا، تو شاہانہ نے کہا کہ تم نے فون کیوں کیا ہے؟ تمہارا یہاں کون رہتا ہے، مجھے غصہ آ گیا اور میں نے غصہ میں یہ کہدیا کہ میں تمہیں طلاق دے چکا ہوں، دو مرتبہ کہا اور میں نے کہا آئندہ میرے گھر مت آنا، تو کیا میرے اس قول سے مکمل طلاق واقع ہوگئی یا کچھ گنجائش ہے، میں رجوع کرنا چاہتا ہوں، میری اہلیہ آٹھ مہینہ کی حاملہ ہے۔

المستفتی: محمد شریف، کٹار شہید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب آپ خود اس کا اقرار کر رہے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو دو طلاق دیدیں، تو آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں۔ اب اگر آپ رجعت کرنا چاہتے ہیں، تو عدت کے اندر اندر آپ کو رجعت کرنے کا حق حاصل ہے اور

عدت گذرنے کے بعد رجعت کا اختیار نہ ہوگا؛ بلکہ از سرنو نکاح کر کے میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں اور آپ کی بیوی چوں کہ حاملہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہوتی ہے، بریں بنا آپ کو ولادت سے پہلے پہلے رجوع کرنے کا حق ہوگا اور رجوع کرنے کے بعد آپ دونوں کے لئے میاں بیوی کی طرح ازدواجی تعلق قائم کرنا بلاشبہ جائز اور درست ہوگا؛ لیکن یاد رکھیں کہ آئندہ جب بھی ایک مرتبہ طلاق کا جملہ نکلے گا، تو بیوی آپ کے لئے قطعی طور پر حرام ہوجائے گی۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق أنت طالق. (شامي، باب الصريح زكريا ٤/ ٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥٢)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هندية، زكريا ١/ ٤٧٠ جديد زكريا ديوبند ١/ ٥٣٣)

والحرة لا يحرم بالطلقتين حرمة غليظة. (تبيين الحقائق، كتاب الطلاق زكريا ٣/ ٦٦، امداديه ملتان ٢/ ٢١٩)

وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. [سورة الطلاق: ٤]

(والعدة) في حق الحامل مطلقاً......وضع جميع حملها. (در مختار مع الشامي، كراچي ٣/ ٥١١، زكريا ٥/ ١٨٩، ١٩٠)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (هندية، زكريا ١/ ٤٧٣ جديدزكريا ديوبند ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۱؍ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۵۱۷)	۱۱/ ۱۱/ ۱۴۳۲ھ

شرعی وقانونی طلاق دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کردیا

سوال [۶۳۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ فرقان نے ایک تحریری طلاق نامہ پر دستخط کردیئے، جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ”روبرو گواہان فریق دوئم کو شرعی وقانونی طلاق دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کردیا ہے“ طلاق نامہ میں صرف طلاق سے متعلق یہی جملہ لکھا ہوا ہے، تو اس جملہ سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟ اب دوبارہ رکھنا چاہتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: حاجی شاہد حسین، پیرغیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئلہ مذکورہ میں طلاق نامہ پر جو جملہ ”شرعی وقانونی طلاق دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کردیا ہے“ مذکور ہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے؛ لہٰذا بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے۔ اب اگر شوہر بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہتا ہے، تو عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے۔

وفي أنت الطلاق، أو طلاق، أو أنت طالق الطلاق، أو أنت طالق طلاقاً يقع واحدة رجعية. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۵۱، زكريا ٤/٤٦٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً.....فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹٤، هندية، زكريا ۱/٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ۱/۵۳۳، قدوري امدادية ديوبند ۱۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍ ۵۸۱۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۶/۱۱ھ

وکیل کے دریافت کرنے پر طلاق کا اقرار کرنا

سوال [۶۳۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ زید وزینب جو کہ میاں بیوی ہیں اختلاف ہونے کی بناء پر زینب اپنی ماں کے گھر چلی گئی اور اسی حالت میں چار ماہ گذر گئے، شوہر سے کہا گیا کہ تم اپنی بیوی کو بلالاؤ، تو اس پر اس نے اپنے والدین سے کہا کہ آپ بلا لائیں، میں بلانے کے لئے اس کے گھر پر نہیں جاؤں گا، اسی درمیان حاجی عبدالصمد صاحب نے زید سے رابطہ قائم کیا اور اختلاف کے انجام سے ڈراتے ہوئے سمجھایا کہ تم میرے ساتھ زینب کو بلانے کے لئے چلو، زید نے کہا کہ ایسا نہیں ہوگا، پھر حاجی عبدالصمد صاحب نے کہا کہ اگر تم نہیں چلتے ہو، تو میں بلا کر لے آتا ہوں، اس پر کہا یہ بھی نہیں ہوسکتا، یعنی ہر صورت میں زید زینب کو بلانے پر انکار کرتا رہا، اسی درمیان زینب کے والد نے زید اور اس کے اعزہ پر مقدمہ دائر کردیا اسی درمیان زید سے زینب کے بلانے پر رابطہ قائم کیا جاتا رہا؛ لیکن ہر مرتبہ زید نے سکوت اختیار کیا، ایک رات زید حاجی عبدالصمد صاحب کے گھر پہونچا اور کہا کہ میرا فیصلہ کرادو اور فیصلہ سے زید کی نیت جدائی تھی، اس کے بعد حاجی عبدالصمد صاحب کے لڑکے اور بیوی نے زید سے دریافت کیا کہ تو پہلے دل میں کوئی غلط فیصلہ تو نہیں کر چکا ہے؟ تو زید نے کہا کہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں بلاکر نہیں لاؤں گا، اس کے بعد زید اپنے گھر آیا، زید کے گھر والوں نے سمجھایا کہ اب نہیں تو پھر زینب کو اسی گھر میں آنا ہے، اس وجہ سے تم وقت دیدو کہ زینب کو بلانے کے لئے کب چل رہے ہیں،؟ زید نے کہا تم لوگوں کو اختیار ہے کہ تم بلا کر لے آؤ، میں بلانے کے لئے اس در پر نہیں جاؤں گا، ہاں اگر حاجی عبدالصمد صاحب کہہ دیں، تو چلنے کے لئے تیار ہوں، زید کی نیت اس پر ٹالنے سے یہ تھی کہ زینب کو بلانے کے لئے مجھے جانا نہ پڑے، اس سے قبل زید عدالت میں مقدمہ کو دیکھنے کے لئے گیا، تو، وکیل کے دریافت کرنے پر کیا تم بیوی کو طلاق دے چکے ہو،، زید نے جواب میں کہا کہ ''ہاں'' وکیل نے پوچھا 'کیا تم مہر ادا کردو گے، زید نے کہا کہ ہاں'؛ جبکہ اب زید زینب کو اپنے گھر میں رکھنے کے لئے تیار ہے۔

نوٹ: صرف وکیل کے کہنے سے میں نے ایک مرتبہ کہا ہے کہ میں نے طلاق دیدی ہے، جو اس میں لکھا ہے، ورنہ زبان سے کبھی بھی یہ الفاظ ادا نہیں کئے۔

المستفتی: محمد طاہر محلّہ آزادنگر، ٹانڈہ بادلی، رام پور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ زید نے وکیل کے دریافت کرنے پر طلاق کا اقرار کرلیا ہے؛ اس لئے زید کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوچکی ہے۔ اب اگر زید اس کو رکھنا چاہتا ہے تو عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھ لینے کی گنجائش ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۹/۱۹۸)

ولو قيل له: طلقت امرأتک؟ فقال: نعم، أو بلى بالهجاء طلقت واحدة رجعيةً. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۴۹، زكريا ٤/٤٦٠ جديدزكريا ديوبند ٤٢٤١)

قيل لرجل: ألست طلقت امرأتک، فقال: بلىٰ تطلق. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۵٦، زكريا جديد ۱/٤٢٤)

عن عبد الله وعن أناسؓ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم –إلى قوله– فإذا طلق واحدة أو ثنتين فإما أن يمسک ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها.

(السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دار الفكر بيروت ۱۱/۲۸۱-۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۶۳)

کسی شخص کے کہنے سے بیوی کو ایک طلاق دینا

سوال [۶۳۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قادر علی کو سسرال والوں نے دباؤ ڈال کر ایک تحریر پر دستخط کرنے پر مجبور کردیا اور تحریر میں کیا لکھا ہوا ہے، نہ قادر علی کو پڑھ کر سنایا اور نہ وضاحت سے اس کو معلوم ہے، ڈاکٹر نور الحسن

نے قادر علی سے اپنی زبان سے کہہ کر یہ جملہ بلوایا ہے کہ میں نے اپنی بیوی عذراء وارث کو چھوڑ دیا، ڈاکٹر نورالحسن کے کہنے کے ساتھ ساتھ ایک ہی دفعہ قادر علی کی زبان سے یہ جملہ نکلا ہے، تو ایسی صورت میں قادر علی کی بیوی عذراء وارث پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوئی، تو کونسی طلاق ہوئی اور جس تحریر پر دستخط کرایا ہے اس کو لگ بھگ دو مہینہ ہو گیا ہے، اور اس تحریر میں کیا لکھا ہوا ہے اب تک قادر علی کو معلوم نہیں ہو سکا ہے؛ لہٰذا مفتی صاحب اس مسئلہ میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: قادر علی، کھنی گلی، پیر غیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب قادر علی نے مذکورہ تحریر نہ خود پڑھی ہے اور نہ اس کو یہ معلوم ہے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے اور اس کے اوپر دباؤ ڈال کر دستخط لے لیا گیا ہے، تو ایسی صورت میں اس طرح دستخط کرا لینے کی وجہ سے قادر علی کی طرف سے اس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ لہٰذا شرعاً طلاق کے سلسلہ میں وہ تحریر ہی لغو ثابت ہوگی: البتہ ڈاکٹر نورالحسن کے کہنے سے قادر علی نے جو ایک مرتبہ یہ کہا ہے کہ میں نے اپنی بیوی عذراء وارث کو چھوڑ دیا ہے تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی؛ لہٰذا قادر علی کو عدت کے اندر اندر بیوی کو رجعت کر کے اپنے نکاح میں رکھ لینا جائز اور درست ہوگا اور اگر عدت گذر جاتی ہے تو دوبارہ نکاح کر کے بیوی بنا کر رکھنا جائز ہے، حلالہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وفي البحر: إن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولاحاجة هنا. (شامي، كتاب الطلاق، كراچي ۳/۲۳۱، زكريا ٤/٤٤٠، هندية، زكريا ١/٣٧٩ جديد زكريا ديوبند ١/٤٤٦)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبداً أو مكرها فإن طلاقه صحيح أي طلاق المكره. (شامي، زكريا ٤/٤٣٨، كراچي ٣/٢٣٥، هندية، زكريا ١/٣٥٣)

سرحتک كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال رها كردم أي سرحتک يقع به الرجعي . (شامي، كراچي٣/٢٩٩، زكريا٤/٥٣٠، هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس فى الكنايات زكريا ١/٣٧٥، جديد زكريا ديوبند١/٤٤٣)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤، هندية، زكريا١/٤٧٣ جديدزكرياديوبند١/٥٣٣)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (هندية، زكريا ١/٤٧٢، زكريا جديد ١/٥٣٥، الفتاوى تاتارخانية، جديد زكريا ديوبند١/٥٣٥ كتاب الطلاق فصل فيما تحل به المطلقة الخ زكريا ٥/١٤٨، رقم: ٧٥٠٤، هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۳۰ رمحرم الحرام ۱۴۳۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۴۱۹)	۱/۲/ ۱۴۳۵ھ

”طلاق دی اور طلاق دیدوں گا“ سے وقوع طلاق کا مسئلہ

سوال [۶۳۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھے طلاق دی، پھر دوبارہ لڑائی کے دوران کہا کہ تجھے طلاق دیدوں گا، صورت مسئولہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس کے بعد لوگ معلوم کرتے ہیں کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دی، تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔

المستفتی: سلیم احمد، باجپور، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق دی کے لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوچکی ہے اور طلاق دیدوں گا کے لفظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور بعد میں لوگوں کے معلوم کرنے

پر یہ کہہ دینا کہ ہاں میں نے اس کو چھوڑ دیا یہ صرف پہلی طلاق کی خبر ہے، اس سے کسی قسم کی طلاق نہیں ہوئی؛ لہٰذا صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے ساتھ رکھا جاسکتا ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعية......فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هداية، كتاب الطلاق، باب لرجعة، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤ ، هندية، زكريا١/٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ١/٥٣٣، قدوري، امدادية ديو بند ١٧٧)

بخلاف كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيک......لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (هندية، زكريا١/٣٨٤ جديدزكريا ديوبند ١/٤٥٢، سكب الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ر محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۶۱۳)

طلاق دیدوں گا،، اور ’’طلاق دی،، سے طلاق کا حکم

سوال [۶۳۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ۲۰۰۰/۱۰/۰۶ کو اپنی ساس سے کہا کہ اپنی بیٹی کو لے جاؤ، میں اس کو طلاق دیدوں گا، ایسا زید نے ساس سے دو مرتبہ کہا، اس کے بعد زید نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، ایسا دو مرتبہ کہا، اس پر زید کے گھر والوں نے زید کی بیوی کو اس کے گھر والوں کے ساتھ بھیج دیا۔ اب زید اپنی بیوی کو رجوع کرنا چاہتا ہے اور لڑکی کے والدین بھی راضی ہیں؛ لیکن کیا اوپر لکھی بات اسلام کی روشنی میں درست ہے اور کیا زید کی بیوی کو واپس بھیجنا شرعاً درست ہے؟

المستفتی: عبدالرشید ولد عبدالواحد، آزادنگر، میاں کالونی، سرسیدنگر کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق دیدوں گا کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے

پہلے دومرتبہ جوطلاق دے دوں گا کے الفاظ استعمال کئے ہیں، ان سے طلاق واقع نہیں ہوئی، اورطلاق دی کے لفظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ اس لئے بعد میں جو دو مرتبہ طلاق دی کے الفاظ استعمال کئے ہیں، ان سے دوطلاق رجعی واقع ہوگئیں، عدت کے اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی زندگی گذارنے کی گنجائش ہے، آئندہ کبھی بھی ایک دفعہ طلاق دیدے گا، تو بیوی بالکل حرام ہوجائے گی۔

وبالطلاق أخرىٰ وقعتا رجعتين لا مدخولاً بها، كقوله أنت طالق، أنت طالق. (در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/٤٦٣، كراچي٣/٢٥٢)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في علتها. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤، هندية، زكريا١/٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ١/٥٣٣، قدوري امدادية ديوبند ١٧٧)

بخلاف كنم؛ لأن استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك......لو قال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً. (هندية، زكريا١/٣٨٤،جديدزكرياديوبند١/٤٥٢ سكب الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ٢/١٤)

لوقال: أطلقک لم يقع. (سكب الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت٢/١٤)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱ر رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۹۰۱/۳۵)

''دیدی'' کے لفظ سے طلاق

سوال [۶۳۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے اپنی بیوی سے کہا اگر کہنا نہیں مانے گی، تو میں تجھ کو صبح کو طلاق دے دوں

گا،اس کے کچھ دیر بعد عورتوں نے کہا کہ ایسا نہیں کہتے ہیں،تو اس لڑکے نے کہا دیدی، سمجھو دیدی، اس بات کے بعد وہ کئی روز تک ایک جگہ ہی رہے، اب لڑکے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ دولہن حاملہ ہے اور اس لڑکی کے والد صاحب نے زور دیا ہے کہ یا تو اس لڑکی کو لے جاؤ، ورنہ ہم بچہ ضائع کرادیں گے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کا حل فرمائیں۔

المستفتی: رحمت علی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دیدی سمجھو دیدی کے الفاظ سے صرف ایک طلاق واقع ہوجاتی ہے،لفظ دیدی سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور سمجھو دیدی کا لفظ خبر ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، عدت کے اندر اندر رجعت کرکے بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے۔(مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۳۱۶)

عن عبد الله وعن أناسؓ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم –إلى– فإذا طلق واحدة أو ثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (السنن الكبریٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨١–٢٨٢، رقم:١٥٥٣٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعية......فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، باب الرجعة، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا ١/ ٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ١/ ٥٣٣، قدوري امدادية ديوبند ١٧٧)

حمل کا اس طرح ضائع کرنا جائز نہیں ہے، ضائع کرانے والے گنہگار ہوں گے۔ نیز جان پڑجانے کے بعد ضائع کرنے میں قتل کا گناہ ہوگا۔

وإن أسقطت ميتا ففي السقط غرّة. (در مختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، كراچي ٦/ ٤٢٩، زكريا ٩/ ٦١٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶۳۶/۳۱)

شوہر کا طلاق سے انکار اور لڑکی والوں کا اقرار کرنا

سوال [۶۲۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: شوہر کا کسی بات پر اپنی اہلیہ سے تکرار ہوگیا، بات بڑھنے پر بیوی اپنے میکے چلی گئی، شوہر اپنی بیوی کو لینے سسرال گیا، تکرار بہت زیادہ بڑھنے پر طلاق کہتا ہوا دروازہ کے باہر چلا گیا، شوہر نے صرف ایک بار طلاق کہا، اس بات کے گواہ لڑکی کے والدین، اہلیہ بذات خود ایک نابالغ بھائی اور دو نابالغ بہنیں ہیں، لڑکے کا والد بذات خود وہاں موجود تھا، لفظ طلاق کہنے کی ایک بار آواز آئی، بیوی کو ڈیڑھ ماہ کا حمل ہے اور ایک لڑکا محمد موسیٰ جس کی عمر ڈیڑھ سال ہے۔

شوہر کہتا ہے کہ میں نے ایک بار بھی نہیں کہا ہے، یہ بیشک کہا طلاق دیدوں گا؛ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ یہ فتویٰ دیجئے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ تاکہ لڑکی کو گھر لایا جاسکے، گھر لانے پر کوئی کفارہ دینا ہے یا نہیں؟

المستفتی: شاہد عمر خاں، باغ گلاب رائے، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب لڑکے کے باپ وہاں موجود تھے، اور ان کا خود کہنا ہے کہ میں نے ایک بار طلاق سنا اور لڑکی کے گھر والے بھی ایک طلاق سننے کو بتارہے ہیں، ایسی صورت میں ایک طلاق واقع ہوگئی، ابھی رجعت کر کے پہلے کی طرح ساتھ رہنے کی گنجائش ہے اور رجعت کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے یہ کہہ دے کہ میں نے رجوع کرلیا، یا دونوں ایک ساتھ ایک ہی بستر پر رات گذارلیں، اس سے رجعت ہوجاتی ہے پھر کوئی قباحت باقی نہیں رہتی۔

الرجعة هي بنحو "راجعتک ورددتک ومسكتک" وبالفعل بكل مايوجب حرمة المصاهرة كمس. (شامي، كتاب الطلاق، باب الرجعة، كراچي ۳/۳۹۷-۳۹۹، زكريا ۵/۲۴-۲۵)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها......والرجعة أن يقول: راجعتک، أو راجعت امرأتي، أو يطأها، أويقبلها، أو يلمسها بشهوة. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا ١/ ٤٧٠، جديد زكريا ديو بند ١/ ٥٣٣)

ایک بار ''طلاق دیدوں گا'' کہا ہے، مگر وہاں پر موجود کوئی بھی شخص اس کی اس بات کی موافقت میں شہادت نہیں دیتا؛ لیکن لڑکے کی بات کا اعتبار نہ کرتے ہوئے بھی رجعت کے بعد ساتھ رہنے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍رجب المرجب ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۴۶۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/ ۷/ ۱۴۳۲ھ

دو طلاق رجعی

سوال [۶۳۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ کو زید نے تین عورت اور دو مرد کے سامنے طلاق دی، ہندہ بیوی کا کہنا ہے کہ میرے شوہر نیچے سے اوپر منزل میں آئے، اس حال میں کہ میرے پاس تین عورتیں اور دو مرد ایک میرا چچا زاد بھائی اور دوسرا میرا داماد، ایک میری بہو، دوسری میری شادی شدہ بیٹی، تیسری میری سمدھن، ان سب کے روبرو میرے شوہر نے دو مرتبہ یہ کہا کہ ''میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی'' دو مرتبہ کہہ کر نیچے اتر گیا، ذمہ دار حضرات نے ان پانچوں مرد وعورتوں سے الگ الگ شہادت لی، تو ان پانچوں مرد وزن کی شہادت ہندہ کے بیان سے ہو بہو ملتی ہے، قطعاً ہندہ کے بیان میں اور گواہوں کے بیان میں کوئی فرق نہیں ہے، یعنی ہر ایک نے ان میں سے یہی بیان شہادت دی کہ دو مرتبہ زید نے یہ کہا کہ ''میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی'' طلاق دیتے ہوئے تاریخ

کے اعتبار سے ۴؍مارچ ۱۹۹۴ء مطابق ۱۹؍رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ بروز جمعہ کو طلاق دی تھی، کل بیانوے دن ہوتے ہیں۔ ازروئے شرع کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد مستقیم، ٹھاکردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اسی مسئلہ کے متعلق ۲۱؍ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ کو بھی ایک فتوی لکھا جاچکا ہے، مگر اس کے سوال میں اور اس کے سوال میں بالکل واضح فرق ہے، اس میں صرف یہ بات ہے کہ شوہر طلاق کا انکار کررہا ہے اور بیوی طلاق کا دعویٰ کررہی ہے اور اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے، اس کا جواب اسی سوال کے مطابق تھا۔ اب جو سوال نامہ میں واقعہ لکھا ہے اس کے اعتبار سے بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کرکے بیوی بنا کر رکھ لینا جائز اور درست ہوگا اور اگر عدت ختم ہوگئی ہے تو بلا حلالہ نکاح کرکے رکھ سکتا ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طالق أنت طالق.

(در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/۲۵۲، زكريا ٤/٤٦٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹٤، هندية، زكريا ۱/٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ۱/٥٣٣، قدوري امدادية ديوبند ۱۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۳؍ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۷۶۵)	۱۴۱۴/۱۲/۲۳ھ

دو طلاق رجعی دینا

سوال [۶۲۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میری اہلیہ نے پھلکیاں پکائی تھیں، پھر میرا بھائی آیا اس نے کھانا مانگا، تو بیوی نے کہا کہ پھلکیاں رکھی ہیں کھالو، پھر میرا بھائی کھانے گیا، تو پھلکیاں خراب ہوچکی تھیں، تو میرے بھائی نے ماں سے شکایت کی، تو میری ماں ناراض ہوگئی، تو میں نے کہا کیا کروں؟ تو ماں نے کہا کہ اس کو طلاق دیدو، یہ لڑکی رکھنے کے لائق نہیں ہے؛ لہٰذا میں نے اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے مخاطب ہوکر کہا، ''میں نے تجھے طلاق دیدی، میں نے تجھے طلاق دی'' تیسری مرتبہ میں نے کہنا چاہا تو حافظ محمد ہارون جو کہ اس وقت گھر میں موجود تھے، انہوں نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، اس وقت محمد فرقان اور میرا بھائی عبدالوھاب اور میری والدہ اور میری بہن بھی موجود تھی، پھر میرے والد صاحب نے ایک مفتی صاحب سے مسئلہ معلوم کیا، انہوں نے کہا طلاق نہیں ہوئی، پھر ہم نے کھانا کھایا، حسب معمول صبح کو غسل کیا، بیوی واقعۂ طلاق کے بعد تین ماہ تک میرے یہاں رہی اور آپس میں میاں بیوی کے تعلقات قائم رہے، جب یہاں سے گئی تو تین ماہ کی حاملہ تھی۔ اب لڑکی تقریباً دوڈھائی سال سے والدین کے گھر ہے، آپ فیصلہ فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عبدالغفار، رحمت نگر سوسائٹی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل کا بیان سچ ہے اور صرف دو ہی طلاق دی ہیں، اور اس کے بعد میاں بیوی کے تعلقات بھی قائم ہوچکے ہیں، تو ایسی صورت میں دو طلاق رجعی واقع ہوکر رجعت بھی ہوچکی ہے، دونوں کا میاں بیوی کی طرح ساتھ رہنا جائز ہوگا۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طالق.

(در مختار، کتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/٤٦٣، كراچي٣/٢٥٢)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديو بند ٢/٣٩٤،

هندية، زكريا ١/ ٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ١/ ٥٣٣، مختصر القدوري امدادية ديوبند ١٧٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۴۷۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۶/۱۱ھ

”جاؤتم آزاد ہو میں نے تمہیں طلاق دی،، سے طلاق کا حکم

سوال [۶۳۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی دو بیویاں ہیں، ایک حاملہ ایک غیر حاملہ، اس نے شراب کے نشہ کی حالت میں دونوں بیویوں کو مارا پیٹا اور پھر دونوں سے کہا کہ ”جاؤتم آزاد ہو“ اور ”میں نے تمہیں طلاق دی“ اس کے بعد وہ دونوں بیویاں گھر سے نکل گئیں، اگلے روز پھر ان کو بلالیا۔

دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس حالت میں ان کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی اور دونوں کو واقع ہوئی یا ایک کو؟ اور اگر زید اپنی حرکت پر نادم ہو کر رجوع کرنا چاہے، تو کون سا طریقہ اختیار کرے؟

المستفتی: عبدالحفیظ، کالاگڈھ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے اپنی دونوں بیویوں کو مخاطب کر کے کہا ”جاؤتم آزاد ہو، میں نے تمہیں طلاق دی“ تو ان کی دونوں بیویوں پر لفظ آزاد ہو سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔

فإذا قال رها كردم أي سرحتك يقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩)

اور لفظ طلاق دی سے دوسری طلاق رجعی پڑگئی؛ لہٰذا دونوں بیویوں پر دو طلاق رجعی واقع

ہوگئیں، عدت کے اندر اندر دونوں سے رجعت کر کے دونوں کو رکھ سکتا ہے؛ لیکن جب زید نے دونوں بیویوں کو اگلے دن بلا لیا، تو رجعت بھی ثابت ہوگئی اور نکاح علی حالہ باقی رہا، اب اگر زید کبھی بھی ایک طلاق دیگا، تو طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی۔

إذا كان للرجل امرأتان، وقد دخل بهما، فقال لهما: أنتما طالقان، طلقت كل واحدة منهما تطليقة رجعيةً. (هندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الأول، زكريا ١/ ٣٦٤ جديد زكريا ديوبند ١/ ٤٣١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰۳۲/۳۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۵/۲۷ھ

''طلاق لے کر نمٹ لے'' سے طلاق

سوال [۶۳۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی بار بار یہ کہتی تھی کہ اس گھر میں تم ہی رہو گے یا میں ہی رہوں گی، زید اپنی بیوی سے بولا کہ تو جو بار بار طلاق، طلاق، زبان پر لاتی ہے، تو طلاق لے کر ہی نمٹ، صرف زید نے یہی الفاظ کہے ہیں، کچھ آدمیوں نے یہ بات باہر بھی سن لی، وہ یہ کہتے ہیں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، پھر بھی اپنے ہی گھر میں اپنے پاس رکھ رہے ہیں، صرف اتنی بات ہے جو کہ زید نے اس وقت سے ابھی تک اپنی بیوی سے کوئی بات بھی نہیں کی ہے اور نہ ہی صحبت کی ہے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: اکبر علی، سہس پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ''طلاق لے کر نمٹ لے'' ''خذ طلاقک'' کے مرادف ہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بیوی پر ایک طلاق واقع ہوگئی، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے۔

ومنه خذي طلاقک، فقالت: أخذت فقد صحح الوقوع به بلا اشتراط نية كما في الفتح. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ٣/٢٤٨، زكريا٤/٤٥٩، وهكذا في البحر الرائق، كوئٹه ٣/٢٥١، زكريا ٣/٤٣٩)

قال خذي طلاقک، أوقال: وهبت لک طلاقک ولم ينو شيئاً يقع طلاق واحد. (فتاوى قاضيخان على الهندية، زكريا ١/٤٥٢ جديدزكريا ديوبند١/٢٧٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۷۹۹/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۶/۵ھ

میں نے اس کو چھوڑ دی

سوال [۶۳۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی بیوی آصفہ کے ساتھ خوشی خوشی زندگی بسر کررہا تھا، زید کا رہن سہن ماں بہن کو نہیں بھایا، اور یہ دونوں (ماں بہن) زید اور زید کی بیوی سے آئے دن تکرار کرتی رہیں اور زید وآصفہ ماں بہن کے طعن وتشنیع برداشت کرتے رہے، کبھی زبان سے اف تک نہیں کیا، ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ زید اپنے کمرے میں بیٹھا کسی کتاب کے مطالعہ میں مشغول تھا کہ ماں بہن نے آصفہ سے پھر لڑائی شروع کردی، اس پوزیشن میں زید اپنے گھر سے باہر ہونا چاہتا تھا، ابھی گیٹ پر ہی تھا کہ اندر سے اپنی بیوی آصفہ کے رونے کی زوردار چیخ سنی زید اس چیخ کو سن کر واپس گھر میں آیا دیکھا تو ماں بہن آصفہ کی باورچی خانہ میں پٹائی کررہی ہیں، یہ حالت دیکھ کر زید کو غصہ آیا اور ماں بہن کو دھمکانے کی خاطر کہا، اگر تمہیں اس کا رہنا اچھا نہیں لگتا، تو میں نے اس کو تمہارے اوپر طلاق دیدی اور پھر پڑوس میں اپنی تائی کو اس طلاق کی خبر دینے کے لئے دیوار پر کھڑے ہوکر بآواز بلند تین سے زائد

مرتبہ کہا ’’میں نے اس کو چھوڑ دی اور یہ کہتے وقت زید کی نیت یہ تھی کہ میں طلاق نہیں دے رہا ہوں؛ بلکہ صرف ماں اور بہن کو ڈرانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کرر ہا ہوں، موجودہ صورت میں آصفہ سات ماہ کے حمل سے ہے، اس وقت لڑکی کے والدین آصفہ کو اپنے گھر لے گئے ہیں اور وہ وہیں عدت کے ایام پوری کررہی ہے۔ از روئے شرع قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد قاسم بن الحاج محمد اسلم، دڑھیال رام پور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی زید نے ایک طلاق دینے کے بعد دیوار پر کھڑے ہوکر اسی طلاق کی خبر دینے کے لئے ’’میں نے اس کو چھوڑ دی‘‘ کا لفظ بار بار استعمال کیا ہے، تو یہ خبر کے درجہ میں ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور پہلی طلاق سے ایک طلاق رجعی واقع ہوچکی ہے، رجعت کرکے رکھنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۱۰/ ۱۴۸)

إذاقال أنت طالق، ثم قيل له، ما قلت؟ فقال: قد طلقتها أو قلت: هي طالق، فهي طالق واحدة؛ لأنه جواب. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچي ٣/ ٢٩٣، زكريا ٤/ ٥٢١)

ولو قال لامرأته: أنت طالق، فقال له رجل: ما قلت؟ فقال: طلقتها، أو قال: قلت: هي طالق، فهي واحدة في القضاء؛ لأن كلامه انصرف إلى الإخبار بقرينة الاستخبار. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/ ١٦٣) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۹۹۸)

ایک مرتبہ زور سے دوسری مرتبہ آہستہ طلاق دینا

سوال [۶۳۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ شوہر نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دی، ایک مرتبہ زور سے دوسری مرتبہ آہستہ سے شرعی حکم کیا ہے؟ شوہر کا نام محمد رستم ہے اور بیوی کا نام میر فاطمہ ہے۔

المستفتی: محمد رستم دیوار پور املاک، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آہستہ کہے یا زور سے دونوں صورتوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح زندگی گذار سکتے ہیں۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طالق، أنت طالق.

(درمختار مع الشامی، کتاب الطلاق، بلب الصريح، زكريا٤/٤٦٣، كراچي٣/٢٥٢)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤، هندية، زكريا١/٤٧٠، جديد زكريا ديوبند١/٥٣٣، قدوري امدادية ديوبند ١٧٧) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۱۸؍محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۴۳۲)

”میں نے اس کو آزاد کیا، آزاد کرتا ہوں،، سے طلاق

سوال [۳۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں خدا کو حاضر وناظر کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کے گھر والوں اور اپنے گھر والوں کے دباؤ اور میرے ساتھ مار پیٹ ہونے کی وجہ سے یہ الفاظ اپنے منھ سے کہے تھے کہ ”میں نے اس کو آزاد کیا اور دوسری بار میں یہ کہا تھا کہ میں کوثر پروین کو آزاد کرتا ہوں“ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد انعام الحق، ندوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میں نے اس کو آزاد کیا کا جملہ ہمارے عرف میں طلاق ہی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے؛ لہٰذا اس کی وجہ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور جب دوبارہ اسی لفظ کا استعمال کیا گیا، تو اس سے ایک دوسری طلاق رجعی واقع ہوگئی؛ لہٰذا سوال نامہ میں درج کردہ صورت میں دوطلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کرکے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے، اور آئندہ کبھی بھی زبان سے ایک بار لفظ طلاق استعمال کریگا، تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی؛ اس لئے بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۱۰/۴۰۷، جدید ڈابھیل ۱۲/۳۵۹)

فإذا قال: رها كردم أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۳/۲۹۹، زكريا ٤/۵۳۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰؍شوال المکرّم ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۱۳۸/۳۸)

شوہر کا ”میں تجھے چھوڑ دوں، تجھے چھوڑ وں اور طلاق دی طلاق دی“ کہنا

سوال [۶۳۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تقریباً ڈھائی سال کا عرصہ گذرا محمد عتیق اور اس کی بیوی میں کسی بات پر ان بن ہوگئی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ محمد عتیق نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھے چھوڑ دوں، تجھے چھوڑ دوں، پھر کہا میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، جس وقت یہ واقعہ پیش آیا، اس وقت محمد عتیق کا سالا جن کی عمر تقریباً ۱۳؍سال ہے، جو اپنی بہن کو بلانے آیا تھا اور محمد عتیق کی چچی بھی موجود تھی، اس واقعہ کے ۲؍گھنٹہ بعد محمد عتیق کا سالا اپنی بہن کو بلا کر لے گیا،

پھر آٹھ دس روز کے بعد محمد عتیق اپنی بیوی کو اس کے میکے سے بلا لایا اور ہنسی خوشی رہنے لگے، پھر تقریباً ایک ماہ بعد محمد عتیق سے اجازت لے کر رات اپنے میکے میں رہ کہ آئی، حسن اتفاق سے محمد عتیق کی ساس اپنے سمدھی محمد عتیق کے والد کی دعوت پر اپنے بھائی کو لے کر محمد عتیق کے گھر پہونچی اور اپنے سمدھن سے کسی اور بات پر لڑ جھگڑ کر چلی گئی، دوسرے روز محمد عتیق کا بڑا سالا اپنی بیوی کو بلا کر لے گیا، میکے میں پہونچ کر محمد عتیق کی بیوی نے طلاق کا مذکورہ قصہ اب بیان کرنا شروع کردیا، معلوم کرنے پر محمد عتیق نے بتایا کہ میں نے یہ لفظ استعمال کئے ہیں، ''میں تجھے چھوڑ دوں، تجھے چھوڑوں، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی'' جبکہ محمد عتیق کی بیوی کا کہنا ہے کہ محمد عتیق نے یہ لفظ تین بار کہا ہے اور اس طرح کہا کہ ''میں نے طلاق دی، طلاق دی، میں نے طلاق دی'' محمد عتیق کی چچی جو موقع پر موجود تھی، محمد عتیق کے قول کی حرف بحرف تائید کرتی ہے اور محمد عتیق کا مذکورہ سالا اپنی بہن کے قول کی صرف تائید کرتا ہے۔ براہ کرم مذکورہ مسئلہ کا حل تفصیل سے تحریر فرمائیں کہ مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی اور اس کا حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد رفیق ولد جمعہ، ٹانڈہ بادلی، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چھوڑ دوں یہ لفظ صیغۂ مستقبل ہے اور صیغۂ مستقبل سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

بخلاف کنم؛ لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک......لو قال بالعربیة: أطلق لایکون طلاقاً. (هندیة، زکریا ۱/ ۳۸٤ جدید زکریا دیوبند ۱/ ٤٥٢)

اور طلاق دی کا لفظ تین بار استعمال کرنے پر بیوی کے پاس شرعی گواہ نہیں ہے؛ اس لئے بیوی کا دعویٰ معتبر نہ ہوگا اور شوہر کے قول کے مطابق دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں اور سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد میاں بیوی رہ چکے ہیں؛ لہٰذا اس سے رجعت بھی ثابت ہوگئی ہے؛ اس لئے شوہر سے اپنے قول پر قسم لے کر اسی کے مطابق

فیصلہ عمل میں لایا جاسکتا ہے اور بیوی کے پاس شرعی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کا قول معتبر نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ . [البقرہ:۲۸۲]

وماسوىٰ ذٰلک من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أورجل، وامرأتين سواء كان الحق مالاً، أوغير مال مثل النكاح، والطلاق. (هداية، كتاب الشهادة، اشرفي ديوبند۳/ ۱۵٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۳۱۸۰)

دومرتبہ طلاق دیدوں گا اور دومرتبہ طلاق دی کہنا

سوال [۶۳۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام زاہدہ خاتون ہے، میرے شوہر کا نام محمد ساجد ہے، میرے شوہر کام پر سے بارہ بجے گھر میں آئے مجھ سے کھانا مانگا، میں نے دیدیا پھر چائے بنوائی میں نے بنادی، پھر مجھ سے کہنے لگے بچے کی دوائی دیدی؟ میں نے کہا ہاں ابھی دو چمچے میں میں نے شیشی کے ڈھکن سے دوائی دے کر شیشی پہ ڈھکن رکھدیا ہے، اس بات پر انہوں نے گالیاں دیں، کہنے لگے چھوٹی دوائی کا ڈھکن تم نے اس پر رکھدیا، بچے بیمار ہوجائیں گے، اس بات پر انہوں نے مجھ کو ماں بہن کی گالیاں دیں، میں نے کہا اپنی ماں بہن کو گالیاں دینا، اس بات پر انہوں نے ایک دفعہ ایک بار، پھر دو دفعہ کہا ”میں تجھے طلاق دے دوں گا“ رات کے دو بج رہے تھے، میرے گھر میں میرے اور میرے شوہر کے علاوہ اور کوئی جاگ نہیں رہا تھا، میرے سامنے طلاق کا نام سن کر میں گم سم ہوگئی، اور رات بھر روتے روتے کاٹی، صبح ہونے پر میرے شوہر نے مجھ سے ناشتہ بنوایا، ناشتہ کرنے کے بعد کہنے لگے دوپہر کا کھانا بناؤ، میں تجھے تیرے

بچے کے بغیر تیرے ماں باپ کے پاس بھیج دوں گا، میں نے سوچا میری بچی کو روک لیں گے، اس ڈر سے میں نے دوپہر کا کھانا بھی بنا دیا، پھر میرے شوہر کہنے لگے طلاق میں نے دیدی اور تو نے سنی، کوئی تیرے میرے بیچ گواہ نہیں ہے، تجھے طلاق نہیں ہوئی، میرے شوہر نے ایک دفعہ تو کہا ''میں طلاق دیدوں گا'' اور دوبارہ کہا ''میں نے طلاق دی''۔ اب آپ فرمائیں کہ مجھے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتية: زاہدہ خاتون، تمبا کو محلّہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دیدوں گا کے لفظ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لو قال: أطلقک لم یقع. (سکب الأنھر، دار الکتب العلمیة بیروت ۲/ ۱٤)

اور میں نے طلاق دی کے لفظ سے طلاق واقع ہوجاتی ہے اور جب شوہر نے یہ لفظ دو مرتبہ کہا، تو اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، عدت کے اندر رجعت کرکے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

وقعتا رجعیتین لو مدخولاً بھا، کقولہ أنت طالق أنت طالق. (در مختار مع الشامي، کتاب الطلاق، باب الصریح، زکریا ٤/ ٤٦٣، کراچي ۳/ ۲٥۲) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲؍ ۴۲۸۳)

میں نے طلاق دی دو مرتبہ کہنا

سوال [۶۳۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد حنیف اور ان کی بیوی کے درمیان کسی بنا پر جھگڑا ہو رہا تھا، محمد حنیف نے اپنی بیوی کو تنگ کرنا شروع کردیا، اتنے میں محمد حنیف کا چھوٹا بھائی، محمد نعیم آ گیا، تو اس

نے اپنے بڑے بھائی محمد حنیف کوڈانٹا کہ تم ہر وقت اس کو تنگ کرتے رہتے ہو، محمد حنیف نے کہا کہ یہ میری بیوی ہے، میں چاہے جو کروں، تو کون ہوتا ہے؟ جھگڑا زیادہ بڑھ گیا، تو محمد حنیف نے اپنی بیوی صافیہ کو کہا ’’میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی‘‘ اس طرح کہا اس پر گواہ بھی موجود ہیں اور پھر محمد حنیف جا کر سو گیا، کیا اس صورت میں محمد حنیف اپنی منکوحہ صافیہ کے ساتھ گذشتہ زندگی کی طرح زندگی بسر کرسکتا ہے یا نہیں؟ امید کہ جواب سے نوازیں گے۔

المستفتی: محمد حنیف، دلپت پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب محمد حنیف نے اپنی بیوی کو دومرتبہ کہا کہ میں نے طلاق دی، تو اس سے اس کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، اب اگر محمد حنیف دوبارہ اسی کے ساتھ رہنا چاہتا ہے، تو عدت گذرنے سے پہلے پہلے رجعت کرکے اس کے ساتھ گذشتہ زندگی کی طرح زندگی بسر کرسکتا ہے؛ لیکن پھر اس کے بعد کبھی اگر ایک طلاق بھی دیگا، تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی اور وہ اس پر بالکل حرام ہوجائے گی، پھر بغیر حلالۂ شرعیہ کے وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. كذا في الهداية. (عالمگيري، كتاب الطلاق ، الباب السادس في الرجعة، زكريا ۱/ ٤٧٠ "جديد زكريا ديوبند ۱/ ٥٣٣)

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طالق، أنت طالق. (الدر المختارمع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ۳/ ۲٥۲، زكريا ٤/ ٤٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۲۱۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹؍ ۱؍ ۱۴۲۵ھ

دو ماہ قبل دو طلاق دے کر پھر تجھے طلاق دیدوں گا کہنا

سوال [۶۳۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محفوظ حسین نے اپنی بیوی کو دومہینہ قبل دو طلاقیں دی تھیں، پھر دو ماہ کے بعد دوبارہ اس نے اب کہا کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: محمد عرفان، مانپور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف دو ہی مرتبہ طلاق دی ہے، تو اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، عدت کے اندر رجعت کرکے رکھنے کی گنجائش ہے اور بعد میں جو یہ کہا ہے کہ طلاق دیدوں گا، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله أنت طالق، أنت طالق. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥٢)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ر صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۲۴۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۱۵ھ

شوہر کا بیوی کو دو طلاق دینا اور اس کے حقوق ادا نہ کرنا

سوال [۶۳۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ یہاں نظام آباد صوبہ آندھرا پردیش میں شرعی پنچایت قائم ہے، جس میں تین مفتیان کرام اور دو علمائے کرام اور ایک قانونی وکیل صاحب کی موجودگی میں فریقین کے دعویٰ اور بیانات سن کر شرعی حل نکال کر معاملہ کی یکسوئی کرائی جاتی ہے۔

فی الحال زیر نظر قضیوں میں سے ایک قضیہ میں مدعیہ خاتون اور مدعی علیہ شوہر کے بیان کے بعد فیصلہ میں ہمیں دشواری ہورہی ہے، خاتون اور مدعی علیہ کے قضیہ کے متعلق مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ معاملہ کا فیصلہ فرمائیں اور ہماری رہبری فرمائیں۔

مسئلہ کی پوری تفصیل لکھی جارہی ہے تاکہ فیصلہ میں سہولت ہو، طوالت کی زحمت معاف فرمائیں۔

مضمون درخواست مدعیہ اشرف فاطمہ بنت جانا محمد طیب صاحب ساکن بودھن، ضلع نظام آباد، فون: 9032112440

جناب مولانا صاحب السلام علیکم عرض گذارش یہ ہے کہ میری ازدواجی زندگی کے تعلق سے آپ سے فیصلہ کی درخواست ہے کہ میری شادی اکتیس مارچ ۲۰۰۲ء میں جناب سید ہدایت علی صاحب ولد سید اسد اللہ صاحب مرحوم ساکن نظام آباد سے ہوئی، میری شادی سے ایک سال قبل خسر صاحب کا انتقال ہوچکا تھا، میری شادی میرے جیٹھ جناب سید یوسف علی صاحب کی سرپرستی میں ہوئی، شادی کے بعد مجھے نظام آباد میں سسرال میں مشترکہ خاندان میں رکھا گیا، میرے شوہر حیدرآباد میں ملازمت کیا کرتے تھے، مہینہ میں ایک دفعہ دو یا تین دن کے لئے آتے تھے مشترکہ خاندان میں میرے سات سال گذر چکے، اس دوران مجھے بہت مشکلات پیش آئیں، میرے دو بچے ایک لڑکا، ایک لڑکی ہے، مجھے زندگی میں ہر چھوٹی بڑی ضرورت کے لئے سسرالی رشتہ داروں سے عاجزی کرنی پڑتی تھی؛ کیونکہ میرے شوہر حیدرآباد میں رہا کرتے تھے، حتی کہ بچوں کے لئے دودھ لانے کے لئے مجھے سسرالی رشتہ دراوں میں سے بچوں پر بھی منحصر ہونا پڑتا تھا، دیورانی اور جٹھانی میں میری نہیں بن رہی تھی، بچوں کے بھی

لڑائی جھگڑے عورتوں کے بھی لڑائی جھگڑے ہوتے تھے، دیور بھی گالی گلوچ کرتے تھے، شادی کے ۶/ ماہ بعد مجھے سرکاری ملازمت مل گئی اور میں روزانہ نظام آباد سے بانسوڑہ آتی جاتی تھی، شروع میں ملازمت میں میری تنخواہ تھوڑی تھی، وہ آنے جانے میں بس کرائے، زکوۃ، بچوں کے اخراجات دواخانہ وغیرہ میں خرچ ہوتی تھی، اور تھوڑی جو بچ جاتی وہ گھر پر خرچ ہوتی تھی، اور میری مزید تعلیم پر بھی کچھ رقم خرچ ہوتی تھی؛ چوں کہ میرے شوہر حیدر آباد میں تھے، روزمرہ کی ضروریات ان سے نہیں کہہ سکتی تھی۔ اب میرے سسرال والے مجھے رکھنا نہیں چاہ رہے ہیں اور میرے شوہر بھی مجھے الگ رکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں؛ جبکہ میں الگ رہنے پر میری ساس اور مطلقہ نند ان کے بچہ کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے تیار ہوں اور میری تنخواہ جو اب ساڑھے سترہ ہزار ہے، اس میں سے زکوۃ وصدقات کے لئے تین ہزار روپیہ اور پھر میرے بچوں کے نام پر دو ہزار روپیہ اپنے پاس رکھ کر باقی ساڑھے بارہ ہزار اپنے شوہر کے ہاتھ میں خوشی سے دینے کے لئے تیار ہوں، بشرطیکہ وہ میرے ساتھ رہیں، وہ اب نظام آباد آچکے ہیں اور دو سال سے نظام آباد میں رہ رہے ہیں سسرال میں، اور مجھے میکہ رہنے کے لئے کہتے ہیں، ہماری نو سالہ زندگی میں کبھی بھی ایک مہینہ کے لئے بھی ہم ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہ سکے، میری سسرال والے میرے شوہر سے کہتے ہیں کہ آپ اپنی بیوی کو اس کے میکے میں ہی رکھئے اور مجھے سسرال میں آنے جانے کی اجازت نہیں ہے؛ جبکہ میرے شوہر میری سسرال میں ہیں اور میں اپنی میکے میں ہوں۔

بودھن میں دو سال سے میں ذہنی اذیت میں مبتلا ہوں میرے والد کو شوگر اور بی پی ہے، دو سال سے وہ میری اور میرے بچوں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں، میں مزید اپنے ماں باپ کے پاس رہنا اور ان کو تکلیف دینا نہیں چاہ رہی ہوں، میں یہ چاہ رہی ہوں کہ میرے شوہر بیوی بچوں کے ساتھ رہ کر اپنی ذمہ داری نبھائیں؛ جبکہ میرے شوہر اس بات کو نہیں مان رہے ہیں، سسرال میں سب بھائی بہنوں کی شادی ہو چکی ہے، سب بھائی اپنی فیملی کے ساتھ ہیں اور

اپنے بیوی بچوں کی تائید میں رہتے ہیں، سسرال کے تین گھر ہیں، دو گھر میری شادی کے وقت موجود تھے اور ایک گھر ایک سال پہلے میرے شوہر نے ملازمت ترک کر کے بنایا تھا پتہ نہیں وہ سارے گھر کس کے ہیں، مجھے تو سسرال کے کسی گھر میں رہنے کی اجازت نہیں ہے، وہ گھر جو میرے شوہر نے ٹھہر کر بنایا، وہ کرائے پر دیدیا گیا ہے اور پہلے کے دو گھر جو میری شادی کے وقت موجود تھے، اس میں سارے بھائی مشترکہ طور پر رہتے ہیں، میں بھی وہیں رہتی تھی، یہ ساری باتیں مجھے آپ سے اس لئے بیان کرنی پڑ رہی ہیں کہ میرے شوہر اور میرے سسرال والے مجھ سے بات نہیں کر رہے ہیں حتی کہ گھر کا فون نمبر بھی بدل ڈالا اور مجھے گھر پر آنے بھی نہیں دے رہیں، میرے شوہر کا فون نمبر میرے پاس ہے؛ لیکن فون کرنے پر وہ بھی نہیں اٹھا رہے ہیں، مہربانی فرما کر میرا مسئلہ حل کر دیجئے۔

میرے خسر صاحب ترکہ میں بہت سی جائیداد چھوڑ گئے، میری نندیں دیور اور جیٹھ میرے شوہر سے یہ کہہ رہے ہیں کہ تمہاری بیوی کو سرکاری نوکری حاصل ہے اور تم اپنے والد کی زندگی میں باہر جانے کے سلسلہ میں بہت سا پیسہ خرچ کر چکے۔ اب ہم تم کو حصہ نہیں دیں گے یا تو تم بیوی کو چھوڑ دو یا پھر اپنی بیوی کو نوکری چھوڑنے کے لئے کہہ دو، تب ہم تم کو حصہ دیں گے میرے شوہر ترکہ چھوڑنا نہیں چاہ رہے ہیں اور میرے شوہر اس لئے بھی مجھے میرے میکہ میں رہنے کو کہتے ہیں کہ میرے شوہر مجھے چھوڑنا نہیں چاہ رہے ہیں؛ کیونکہ دو بچے ہیں؛ لیکن بہن بھائی کی وجہ سے وہ میرے میکے میں رکھ کر خود بہن بھائیوں کے ساتھ رہ رہے ہیں اور بہن بھائیوں کے سامنے مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ تو میری بیوی نہیں ہے، میری ساس کے سوا سب بہن بھائی میرے شوہر پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ بیوی کو چھوڑ دو، اگر میرے شوہر کسی کو بھی کچھ قرض لیتے ہیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں، میرے جیٹھ دیور اور نندیں میرے شوہر کو ہر وقت یہ طعنہ دیتی ہیں کہ تم نے گھر کے لئے کچھ بھی نہیں کیا، میری ساس میری طرفدار ہیں، مجھے نوکری میری شادی کے بعد ملی، نوکری بانسوڑہ پچاس کلومیٹر

دور تھی، میرے شوہر بانسوڑہ میں رہنے پر راضی تھے؛ لیکن سسرال والے اجازت نہیں دیتے، تو میں دو بچوں کو چھوڑ کر مجبوراً بانسوڑہ آتی جاتی رہی، ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ چھ ماہ قبل میرے شوہر میرے پاس آئے تھے، اور میری تنخواہ ان کے ہاتھ میں دینے کے لئے کہا اور کہا کہ بڑے بھائی مجھے آپ کی تنخواہ اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لئے کہتے ہیں ''اگر تم نے اپنی تنخواہ مجھ کو نہیں دی، تو میں تم کو چھوڑ دوں گا'' کیونکہ میرے گھر والے بھی مجھے بہت تنگ کر رہے ہیں اور میں تمہاری طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے پاگل ہو رہا ہوں؛ لیکن میں نے ان کو تنخواہ نہیں دی، مجھے میکہ میں رکھ کر ان کا میری تنخواہ لیجا کر اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا، مجھے پسند نہیں آیا، اور میں نے ان سے کہا کہ جب آپ میرے ساتھ رہیں گے، تب ہی میں اپنی تنخواہ آپ کے ہاتھ میں دوں گی، اس کے بعد پھر وہ میرے پاس نہیں آئے، اس درخواست کے موصول ہونے کے بعد شرعی پنچایت مدعیہ خاتون اور ان کے شوہر کو ۲۶؍ مارچ ۲۰۱۱ء کے اجلاس میں بلوایا گیا، وہ دونوں حاضر ہوئے اور شوہر نے مندرجہ ذیل بیان بعد الحلف دیا۔ مضمون بیان سید ہدایت علی صاحب (مدعیٰ علیہ)

(۱) میری بیوی میرے تابع یعنی میرا کوئی حکم نہیں مانتی، میری بیوی تقریباً ڈھائی سال سے اپنے میکہ میں رہ رہی ہے اور بغیر اجازت اور میری منشاء کے خلاف چلی گئی، اس کے ایک سال کے اندر اندر میرا سسرال آنا جانا رہا۔ اب اس سال رمضان میں میرا آنا جانا بند ہوگیا۔

(۲) میری اہلیہ بغیر مشورہ کے کام کرتی ہے، یہ سب سے اہم شکایت ہے۔

(۳) ہاں میں اپنے بھائی بہنوں کی موجودگی میں یہ بول چکا ہوں کہ ''تو میری بیوی نہیں'' میرے بھائیوں نے میری بیوی کو چھوڑنے کے لئے کبھی بھی دباؤ نہیں ڈالا۔

(۴) بیوی کے بانسوڑہ میں رہنے کے لئے میں راضی نہیں تھا۔

(۵) یہ صحیح ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو تنخواہ میری تحویل میں دینے کے لئے کہا؛ لیکن تنخواہ نہ دینے پر ''چھوڑنے کی بات نہیں کی'' ملازمت کی وجہ سے مکمل ایک مہینہ ہم ساتھ نہیں رہ سکے،

الگ، رہنے کے سلسلے میں میں نے اپنے بڑے بھائی سے مشورہ کے بعد یہ کہا کہ اس سال گھر کی تعمیر ہورہی ہے، اس کے بعد ہم اپنے ذاتی مکان میں شفٹ ہوجائیں گے، لیکن اس کے بعد نااتفاقی ہوگئی اور پروگرام ویسا ہی رہ گیا۔

(۶) پہلے جیسے اپنے بھائی اور والد کے ساتھ میرے گھر آنا چاہتی ہیں، تو اجازت ہے میرا سابقہ فون نمبر وہی ہے بدلا نہیں ہے۔

بیوی اور شوہر کے بیانات مذکورہ سن کر شرعی پنچایت نے دونوں سے دفتر میں گفتگو کی اور عبوری فیصلہ دیا، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

مذکورہ بالا عبوری فیصلہ ۶/اپریل ۲۰۱۱ء کو ہوا، اور دونوں فریق عبوری فیصلہ پر راضی ہوکر چلے گئے، پھر دوبارہ بتاریخ ۸/جنوری ۲۰۱۴ء کو مدعیہ اشرف فاطمہ نے درخواست دی کہ اپریل ۲۰۱۳ء سے میاں بیوی میں دوری رہی یعنی عبوری فیصلہ سے دو سال تک ساتھ رہے، پھر اپریل سے دوری ہوئی اور مدعیہ نے لکھا کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان دوری ہے، وہ مجھے اپنے ساتھ رکھنے کے لئے تیار بھی نہیں ہے اور کوئی بھی فیصلہ نہیں کرتے، میری آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ آپ ہمارے مابین کوئی فیصلہ کردیں، جس میں ہماری دونوں جہاں کی بھلائی ہو، اس درخواست کے بعد بتاریخ ۲۶/جنوری کو شرعی پنچایت نے مدعیہ اور مدعی علیہ کو طلب کیا دونوں حاضر اجلاس ہوئے اس اجلاس میں سید ہدایت علی (مدعی علیہ) نے ایک خط پیش کیا جو اشرف فاطمہ نے اپنے جیٹھ سید یوسف صاحب کو لکھا تھا، اس خط کے اہم اجزاء درج ذیل ہیں۔

بھیا آپ کے بھائی مجھے اپنے ساتھ رکھنا بھی نہیں چاہتے ہیں اور کوئی فیصلہ بھی نہیں کرتے، نو مہینوں سے ہمارے درمیان دوری ہے ''وہ مجھے دوبار طلاق دے کر رجوع ہوگئے'' اور مجھ سے کہتے ہیں کہ ''مجھے تجھ سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، مجھے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے، بھیا کے بولنے سے میں نے شادی کرلی تھی'' یہ الفاظ طلاق بائن میں آتے ہیں اور یہ الفاظ وہ کئی بار کہہ

چکے ہیں اوران کے رویہ سے یہ بات واضح ہے کہ وہ ساتھ زندگی گذارنا نہیں چاہتے، ان کے ساتھ رہنے میں آپ کی بھتیجی خودان کی بیٹی کی عصمت کوان سے خطرہ ہے؛ کیونکہ انہوں نے سید ساجدہ فوز (ہم دونوں کی بیٹی) کیساتھ نازیبا حرکت کی ہے‘‘ میرے منع کرنے پر مکر گئے اور مجھے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا، اور کہا کہ کیا میری بہنیں نہیں ہیں‘‘ بچی کیساتھ اس نے جو نازیبا حرکت کی اس بات کو میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں، وہ آدمی دین سے بہت دور ہے، محتاجی کفر تک لے جاتی ہے، ان کے لئے حلال روزگار کی کوشش کیجئے میں بھی مدد کے لئے تیار ہوں محتاج رہتے ہوئے وہ کمیونزم کی طرف جارہے ہیں، ان کو شراب کی عادت ہے، جس کی آپ سب لوگوں کو خبر ہے، میں بچوں کو شرابی باپ کے حوالہ نہیں کرسکتی اور میں بچوں کا خرچ نہیں لوں گی۔ فقط

شرعی پنچایت نے اس خط کے اہم الفاظ کو سامنے رکھتے ہوئے مدعیہ اشرف فاطمہ سے ایک حلفیہ بیان لیا جو درج ذیل ہے۔

مضمون بیان بعد الحلف اشرف فاطمہ مدعیہ۔

(۱) شوہر نے پچھلے عرصہ میں جھگڑے کے دوران طلاق کا لفظ بولا، پھر شام میں گھر آکر رجوع کرلیا، پھر دوسری مرتبہ مارچ ۲۰۱۱ء میں ۳؍تاریخ کو شرعی پنچایت میں درخواست دینے سے پندرہ بیس دن قبل طلاق کا لفظ بولا اور رجوع کرلیا۔

(۲) جس وقت ۳؍مارچ ۲۰۱۱ء کو میں نے شرعی پنچایت میں درخواست دی تھی، اس سے دو سال قبل میں دو سال تک میکہ میں رہی تھی، جس کا میں نے درخواست میں تذکرہ بھی کیا ہے، اس دوران جب بھی فون پر بات ہوتی تو کہتے کہ ’’مجھے تجھ سے کوئی لینا دینا نہیں ہے‘‘

(۳) ساجدہ فوز میری بیٹی ہے، اب نو سال کی ہے؛ جبکہ وہ آٹھ سال کی تھی تو میرے شوہر نے اپنی سگی بیٹی کے ساتھ نازیبا حرکت کی دست درازی کی، بچی نے مجھے یہ بات بتلائی، میں نے بچی کو قریب جانے سے منع کردیا، وہ بھی کہتے ہے کہ بچی کو دور رکھو۔

(۴) میرے خسر کے انتقال کے بعد سے آج تک ان کی جائیداد تقسیم نہیں ہوئی؛ جبکہ ان کا انتقال میری شادی سے ایک سال قبل ہوا، اور بڑے جیٹھ نے ابھی تک تقسیم نہیں کی۔

(۵) جب ہم مشترکہ خاندان میں تھے اور مجھے جب معلوم ہوا کہ میرے شوہر گھر میں رقم نہیں دیتے ہیں؛ حالانکہ مشترک لوگ رقم مانگتے ہیں، تب میں نے ٹیچر کی ملازمت شروع کردی اور سات سال تک ہر ماہ میں تنخواہ اپنے شوہر کو دیتی تھی، صرف بس کرائے کے پیسے اور دودھ کے پیسے اپنے پاس رکھتی تھی۔

مدعیہ کے اس بیان کے بعد شرعی پنچایت نے مدعی علیہ سید ہدایت علی ولد سید اسرار اللہ مرحوم سے حلفیہ بیان لیا جو درج ذیل ہے۔

(۱) میری بیوی کے بیان میں جو ہے ''میں نے طلاق کا لفظ کہا اور رجوع کرلیا'' یہ غلط ہے اور شرعی پنچایت میں درخواست دینے سے پندرہ بیس روز قبل طلاق دینے کی جو بات ہے، وہ بھی غلط ہے۔

(۲) میرے ان جملوں سے کہ ''مجھے تجھ سے کچھ لینا دینا نہیں ہے'' طلاق کا ارادہ نہیں تھا اور میں نے ایسے الفاظ نہیں کہے ہیں۔

(۳) میری بیٹی کے سلسلہ میں جو بات لکھی ''وہ مجھ پر الزام ہے'' میں نے اپنی بیٹی کے ساتھ نازیبا سلوک نہیں کیا اور کوئی بھی سرپرست ایسا نہیں کرسکتا؛ جبکہ میں جانتا ہوں اسی طرح میں نشہ میں بھی نہیں تھا، اور میں شراب نہیں پیتا ہوں۔ فقط

خلاصہ: اس پورے مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک خاتون دعویٰ کرتی ہے کہ وہ بہت ستائی ہوئی ہے اور پریشانیوں میں ہے۔

(۱) خاتون بیوی کا دعویٰ ہے کہ ۳/ مارچ کو شرعی پنچایت میں درخواست دینے سے قبل ہی کے زمانہ میں شوہر نے اس کو ایک طلاق دی، پھر رجوع کرلیا، پھر چند روز بعد ایک دوسری طلاق دی، پھر رجوع کرلیا، اور اس سلسلہ میں شوہر ان دونوں طلاقوں کا انکار کرتا ہے۔

(۲) خاتون کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ ۳/ مارچ کو درخواست دینے سے قبل میں دو سال میکہ میں تھی اور جب بھی فون پر گفتگو ہوتی تو شوہر اکثر کہتے تھے کہ مجھے تجھ سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، اس تعلق سے شوہر نے بیان دیا کہ ان جملوں سے میرا ارادہ طلاق کا نہیں تھا۔

(۳) تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ جو ۳/ مارچ ۲۰۱۱ء کی درخواست میں ہے کہ شوہر نے کہا کہ تو میری بیوی نہیں ہے اور شرعی پنچایت کے روبرو شوہر نے اس کا اقرار بھی کرلیا کہ ہاں میں نے ایسا کہا ہے، تو اس جملہ کا کیا حکم ہے؟ بعد میں شرعی پنچایت والوں نے شوہر سے نیت معلوم کی، تو شوہر نے کہا کہ اس جملہ کے کہنے سے طلاق کا ارادہ نہیں تھا۔

(۴) چوتھا دعویٰ یہ ہے کہ شوہر نے خود کی سگی بیٹی کے ساتھ جبکہ وہ آٹھ سال کی تھی نازیبا حرکت کی ہے اور خاتون نے کہا کہ یہ بات بچی نے بتلائی ہے اور میری نظر بھی ایک بار پڑی اور شوہر اس فعل کا انکار کرتا ہے، خاتون نے کہا کہ اللہ کی قسم کھا کر وہ یہ بات کہتی ہے اور منع کرنے پر شوہر نے ہاتھ بھی اٹھائے، اب حضرات علماء کرام مفتیان عظام سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ کے فیصلہ میں رہبری فرمائیں اور حل تجویز فرمائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں آمین۔

نوٹ: واضح ہو کہ نمبر ۳ر میں جو دعویٰ ہے کہ شوہر نے کہا کہ تو میری بیوی نہیں ہے یہ طلاق بائن بننے والا جملہ دعویٰ نمبر ۱ر سے پہلے کا ہے یعنی دو طلاق دے کر رجوع کرنے سے پہلے کا ہے۔ اگر جلد جواب مل جائے، تو بڑی نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: اراکین شرعی پنچایت، ضلع وشہر نظام آباد (ایم پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کی طرف سے دو طلاق رجعی کا دعویٰ ہے، جس کا شوہر انکار کررہا ہے، اگر بیوی کے پاس ان طلاقوں کے ثبوت کے لئے شرعی گواہ نہیں ہیں، تو شوہر کی بات کا اس کی قسم کے ساتھ اعتبار کیا جائے گا؛ اور چونکہ طلاق رجعی کا دعویٰ ہے؛ اس لئے بیوی کو شوہر کے ساتھ شرعی طور پر رہنے کا حکم ہے۔ اب رہا شوہر کا جملہ کہ تو میری بیوی

نہیں ہے اور مجھے تجھ سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، ان الفاظ سے اگر شوہر نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، جیسا کہ مذکورہ تحریری بیان سے واضح ہوتا ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

لوقال لامرأته: لست لي بامرأة–إلى–فإن قال: أردت به الكذب يصدق في الرضا والغضب جميعاً، ولايقع الطلاق، وإن قال نويت الطلاق يقع الطلاق. (هندية، زكريا ۱/ ۳۷۵ كتاب الطلاق الفصل الخامس فى الكنايات جديد ۱/ ٤٤۳، بدائع الصنائع، زكريا ۳/ ۱۷۱)

ولو قال: لا حاجة لي فيک ونوى الطلاق لا يقع. (قاضيخان على الهندية، ۱/ ٤٦۸ كتاب الطلاق فصل فى الكنايات والمدلولات جديد زكريا ۱/ ۲۸٤)

ويقع بباقيها–البائن إن نواها (الدر المختار) لست لي بامرأة وما أنا لک بزوج. (شامي، كراچي ۳/ ۳۰۳، زكريا ٤/ ۵۳٤)

وتطلق بلست لي بامرأة، أو لست لک بزوج إن نوىٰ طلاقاً.

(البحر الرائق، زكريا ۳/ ۵۳۰، كراچي ۳/ ۳۰۵)

اور بیٹی کے بارے میں جو بات کہی گئی ہے، عورت کو اس طرح کی باتیں کرنے میں محتاط رہنا چاہئے، اور خدانخواستہ اگر اس طرح کی کوئی بات ہو بھی تو آٹھ سالہ بچی کے بارے میں کوئی شرعی حکم نہیں لگتا، باپ نے اگر پیار ومحبت میں ایسا عمل کیا ہے، تو یہ باپ کی طرف سے شفقت ہے، اس کو بدنیتی پر محمول کرنا غلط ہے، شادی کا اصل مقصد میاں بیوی کا ساتھ میں گذارہ کرنا ہے، مذکورہ جوڑوں کے درمیان کی جو داستان سامنے آئی ہے، اس سے صاف واضح ہے کہ اتنے لمبے عرصے میں میاں بیوی دونوں کا ایک مہینے کے لئے بھی ایک ساتھ رہنا نہیں ہوا ہے، جو بڑے افسوس کی بات ہے، اور دونوں کے بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر کی طرف سے شرعی طور پر بیوی کے حقوقِ زوجیت ادا کرنے میں انتہائی لاپرواہی اور کوتاہی ہوئی ہے اور شوہر کے غیر ذمہ دارانہ رول کی وجہ سے بیوی کو نوکری کرنی پڑی، اور مذکورہ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر اتنا لمبا عرصہ گذرنے کے بعد بھی بیوی کے حقوق ادا

کرنے میں اپنے بھائیوں اور خاندان والوں کے تابع رہنے کی وجہ سے ناکام ہے اور شوہر کے بیان میں کہیں بھی اس کا اظہار نہیں ہے کہ شوہر نے دور رہنے کے زمانہ میں بھی بیوی کو کوئی خرچ دیا ہو، اس کے برخلاف بیوی کی طرف سے شوہر کو پیسے دینے کا تذکرہ موجود ہے، ان سب باتوں کے پیش نظر شرعی پنچایت پر ضروری ہے کہ شوہر کے اوپر یہ بات لازم کردے کہ بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرے اور شوہر کے خاندان والوں کی طرف سے اس بات کا دباؤ ڈالنا کہ نوکری چھوڑ دے یا طلاق دیدے، یہ ناجائز دباؤ ہے، اگر شوہر کے پاس بیوی کو رکھنے کے لئے الگ سے رہائشی مکان ہے اور بیوی بچوں کا پورا خرچہ ادا کرنے کا مکمل ذریعہ معاش اس کے پاس موجود ہے، تو اس کو حق پہنچتا ہے کہ بیوی کی نوکری چھڑوا دے اور اپنی کمائی کے بل بوتے پر بچوں کی پرورش کرے؛ جبکہ مذکورہ تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ شوہر کے پاس ایسا انتظام نہیں ہے، ایسے حالات میں شرعی پنچایت دونوں طرف کی باتوں پر غور کر کے میاں بیوی کے درمیان تعلقات کو ہموار کر کے ساتھ رہنے کی شکل پیدا کرے اور مذکورہ حالات سے پتہ چلتا ہے کہ خاندانی لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے میں دشواری ہے؛ اس لئے شوہر پر لازم کیا جائے کہ بیوی کو الگ رکھ کے حقوق زوجیت ادا کرے اور یہ شوہر کے اوپر شرعی ذمہ داری ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۵۵۲/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۶/۲ھ

’’طلاق، طلاق، طلاق ان شاء اللہ‘‘ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۳۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اختر علی نے اپنی بیوی کو فون پر لڑائی کے دوران ایک ہی سانس میں یہ الفاظ کہے

''طلاق، طلاق، طلاق ان شاء اللہ'' تو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور کیا دوبارہ ساتھ رہنے کی کوئی شکل ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: اختر علی، ٹانڈہ بادلی، رام پور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو فون پر یہ کہا ہے کہ تجھے طلاق، طلاق، طلاق ان شاء اللہ، تو ایسی صورت میں آخری طلاق ان شاء اللہ کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے واقع نہیں ہوئی، پہلی اور دوسری طلاق واقع ہوچکی ہے؛ لہٰذا طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوئی، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح رہنے کی گنجائش تھی؛ لیکن شوہر سے زبانی معلوم ہوا کہ اس واقعہ کو ایک سال ہوچکا ہے اور میکہ میں رہ رہی ہے، اوراس درمیان میں رجعت نہیں ہوئی ہے؛ اس لئے عدت بھی پوری ہوچکی ہے؛ لہٰذا اب اگر دونوں ساتھ میں رہنا چاہیں تو دوبارہ نکاح کر کے ساتھ رہنے کی گنجائش ہے اور حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۳/۱۱۴)

إذا قال لامرأته: أنت طالق إن شاء اللّٰہ تعالیٰ متصلاً به لم يقع الطلاق. (هندية كتاب الطلاق الفصل الرابع في الاستثناء جديد زكريا ديوبند ١/٥٣٠ زكريا ١/٤٥٤)

لو قال: أنت طالق واحدةً وثلاثاً إن شاء اللّٰہ صح بالإجماع، وكذلك أنت طالق، وطالق، وطالق إن شاء اللّٰہ؛ لأنه لم يتخلل بينهما كلام لغو. (هندية، زكريا ١/٤٦٠ كتاب الطلاق الفصل الرابع في الاستثناء جديد زكريا ديوبند ٥٢٥١ زكريا ١/٤٥٤)، تبيين الحقائق، زكريا ٣/١٣٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هندية، كتاب الطلاق، الباب السادس

فی الرجعة الخ زكريا ١/ ٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ١/ ٥٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ربیع الاول ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۶۴۴)

فون پر دو طلاق دینا

سوال [۶۲۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت جس کا شوہر رمضان المبارک میں دہلی میں اقامت پذیر تھا، عورت اپنے شوہر سے اجازت لے کر اپنی ماں کے یہاں گئی ہوئی تھی، چند ایام کے بعد اس کے شوہر نے فون پر اپنے گھر جانے کو کہا؛ لیکن تھوڑی سی تاخیر ہوگئی، جس کی وجہ سے اس شوہر نے فون پر ہی گالی دینا شروع کر دیا اور فون پر ہی دو طلاق دیدی، جس کی وجہ سے وہ عورت اپنی ماں کے یہاں ہی مقیم ہے، یہ واقعہ رمضان کے اخیر عشرہ میں پیش آیا، تو کیا بیوی اپنے شوہر کے پاس رہ سکتی ہے؟ شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: اکبر علی ارریاوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کے اندر جو بات بیان کی گئی ہے، اگر وہ صحیح ہے، تو بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں؛ لہٰذا اگر شوہر اس کو اپنے نکاح میں باقی رکھنا چاہتا ہے، تو عدت کے اندر اندر قول یا فعل کے ذریعہ سے رجعت کرکے پہلے کی طرح بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے؛ البتہ بعد میں شوہر صرف ایک طلاق کا مالک ہوگا۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً، أوتطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٩)

وقعتار جعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(شامي، كراچي ٣/ ٢٥٢، زكريا ٤/ ٤٦٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۵۴۵)

بیوی کی عدم موجودگی میں دو مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۳۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ساجد اور ماجد دونوں بھائیوں میں کسی بات کو لے کر جھگڑا ہوا، ساجد کو کسی بات پر غصہ آیا، اس نے دو بار یہ الفاظ کہے کہ ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، میں نے بیوی کو طلاق دیدی'' کیا دو مرتبہ کہنے سے طلاق ہوگئی؛ جبکہ بیوی وہاں پر موجود بھی نہ تھی، جھگڑا دوسرے مکان میں ہو رہا تھا اور نہ تو جھگڑے میں بیوی کی کوئی بات نہ اس کا کوئی بیچ تھا، نہ تو وہ وہاں پر موجود تھی، اب بیوی کہتی ہے میں یہ طلاق نہیں مانوں گی؛ کیونکہ نہ تو میں نے سنا ہے، نہ ہی میں وہاں موجود تھی، نہ میں یہاں سے جاؤں گی، طلاق کے الفاظ صرف دو مرتبہ کہے ہیں؛ لہٰذا آپ حضرات قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: نیاز احمد، سیتاپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے الفاظ جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہیں، اگر صرف دو مرتبہ شوہر نے استعمال کیے ہیں، تو اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں اور طلاق کے وقت بیوی کا سامنے موجود ہونا یا بیوی کا سننا لازم نہیں ہے، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح زندگی گذارنے کی گنجائش ہے، رجعت کا مطلب یہ ہے کہ تین ماہواری پوری ہونے سے پہلے پہلے دونوں میں ہمبستری ہوجائے یا شوہر زبان سے کہہ دے کہ میں نے رجعت کرلی۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق. (شامي،

کتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/ ٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۶/۲۴ھ

دو مرتبہ طلاق دیتا ہوں کے الفاظ سے طلاق

سوال [۶۲۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں دلشاد حسین یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے جوش میں آکر ذرا سی تکرار پر اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دیتا ہوں کہا تھا، وہ اپنے میکہ چلی گئی۔ اب میں آپ کی خدمت میں یہ تحریر پیش کرتا ہوں کہ حدیث کی روشنی میں میرے لئے کیا حل ہے ایسی حالت میں میں مجھے کونسی صورت اختیار کرنی چاہئے کہ میں اپنی بیوی کو گھر لا سکوں؟ مجھے حلالہ کرانا ہوگا یا نہیں؟ مجھے پتہ چلا ہے کہ کچھ گنجائش باقی ہے۔

المستفتی: دلشاد حسین، محلّہ مقبرہ حصہ دوم، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر آپ نے صرف دو مرتبہ طلاق دی ہے اور اپنے اس بیان میں آپ سچے ہیں، تو ایسی صورت میں آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، عدت کے اندر اندر بغیر نکاح کے رجعت کر کے رکھنا جائز ہے اور عدت کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح کر کے رکھنے کی اجازت ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق أنت طالق.

(در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/ ٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ ر جمادی الاولی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۳۹۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۲۸ھ

مختلف الفاظ صریح سے طلاق دینا

سوال [۶۳۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی سے آپسی تکرار کے دوران ایک دفعہ یہ کہا طلاق دیدوں گا، پھر دوبارہ کہا طلاق دیدی، پھر دومنٹ کے بعد کہا طلاق، بیوی کہتی ہے کہ فارغ خطی دی، آزاد کیا کہا ہے، شوہر ان الفاظ کا منکر ہے اور مذکورہ بالا الفاظ کا اقرار کرتا ہے، تو شرعاً کونسی طلاق ہوئی؟ اب دوبارہ ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محمد ندیم مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ شوہر نے دوطلاق کا اقرار کیا ہے؛ لہٰذا اس سے دوطلاق رجعی واقع ہوگئیں اور بیوی کا یہ کہنا کہ فارغ خطی دی یا آزاد کیا کہا ہے، یہ الفاظ بھی ہمارے عرف میں بیوی کے حق میں طلاق ہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں؛ اس لئے اس سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ دونوں میاں بیوی دوطلاق پر متفق ہیں؛ البتہ دونوں کے الفاظ اور تعبیر میں فرق ہے، اور آئندہ کبھی بھی ایک طلاق دیگا، تو بیوی بالکل حرام ہوجائے گی۔ (مستفاد: احسن الفتاوی ۵/۱۵۵)

ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ. (تنویر الأبصار، کتاب الطلاق، کراچي ۳/۲۳۵، زکریا۴/۴۳۸)

ولو أقر بالطلاق کاذباً أوهازلاً وقع قضاءً لا دیانةً. (شامي، زکریا۴/۴۴۰، کراچي۳/۲۳۶)

إذا طلق الرجل امرأته تطلیقةً رجعیةً، أوتطلیقتین، فله أن یراجعها في عدتها. (هدایة، اشرفي دیوبند ۲/۳۹۴، هندیة، زکریا۱/۴۷۰، کتاب الطلاق

الباب السادس فی الرجعة الخ جدید زکریا دیو بند ۱/ ۵۳۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۷۵۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۰/۳/۵ھ

دومرتبہ طلاق دی، پھر باہر آکر کہا میں نے اس کو طلاق دیدی

سوال [۶۳۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے جھگڑے میں کمرہ کے اندر اپنی بیوی کو دومرتبہ یہ الفاظ کہے کہ ''میں نے تجھے طلاق دی، اس کے بعد وہ شخص کمرہ سے باہر آگیا، اس نے پھر یہ کہا ''میں نے اس کو طلاق دیدی، پھر وہ شخص دروازے پر آگیا، کسی دوسرے شخص نے معلوم کیا کیا ہوگیا، تب اس شخص نے کہا کہ ''میں اس کو طلاق دے آیا'' اس صورت میں عورت پر کتنی طلاق واقع ہوئیں؟ اب نکاح کی کیا صورت ہوگی، اس واقعہ کو چار مہینے گذر چکے ہیں، دونوں میاں بیوی نہیں ملے۔

المستفتی: احمد نبی، موضع ہری نور پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: کمرے کے اندر رہ کر دومرتبہ ''میں نے تجھے طلاق دی'' کے الفاظ سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش تھی، اور عدت پوری ہوجانے کے بعد بغیر حلالہ نکاح جدید کر کے رکھنے کی گنجائش ہے اور پھر کمرہ سے باہر آکر اس کا یہ کہنا کہ میں نے اس کو طلاق دیدی، یہ غورطلب الفاظ ہیں، اگر یہ الفاظ کسی دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے اس کو سنانے کے لئے کہا ہے، تو یہ کمرہ کے اندر دی ہوئی طلاق کی خبر ہے، اس کی وجہ سے الگ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اگر اس نے کمرہ سے باہر آکر یہ الفاظ کسی کے سامنے نہیں کہے ہیں، تو وہ خبر نہیں ہے؛ بلکہ اس سے

بھی الگ سے ایک طلاق واقع ہوجائے گی، تو ایسی صورت میں دو طلاق کمرے میں ایک طلاق باہر کل تین طلاقیں شمار کی جائیں گی، طلاق مغلظہ ہونے کی وجہ سے بیوی بالکل حرام ہوجائے گی اور بغیر حلالہ کے نکاح بھی جائز نہیں ہے، اب وہاں پر کون سی شکل پیش آئی تھی، اس کے بارے میں شوہر اور گھر کے لوگ خود ہی فیصلہ کریں کہ کمرے سے باہر آکر کسی کے سامنے کہا تھا، یا کسی کے بغیر اپنے طور پر کہا ہے، اور پھر دروازہ سے باہر آکر دوسرے شخص کے معلوم کرنے پر یہ جو کہا ہے کہ میں اس کو طلاق دے آیا یہ ہر حال میں خبر ہے، اس کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض، كذا في الهداية. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، زكريا ١/ ٤٧٠ جديدزكريا ديو بند١/ ٥٣٣)

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق أنت طالق. (الدر المختار مع الشامي، كراچي٣/ ٢٥٢، زكريا٤/ ٤٦٣)

ولو قال لامرأته: أنت طالق، فقال له رجل: ما قلت؟ فقال: طلقتها، أو قال: قلت هي طالق، فهي واحدة في القضاء؛ لأن كلامه انصرف إلى الإخبار بقرينة الاستخبار. (بدائع الصنائع، زكريا٣/ ١٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۰؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۰۸۳)	۱۰/ ۶/ ۱۴۲۴ھ

”تجھے طلاق دینی ہے کے بعد“ سمجھ لو طلاق ہوئی“ کہنے سے طلاق

سوال [۶۲۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ایک ہی مجلس میں یہ کہتا ہے کہ تجھے طلاق دینی ہے دے کے

رہوں گا، سمجھ لو طلاق ہوئی ہے؛ جبکہ اس سے پہلے متعدد موقعوں پر بیس پچیس بلکہ اس سے بھی زائد مرتبہ یہ کہہ چکا ہے کہ تجھے طلاق دیدوں گا، صورت مسئولہ میں ہماری شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: کلیم اللہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذاکرۂ طلاق یعنی طلاق دینے کے لئے گفتگو کے درمیان شوہر کا یہ کہہ دینا ''طلاق ہوئی ہے، تو وہ طلاق کا اقرار ہے، اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے، اس کے بعد آئندہ جب بھی ایک طلاق دیگا، تو مغلظہ ہو کر شوہر پر بالکل حرام ہوجائے گی؛ اس لئے اس کا خیال رکھا جائے اور اس موقع سے پہلے اس نے جو بیس پچیس مرتبہ ''تجھے طلاق دیدوں گا'' تجھے طلاق دیدوں گا'' کہا ہے وہ طلاق دینے کی دھمکی اور طلاق کا وعدہ ہے، ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً أوهازلاً وقع قضاءً لا ديانةً. (شامي، زكريا ٤/ ٤٤٠، كراچي ٣/ ٢٣٦)

لو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء. (البحر الرائق، كوئٹه ٣/ ٢٤٦، زكريا ٣/ ٤٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۳؍ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۷۶۳/۳۷)	۱۴۲۶/۳/۱۳ھ

بیوی کو طلاق دے کر والد کو خبر دینا

سوال [۶۳۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ شرافت حسین ولد شوکت حسین نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دی، اور اپنے والد صاحب سے جا کر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، اس کو اس کے میکہ پہونچا دو؛ لہٰذا احکام شرعیہ سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: شرافت حسین ولد شوکت حسین، بیگم والی مسجد، صالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرافت حسین کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور بعد میں والد سے جا کر کے یہ جو کہا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، اس کو اس کے میکہ پہونچادو، وہ دی ہوئی طلاق کی خبر ہے، اس کی وجہ سے پھر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ لہٰذا عدت کے اندر اندر رجعت کر کے زن وشوہر کی زندگی گذار سکتے ہیں۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۵۱)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً...... فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (عالمگیري، کتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، زکریا ۱/ ٤٧٠، جدید زکریا دیوبند ۱/۵۳۳)

فإذا طلق الزوج زوجته رجعياً حل له العود إليها في العدة بالرجعة دون عقد جديد. (الموسوعة الفقهية الكيوتية ۲۹/۲۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ربیع الاول ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۹۸۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۳/۱۴۲۴ھ

دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد مختلف مقامات پر اس کی خبر دینا

سوال [۶۲۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر نے مجھے دو بار طلاق دی، اس کے بعد میرے شوہر گھر کے باہر چلے

گئے، اور کچھ دیر بعد پھر جب گھر کے اندر آئے، تو آکر کہا کہ میں نے اسے طلاق دیدی ہے، تو اس کو اس کے گھر بھیج دو۔

گواہ: محمد تسلیم نے بیان دیا کہ میں سوکر اٹھا، میں نے دونوں میں لڑائی دیکھی، انہوں نے میرے سامنے دو دفعہ طلاق طلاق کہا، پھر میں نے ان کو دھکے دے کر باہر نکال دیا، پھر بعد میں انہوں نے کتنی بار طلاق دی، مجھے معلوم نہیں۔

گواہ: محمد وہاب نے بیان دیا کہ میں سوکر اٹھا، تو میں نے ان دونوں میں لڑائی ہوتی دیکھی، لڑکے نے اپنی زبان سے کہا ’’میں نے تجھے دو دفعہ طلاق دی، میرے گھر سے نکل جا۔

میں نے اپنی بیوی کو غصہ میں دو مرتبہ طلاق دیدی۔ اور گھر سے باہر جاکر لوگوں سے کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، پھر میں گھر واپس آیا اور بیوی کی طرف اشارہ کر کے گھر والوں سے کہا ’’میں نے اس کو طلاق دیدی ہے‘ اس کو اس کے گھر پہونچا دو، یہ واقعہ پیش آیا۔ اب کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ طلاق چار بار ہوئی، دو مرتبہ تو طلاق دیدی تھی اور پھر باہر اور گھر میں جاکر اس کو دو مرتبہ بیان کیا، اب ایسی صورت میں کیا میرے لئے کوئی گنجائش ہے، اب میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں، میں نے ایک مولانا سے مسئلہ معلوم کیا تھا، انہوں نے بتلایا کہ طلاق دو ہی ہوئی ہیں، باہر اور اندر جاکر تو تم نے ان کو بیان کیا ہے، حکایت واقعہ ہے، میں یہ سمجھ رہا تھا کہ دو بار طلاق دے کر میں نے باہر لوگوں سے بیان کیا، پھر گھر میں گھر والوں سے کہا، تو تین چار بار ہوگئی؛ اس لئے جب لوگوں نے پنچایت میں معلوم کیا، تو میں نے تین چار مرتبہ بتلائی، اپنی سمجھ کے مطابق، اب شریعت کے فیصلہ سے آگاہ فرمائیں، اگر کوئی گنجائش ہو، تو میں بیوی کے ساتھ رہوں، ورنہ پھر جو بھی فیصلہ ہو بیان فرماکر مسئلہ واضح فرمائیں۔

المستفتی: محمد جاوید قاسمی چاند پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ذکر کردہ واقعہ اگر ایسا ہی ہے، جیسا کہ تحریر میں موجود ہے، تو پہلی مرتبہ اس نے جو دو طلاق دی ہے، اس سے دو طلاق رجعی واقع

ہوگئیں اور گھر سے باہر جا کر لوگوں سے جو یہ کہا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، اس سے اس کے دل میں پہلے واقعہ کی خبر دینا مقصد ہے، تو یہ خبر ہے اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اسی طرح گھر پرآ کر کے بیوی کی طرف اشارہ کر کے گھر والوں سے جو یہ کہا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دیدی ہے، اس کو اس کے گھر پہونچادو، اس میں بھی اگر اس کی نیت یہی رہی ہے کہ پہلے جو دو مرتبہ طلاق دی ہے، اس کی خبر دینا ہے، تو اس سے بھی کوئی طلاق نہیں ہوگی؛ کیونکہ یہ بھی خبر ہے، اسی طرح پنچایت میں لوگوں کے معلوم کرنے پر اس نے جو تین چار مرتبہ بتلائی ہے، اس میں بھی پہلے واقعہ کی خبر مقصود ہے، تو پنچایت کے سامنے تین چار مرتبہ اقرار کرنے اور بتلانے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ کیونکہ یہ بھی پہلے واقعہ کی خبر ہے، تو ایسے حالات میں بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے پہلے کی طرح رہنے کی گنجائش ہے اور آئندہ کبھی بھی ایک طلاق دے گا، تو بیوی کلی طور پر حرام ہوجائے گی۔ (امداد المفتیین ۵۹۶)

ولـو قـال لامرأته: أنت طالق، فقال له رجل: ما قلت؟ فقال: طلقتها، أو قال: قلت هي طالق، فهي واحدة في القضاء. (هندية، كتاب الطلاق، البلب الثانى في إيقـاع الطـلاق ، الفصـل الاول في الطلاق الصريح، زكريا ١/٣٥٥،جديد زكريا ديو بند١/ ٤٢٣، شامي، زكريا ٣/ ١٦٣)

لأن كلامه انصرف إلى الإخبار. (بدائع الصنائع، زكريا٣/ ١٦٣)

ولـو قـال لهـا: أنـت طـالـق، طالق، أو أنت طالق، أنت طالق، أو قال قد طـلقتک قد طلقتک، أو قال: أنت طالق، وقد طلقتک تقع ثنتان. (شامي، كراچي ٣/ ٢٩٣، زكريا ٤/ ٥٢١، هندية، زكريا١/ ٣٥٥ جديدزكريا ديو بند ١/ ٤٢٣)

ولـوقـال: أنـت طـالق الطلاق، وقال عنيت بقولي طالق واحدة، وبـقـولـي الـطـلاق أخرىٰ يصدق فتقع رجعيتان. (هـندية، زكريا ١/ ٣٥٥،

جدید زکریا دیوبند ١/ ٤٢٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٩/ ذی قعدہ ١٤٣٠ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٨/ ٩٨١٢)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٩/ ١١/ ١٤٣٠ھ

''میں نے تجھے طلاق دیدی'' سے طلاق کا حکم

سوال [٦٣٥١]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی میکہ میں تھی میں لینے کے لئے گیا، میں نے اسے اپنے ساتھ چلنے کو کہا، اس نے انکار کردیا، دوتین بار یہی صورت پیش آئی، مجھے اس پر غصہ آگیا اور میں نے اس سے کہا'' میں نے تجھے طلاق دی، دی'' کیا اس جملہ سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور کون سی طلاق ہوئی؟ اب میں بیوی کو ساتھ رکھنا چاہتا ہوں، دو بچے ہیں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد تا ثیر خاں، قاسم پور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر آپ کو رجعت کا اختیار ہے اور رجعت کا مطلب یہ ہے کہ شوہر یہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا یا میاں بیوی آپس میں زوجیت کا تعلق قائم کرلیں، تو اس سے رجعت ہو جائے گی، اور رجعت کرنے کے بعد میاں بیوی کی طرح زندگی گذارنا جائز اور درست ہو جائے گا، آئندہ اگر آپ نے ایک مرتبہ بھی طلاق کے الفاظ زبان سے نکالے تو طلاق مغلظہ ہو جائے گی۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٣٢ رصفر المظفر ١٤٢٨ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٨/ ٩١٨٢)

ایک ایک کر کے دو طلاق متصلاً دینا

سوال [۶۳۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے غصہ کی حالت میں خالدہ کو ایک ایک کر کے دو طلاق متصلاً دیدی، لفظ صریح کے ساتھ تو شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد سلیم ایوب نگر کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف دو ہی طلاق دی ہیں، تو دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے، اس کے بعد زندگی میں کبھی بھی ایک طلاق دیدے گا، تو بیوی بالکلیہ نکاح سے خارج ہو کر شوہر پر حرام ہو جائے گی؛ اس لئے اس بات کا دھیان ضرور رکھا کریں۔

ولو قال لها أنت طالق، طالق، أو أنت طالق، أنت طالق، أو قال: قد طلقتک (إلى قوله) تقع ثنتان. (عالمگيري، كتاب الطلاق، الفصل الاول فى الطلاق الصريح، زكريا قديم ١/ ٣٥٥،جديد زكريا ديوبند١/ ٤٢٣، در مختار مع الشامي، كراچي ٣/ ٢٥٢، زكريا ٤/ ٤٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۲۴۴)

ساس سے لڑائی کے دوران دو بار طلاق دینا

سوال [۶۳۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں شاہد میاں رام پور کا رہنے والا ہوں، میں نے اپنی بیوی کو اپنی ساس سے لڑائی

ہونے پر میں نے غصہ میں ۲ر بار طلاق کا لفظ کہدیا ہے۔

المستفتی: شاہد میاں، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر صرف دو ہی بار کہا ہے، تو اس سے دو طلاقیں واقع ہوگئیں، عدت کے اندر رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ر رجب المرجب ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۲۶۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/۷/۱۴۲۰ھ

نند بھاوج میں لڑائی دیکھ کر دو طلاق دینا

سوال [۶۳۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گھر میں داخل ہوا، تو نند بھاوج میں لڑائی ہو رہی تھی، میں نے غصہ میں دو مرتبہ بیوی سے "طلاق، طلاق" کہدیا، بیوی حاملہ ہے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کتنی طلاق ہوئیں، بیوی کو ساتھ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محفوظ الرحمٰن، مقبرہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے، تو سوال نامہ میں بیان کردہ صورت میں بیوی پر طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت کے اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی اجازت ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۸۶۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/ ۱۲/ ۱۴۲۳ھ

’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘ دو مرتبہ کہنے سے طلاق

سوال [۶۳۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی عشرت جہاں نے رات کے وقت مجھ سے طلاق کا مطالبہ کیا، تو میں نے اسے یہ الفاظ دو بار کہے کہ ’’میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی‘‘ اس کے بعد ہم دونوں شوہر بیوی کی طرح رہتے رہے اور وہ تمام تعلقات جو زوجین کے مابین ہوتے ہیں ہوئے، یعنی صحبت وغیرہ، اس کے بعد میری بیوی اپنے میکہ چلی گئی اور اب وہیں پر ہے، یہ الفاظ مذکورہ کہے ہوئے تقریباً ڈیڑھ ماہ ہوگیا ہے، اس صورت مسئولہ میں میرے لئے شریعت کا حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: رئیس احمد، ساکن نیا گاؤں، کانٹھ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر طلاق کے الفاظ صرف دو ہی مرتبہ استعمال کیے ہیں، تو اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، عدت کے اندر رجعت کی گنجائش تھی؛ لیکن دونوں اس کے بعد شوہر بیوی کی طرح تعلقات قائم کرچکے ہیں؛ اس لئے اس سے رجعت بھی ثابت ہوگئی ہے؛ لہٰذا اب دونوں ہمیشہ میاں بیوی کی طرح ساتھ میں رہ سکتے ہیں؛ لیکن جب بھی کبھی ایک مرتبہ زبان سے طلاق نکالے گا، تو بیوی بالکل حرام ہوجائے گی؛ اس لئے آئندہ بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

وقعتار جعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤ /٤٦٣، كراچي ٣/ ٢٥٢)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٧/محرم الحرام ١٤١٩ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٤/ ٥٩٣٨)

''طلاق دی، طلاق دی'' سے طلاق کا حکم

سوال [٦٣٥٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں مراد نبی ولد چھوٹے میاں ساکن محلہ نئی بستی مراد آباد کا ہوں، میری شادی مسلم قانون شریعت کے مطابق افروز بانو بنت شبیر علی ساکن چندوسی سے ہوئی تھی، میری بیوی عید الفطر سے اپنے والد کے گھر چندوسی گئی ہوئی تھی؛ لیکن ٢٥/ اپریل تک بھی میرے گھر واپس نہیں آئی، اسی سلسلہ میں مراد آباد میں محلّہ میں ایک پنچایت ہورہی تھی، جس میں میں نے غصہ میں دو مرتبہ ''طلاق دی، طلاق دی'' کہا، پھر میرے منہ پر میرے دوست نے ہاتھ رکھ دیا اور اس کے بعد کوئی ادائیگی نہیں ہوئی، اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس واقعہ کے بعد دو سرے دن دوپہر کو مجھے معلوم ہوا کہ میرے سسر نے میرے اور میرے گھر والوں کے خلاف قانونی کارروائی کردی ہے، تو میں نے وکیل کے مشورے پر ایک نوٹس اس بابت ارسال کردیا کہ چونکہ آپ نے مجھ سے اپنی لڑکی کی آزادی چاہی تھی؛ اس لئے میں نے آپ کی لڑکی کو طلاق دے کر آزاد کردیا تھا، یہ بات میں نے اپنا قانونی بچاؤ کرنے کے لئے کہی تھی۔

المستفتی: مراد نبی، نئی بستی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوئی؛ بلکہ دو

طلاق رجعی واقع ہوئی ہیں اور ایسی صورت میں شرعی طور پر بیوی کو عدت کے اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش باقی رہتی ہے، اور دوبارہ نکاح کی بھی ضرورت نہیں ہوتی اور جعت کی صورت یہ ہے کہ شوہر یوں کہدے کہ میں نے بیوی کو نکاح میں لوٹا لیا ہے، یا کچھ نہ کہہ کر بیوی کے ساتھ ہمبستر ہو جائے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/٤٦٣، كراچي٣/٢٥٢)

والرجعة أن يقول: راجعتک، أو راجعت امرأتي (وقوله) أويطأها، أويقبلها، أويلمسها بشهوة. (هداية، اشرفي ٢/٣٩٥)

اورنوٹس کے الفاظ پہلی طلاق کی خبر ہیں، طلاق کے لئے نیا جملہ نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ر محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۹۷۱/۳۴)

بیوی کو مخاطب بنا کر دو مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۳۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے مار پیٹ کے دوران جہاں پر اس کی ماں اور بہن بھی موجود تھی، طیش میں اپنی ماں سے شکایت کے لہجے میں کہا کہ آج یہ طلاق لے گی، اور بیوی کی طرف مڑ کر طلاق طلاق دو بار کہہ دیا، اس کے بعد چند لمحہ رک کر افسوس اور پچھتاوے کے لہجے میں کانپتے ہوئے پھر اپنی ماں سے کہا اماں آج اس نے طلاق لے ہی لی، اس کی یہی مرضی تھی، اس نے طلاق لے ہی لی، یہ یہی چاہتی تھی، کہتا ہوا وہاں سے رخصت ہوا، اوپر لکھی ہوئی صورت میں بیوی پر کتنی طلاق پڑیں اور اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد اخلاق انصاری، لکھیم پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا٤/٤٦٣، كراچي٣/٢٥٢)

اور بعد میں جو اس نے اپنی ماں سے کہا ہے کہ اماں یہ طلاق ہی چاہتی تھی، اس کی یہی مرضی تھی، اس نے طلاق لے ہی لی، یہ سب جملے خبر کے ہیں، ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ر صفر المظفر ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۶۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۲/۱۴ھ

”طلاق دلواؤ، طلاق دیدوں گا اور طلاق دیدی“ سے کتنی طلاق ہوئیں

سوال [۶۳۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دوران مخاصمہ میں نے پہلے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے باپ سے کہنا کہ طلاق دلواؤ، کچھ دنوں کے بعد میں نے کہا کہ ابھی طلاق دیدوں گا، پھر کافی دنوں کے بعد میری ان سے تو تو میں میں ہوئی، اسی دوران میری ممانی سے فون پر باتیں ہو رہی تھیں، میں نے کہا کہ انہیں یہاں سے لیجاؤ میں نے اسے طلاق دیدی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: شاہنواز عالم، مغلپورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ کہنا کہ ”اپنے باپ سے کہنا کہ طلاق دلواؤ“ اس لفظ

سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اس کے بعد ''ابھی طلاق دیدوں گا'' کے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان سے بھی کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور ممانی سے گفتگو کے دوران یہ جو کہا ہے کہ ''انہیں یہاں سے لیجاؤ میں نے اسے طلاق دیدی'' اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح رہنے کی گنجائش ہے۔

فالصريح قوله: أنت طالق، ومطلقة، وطلقتك، فهذا يقع به الطلاق الرجعي. (هداية، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق، اشرفي ديو بند ۲/۳۵۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹٤، هندية، زكريا ۱/٤۷۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ر شوال المکرّم ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۲۵۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱۰/۱۷ھ

دو طلاق دینے کے بعد تیسری طلاق دینے سے قبل منھ بند کردینا

سوال [۶۳۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امیر احمد نے آپسی تکرار میں اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دیدی، تیسری مرتبہ کہنے سے پہلے ہی امیر احمد کی ماں نے اس کے منھ کو بند کردیا، جس کی وجہ سے طلاق نہ دے سکا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ کتنی طلاق ہوئیں؟

المستفتی: اشرف خاں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں امیر احمد کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(در مختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچي ٣/٢٥٢، زكريا ٤/٤٦٣)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (عالمگيري، زكريا قديم ١/٤٧٠، جديد زكريا ديوبند ١/٥٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶؍۷۸۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸؍۱؍۱۴۲۴ھ

فارغ خطی کا لفظ طلاق صریح رجعی کیلئے ہے

سوال [۶۳۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''میں نے تجھے فارغ خطی دیدی'' تو اس سے طلاق رجعی صریح واقع ہوگئی یا طلاق کنائی بائن؟

المستفتی: محمد سالم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے دیار میں چونکہ لفظ ''فارغ خطی'' طلاق ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ اس لئے جب شوہر نے بیوی سے یوں کہا کہ ''میں نے تجھے فارغ خطی دیدی'' تو اس سے اس کی بیوی پر بغیر نیت کے بھی ایک طلاق رجعی صریح واقع ہوجائے گی۔

(مستفاد: احسن الفتاوی، زکریا دیوبند ۵/۱۵۵)

وقد مر أن الصريح مالم يستعمل إلا فيه من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/٥٣٠، كراچي ٣/٢٩٩)

صريحة مالم يستعمل إلا فيه، ولو بالفارسية، فمالا يستعمل فيها

إلا في الطلاق، فهو صريح يقع بلا نية. (شامي، زكريا ٤/٤٥٧، كراچي ٣/٢٤٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍۱۱۳۲۸)

فارغ خطی کے لفظ سے طلاق

سوال [۶۳۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی میں جھگڑا ہوا، جھگڑے کی وجہ سے اپنی بیوی سے کہا ''میں نے تجھے فارغ خطی دی'' اور مجھے دھیان نہیں کتنی مرتبہ دی اور زید کی بیوی کہتی ہے کہ مجھے میرے شوہر نے یہ لفظ کہا کہ ''جانکل میں نے تجھے فارغ خطی دی'' دوسری مرتبہ ''او میں نے تجھے طلاق دی'' تیسری مرتبہ ''جا میں نے تجھے فارغ خطی دی''۔

المستفتی: بندو، افضل گڈھ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فارغ خطی کا لفظ ہمارے عرف میں طلاق کے لئے بولا جاتا ہے؛ اس لئے مذکورہ لفظ سے طلاق صریح واقع ہوجائے گی اور جب تین مرتبہ کہا ہے، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔

إن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/٥٣٠، كراچي ٣/٢٩٩، احسن الفتاوی ٥/١٥٥)

أما الصريح: فهو اللفظ الذي لايستعمل إلا في حل قيد النكاح. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/١٦١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍۳۷۵۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۱۲/۱۸ھ

فارغ خطی کے لفظ سے طلاق کا حکم

سوال[۶۳۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ساس یا بیوی گھر سے یہ کہہ کرگئی کہ میں تم تینوں باپ بیٹے بہو کو پکڑ واؤں گی، میں اپنی بیوی سے یہ کہہ چکا تھا کہ جس دن تم تھانہ پر چلی گئیں، اسی دن میں تمہیں چھوڑ دوں گا، گھر میں ساس بہو میں لڑائی ہو رہی تھی، میری بیوی گھر سے یہ کہہ کرگئی کہ میں تھانہ پر جارہی ہوں، میں پیچھے سے گیا، میں اپنے پڑوس میں جاکر بیٹھ گیا وہ پیچھے آگئی، میں سمجھا کہ یہ تھانہ سے واپس آئی ہے میں غصہ کی حالت میں تھا، میں نے غصہ کی حالت میں فارغ خطی کا جملہ استعمال کیا؛ لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ جملہ میں نے کتنی بار استعمال کیا، میری بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے یہ جملہ دوبار استعمال کیا، وہ قسم کھا کر کہتی ہے کہ آپ نے یہ جملہ دوبار استعمال کیا، میری بیوی اب بھی گھر میں ہے، وہ کہتی ہے میں کہاں جاؤں؟ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، فارغ خطی جب ہوتی جب میری بیوی تھانہ جاتی: لیکن وہ تھانہ پر نہیں گئی تھی، وہ اب بھی میرے گھر ہے، ہم دونوں اپنی مرضی سے ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کو تیار ہیں۔ اب آپ بتائیے کیا ہوسکتا ہے؟

المستفتی: رفیق احمد، محلّہ پختہ سرائے، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کو تعداد معلوم نہیں ہے اور آپ کو بیوی کی بات پر یقین ہے، تو آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی ہوچکی ہیں؛ اس لئے کہ فارغ خطی کا لفظ ہمارے علاقہ مغربی یوپی میں صرف طلاق ہی کے لئے بولتے ہیں؛ اس لئے مذکورہ لفظ کو دو مرتبہ کہنے سے دو طلاق رجعی ہوگئیں، عدت گذرنے سے پہلے پہلے رجعت کی گنجائش ہے اور رجعت کے لئے زبان سے اتنا کہہ لینا کافی ہے کہ میں تجھ سے رجوع کرتا ہوں۔ (مستفاد: احسن الفتاوی ۵/۱۵۵)

قوله سرحتک كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فيقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۲۹۹/۳، زكريا ۵۳۰/٤)

لیکن آئندہ سخت احتیاط کی ضرورت ہے، اگر اس طرح کا لفظ ایک مرتبہ بھی استعمال کیا، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۶۱۴/۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱/۲۷ھ

میں نے تجھے فارغ خطی دیدی

سوال [۶۳۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عبد الواہاب کی لڑکی مبشرہ اور لڑکے کا نام مہتاب اس کا شوہر اس کو بہت پریشان رکھتا ہے، لڑکی کئی بار رک رک کے جاتی ہے، اب لڑکی اپنے میکے میں آئی ہے، تو اس کو اس کا شوہر لینے نہیں آتا، مبشرہ کے والد کا انتقال ہو گیا اور ماں بیوہ ہے، پیسے نہ ہونے کی وجہ سے ماں اسے نہ پہونچا سکی، اس کے شوہر نے کہا، تو ابھی آجا نہیں تو میں نے تجھے فارغ خطی طلاق دیدی، مبشرہ فون پر رونے لگی، اس نے کہا میرے پاس لڑکی ہے شوہر نے کہا مجھے لڑکی سے کوئی مطلب نہیں، شوہر نے فون پر اپنی ساس سے کہا کہ میں نے تیری بیٹی کو فارغ خطی طلاق دیدی۔ اب تو اپنی بیٹی کو اپنے پاس رکھ یہ بات ۲۶؍تاریخ کی ہے، پھر ماں نے اپنی غریبی کی وجہ سے کسی سے کچھ نہیں کہا، اب لڑکی جانے سے منع کرتی ہے، اس کے ساس سسر سے کہا کہ تمہارے لڑکے نے اس کو فارغ خطی طلاق دیدی، لڑکے کے ماں باپ نے کہا کہ ایسے تو کہہ دیتے ہیں، تم لڑکی کو بھیج دو، ہمارا لڑکا تو بچہ ہے، ہم مہتاب کو سمجھا دیں گے، آپ بتائیں کہ کیا کرنا ہے؟

المستفتی: صغیر احمد، گلی نمبر ۸، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فارغ خطی کا لفظ ہمارے عرف میں خاص طور پر طلاق صریح کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے؛ لہٰذا جب مہتاب نے اپنی بیوی مبشرہ سے کہا کہ ’’آجا نہیں تو میں نے تجھے فارغ خطی دیدی‘‘ تو اس سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ شوہر کو عدت کے اندر اندر اپنی بیوی سے رجعت کرکے بیوی بنا کر رکھنے کا حق حاصل رہتا ہے اور اس کے بعد بیوی کی ماں سے جو فون پر کہا ہے کہ میں نے تمہاری بیٹی کو فارغ خطی کی طلاق دیدی ہے، اس کو وہیں رکھلو، یہ پہلی طلاق کی خبر ہے، اس سے کوئی طلاق الگ سے واقع نہ ہوگی اور لڑکے کے ماں باپ کا یہ کہہ دینا کہ لڑکے تو ایسے کہہ دیتے ہیں، انتہائی غیر ذمہ داری کی بات ہے؛ اس لئے کہ ایسا جملہ کہنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا ماں باپ اپنے لڑکے کو سمجھادیں کہ اگر آئندہ ایسے الفاظ کہے گا، تو بیوی قطعی طور پر حرام ہوجائے گی۔ (مستفاد: احسن الفتاوی ۵/۱۵۵)

قوله: سرحتک كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فإذا قال: رها كردم أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق وقد مر أن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۳/۲۹۹، زكريا ۴/۵۳۰)

من وقوع الرجعي بقوله ”سن بوش“أو”بوش أول،، في لغة الترک مع أن معناه العربي أنت خلية وهو كناية؛ لكنه غلب في لغة الترک استعماله في الطلاق. (شامي، زكريا ۴/۵۳۱، كراچي ۳/۲۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هداية، باب الرجعة،

اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤، هندية، زكريا ١/٤٧٠، جديد زكريا ١/٥٣٣، قدوري امدادية ديوبند ١٧٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۶۹۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۵/۱۷ھ

چھوڑ دیا کالفظ عرف میں طلاق ہی کو کہتے ہے

سوال [۶۳۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”میں نے تجھے چھوڑ دیا“، تو اس سے طلاق رجعی صریح پڑے گی یا طلاق کنائی بائن؟

المستفتی: محمد جاوید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”میں نے تجھے چھوڑ دیا“ تو اس سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی؛ اس لئے کہ چھوڑ دیا کا لفظ بیوی کے حق میں عرف میں طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/ ۶۱۶، محمودیہ ۱۲/ ۴۴۶، میرٹھ ۱۸/ ۲۸۷، فتاوی عثمانی ۲/ ۶۵، کفایت المفتی ۶/ ۳۸)

”فإن سرحتک“ کناية؛ لٰکنه في عرف الناس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ”رها كردم“ أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كنايةٌ أيضاً. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ٣/٢٩٩، زكريا ٤/ ٥٣٠)

إذا قال الرجل لامرأته: بهشتم ترا أز زني فاعلم بأن هذه اللفظة استعملها أهل خراسان، وأهل العراق في الطلاق، وأنها صريحةٌ عند أبي يوسفؒ حتى لو كان الواقع بها رجعياً ويقع بدون النية. (هندية جديد، كتاب الطلاق، الفصل السابع فى الطلاق بالألفاظ الفارسية اتحاد ١/ ٤٤٧، زكريا ١/ ٣٧٩)

إذا قال الرجل لامرأته: بهشتم ترا أز زني فاعلم أن هذه اللفظة استعملها أهل خراسان وأهل العراق في الطلاق، وأنه صريحةٌ عند أبي يوسفؒ، كان الواقع بها رجعياً، ويقع بدون النية. وفي الخلاصة: وبه أخذ الفقيه أبو الليثؒ، وفي التفريد: وعليه الفتویٰ. (الفتاوی التاتارخانیه ٤/٤٦٣، رقم: ٦٦٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍ ۱۱۳۲۷)

''چھوڑ دیا،، کے لفظ سے طلاق صریح

سوال [۶۳۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی زوجہ ہندہ اپنے میکے گئی تھی، ہندہ نے فون پر شوہر سے خیریت معلوم کی اسی میں دونوں کے مابین نوک جھونک ہوگئی ہندہ نے کہا کہ تم مجھے چھوڑ دو، شوہر نے کہا میں نے تجھے چھوڑ دیا، تو کیا حکم ہے؟ اور کونسی طلاق واقع ہوگی؟

المستفتی: محمد عمران

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے جو بیوی سے یہ کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے، اس سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی؛ اس لئے کہ یہاں کے عرف میں چھوڑ دیا کا لفظ طلاق کے لئے مستعمل ہے۔ (مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۱۲/ ۳۴۱، احسن الفتاوی ۵/ ۱۶۵، امداد الفتاوی ۲/ ۴۵۵)

''فإن سرحتک'' کنایة؛ لٰکنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصریح، فإذا قال: ''رھا کردم'' أي سرحتک یقع به الرجعي مع أن أصله کنایةٌ. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، کراچي ۳/ ۲۹۹، زکریا ٤/ ٥٣٠)

بخلاف فارسية قوله: سرحتک وهو "رهاکردم" لأنه صار صريحاً في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي الخوارزمي في شرح القدوري- فإذا قال: سرحتک يقع به الرجعي. (شامي، كراچي ۳/۲۹۹، زكريا ٤/ ٥٣٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍محرم الحرام۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۸۵/۴۰)

چھوڑ رہا ہوں کے لفظ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۳۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے کسی ناراضگی کی بنا پر اپنی بیوی کو ڈرانے دھمکانے کی وجہ سے یہ عبارت لکھ کر اس کے باپ کے پاس بھیجی۔

(۱) واضح رہے کہ میں آپ کو اور آپ کی بیٹی فلاں کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ ''میرا آپ کی بیٹی سے جو رشتہ ہے اب میں ایک فی فصد رکھنا چاہتا ہوں اور 99% رکھنا نہیں چاہتا ہوں'' اس سلسلے میں آپ مجھ سے بہت جلد ملنے کی کوشش کریں۔

اس مذکورہ عبارت کو پڑھ کر لڑکی کے والد میرے پاس آئے پھر میں نے ان کو وہ بات یاد دلائی کہ فلاں وقت تم نے اپنی بیٹی کو چڑھانے کی غرض سے یہ کہا تھا کہ میں جب تک زندہ ہوں تجھے کیا غم ہے؟ میں دیکھ لوں گا جو کچھ ہوگا۔

میں نے ایک دم غصہ میں یہ کہا کہ میں تمہاری بیٹی کو ''چھوڑ رہا ہوں'' کر و تم کیا کروگے، دیکھو تو تم مجھے کیا دیکھوگے، یہ سب کچھ ڈرانے دھمکانے کی وجہ سے تھا، اس سے کوئی کسی قسم کی نیت نہیں تھی، اور نہ طلاق کا ذکر تھا، کیا یہ سب باتیں خلاف شرع تو نہیں ہیں؟ اس سے کسی قسم کا میرے اوپر گناہ تو نہیں ہوگا؟ کسی طلاق وغیرہ کا حکم تو نافذ نہیں ہوگا؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: عتیق الرحمٰن، مدرس مدرسہ تعلیم القرآن، پنجابیان، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض ڈرانے کے لئے ”ایک فیصد رشتہ رکھنا چاہتا ہوں اور ۹۹ فیصد رکھنا نہیں چاہتا ہوں“ یہ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور چھوڑ رہا ہوں کے لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، اس میں نیت کی ضرورت نہیں ہوگی کیوں کہ چھوڑ دیا کا لفظ عرف میں طلاق صریح کے لئے ہی مستعمل ہے عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے، رجعت کا مطلب یہ ہے کہ تین حیض گذرنے سے پہلے پہلے بیوی سے ہمبستری کرے یا بوس وکنار ہوجائے، یا یوں کہہ دے کہ میں اپنی بیوی سے رجعت کرتا ہوں۔

سرحتک وهو ”رها كردم“ لأنه صار صريحاً في العرف (وقوله ”رهاكردم“ أي سرحتک يقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي٣/ ٢٩٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً......فله أن يراجعها في عدتها.

(هـنـدية، زكـريـا ١/ ٤٧٠ البـاب السـادس فى الرجعةوفيما تحل به المطلقة ومايتصل به، زكريا جدبد ١/ ٥٣٣، قدوري امدادية ديو بند ١٧٧)

والرجعة أن يقول راجعتک، أو راجعت امرأتي......أويطأها، أويقبلها، أويلمسها بشهوة. (هداية، اشرفي ٢/ ٣٩٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۱۲۲۷)

لفظ چھوڑ چکا ہوں سے طلاق

سوال [٦٣٦٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر نے یہ کہہ کر مجھے گھر سے نکال دیا تھا کہ میں تجھے اپنے گھر میں نہیں

رکھوں گا اور میں اسی دن سے اپنے ماں باپ کے گھر اسی محلّہ میں رہ رہی ہوں اور مجھے اپنے ماں باپ کے پاس رہتے ہوئے چار سال ہوگئے ہیں، ان چار سالوں میں میرا اپنے شوہر سے کسی بھی طرح کا کوئی ناطہ نہیں رہا ہے، اور میں اپنا خرچ بھی خود ہی کررہی ہوں اور ان چار سالوں میں جب بھی کوئی ان کے پاس جاکر اس بارے میں بات کرتا ہے، تو وہ یہی کہتے ہیں کہ میں اسے چھوڑ چکا ہوں۔ اب کوئی میرا اس سے واسطہ نہیں ہے، ایسے حالات میں آپ بتائیں کہ کیا مجھ پر طلاق واقع ہوگئی ہے؟

المستفتی: حافظ حامد علی، محلّہ حکیم پورہ سہسپور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ سوالنامہ میں ہے ’’تو چھوڑ چکا ہوں‘‘ کے لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور جس وقت یہ لفظ کہا ہے، اس کے بعد تین مرتبہ ماہواری پوری ہونے کے بعد سے عدت بھی پوری ہوجائے گی اور عدت کے بعد مکمل آزادی حاصل ہوجائے گی، جہاں چاہے سائلہ اپنی مرضی سے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

سرحتک وهو ” رها كردم“ لأنه صار صريحاً في العرف. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩)

إذا قال الرجل لامرأته: ”بهشتم ترا از زني“ فاعلم بأن هذه اللفظة استعملها أهل خراسان وأهل العراق في الطلاق، وأنها صريحةٌ عند أبي يوسفؒ حتى كان الواقع بها رجعياً ويقع بدون النية. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السابع فی الطلاق بألفاظ الفارسية، زكريا قديم ١/ ٣٧٩، زكريا جديد ديوبند ١/ ٤٤٧، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/ ٤٦٣، رقم: ٦٦٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۲۲۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۲ھ

جا میں نے تجھے چھوڑا

سوال [۶۳۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیٹی فرح ناز نے بتایا تھا کہ اس کی ساس اور نند سے جھگڑا ہو گیا تھا، جب اس کے شوہر گھر آئے اور ان کو پتہ چلا تو انہوں نے میری لڑکی کی ساس اور نند کے سامنے کہا ''جا میں نے تجھے چھوڑا، جا میں نے تجھے چھوڑا، جا میں نے تجھے چھوڑا'' اس پر اس کی ساس کے الفاظ یہ تھے کہ آج میرے بیٹے نے طلاق دیدی ہے، اور آج سے وہ آزاد ہو گیا، اور شوہر اس واقعہ کا اقرار کرتا ہے اور اس واقعہ کے بعد اب تقریباً دو سال سے لڑکی ہمارے گھر مراد آباد میں رہ رہی ہے۔

المستفتی: اختر حسین، جامع مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چھوڑ دیا کا لفظ عرف میں بیوی کے حق میں طلاق ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ لہٰذا جب شوہر نے تین مرتبہ ''جا میں نے تجھے چھوڑ دیا'' کے الفاظ استعمال کر دیئے ہیں، تو اس سے بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ اب شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/۴۲۵، امداد المفتیین ۶۱۶، امداد الاحکام ۲/۴۴۳، فتاوی عثمانی ۲/۳۴۴)

بخلاف فارسية قوله: سرحتک وهو ''رها كردم'' لأنه صار صريحاً في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي الخوارزمي في شرح القدوري، ''فإن سرحتک'' كناية؛ لكنه في عرف الناس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ''رها كردم'' أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كنايةٌ أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي،

كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۴۵۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۳۵/۳/۴ھ

لفظ چھوڑ دی سے طلاق دینا

سوال [۶۳۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو جھگڑے کے دوران ایک بیوہ عورت کے سامنے یہ الفاظ کہہ دیئے کہ ''چھوڑ دی، طلاق دیدی، چھوڑی، چھوڑی'' اس کے بعد میاں بیوی چار دن تک ایک مکان میں ایک جگہ رہے، ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق ہوگئی یا نہیں؟؛ جبکہ ہندہ تین ماہ کی حاملہ تھی، پھر اس طلاق کے بعد ہندہ نے اپنی ماں کے مشورہ سے حمل بھی ضائع کرادیا، زید نے اور ہندہ نے طلاق واقع ہونے کا ذکر بھی نہیں کیا ہے۔ اس صورت میں ہندہ پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ دوبارہ نکاح کس صورت میں ہوسکتا ہے؟ مذکورہ صورت میں ہندہ کو کونسی عدت کرنی پڑے گی؟

المستفتی: محمد اسماعیل، سعید نگر، غازی آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور لفظ چھوڑ دی، بیوی کے حق میں طلاق کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

(۱) طلاق مغلظہ واقع ہوچکی۔

(۲) حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح صحیح ہوسکتا ہے۔

(۳) طلاق کی عدت گذارنا لازم ہے جو کہ تین ماہواری سے پوری ہوتی ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية،زكريا ۱/۴۷۳ جديدزكريا ۱/۵۳۵)

بخلاف فارسية قوله: سرحتک وهو "رها كردم" لأنه صار صريحاً في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي الخوارزمي في شرح القدوري، "فإن سرحتک" كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: "رها كردم" أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كنايةٌ أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۳/۲۹۹، زكريا ۴/۵۳۰)

وطلاق الحامل يجوز. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۵۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ ؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲ ؍ ۴۴۷۳)

لفظ ’’چھوڑ دیا،، سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

سوال [۶۲۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حضرت ایک مسئلہ درپیش ہے، جس کی وجہ سے الجھن میں ہوں، وہ یہ کہ میرے پاس گاؤں کے سات آٹھ آدمی ایک سوال لائے، جو سوال گاؤں کے مکھیاؤں نے اکٹھا ہوکر بنایا تھا، اور ان آدمیوں کو اپنی طرف سے بھیجا تھا، جس سوال میں بیوی کا یہ بیان تھا کہ میرے شوہر نسیم احمد نے مجھے چھوڑ دی، چلی جا کئی مرتبہ کہا اور یہ بھی کہا کہ تو میری بہن ہے، میں تیرا بھائی ہوں اور شوہر کا بھی بیان لکھا ہوا تھا کہ شوہر نے چھوڑ دی، چلی جا کئی بار کہا (شوہر ان پڑھ ہے) سلیم نامی ایک آدمی اس پر گواہ ہے، کہ نسیم احمد نے اس طرح کئی بار کہا، میرے

پاس آنے والے سات آٹھ آدمیوں میں شوہر نسیم احمد بھی شامل تھا، میں نے اسے الگ بلاکر وعیدیں سنائیں، پھر حقیقت معلوم کی تو اس نے میرے سامنے یہ اقرار کیا کہ ”میں نے چلی جا“ صرف ایک دفعہ کہا اور اس سے طلاق کی نیت نہیں تھی، شوہر کا یہ بیان سننے کے بعد میں نے اسی بیان کو بنیاد بنا کر جواب لکھ دیا کہ بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ چلی جا کنائی الفاظ میں سے ہے اور نیت نہ رہنے کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ جواب صحیح لکھا گیا یا غلط؟

نیز شوہر نسیم احمد کو الگ بلاکر بیان لینا صحیح ہے یا نہیں؛ جبکہ شوہر کا بیان موجود تھا، سوال کا جلد جواب دیں تاکہ مسئلہ اگر غلط ہو تو رجوع کیا جاسکے؟

المستفتی: مفتی سمیع اللہ، مدرسہ مرادیہ، مظفرنگر (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر سے پنچایت والوں نے بیان لیا اور پنچایت میں شوہر نے لفظ چھوڑ دیا تین مرتبہ سے زائد کہا ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے اور اگر چھوڑ دیا کا لفظ صرف ایک مرتبہ کہا ہے، تو صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

”رھا کردم“ لأنہ صار صریحاً في العرف علی ما صرح بہ نجم الزاھدي الخوارزمي في شرح القدوري. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، زکریا٤/ ٥٣٠، کراچي٣/ ٢٩٩)

اور اگر لفظ چلی جا شوہر نے طلاق کی نیت سے کہا، تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوجائے گی۔

ولو قال: اذھبي أي طریق شئت لا یقع بدون النیة. (عالمگیري، زکریا١/ ٣٧٦ جدید زکریا ١/ ٤٤٣)

اخرجي، اذھبي، تلزم النیة. (شامي، کراچي ٣/ ٣٠٢، زکریا٤/ ٥٣٤)

اور اگر اس نے چلی جا اور چھوڑ دیا دونوں الفاظ کہے تھے، تو دو طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

الطلاق الصريح يلحق الطلاق الصريح ويلحق البائن، والطلاق البائن يحلق الطلاق الصريح، فإن قال: لها أنت طالق، ثم قال لها أنت بائن تقع طلقة أخرى ولا يلحق البائن. (عالمگيري زكريا قديم ١/٣٧٧، زكريا جديد ديوبند ١/٤٤٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍رجب المرجب ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍۳۵۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۷؍۷؍۱۴۱۴ھ

چھوڑ دی سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

سوال [۶۳۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عبدالرؤف ولد محمد نور ساکن دونکپور ٹانڈہ کو اپنی بیوی اسلامی بیگم کے ساتھ خاص محبت والفت تھی اور عمدہ سلوک تھا، اتفاقاً ایک روز اسلامی بیگم کی اپنی ساس سے کسی بات پر گفت وشنید ہوگئی، عبدالرؤف گھر پر موجود نہیں تھا، جب وہ گھر پر آیا اور اس کو معلوم ہوا کہ ساس بہو میں جھگڑا ہوا ہے اور اس طرح جھگڑا اور آپس میں تکرار ہوتا رہتا ہے، تو اس کو بہت غصہ آیا اور غصہ کی حالت میں یہ کہا کہ تو اس گھر میں نہیں رہے گی اور میں بھی نہیں رہوں گا، یہ الفاظ کئی بار کہے، اور پھر یہ کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دی، اس کے بعد جب لوگوں نے معلوم کیا تو عبدالرؤف نے پوچھنے والوں سے یہی کہا کہ میری طرف سے آزاد ہوگئی، جس نے بھی معلوم کیا، اس سے یہی کہا میں نے معاملہ صاف کر دیا، اور عبدالرؤف کا مقصد یہ تھا کہ میں تو طلاق دے چکا ہوں، تجدید طلاق مقصود نہ تھا، پھر جب پنچایت ہوئی اور معلوم کیا گیا، تب بھی یہ بتلایا کہ میں نے معاملہ صاف کر دیا، یہ عبدالرؤف کا بیان ہے۔

دو عورتوں نے پس دیوار یہ واقعہ سنا ہے، جن کا بیان حسب ذیل ہے۔

بیان ریحانہ بیگم: میں نے دیوار کے پیچھے سے عبدالرؤف کے یہ الفاظ سنے ہیں ”میں چھوڑ

دوں گا، گھر سے نکال دوں گا، صاف کردوں گا، گھر میں آگ لگادوں'' اب تو نہ رہے گی اور میں بھی نہ رہوں گا۔

بیان اسلامی بیگم زوجہ عبدالرؤف: میرے شوہر نے میرے سامنے غصہ کی حالت میں یہ الفاظ کہے ہیں کہ ''میں نے چھوڑ دی، چھوڑ دوں گا، طلاق دی'' اب تو گھر میں نہیں رہے گی اور میں بھی نہیں رہوں گا۔

المستفتی: محمد علی ٹانڈہ، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عبدالرؤف نے جو جھگڑے کے دوران ''تجھے چھوڑ دی'' کا لفظ استعمال کیا ہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور عبدالرؤف کی زوجہ کے بیان کے مطابق لفظ چھوڑ دی سے ایک طلاق اور طلاق دی سے ایک طلاق کل دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں اور چھوڑ دوں گا کے لفظ سے نیز گواہوں کے بیان کردہ الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور عبدالرؤف نے واقعہ کے بعد جن الفاظ کے ذریعہ سے لوگوں کو خبر دی ہے، ان الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ وہ سب خبریں ہیں، انشاء طلاق نہیں ہیں اور لفظ چھوڑ دی سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے؛ اس لئے کہ یہ ہمارے عرف میں بیوی کے حق میں طلاق کے لئے بولا جاتا ہے۔

سرحتک وهو "رها كردم" لأنه صار صريحاً في العرف. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكناية، زكريا ٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۱۸۳)

''چھوڑ دیا'' اور ''تیری ماں کا کام تمام کردیا کا حکم''

سوال [۶۳۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ زین العابدین اپنے گھریلو معاملہ میں اپنی بیوی سے کچھ جھگڑا کرتے ہیں اور جھگڑے کے دوران اپنی بیوی کو مار پیٹ کرتے ہیں اور غصہ کی حالت میں یہ کہتے ہیں کہ ”تجھ کو چھوڑ دیا، میں نے تجھ کو چھوڑ دیا“ دو مرتبہ ۲۰/۲۵ منٹ کے بعد ان کے بڑے لڑکے محمد ابوبکر آتے ہیں اور اپنے باپ کو برا بھلا کہتے ہیں، تو باپ اس وقت کہتے ہیں کہ غصہ ہو کر کیا کروگے، تیری ماں کا کام ختم کر دیا ”کہاں جانا ہے لے جا“۔ اب جو لوگ وہاں موجو ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے صرف ایک مرتبہ سنا کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا؛ حالانکہ یہ اول ہی سے وہاں موجود تھے، مذکورہ بالا عبارت زین العابدین نے حاضرین مجلس کے سامنے قلم بند کی ہے، اب مذکورہ بالا عبارت سے اس کی بیوی کو طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو کونسی طلاق مع دلائل جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

نوٹ: جھگڑے کے بعد جب ان سے پوچھا گیا تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے صرف دو طلاق ہی دی ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔

المستفتی: مولانا محمد ابوبکر صدیق (آسام)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس میں تین الفاظ ہیں۔

(۱) چھوڑ دیا کا لفظ دو مرتبہ۔

(۲) اور تیسرا لفظ تیری ماں کا کام ختم کر دیا۔

اول دونوں لفظ ہمارے عرف میں بمنزلۂ طلاق صریح کے ہیں، اگر آپ کے یہاں کا عرف بھی یہی ہے کہ جیسا کہ شوہر کے اقرار سے ظاہر ہے، تو ان سے دو طلاق صریح رجعی واقع ہوئی ہیں شامی میں ہے۔

سرحتک وهو ”رها کردم“ لأنه صار صریحاً في العرف. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكناية، كراچي ۳/۲۹۹، زكريا ٤/۵۳۰)

تیسرا لفظ بالاتفاق کنایہ ہے، اس سے اگر صرف دونوں کی خبر دینا مقصود ہے، طلاق دینے کی

نیت نہیں رہی ہے، تو اب عدت کے اندر اندر رجعت کرنے کی گنجائش ہے، اور اگر تیسرے لفظ سے انشا مقصود ہے، تو یہ پہلے دونوں سے مل کر تین طلاقیں واقع ہو کر عورت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب بلا حلالہ نکاح درست نہیں ہے؛ کیونکہ کنایہ صریح کے ساتھ لاحق ہو جاتا ہے۔

كما في الدر المختار: الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة. (در مختار مع الشامي، كراچي ٣/٣٠٦، زكريا٤/٥٤٠)

والطلاق البائن يلحق الطلاق الصريح بأن قال لها أنت طالق، ثم قال لها: أنت بائن تقع طلقة أخرىٰ. (هندية، الفصل الخامس في الكنايات زكريا قديم ١/٣٧٧، جديد زكريا ديوبند ١/٤٤٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ رشوال المکرم ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۲۶۸)

”تجھے چھوڑ دوں گا“ ”تیرا فیصلہ کر دوں گا“ کا حکم

سوال [۶۲۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری میاں بیوی کی آپس میں ناراضگی اور تو تو میں میں ہوئی، میں نے اس روز اپنی بیوی ہندہ سے یہ کہا کہ ”میں تجھے چھوڑ دوں گا، تیرا فیصلہ کر دوں گا“ اور یہ الفاظ میں نے تین مرتبہ کہے اور یہ یہاں میرا حلفیہ بیان ہے، الفاظ یہی تھے، اس کے علاوہ کچھ نہیں تھے، اس ناراضگی میں میں کئی روز باہر رہا۔ اب معلوم طلب امر یہ ہے کہ ایسی حالت میں تین طلاق ہوئیں یا نہیں؟ اور ہندہ کا کہنا یہ ہے کہ میں نے یہ کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا؛ لیکن میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے چھوڑ دوں گا کہا ہے۔

المستفتی: سراج الدین، ہلدوانی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر عورت کے پاس دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں

شہادت کے لئے نہیں ہیں، تو شوہر کا حلفیہ قول معتبر ہوگا، شوہر کے قول کے مطابق حکم یہ ہے، چھوڑنے کا لفظ طلاق کے لئے صریح ہے۔

(قوله) سرحتک "رھا کردم" لأنه صار صریحاً في العرف. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، کراچي۳/۲۹۹، زکریا٤/٥٣٠، کوئٹه۲/٥٠٣)

اور شوہر کا لفظ استقبال ہے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ بلکہ وہ ایک وعدہ ہے، جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

وقال أطلقک لم یقع. (سکب الأنهر في شرح ملتقي الأبحر قدیم ۱/۳۸۷، جدید دارالکتب العلمیة بیروت ۲/١٤)

أنا أطلق نفسي لم یقع؛ لأنه وعد. (در مختار، کراچي۳/۳۱۹، زکریا ٤/٥٥٩)

لیکن اگر عورت کو اپنے قول پر یقین ہے، تو شوہر سے خلع وغیرہ کر کے علیحدہ ہوجانا چاہئے۔

المرأة کالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لایحل لها تمکینه (إلی قوله بل تفدي نفسها بمالٍ، أوتهرب. (شامي، کوئٹه ۲/٤٦٨، کراچي۳/۲٥۱، زکریا ٤/٤٦٣، البحر الرائق، کوئٹه ۳/۲٥۷، زکریا۳/٤٣٩، هندیة، زکریا ۱/۳٥٤ جدیدزکریا ۱/٤۲۲ کتاب الطلاق، الباب الثاني فی إیقاع الطلاق-الفصل الاول فی الطلاق الصریح) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۳۵۰)

دوران جھگڑا بیوی کو دو مرتبہ چھوڑ دیا کہنا

سوال [۶۳۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دوران جھگڑا شوہر بیوی سے کہتا ہے کہ "میں نے تجھے چھوڑ دیا، جا چھوڑ دیا، میرا تیرا کوئی تعلق نہیں" اور عورت کے چہرہ پر بار بار تھوکتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں جارہا ہوں؛ چنانچہ

گھر سے چلا بھی گیا، تو کیا ایسی صورت میں نکاح باقی رہا یا نہیں؟ اس واقعہ کو کئی ماہ ہو گئے۔ تو اب پھر نکاح ثانی کی ضررت ہے یا نہیں؟

المستفتیه: ثریا، گلشہید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: لفظ چھوڑ دیا دومرتبہ استعمال کیا ہے، اس سے دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھنا جائز ہے، اور ان کے علاوہ جو الفاظ استعمال کئے ہیں، ان میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے، اس سے معلوم کیا جائے کہ ان میں طلاق کی نیت تھی یا نہیں؟ اس کے بعد اس پر حکم لکھا جاسکتا ہے اور لفظ چھوڑ دیا، ہمارے عرف میں طلاق کے لئے مستعمل ہے۔

سرحتک "رہا کردم" لأنه صار صريحاً في العرف. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي٣/٢٩٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ٣٩٤/٢، هندية، كتاب الطلاق، الباب السادس فى الرجعة وفيما تحل به المطلقة ومايتصل به زكريا قديم ١/ ٤٧٠، زكريا جديد ديوبند ٥٣٣/١، قدوري امدادية ديوبند ١٧٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ر محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۲۷۶/۳۲)

"میں نے تجھ کو چھوڑ دیا" دومرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم

سوال[۶۳۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو دومرتبہ یہ کہا "میں نے تجھ کو چھوڑ دیا، میں نے تجھ کو چھوڑ دیا" اس کے بعد روبرو پنچایت جب ان الفاظ کو دہرایا گیا، تو زید نے حلفیہ پنچایت کے سامنے یہ بیان دیا

کہ میں نے دو مرتبہ اپنی بیوی کو یہ کہا ہے کہ ’’میں نے تجھے چھوڑ دیا‘‘ اور اس سے قبل یعنی ایک ڈیڑھ ماہ پہلے اس قسم کے الفاظ نہیں بولے ہیں۔

لیکن زید کی بیوی بموجودگی پنچایت یہ حلفیہ بیان دیتی ہے کہ ’’میرے شوہر زید نے جو الفاظ آج کہے ہیں وہی الفاظ آج سے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے بھی ایک مرتبہ کہے ہیں‘‘ صورت مسئولہ میں گواہ دونوں میں سے کسی کے پاس نہیں ہیں، پنچایت نہایت پریشان ہے، تو دونوں کی باتوں میں سے کس پر اعتبار کیا جائے؟ اگر طلاق واقع ہوئی تو کونسی ہوئی؟

المستفتی: ابرار حسین، ماہی گیر، سرجن نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: میاں بیوی دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اس وقت جو واقعہ پیش آیا ہے، اس میں شوہر نے ’’میں نے تجھ کو چھوڑ دیا‘‘ کے الفاظ دو مرتبہ استعمال کئے ہیں، ان الفاظ سے دو طلاق صریح رجعی واقع ہوگئیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح زندگی گذارنے کی اس صورت میں گنجائش ہے۔

’’رہا کردم‘‘ أي سرحتک یقع به الرجعي مع أن أصله کنایة ، وقلمر أن الصریح مالم یستعمل إلا في الطلاق من أي لغة کانت. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، زکریا ٤/ ٥٣٠، کراچي ٣/ ٢٩٩)

لیکن بیوی نے جو دوسرا دعویٰ کیا ہے کہ شوہر نے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے یہی الفاظ ایک بار استعمال کئے ہیں اور بیوی کے پاس اس دعویٰ پر کوئی گواہ نہیں ہے اور شوہر صاف طور پر اس کا انکار کر رہا ہے، اور قرائن بھی شوہر کی تائید میں ہیں؛ اس لئے کہ بیوی نے ڈیڑھ مہینہ گذر جانے تک اس بات کا دعویٰ کیوں نہیں کیا تھا؟ اس جھگڑے کے موقع پر یہ دعویٰ پیش کرنا باعث تشویش ہے۔

نیز شریعت کا حکم یہ ہے کہ جب شوہر انکار کرے اور بیوی کے پاس گواہ موجود نہ ہوں، تو شوہر

کی بات معتبر ہوتی ہے اور بیوی کا دعویٰ شرعاً ثابت نہیں ہے؛ اس لئے ڈیڑھ ماہ پہلے بیوی نے طلاق کا جو دعویٰ کیا ہے، وہ شرعاً معتبر نہ ہوگا۔

قال الله تعالیٰ: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. [سورة البقره:۲۸۲]

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالاً، أو غير مالٍ مثل النكاح، والطلاق، والوكالة، والوصية، ونحو ذلك. (هداية، اشرفي ديوبند ۱۵٤/۳، هندية، زكريا ۴۵۱/۳، جديد زكريا ۳۸۸/۳)

اس جواب سے شوہر کو موقع ضرور مل گیا ہے؛ لیکن اس کو بھی یہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ خوب دھیان سے غور کرے کہ ڈیڑھ ماہ پہلے اس نے چھوڑ دیا کا لفظ استعمال کیا تھا یا نہیں، اگر استعمال نہ کرنے کا یقین ہے، تو بیوی اس کے لئے حلال ہے بلا تردد بیوی کو رکھے اور اگر پہلے اس نے اس طرح کہہ دیا ہے اور اب جھوٹا بیان دے رہا ہے، تو یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہ سکے گا، اس کا فیصلہ وہ خود کرے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۶۷۸/۳۶)

دومرتبہ ”میں تجھے چھوڑ چکا ہوں“ کہنے کا حکم

سوال [۶۲۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کی شادی دوسرے شہر میں ہوئی اور تقریباً تین ماہ تک اپنے شوہر کے ساتھ خوشگواری کے ساتھ زندگی گذارتی رہی، اس کے بعد اس کا شوہر اپنی چھٹی پوری کر کے روزی کمانے کی غرض سے سعودی عرب چلا گیا، وہاں سے ٹیلیفون پر اور خطوط کے ذریعہ بھی معمولاً

خوشگوار پیغامات آتے رہے، لڑکی اس دوران اپنی سسرال میں ساس کے پاس رہی، گاہے گاہے اپنے میکہ بھی آتی رہی، میکہ میں اس کی موجودگی اور عدم موجودگی دونوں حالتوں میں اس کا شوہر ٹیلیفون پر اچھی طرح بات کرتا رہا؛ لیکن عید کے موقع پر جب عید کے تیسرے روز لڑکی سسرال سے اپنے میکہ آئی اور ساس کی اجازت سے آئی، تو تین چار دن گذرنے کے بعد شوہر نے ٹیلیفون پر اس کو بہت کچھ سخت سست کہا اور نا معقول الفاظ استعمال کئے اور کہا کہ ''میں تجھے طلاق دے رہا ہوں'' اس پر لڑکی نے روکر کہا کہ یہ تو بتا دیجئے قصور کیا ہے، میں تو اجازت سے آئی ہوں، مگر اس پر یہی کہا کہ اب تو میرے گھر نہیں جائے گی، اگر جائے گی، تو ٹانگیں کاٹ دوں گا، اپنا سامان منگالے اور اپنے باپ کو ٹیلیفون پر بلا لڑکی نے باپ سے کہا وہ بہت غصہ میں ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں؛ چنانچہ جب باپ نے فون پر بات کی تو باپ سے بھی نہایت تلخ اور بدتمیزی کے لہجے میں کہا (لڑکی کا نام لے کر) کہ ''میں اس کو چھوڑ چکا ہوں، وہ میرے نکاح میں نہیں ہے، اپنا سامان لے آؤ'' اس کے بعد نہ وہ میرے گھر جائے گی اور نہ تم جاؤ گے، باپ نے وجہ سمجھنے کی کوشش کی، تو پھر وہی نام لے کر کہا کہ وہ میرے نکاح میں نہیں ہے، اپنا سامان اٹھا لو، باپ نے پھر کہا کہ سوچ سمجھ کر بات کرو، تمہیں ہو کیا گیا ہے، اسی پر کہا کہ میں ہوش میں ہوں، جو کچھ کہہ رہا ہوں صحیح ہے، اپنا سامان وہاں سے اٹھا لو آئندہ نہ تمہاری بیٹی وہاں جائے گی اور نہ آپ جاؤ گے، میں طلاق نامہ بھیج رہا ہوں۔

باپ نے اس رشتہ کے درمیانی ذمہ داروں کے علم میں لانے کے لئے ٹیلیفون کی کل گفتگو قلم بند کر کے اپنی بیوی اور بڑی بیٹی کو بھیجی، یہ خبر پہونچتے ہی ہر مرد اور عورت اور خود اس کی ماں، بھائی، بہن سب ہی اس شخص پر لعن وطعن کرنے لگے اور بے انتہا شرمندگی اور افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ لوگ ابھی صبر کریں اس کی تحریر آجانے دیں، اس واقعہ کے دو دن گذرے تھے کہ پھر ٹیلیفون آیا، اس وقت لڑکی کی ماں سے نہایت بیہودگی کی بات کی اور پھر لڑکی کا نام لے کر کہا کہ میں اس کو چھوڑ چکا ہوں، وہ میرے نکاح میں نہیں ہے، اب وہ وہاں نہیں جائیگی اپنا سامان منگالو۔

اب سوال یہ ہے کہ شوہر کے ان الفاظ پر طلاق کس طرح کی ہوئی؟ اس سلسلہ میں وضاحت فرمادیں تاکہ اس کے مطابق عمل کیا جائے، لڑکی کے سسرال والے کچھ لاپرواہ مزاج کے ہیں، جو طلاق جیسے نازک مسئلہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے؛ لیکن لڑکی اور اس کے خاندان کے سب ہی لوگ پابند شرع ہیں۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ مذکورہ شخص سعودی عرب میں معمولی ملازم ہے اور دو سال سے پہلے اپنی ملازمت چھوڑ کر نہیں آسکتا، اس کے آنے میں ایک سال چند ماہ باقی ہیں۔

اب موجود حالات میں سامان لانے یا کسی مالی ضرورت سے لڑکی اپنے باپ کے ساتھ اپنی سسرال جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس طرح کہ باپ کے ساتھ ہی واپس ہوجائے؟

المستفتی: سید طیب حسن زیدی، کانٹھ دروازہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چھوڑ چکا ہوں کا لفظ ہمارے عرف میں طلاق کے لئے متعارف ہے، اس سے طلاق صریح رجعی واقع ہوتی ہے اور مذکورہ صورت حال میں دو مرتبہ اس نے یہ الفاظ بیوی سے کہے ہیں؛ لہٰذا اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہے اور اس کے علاوہ لڑکی کے باپ وغیرہ سے جو کہا ہے، وہ سب پہلے کی خبریں ہیں؛ اس لئے ان سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ لہٰذا مذکورہ تمام واقعہ میں صرف دو طلاق رجعی واقع ہوئی ہیں۔

”رہا کردم“ أي سرحتک یقع به الرجعي. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، کراچي ۳/۲۹۹، زکریا ٤/٥٣٠)

إذا طلق الرجل امرأته تطلیقةً رجعیةً أوتطلیقتین فله أن یراجعها في عدتها. (هدایة، اشرفي دیوبند ۲/۳۹٤، هندیة، زکریا ۱/٤۷۰ جدید زکریا ۱/۵۳۳، قدوري امدادیة دیوبند ۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۲۱۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/ ۱۱/ ۱۴۱۵ھ

”میں نے تم کو چھوڑا، چھوڑا، چھوڑا“ کہنے کا حکم

سوال [۶۳۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر نے پہلی جون کو مجھ سے کہا کہ ”میں نے تم کو چھوڑا، چھوڑا، چھوڑا“ پھر کہا کہ تم جاؤ تم کو چھوڑا اب دوسری شادی کر کے لاؤں گا، پھر جب بعد میں ان سے کہا گیا کہ آپ نے ایسا ایسا کہا ہے، تو وہ قسمیں کھا رہے ہیں کہ میں نے یہ سب کچھ نہیں کہا ہے، تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو، میں بہت پریشان ہوں کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہوگا، میرے شوہر کی عمر ۸۰ر سال اور میری عمر ۵۰ر سال ہے، میں ان کی دوسری بیوی ہوں اور ان کو سات سال سے فالج کا اثر ہے، داہنا ہاتھ اور پیر بیکار ہے، بستر پر ہی پیشاب وغیرہ کرتے ہیں اور ان کا سب کام میں کرتی ہوں۔ اب میں کیا کروں آپ اس کا مسئلہ بتا دیجئے ؛ کیونکہ میں اللہ سے ڈرتی ہوں کہ آخرت میں پکڑ نہ ہو، طلاق میں کنائی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے اور اس وقت طلاق کا ذکر نہیں ہو رہا تھا، پھر اس کے بعد شوہر طلاق کا منکر ہو گیا، سوائے بیوی کے کوئی گواہ نہیں ہے؛ لیکن بیوی دیندار ہے۔

المستفتية: خادمہ جامعۃ الصالحات، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: ہمارے عرف میں چھوڑا کا لفظ بیوی کے حق میں طلاق کے لئے مستعمل ہے؛ اس لئے اس سے طلاق صریح واقع ہو جاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں جبکہ آپ نے اپنے کان سے تین مرتبہ شوہر کی زبان سے چھوڑا کا لفظ سن لیا ہے، تو اس سے آپ پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، اب آپ کا اس شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر آپ نے نہیں سنا اور شوہر انکار کر رہا ہے، اور گواہ بھی موجود نہیں ہیں، تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور آپ کو جانا چاہئے۔

سرحتک وهو "رهاكردم" لأنه صار صريحاً في العرف. (شامي، کتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ٣/ ٢٩٩، زكريا ٤/ ٥٣٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍صفر المظفر ۱۴۱٦ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۲۳۵/۳۲)

لفظ چھوڑ دی تین مرتبہ کہنے کا حکم

سوال [٦٣٧٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا اپنے بچوں کو لے کر بیوی سے جھگڑا ہوا، میرا خالہ زاد بھائی میری بیوی کو لے کر جانے لگا، "میں نے کہا واپس چلی آ" وہ واپس آنے لگی، مگر خالہ زاد بھائی نے کہا کہ تو چل میں دیکھ لوں گا وہ چلی گئی، میں نے ڈرانے اور دھمکانے کے لئے یہ کہہ دیا کہ "چھوڑ دی، چھوڑ دی، چھوڑ دی" تین بار اب وہاں موجود لوگوں نے ہنگامہ کر دیا کہ طلاق ہوگئی اور بیوی کو عدت میں بٹھا دیا، میں نے زبانی طور پر معلومات کی تو معلوم ہوا کہ اس میں گنجائش ہے، آپ سے درخواست ہے اس مسئلہ میں شریعت کے فیصلہ سے آگاہ فرمادیں۔

المستفتی: مہرالدین، چاند پوری، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موقع اختلاف اور گرما گرمی کی حالت میں بیوی کے لئے "چھوڑ دی" کا لفظ استعمال کرنا ہمارے عرف میں طلاق کے لئے ہوتا ہے؛ لہٰذا جب چھوڑ دی کا لفظ بیوی کے لئے تین مرتبہ استعمال کیا ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اب بدون حلالہ شرعیہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

فإذا قال: "رهاكردم" أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق.
(شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ٣/ ٢٩٩، زكريا ٤/ ٥٣٥)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثـاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تـنـكـح زوجـاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هندية، زكريا ١/٤٧٣، جديد زكريا١/٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍۱۰۴۷۴)

لفظ ’’چھوڑ دیا‘‘ وقفہ وقفہ سے تین مرتبہ کہنا

سوال [۶۲۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی دس بارہ سال پہلے ہوئی تھی، اسی دن سے میرا نباہ بیوی سے نہیں ہو پارہا ہے، جس کی وجہ سے تقریباً پانچ چھ سال پہلے ایک طلاق دے چکا ہوں جو کہ مجھ کو بتلایا گیا کہ رجعی ہے اور ہم لوگ باہم آپس میں رہتے رہے، اب دوبارہ پہلے تقریباً آپسی اختلاف کی بنا پر پھر طلاق دی تو ہم لوگوں کو بتلایا گیا کہ رجوع کرلو، اور ہم لوگ پھر باہم رہتے رہے۔ اب ۲۰؍ستمبر ۲۰۰۵ء کو آپس میں اختلاف ہوا اور کشیدگی بہت بڑھ گئی، جس کی بنا پر ہم دونوں لڑکی کی سگی پھوپھی کے یہاں گئے؛ لیکن وہاں بھی حالات نہیں سدھر سکے، جس کی وجہ سے میں نے سب کے سامنے یہ کہا کہ ہمارے ان کے رشتہ میں گنجائش نہیں رہی۔ اب آپ اس رشتہ کو ختم سمجھیں میں ان کو چھوڑ رہا ہوں، یہ باتیں سگی پھوپھی کے سامنے کہیں اور بیوی کو چھوڑ کر دوکان پر آگیا، پھر میں نے پھوپھی صاحبہ کو فون کیا اور یہ فون پر کہا کہ آپ رشتہ کو ختم سمجھیں، میرے یہاں نہ بھیجیں اور والدہ کو فون کر کے بتادیں؛ لیکن وہ میرے گھر آگئی مہربانی کر کے شریعت کی رو سے بتادیں کہ کیا کروں؟

المستفتی: سعود اشرف، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ہمارے عرف میں شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ میں نے

تجھ کو چھوڑ دیا، طلاق صریح کے حکم میں ہے؛ لہٰذا سوال نامہ میں جب شوہر وقفہ وقفہ سے دو مرتبہ طلاق صریح دے چکا ہے اور اب چھوڑ دیا سے تیسری طلاق صریح ہوئی؛ لہٰذا تین طلاق شمار کر کے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ شوہر پر بالکلیہ حرام ہوگئی، آئندہ بغیر حلالہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

”رھا کردم“ أي سرحتک یقع به الرجعي مع أن أصله کنایةٌ (قوله وقد مر أن الصریح مالم یستعمل إلا في الطلاق، من أي لغة کانت . (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، زکریا ٤/٥٣٠، کراچي ٣/٢٩٩جدیدزکریا١/٥٣٥)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها، أو یموت عنها. (عالمگیري، زکریا قدیم ١/٤٧٣، زکریا جدید ١/٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۹۳۲/۳۸)

”چھوڑ رہا ہوں“ کے لفظ سے طلاق

سوال [۶۲۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں مولوی رشید احمد صاحب کی دختر آمنہ خاتون کو چھوڑ رہا ہوں، اور یہ کام بہت ہوش میں کر رہا ہوں اور میں اس کی مہر کے ۷۸۶ روپیہ بھی ادا کرنیکا وعدہ کرتا ہوں اور جو جہیز دیا گیا تھا، وہ بھی لسٹ کے حساب سے دینے کو تیار ہوں اور جو سامان ختم ہو گیا، اس کی قیمت ادا کرنے کو تیار ہوں، باقی میں بہت گنہگار ہوں اور میں نے آمنہ پر بہت ظلم کیا ہے یہ سب گناہ میرے سر پر ہیں اس لئے بس اب ظلم کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ اب رہا عائشہ کا مسئلہ تو عائشہ اپنی ماں کا دودھ نہیں پیتی ہے، اس کا ذمہ دار میں خود ہوں،

میں اس کو ابھی لیجانا چاہتا ہوں، شوہر کی اس تحریر سے شرعی حکم کیا لاگو ہوگا؟

المستفتی: محمد ابراہیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چھوڑ رہا ہوں کے لفظ سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے؛ اس لئے کہ لفظ چھوڑ دیا، ہمارے عرف میں طلاق کے لئے بولا جاتا ہے۔

نیز صیغۂ حال سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا عدت کے اندر اندر رجعت کرکے اور عدت کے بعد بلا حلالہ نکاح کر کے بیوی بنا کر رکھنا جائز ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۱۳۲/۴، ڈابھیل ۳۴۰/۱۲)

عن ابن عباس، وعن مرة عن عبد الله، وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله: الطلاق مرتان: قال هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة فإذا طلق واحدة أوثنتين فإما أن يمسک ويراجع بمعروف الخ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۲۸۱/۱۱، رقم: ۱۵۵۳۹)

"رھا کردم" أي سرحتک يقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ۵۳۰/٤، كراچي ۲۹۹/۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۷۷/۳۱)

"آزاد کردیا" کا لفظ عرف میں بیوی کے حق میں طلاق رجعی ہے

سوال [۶۲۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے بیوی سے کہا کہ "میں نے تجھے آزاد کردیا" تو اس سے طلاق رجعی صریح واقع ہوگی یا طلاق کنائی بائن؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”میں نے تجھے آزاد کردیا“ تو اس سے بیوی پر ایک طلاق رجعی صریح واقع ہوگئی؛ اس لئے کہ آزاد کردیا کا لفظ بیوی کے حق میں عرف میں طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے۔ (مستفاد: محمودیہ میرٹھ ۱۸/۲۸۲، ڈابھیل ۱۲/۳۳۴)

ولو قال الرجل لامرأته: ”تراجنک بازداشتم“ ”أوبهشتم، أو”يله كردم ترا“ فهذا كله تفسير قوله: طلقتک عرفاً حتى يكون رجعياً ويقع بدون النية، كذا في الخلاصة. (هندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل السابع في الطلاق بالالفاظ للفارسية، مكتبه زكريا قديم ١/٣٧٩، جديد ديوبند ١/٤٤٧)

فإذا قال: ”رها كردم“ أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كنايةٌ أيضاً؛ لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي، زكريا٤/٥٣٠، كراچي٣/٢٩٩)

صريحه مالم يستعمل إلا فيه، ولو بالفارسية، فما لا يستعمل فيها إلا في الطلاق فهو صريح يقع بلا نية. (شامي، كراچي٣/٢٤٧، زكريا ٤/٤٥٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۳۲۶)

”دل سے تو میری بیوی آزاد ہے“ کہنا

سوال [٦٢٨٢]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکی کے چچا، چچی کی موجودگی میں لڑکی کے بارے میں زید کا اپنی بیوی سے کچھ

جھگڑا ہوا، جس کی بناء پر زید کی بیوی اپنی میکہ چلی گئی، چوتھے دن جب زید اپنی پھوپھی کے گھر سسرال پہونچا، تو ان کے گھر لڑکی کے چچا، چچی دونوں موجود تھے، ان سے کچھ زید کی بول چال ہوگئی، جس میں زید نے اپنی بیوی کو ان کے سامنے یہ کہہ دیا کہ دل سے تو میری بیوی آزاد ہے، اور جب لڑکی کے باپ چاہیں تو زبان سے بھی کہلوالیں، اس کے بعد لڑکی کی دوسری چچی آگئی اور ان کو زید سے بات کرنے سے قبل ہی اس بات کا پتہ چل گیا۔ اب ان کی خود زید سے بات ہوئی، تو پھر زید نے کہا کہ ہاں میں نے دل سے اسے آزاد کردیا اور میں چاند رات کو پرچہ لکھ کر بھیج دوں گا، اتنے میں اس بات کا شور ہوا، تو پڑوس میں سے کسی عورت نے دیوار پر کھڑے ہو کر معلوم کیا کہ کیا ہوا؟ تو زید نے کہا کہ ”میں نے دل سے اسے آزاد کردیا“ اس کے باپ جہاں چاہیں شادی کردیں۔ اب اس صورت مسئولہ میں شرعی حکم بتائیں۔

المستفتی: محمد قاسم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چچا، چچی کے سامنے یہ جو کہا کہ دل سے تو میری بیوی آزاد ہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، اس کے بعد الگ الگ مواقع میں دو مرتبہ لوگوں سے جو کہا ہے، وہ پہلی مرتبہ کی خبر ہے اور خبر سے کوئی طلاق نہیں پڑتی؛ لہٰذا مذکورہ بالا پوری صورت حال میں صرف ایک طلاق واقع ہوئی، عدت کے اندر رجعت کر کے رکھ سکتا ہے اور آزاد کے لفظ سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/ ۴۲۵)

”رہا کردم“ أي سرحتک یقع به الرجعي. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، زکریا ٤/ ٥٣٠، کراچي ٣/ ٢٩٩)

إذا قال الرجل لامرأته: ”بهشتم ترا از زني“ فاعلم بأن هذه اللفظة استعملها أهل خراسان وأهل العراق في الطلاق، وأنها صریحةٌ عند أبي یوسفؒ حتی کان الواقع بها رجعیاً ویقع بدون النیة.

(هندیة، کتاب الطلاق، الباب الثاني في إیقاع الطلاق، الفصل السابع في الطلاق

بالألفاظ الفارسية، قديم ۱/ ۳۷۹جديد۱ /٤٤٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ر شوال المکرّم ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲ر ۴۹۹۷)

آزاد کرتا ہوں سے طلاق

سوال [۶۳۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام شبانہ پروین ہے، میری شادی ۱۸ر مئی ۲۰۰۴ء کو شعیب علی کے ساتھ ہوئی تھی، دو مہینے میں اپنے شوہر کے پاس رہی، اس کے بعد اب تک اپنے والد کے ساتھ رہ رہی ہوں۔ ۲۷ر اکتوبر ۲۰۰۹ء کو رات دس بجے کے وقت میرے شوہر نے فون کر کے مجھ سے کہا کہ میں اپنے پورے ہوش وحواس میں تمہیں آزاد کرتا ہوں، پھر دوبارہ فون کر کے انہوں نے کہا کہ میں نے تمہیں ایک طلاق دیدی ہے، اپنے گھر میں مشورہ کر لو باقی دو طلاقیں میں تمہیں بعد میں دے دوں گا، تو تم میرے نکاح سے باہر ہو جاؤ گی۔ اب آپ مجھے مشورہ دیجئے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتية: شبانہ پروین، جامع مسجد، وارثی نگر، گلی-۱، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آزاد کرتا ہوں کا لفظ طلاق دیتا ہوں کے معنی میں ہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، اس کے بعد فون پر جو یہ کہا ہے کہ میں نے تمہیں ایک طلاق دیدی ہے، اس سے اگر شوہر نے یہ مراد لیا ہے کہ پہلے جو طلاق دی ہے اس کی خبر دے رہا ہوں، جیسا کہ آگے کے الفاظ ”میں تم کو دو طلاق بعد میں دیدوں گا“ سے یہی معلوم ہو رہا ہے، تو اس سے پہلی طلاق کی خبر دینا مقصود ہے؛ لہٰذا پہلے والے الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے؛ البتہ عدت کے اندر اندر رجعت کر کے دونوں کے ایک

ساتھ رہنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاوی ۱۵۵/۵، امداد الفتاوی ۴۲۵/۲)

وهو كأنت طالق، ومطلقة، وطلقتك، وتقع واحدة رجعية. (هندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني في إيقاع الطلاق، زكريا ١/ ٣٥٤جديد١/ ٤٢٢)

"فإن سرحتك" كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: "رها كردم" أي سرحتك يقع به الرجعي. (شامي، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي٣/ ٢٩٩، فتاوى محموديه جديد١٢/ ٣٥٢، ٣٥٩)

ولو قال لامرأته: أنت طالق، فقال له رجل ما قلت؟ فقال: طلقتها، أوقال! قلت: هي طالق، فهي واحدة في القضاء. (هندية، زكريا ١/ ٣٥٥، جديد١/ ٤٢٣، شامي، زكريا٤/ ٥٢١، كراچي٣/ ٢٩٣)

لأن كلامه انصرف إلى الإخبار. (بدائع الصنائع، زكريا٣/ ١٦٣)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۸۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۰/۱۱/۲۳ھ

تجھے آزاد کردیا

سوال [۶۲۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے انور حسین نے سخت غصہ میں اور دماغی الجھن کی حالت میں اپنی بیوی عرشی ناز سے یہ جملہ دو مرتبہ کہہ دیا کہ ''تجھے آزاد کردیا'' اس جملہ کو کہنے کے بعد میرے لڑکے کو اپنے کئے پر افسوس بھی ہے اور اب دونوں میاں بیوی الگ الگ کمرہ میں رہ رہے ہیں، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ مذکورہ جملہ کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو بیوی کو دوبارہ رکھنے کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتیة: فریدہ بیگم، چکر کی ملک، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’آزاد کردیا‘‘ کا لفظ ہمارے عرف میں جب بیوی کے لئے بولا جاتا ہے، تو طلاق ہی کے لئے متعین ہوجاتا ہے؛ لہٰذا تجھے آزاد کردیا کے لفظ سے طلاق صریح واقع ہوگئی ہے، اور یہ ایسا ہے جیسا کہ تجھے طلاق دیدی کہہ دیا ہو، جب دومرتبہ یہ لفظ کہہ دیا ہے، تو اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کرکے میاں بیوی جیسے رہنے کی گنجائش ہے، مگر یاد رہے کہ آئندہ جب بھی ایک مرتبہ ایسا کوئی لفظ زبان سے استعمال کرے گا، جس سے طلاق مان لی جاتی ہے، تو بیوی بالکل حرام ہوجائے گی۔

فإذا قال: ’’رھا کردم‘‘ أي سرحتک یقع به الرجعي مع أن أصله کنایةٌ أیضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصریح مالم یستعمل إلا في الطلاق من أي لغة کانت. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، کراچي ۳/۲۹۹، زکریا ۴/۵۳۰)

وقعتا رجعیتین لو مدخولاً بها، کقوله: أنت طالق، أنت طالق زیلعي. (شامي، کراچي ۳/۲۵۲، زکریا ۴/۴۶۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ربیع الاول ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۵۱۹/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۳/۱۸ھ

میں نے آپ کو آزاد کردیا

سوال [۶۳۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی سائرہ بانو سے کہا ’’سائرہ میں نے آپ کو طلاق دیدی، میں نے آپ کو آزاد کردیا‘‘ دریافت یہ کرنا ہے کہ اس سے کتنی طلاق ہوئیں؟

المستفتی: انصار عرف، شبو، جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی سائرہ پر دوطلاقیں واقع ہوگئیں، ہمارے عرف میں لفظ ''آزاد کردیا''، طلاق کے لئے بیوی کے حق میں استعمال ہوتا ہے؛ اس لئے دوطلاقیں واقع ہوگئیں، عدت گذرنے کے بعد بیوی شوہر کے نکاح سے مکمل آزاد ہوجائیگی اوراس کو حق ہوگا کہ دوسری جگہ نکاح کرلے۔

عن عبد الله وعن أناسؓ من أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان: قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أوثنتين فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن کبریٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨١- ٢٨٢، رقم:١٥٥٣٩)

قوله: سرحتک "رها کردم" لأنه صار صريحاً في العرف (وقوله والصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي٣/ ٢٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍شوال المکرّم ۱۴۳۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۷۹۰/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۰/۱۰/۱۴ھ

میں نے تجھے اپنے نکاح سے آزاد کیا

سوال [۶۳۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے اس کی رضامندی سے بغیر کسی زور وجبر کے تین مرتبہ یہ جملہ کہا کہ ''میں نے تجھے اپنے نکاح سے آزاد کردیا، میں نے تجھے اپنے نکاح سے آزاد کردیا، میں تجھے اپنے نکاح سے آزاد کردیا'' اس کے علاوہ زید نے تحریرا بھی لکھ دیا،

جو استفتاء کے ساتھ ملحق ہے، پھر اس کے بعد ہندہ نے بھی تین دفعہ کہا کہ میں نے بھی اپنا مہر معاف کردیا، تو اس طرح ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو عدت کتنے دن گذار نے کے بعد ہندہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟ اور یہ واقعات چند گواہوں کی موجودگی میں ہوئے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد شفیق، اسمٰعیل روڈ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ہمارے عرف میں لفظ آزاد کردیا بیوی کے حق میں طلاق کے لئے بولا جاتا ہے؛ اس لئے مذکورہ الفاظ سے ہندہ پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہیں، اب ہندہ تین حیض کی عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اور چونکہ ہندہ نے اپنا مہر گواہوں کے سامنے ہی معاف کردیا ہے؛ اس لئے وہ اب زید سے مہر طلب نہیں کرسکتی ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/۴۲۵، محمودیہ قدیم ۱۰۳/۸، جدید ڈابھیل ۱۲/۳۵۸)

قوله: سرحتک وهو "رها كردم" لأنه صار صريحاً في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي الخوارزمي في شرح القدوري، (انتهىٰ) فإذا قال: "رها كردم" أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كنايةٌ أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي٣/ ٢٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۰۷۰)

جاؤتم کو آزاد کردیا بہن

سوال [٦٣٨٧]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ زید نے اہلیہ سے بحالت غصہ تین سے زائد مرتبہ کہا کہ ”جاؤتم کا آزاد کردیھن“تم کا جہاں جائیک ہوجاؤ،تم ہمری ہیون نہ آؤ، (یہ بات تخلیہ میں کی گئی کوئی تیسرا نہیں تھا) اس واقعہ کے بعد یہ بات آئی گئی، ہوگئی اور تقریباً پندرہ یوم تک زوجین کے مابین ہی محدود رہی، ایک معاملہ پیش آنے پر زید کی اہلیہ نے دیگر باتوں کے ساتھ اس بات کا بھی ذکر ضمنی طور پر میکہ والوں سے کیا،لڑکی کے میکے والے اہل علم تھے، اس جملے پر چونک گئے،لڑکی سے پوچھا کہ اب تک اس بات کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ لڑکی نے (حیرت واستعجاب سے) جواب دیا کہ کیوں؟ اس سے کیا ہوا؟

لڑکی کی ہمشیرہ کلاں نے برائے تحقیق فون پر لڑکی سے کہا کہ پوچھو، یہ جملے کیوں کہے تھے؟ لہٰذا اہلیہ کے معلوم کرنے پر زید نے کہا کہ کیوں؟ بس ایسے ہی کہا تھا، میں غصے میں تھا، بعدہ لڑکی والوں نے زید اور زید کے گھر والوں کو بلایا اور دونوں طرف کے چند اشخاص کی موجودگی میں اس واقعہ کی تحقیق چاہی ،تو زید نے آزاد کردی ہیں اور دیا کے لفظ میں پس وپیش اور تردد ظاہر کرتے ہوئے اقرار کرلیا اور قسم کھالی کہ ہمارعلم میں نہیں تھا کہ ان الفاظ سے کیا ہوسکتا ہے؟ اور نہ ہی میرا طلاق کا ارادہ تھا؛ بلکہ بیوی کے میکہ جانے کے جملے پر جھلا کر یہ جملے کہے تھے، اور یہ بات اللہ کو حاضر وناظر سمجھ کر کہتا ہوں۔

نوٹ: (۱) واقعہ ہے کہ زید اور اس کی اہلیہ اس طرح کے مسائل سے ناواقف ہیں۔

(۲) زید کی اہلیہ تقریباً تین ماہ کے حمل سے ہے۔

(۳) مذکورہ جملے ایک ہی نشست میں ادا کئے گئے۔

(۴) واقعہ کسی سے ذکر نہ کرنے کی وجہ زید نے بھی اپنی لاعلمی بتائی۔

(۵) اب وہ شرمندہ ہیں ایک دوسرے سے رجوع کرنا چاہتے ہیں۔

برائے کرم التماس ہے کہ اس مسئلہ میں شرعی فیصلہ سے آگاہ فرمائیں تاکہ شریعت مطہرہ سے انحراف نہ ہو۔عند اللہ ماجور ہوں گے۔

المستفتی: طرفین صاحبہ مسنونہ زبیر احمد عفا اللہ عنہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ’’آزاد کردیا‘‘’’آزاد کردیہن‘‘ کے الفاظ بیوی کے واسطے طلاق ہی کے لئے متعارف ہیں؛ اس لئے اس سے طلاق صریح واقع ہوگئی ہے اور چوں کہ تین مرتبہ سے زائد کہا ہے؛ اس لئے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور مسئلہ معلوم نہ ہونا وقوع طلاق کے لئے رکاوٹ نہیں ہے؛ اس لئے بیوی زید کے اوپر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے؛ لہٰذا بغیر حلالہ شرعی کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہوگا؛ اس لئے اگر ساتھ میں رہنا چاہیں تو شرعی حلالہ کا جو طریقہ ہے، اس کے ساتھ نکاح کر کے رہ سکتے ہیں۔

”فإن سرحتک“ كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ”رها كردم“ أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كنايةٌ أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ٣/ ٢٩٩، زكريا ٤/ ٥٣٠)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، الباب السادس فى الرجعة وفيما تحل به المطلقة ومايتصل به، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، زكريا جديد ديوبند ١/ ٥٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍شوال المکرم ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۲۶۳/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۱۰/۱۴۳۴ھ

’’نکاح سے آزادی دیتا ہوں‘‘ کے الفاظ سے طلاق

سوال [٦٣٨٨]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ مہربان خاں نے اپنی بیوی رابعہ پروین کو اس کے دماغی خلل کی وجہ سے طلاق دیدی، اور الفاظ یہ استعمال کیے کہ میں مہربان خاں اپنی بیوی رابعہ پروین کو اس کے دماغی خلل کی وجہ سے اپنے نکاح سے آزادی دیتا ہوں اور اس کا اب میری زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور میں ان کا دین مہر ادا کروں گا، وہ جب چاہے مجھ سے لے سکتی ہے۔

دریافت یہ کرنا ہے کہ مذکورہ صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد فرحان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نکاح سے آزادی دیتا ہوں کے الفاظ ہمارے عرف میں طلاق ہی کے لئے بیوی کے حق میں بولے جاتے ہیں؛ اس لئے اس سے طلاق صریح رجعی واقع ہوگئی ہے۔

”رہا کردم“ أي سرحتک یقع به الرجعي. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، کراچي ۳/۲۹۹، زکریا دیوبند ٤/ ٥٣٠)

اس کے بعد دوسرا جملہ کہ اس کا میری زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوگا؛ چونکہ اس سے قبل ذکر طلاق آچکا ہے؛ اس لئے اس جملہ سے بلانیت ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اب دونوں مل کر دوطلاق بائن واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر یا عدت کے بعد جب بھی چاہے بلا حلالہ دوبارہ نکاح کر کے رکھنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/۴۳۹، فتاوی دارالعلوم دیوبند ۹/۴۴۲)

الصریح یلحق الصریح، ویلحق البائن بشرط العدة. (در مختار مع الشامي، کراچي ۳/ ۳۰٦، زکریا ٤/ ٥٤٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۵۵۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۱۲/۲۳ھ

تین مرتبہ شوہر کا ''آزاد کر دیا'' کہنا

سوال [٦٣٨٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید باہر سے آیا تو زید کی والدہ اور زوجہ میں تنازعہ ہو رہا تھا، زید نے بیوی کو خاموش ہونے کے لئے کہا اور کہا کہ جھگڑا ختم ہو جائے گا اپنے گھر چلی جا؛ لیکن وہ نہیں گئی، تو زید نے غصہ میں کہا کہ ''آزاد کرا، آزاد کرا، آزاد کرا'' تو زید کی بیوی کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: زاہد حسین، شاہ آباد، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آزاد کر دیا کا لفظ ہمارے عرف میں بیوی کے حق میں طلاق کے لئے بولا جاتا ہے؛ اس لئے اس سے طلاق صریح رجعی واقع ہو جاتی ہے اور تین مرتبہ کہنے سے طلاق مغلظہ واقع ہو جاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔

إن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت الخ سرحتك وهو ''رهاكردم'' لأنه صار صريحاً في العرف. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي٣/ ٢٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ر ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۷۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۱۲/۴ھ

لفظ ''آزاد کرتا ہوں'' سے طلاق کا حکم

سوال [٦٣٩٠]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اظہر محمود خان نے پورے ہوش وحواس کے ساتھ اپنی مرضی سے اپنی بیوی اسماء

خانم بنت محمد عتیق خاں کو گواہوں کے روبرو آزاد کرتا ہوں کہا تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ میری بیوی کو کونسی طلاق ہوئی ؟ جواب باصواب سے نوازیں۔

المستفتی: اظہر محمود خاں، عاصم بہاری اسکول، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کے لئے آزادی کا لفظ عرف میں طلاق ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت کے اندر آپ رجعت کر سکتے ہیں۔

فإذا قال: "رها كردم" يقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۳/ ۲۹۹، زكريا ٤/ ۵۳۰)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها .

(عالمگيري، الباب السادس فى الرجعة و فيما تحل به المطلقة و مايتصل به زكريا قديم ۱/ ٤۷۰، جديد زكريا ديوبند ۱/ ۵۳۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۱۰۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۳/۱۳ھ

"تم میری طرف سے آزاد ہو،، سے طلاق

سوال [۶۳۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے یوں کہے کہ میں تمہارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی اور شوہر یوں کہے کہ تم جاسکتی ہو، میری طرف سے تم آزاد ہو، اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد ندیم، کھوکھران، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آجکل کے عرف میں آزادی کا لفظ طلاق ہی کے لئے

استعمال ہوتا ہے؛ لہٰذا میری طرف سے آزادی کے لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔
(مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۱۰/۴۰۷، جدید ڈابھیل ۱۲/۵۱۵)

"فإن سرحتک" کناية؛ لکنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: "رهاکردم" أي سرحتک يقع به الرجعي. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنايات، کراچي ۳/۲۹۹، زکريا ٤/ ٥٣٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۹۶۸)

"اپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں،، سے طلاق

سوال [۶۳۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجھ محمد حسن خاں کے تعلقات اپنی بیوی مسماۃ سیما خاں سے بہت خراب ہو چکے ہیں؛ اس لئے آج ۲۳/اپریل ۱۹۹۱ء کو میں محمد حسن خاں اپنی پہلی بیوی سیما خاں کو طلاق قطعی دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں، یہ تحریری طلاق نامہ بطور یادداشت مسماۃ سیما کو دے رہا ہوں۔

المستفتی: محمد حسن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں مسماۃ سیما خاں پر شرعی طور پر طلاق واقع ہو چکی ہے اور جب ۲۳/اپریل ۱۹۹۱ء میں طلاق دی ہے، تو سیما خاں کی عدت بھی پوری ہو چکی ہے؛ اس لئے اب سیما خاں اپنی مرضی سے کسی سے دوسرا نکاح کر کے باعصمت زندگی گذار سکتی ہے۔

عن عبد الله وعن أناسٍؓ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان: قال هو الميقات الذي يكون عليها

فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أو ثنتين فإما أن يمسک ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرىٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/ ۲۸۱-۲۸۲، رقم:۱۵۵۳۹)

ويجوز لها أن تزوج بآخر إن كان قد طلقها الخ. (عالمگيري، الباب الثالث عشر فى العدة زكريا ۱/ ۵۲۸ جديد زكريا ۱/ ۵۸۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍۳۵۵۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹؍۸؍۱۴۱۴ھ

’’میں نے آزاد کر دیا‘‘ کے لفظ سے طلاق

سوال [۶۳۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک آدمی نے ایک بیوہ عورت سے عدت پوری کرنے کے بعد شرعی طور سے نکاح کیا، دوسری عورت جس کی شادی ہوگئی تھی؛ لیکن اس کو طلاق نہیں ہوئی تھی، اس نے اسی آدمی کے ساتھ کورٹ کے ذریعہ سے شادی کی، جب اہل بستی کو معلوم ہوا تو لوگوں نے اس پر زور دیا کہ آپ دونوں کو آزاد کر دیں ورنہ فساد ہوگا؛ لہٰذا اس آدمی نے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ میں نے آزاد کر دیا، صرف ایک مرتبہ کہا؛ لہٰذا واضح طور پر لکھیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: مطلوب حسین، معصوم پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلی عورت کا نکاح صحیح اور درست ہے اور آزاد کر دیا کے لفظ سے اس پر ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے، اور دوسری عورت سے نکاح ہی نہیں ہوا ہے، وہ اس کے حق میں اجنبی عورت ہے، اس کے ساتھ رہنا زنا کاری ہے۔

’’رها كردم‘‘ أي سرحتک يقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩)

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته، فالدخول فيه لايوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كراچي ٣/١٣٢، زكريا ٤/٢٧٤، خانية على هامش الهندية، باب في المحرمات زكريا قديم ١/٢٢١، زكريا جديد ١/٣٦٦، هندية،القسم السادس :المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ١/٢٨٠،جديد زكريا ١/٣٤٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍رجب المرجب ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۱ ۴۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۷/۵ھ

لفظ آزاد اور لفظ طلاق کے ذریعہ طلاق دینے کا مسئلہ

سوال [۶۳۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی میں کسی بات پر ناراضگی ہوئی، زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تو آزاد ہے ہم سے، میں نے تجھے طلاق دی“ یہ لفظ دو مرتبہ کہا وہاں پر زید کے لڑکے اور پوتے بھی موجود تھے، زید کی بیوی کا بھائی بھی موجود تھا، یہ الفاظ ان لوگوں نے بھی سنا زید کی عمر اس وقت تقریباً ستر سال ہے اور بیوی کی قریب ۶۵ ؍سال ہے، اس واقعہ کو قریب ایک ماہ گذر چکا ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں شرعی حکم کے مطابق زید کو کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: شرافت حسین، مین پوری، اٹاوہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آزاد کا لفظ ہمارے عرف میں بیوی کے حق میں طلاق صریح کے لئے بولا جاتا ہے؛ لہٰذا اس سے ایک طلاق ہوگئی اور اس کے بعد لفظ طلاق دو مرتبہ بولا گیا؛ لہٰذا اس سے دو طلاق ہوگئیں۔ اب کل ملا کر تین طلاق، طلاق مغلظہ واقع ہوچکیں؛ لہٰذا بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی نہیں کرسکتا۔

عن عبد الله وعن أناسؓ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان: قال هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أوثنتين فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (السنن الكبریٰ للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ١١/ ٢٨١-٢٨٢، رقم:١٥٥٣٩)

"رها كردم" لأنه صار صريحاً في العرف. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي٣/ ٢٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲؍ ۴۵۹۳)

''میرا اس سے کوئی تعلق نہیں، میں نے آزاد کردیا،، سے طلاق

سوال [۶۳۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے نکاح کو تقریباً دوسال سے زائد گذر چکے ہیں، کسی آپسی اختلاف کی بنیاد پر زید اپنی منکوحہ سے ایک برس سے علیحدہ ہے اور یہ کہتا ہے کہ میرا اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے، نہ میرا اس سے نکاح ہوا، اور یہی بیان وہ عدالت میں تحریری طور پر بھی دے چکا ہے۔

نیز رسیدات (ثبوت نکاح) وغیرہ لڑکے نے چالاکی سے تلف کردی ہیں، یاد رہے کہ اس نکاح میں لڑکی کے والد مرحوم وکیل اور لڑکی کے دو بھائی گواہ ہیں، پیار کی بنیاد پر یہ شادی ہوئی تھی۔ نیز لڑکی کہتی ہے کہ تقریباً چھ ماہ قبل زید نے میرے لئے لفظ طلاق بھی استعمال کیا تھا؛ لیکن اس کے پاس کوئی گواہ شرعی موجود نہیں ہے، نہ یہ وضاحت کہ کون سے الفاظ سے طلاق دی تھی، نیز لڑکا یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو شرعی طور پر آزاد کیا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں لڑکی کے لئے مشعل راہ کے طور پر جواب عنایت فرمادیں جس سے یہ معلوم

ہو کہ آیا لڑکی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ یا لڑکے کے ان الفاظ سے کیا شکل پیش آئی ہے؟ آیا ان الفاظ کی بنیاد پر لڑکی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محفوظ الرحمٰن، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شرعی گواہوں کے ذریعہ زید کا نکاح ثابت ہوجائے، تو اس کے انکار نکاح سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وإن قال: لم أتزوجک ونوی الطلاق لایقع الطلاق بالإجماع. (عالمگیري، زکریا ۱/۳۷۵، زکریا جدید ۱/۴۴۲)

البتہ زید کا یہ کہنا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، میں نے تجھ کو شرعی طور پر آزاد کیا، تو ان سے دو طلاق رجعی واقع ہوں گی؛ اس لئے کہ یہ دونوں الفاظ عرف میں طلاق کے لئے مستعمل ہیں اور لڑکی عدت گذارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

لفظ ''آزاد کردن'' من الصریح عندي في عرف أهل الهند، لایطلقونه علی النساء إلا في معنی الطلاق. (امداد الأحکام ۴/۱۶)

وفي البدائع: کوني حرة واعتقي مثل أنت حرة، ککوني طالقاً مثل أنت طالق. (البحر الرائق، زکریا ۳/۵۲۴، کوئٹہ ۳/۳۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ر صفر المظفر ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۶۴۸۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۲/۱ھ

''تو میری طرف سے آزاد ہے،، ایک مرتبہ کہنے سے طلاق

سوال [۶۳۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی اس کی مرضی کے خلاف گھر سے نکل کر آزادی سے گھومتی پھرتی ہے، اس بات پر دونوں میں تنازع بھی ہوتا رہتا ہے کہ ایک دن دونوں میاں بیوی

میں کسی بات پر تنازع ہوا، زید نے بلا طلاق کی نیت کے محض ڈرانے اور تنبیہ کرنے کے لئے اس کو یہ الفاظ کہہ دیئے کہ تو میری طرف سے آزاد ہے چلی جا اپنے باپ کے گھر، صرف ایک بار کہا تھا، بیوی نے یہ سمجھ لیا کہ زید نے اسے طلاق دیدی، اس نے اپنے اعزہ اقرباء میں اس بات کی خبر اور شہرت کر دی کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے، اب میں آزاد ہوں اور وہ اب شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے، زید اس کو سمجھا رہا ہے کہ میں نے تجھے طلاق نہیں دی ہے اور یہ الفاظ صرف ڈانٹ کے لئے کہے تھے، زید نے کچھ عالموں سے بھی یہ مسئلہ معلوم کیا، تو عالموں نے اس کو یہی بات بتائی یہ الفاظ کنایہ کے ہیں، اگر ان الفاظ کے کہنے میں طلاق کی نیت نہیں تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی، زید کے اعزہ اقرباء نے یہ طے کیا ہے کہ فتویٰ منگا لیا جائے اور اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے؛ اس لئے محترم سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ کے جواب سے مشرف فرمائیں۔

المستفتی: عبد القیوم، ہلدوانی، لائن نمبر ۷، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ”تو میری طرف سے آزاد ہے،، کا جملہ ہمارے عرف میں بیوی کے حق میں الفاظ صریح میں سے ہے، اس سے طلاق صریح رجعی واقع ہو جاتی ہے، بلا نیت استعمال کرنے سے بھی ایک طلاق رجعی واقع ہو جاتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے، عدت کے اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے اور رجعت کا مطلب یہ ہے کہ شوہر بیوی سے یا دوسرے لوگوں سے کہہ دے کہ میں نے بیوی کو دوبارہ زوجیت میں واپس لے لیا ہے میں نے رجعت کر لی یا بیوی کے ساتھ ہمبستری ہو جائے۔

سرحتک وهو ”رها كردم“ لأنه صار صريحاً في العرف -وقوله- فإذا قال: ”رها كردم“ أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كنايةٌ أيضا.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩)

والرجعة أن يقول: راجعتک أو راجعت امرأتي وهذا صريح في الرجعة...... أويطأها، أويقبلها، أويلمسها بشهوة. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۵۹۳۹)

''تو آزاد ہے نکل،، کے الفاظ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۳۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں دوکان سے گھر گیا، گھر جانے کے بعد میں نے کھانا کھایا، کھانے کے بعد میں نے بیوی سے کسی کام کو کہا وہ نہیں مانی، تو غصے میں منہ سے یہ الفاظ نکل گئے، جب تو نہیں مانتی ''تو تو آزاد ہے نکل،، اب دونوں اس بات پر بہت شرمندہ ہیں، یہ ہم نے کیا کیا بچوں کا کیا ہوگا؟ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ فتویٰ نکال لیں کہ ہم ایک جگہ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ دونوں میاں بیوی راضی ہیں، آگے ہم سے کوئی غلطی نہیں ہوگی۔

المستفتی: محمد صغیر، محلّہ اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ آزاد کردیا اور تو آزاد ہے کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوجاتی ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں ''تو آزاد ہے،، کے لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوچکی ہے اور نکل کے لفظ سے اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی، تو اس سے بھی ایک طلاق واقع ہوجائے گی اور کل دو طلاق بائن ہوجائیں گی اور اگر نکل کے لفظ سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو اس سے کوئی طلاق نہ ہوگی اور صرف تو آزاد ہے کے لفظ سے ایک طلاق رجعی معتبر ہوگی اور عدت کے اندر رجعت کرکے بیوی بنا کر رکھنے کا حق ہوگا۔

” رھا کردم“ أي سرحتک یقع به الرجعي. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، زکریا ۴/ ۵۳۰، کراچي ۳/ ۲۹۹)

عن عبد الله وعن أناسؓ من أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم، فذکر التفسیر إلی قوله الطلاق مرتان قال: هو المیقات الذي یکون علیها فیه الرجعة، فإذا طلق واحدة أوثنتین فإما أن یمسک ویراجع بمعروف، وإما یسکت عنها حتی تنقضي عدتها، فتکون أحق بنفسها. (السنن الکبریٰ للبیهقي، کتاب الرجعة، دارالفکر بیروت ۱۱/ ۲۸۱-۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍رجب المرجب ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۷۶۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۷/۱۴۱۲ھ

”آزاد کردیا“ سے طلاق

سوال [۶۳۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی کے باپ اور پڑوسی مظفر حسین میرے رشتہ دار اور گھر والوں پر پولیس کا دباؤ ڈال کر مجھ سے آزادی لینے آئے، میری بیوی موجود نہیں تھی، تو میں نے اپنی بیوی کے باپ سے کہا ”میں اپنی بیوی کو آزاد نہیں کررہا“ اگر آپ زبردستی آزادی چاہتے ہیں تو اس کے عذاب وثواب کے ذمہ دار آپ ہوں گے، تو لڑکی کے باپ نے کہا میں اپنے اوپر کوئی گناہ نہیں لینا چاہتا، میں لڑکی کو بلا کر لاتا ہوں، وہ طلاق لے یا نہ لے، میں کوئی گناہ نہیں لے رہا، پھر میرے رشتہ دار اور مظفر حسین نے کہا لڑکی کو بلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، پھر کافی بحث ہوتی رہی، تو میرے رشتہ دار اور مظفر حسین نے کہا بات جلدی ختم کرو، ان کو چھوڑو ہم سے کہو، تو پھر میں نے نہ ہی لڑکی کا نام لیا اور پھر میں نے مظفر حسین سے کہا ”تمہارے کہنے سے میں نے تمہاری لڑکی کو آزاد کیا، تمہاری لڑکی کو آزاد کیا“ پھر سسر کے

پڑوسی مظفر حسین اور میرے رشتہ دار نے زبردستی میرا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ کہو، میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، تو میں نے کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، ایک بار کہا مظفر حسین کی لڑکی میری بیوی نہیں ہے میرے سسر بھی موجود تھے میں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق کہا، تمہاری لڑکی کو آزاد دو بار کہا، میری بیوی بھی موجود نہیں تھی، اور میرے سسر نے بھی عذاب ثواب کی ذمہ داری نہیں لی، اس طرح میرے رشتہ دار اور سسر کے پڑوسی کے زبردستی کہنے پر کہا تو کیا میری بیوی پر طلاق واقع ہوسکتی ہے؟ جبکہ میں نے مظفر حسین سے طلاق ایک بار کہا، اس طرح زبردستی ایک بار کہنے سے میری بیوی کی غیر موجودگی میں میری بیوی پر طلاق ہوسکتی ہے؛ جبکہ لڑکی بھی موجود نہیں ہے؟ یہ لوگ اس کو بلوا بھی نہیں رہے، اور لڑکی کا باپ بھی عذاب ثواب کی ذمہ داری نہیں لے رہا، یہ میرے رشتہ دار اور مظفر حسین کے زبردستی کرنے سے اس طرح سے میری بیوی پر طلاق ہوگئی یا کوئی گنجائش ہے؟

المستفتی: محمد طیب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائل اور شوہر کے متعلقین اور شوہر سے زبانی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ لڑکی کا باپ مظفر حسین کو اپنی طرف سے مکمل وکالت کے لئے لایا تھا، اور پوری مجلس میں مظفر حسین سے جتنی گفتگو کی گئی ہے، وہ سب اسی لڑکی کی طرف سے کی گئی ہے، جو سائل یعنی شوہر کی بیوی ہے اور دوران گفتگو جب مظفر حسین نے اس لڑکی کے لئے طلاق مانگی، تو شوہر نے کہا کہ تمہاری لڑکی کو آزاد کیا اور یہ جملہ دو بار کہا ہے۔ اب ظاہر بات ہے کہ اس لڑکی کے لئے جو لوگ طلاق لینے آئے ہیں اور مطالبۂ طلاق کے دوران ان لوگوں کو مخاطب کر کے جب تمہاری لڑکی کہا جائے گا، تو اس سے وہی لڑکی مراد ہوسکتی ہے، جس کے لئے طلاق کا مطالبہ کیا جا رہا ہے؛ اس لئے مظفر حسین کو مخاطب کر کے جو تمہاری لڑکی کہا ہے اس سے مظفر حسین کی حقیقی لڑکی مراد نہ ہوگی؛ بلکہ وہی لڑکی مراد ہوگی جس کی طرف سے وہ وکالت کر رہا تھا؛ لہٰذا آزاد کیا، دو بار کہنے کی وجہ سے دو طلاق صریح واقع ہوچکیں ہیں اور ایک

بار میری بیوی کو طلاق دی کہنے سے ایک اور طلاق واقع ہوگئی، تو کل تین طلاق واقع ہو چکی ہیں۔ اب بلا حلالہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

”رها کردم“ لأنه صار صريحاً في العرف. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا٤/ ٥٣٠، كراچي٣/٢٩٩)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية، الباب السادس في الرجعة، وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به، زكريا قديم ١/ ٤٧٣، زكريا جديد ديوبند١/ ٥٣٥)

اور حیات العلوم اور اکرم العلوم کا جواب بھی دیکھ لیا گیا ہے، ان کے سوال میں بجائے تمہاری لڑکی کو آزاد کیا کے مظفر حسین کی لڑکی کو آزاد لکھا ہوا ہے؛ اس لئے ان کا جواب مظفر حسین کی لڑکی کو آزاد کیا کے الفاظ کے لغو ہونے پر ہے، اور یہی لفظ ہمارے سوال میں بھی تھا، مگر سائل اور سائل کے متعلقین سے معلوم ہوا کہ سائل نے دوران جھگڑا مظفر حسین کی لڑکی کو آزاد نہیں کہا ہے؛ بلکہ تمہاری لڑکی کو آزاد کہا ہے؛ اس لئے ہمارے جواب اور ان کے جواب میں فرق ہوا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۵۰۰۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/ ۱۱/ ۱۴۱۷ھ

آزاد کرنے اور چھوڑنے کے لفظ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۳۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد احمد نے اپنی بیوی کو دو بار کہا کہ میں نے چھوڑ دی، طارق کہتا ہے کہ تیسری بار کہتے ہوئے میں نے محمد احمد کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، اس کے بعد پھر محمد احمد نے کہا کہ طارق تم

گنہگار ہو گے، میں نے ختم ہی کردی، پھر محمد احمد نے یہ بھی اقرار کیا کہ میں نے یہ کہا کہ طارق تم زیادہ رپٹ مت کرو، میں نے اس کو آزاد ہی کردی، صغریٰ کا بیان ہے کہ محمد احمد نے یہ کہا کہ میں نے دل سے ہی کہہ دیا۔ اب اس کو ہو ہی جانے دو، ایک اور صاحب کہتے ہیں کہ جب میں محمد احمد سے ملا تو محمد احمد نے کہا کہ میں نے اس کو بالکل ہی چھوڑ دیا اگر اور کہو تو اور چھوڑ دوں اور محمد احمد کی بیوی کہتی ہے کہ میں نے ان تمام باتوں میں سے کچھ نہیں سنا ہے اور محمد احمد بھی کہتا ہے کہ میں نے یہ ساری باتیں اپنی بیوی کی غیر موجودگی میں کہی ہیں۔

المستفتی: محمد احمد، ڈونکپوری، ٹانڈہ، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب محمد احمد نے دوبار بیوی کے متعلق کہا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا، تو اس سے اس کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں؛ اس لئے کہ ’’چھوڑ دی،، کے لفظ سے طلاق صریح واقع ہوتی ہے، پھر اس کے بعد اس کا یہ کہنا کہ طارق تم زیادہ رپٹ مت کرو، میں نے اسے آزاد کر دیا ہے، اس سے تیسری طلاق واقع ہو گئی۔ اب آگے اس کے بعد اس نے جو چھوڑ دی کے الفاظ استعمال کئے ہیں، اب اس کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ محمد احمد کی بیوی تین طلاق مغلظہ واقع ہونے کی وجہ سے محمد احمد پر بالکل حرام ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے آئندہ اس سے نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

قوله: سرحتك وهو ”رها كردم“ لأنه صار صريحاً في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي الخوارزمي في شرح القدوري. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۳/۲۹۹، زكريا ۴/۵۳۰)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها.

(عالمگيري، الباب السادس فی الرجعة و فیما تحل به المطلقة و مایتصل به زکریا ۱/۴۷۳، زکریا جدید د یو بند ۱/۵۳۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷؍ ۸۱۷۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۱۱/۳۰ھ

شوہر کا قول ''میں نے تجھے طلاق دی، آزاد کیا'' سے طلاق

سوال [۶۴۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آج سے تقریباً پانچ سال قبل میں نے اپنے شوہر سے لڑائی جھگڑے کے دوران تیل چھڑک کر آگ لگالی تھی، جس کی وجہ سے میرے شوہر نے مجھے طلاق دیدی تھی، اور کہا ''میں نے تجھے طلاق دی، آزاد کیا'' اس کے بعد میں اسپتال میں زیر علاج رہی اور پھر اپنے میکہ آگئی، میری شوہر سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ مجھے طلاق ہوگئی یانہیں اوراب دوسری شادی کرسکتی ہوں یانہیں؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتیه: رحمت جہاں، بیگم والی مسجد، صالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کے قول ''میں نے تجھے طلاق دی، آزاد کیا'' سے دوطلاق رجعی واقع ہوئی تھیں؛ لیکن اس کے بعد چونکہ شوہر کی جانب سے رجعت نہیں پائی گئی؛ اس لئے عدت گذر جانے کی بناء پر لڑکی اپنے شوہر سے بالکل آزاد ہوگئی۔ اب وہ جہاں چاہے اپنا نکاح کرسکتی ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة أوتطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (هندية، زکريا ۱/۴۷۰ جديد زکريا ۱/۵۳۳)

فلا رجعة لمضي المدة. (شامي، کراچي ۳/۴۰۷، زکرياه/۳۶)

عن عبد الله وعن أناسٌ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلي قوله الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أوثنتين فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن کبریٰ للبیهقي، کتاب الرجعة، دارالفکر بیروت ۱۱/ ۲۸۱-۲۸۲، رقم:۱۵۰۳۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۳۵۴)

’’تم اپنے میکہ چلی جاؤ اور آزاد ہو‘‘ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۶۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو شادی کئے ہوئے چار سال ہوئے اور چھوٹے بچے بھی ہیں، اس درمیان آپس میں تنازع بھی ہوا، اور سسرال والے بھی ہمیشہ لڑکی کی حمایت کرتے رہے، اور میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ تم اپنی میکہ چلی جاؤ؛ لیکن اس نے نہیں مانا، پھر بھی اس نے بدتمیزی کی- اور بولی میں ایسے نہیں جاؤں گی، تم مجھے طلاق دے دو، زید نے کہا اپنی بیوی سے کہ ہمارے خاندان میں طلاق نہیں دی جاتی اور ضد کرنے لگی، تو زید نے کہا کہ جاؤ تم میری طرف سے آزاد ہو، جو دل چاہے کرو، اور زید نے یہ بھی کہا کہ اب تم خوش ہو، لڑکی اس وقت اپنے میکہ میں ہے اور اس وقت زید اور اس کی والدہ تھیں اور بیوی تھی، والدہ کی موجودگی میں یہ ساری باتیں ہوئیں۔ اب تحریر فرمائیں کیا بیوی کو لا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم، محلّہ طویلہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: تم اپنی میکہ چلی جاؤ، الفاظ سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت شرط ہے، اور بعد میں جو عبارت ہے، ہمارے خاندان میں طلاق نہیں دی جاتی، اس

سے واضح ہوتا ہے کہ طلاق کی نیت ہی نہیں؛ لہٰذا اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، اور زید کا قول جاؤ تم میری طرف سے آزاد ہو، جو دل چاہے کرو، تو لفظ جاؤ سے اگر مستقل طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو اس سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی اور لفظ آزاد ہو سے ایک طلاق رجعی ہو چکی ہے، عدت کے اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھی جاسکتی ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/۴۲۵، احسن الفتاوی ۵/۱۶۶)

" رہا کردم" أي سرحتک یقع به الرجعي إلی (قوله) إن الصریح مالم یستعمل إلا في الطلاق من أي لغة کانت. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، زکریا ٤/ ٥٣٠، کراچي ٣/٢٩٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطلیقةً رجعیةً......فله أن یراجعها في عدتها رضیت بذلک أو لم ترض. (هندیة، زکریا ١/ ٤٧٠، جدید زکریا ١/٥٣٣، هدایة، اشرفي دیوبند ٢/ ٣٩٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۱۸۷)

"میں نے تجھے آزاد کیا" دو مرتبہ کہنے سے طلاق

سوال [۶۴۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مستقیم نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں دو مرتبہ یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے آزاد کیا، اور بیوی گھر سے نکل کر باہر نہیں گئی اور یہ کہہ دیا کہ آپ چاہیں مجھے قتل کر دیں میں اس گھر سے باہر نہیں جاؤں گی۔

المستفتی: مصطفیٰ پور، شیخو پورہ، تھانہ جھجیٹ، ٹھاکر دوارہ، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: آزاد کر دیا کا لفظ عرف میں طلاق صریح کے لئے مستعمل

ہے، جب دودفعہ کہہ دیا ہے تو اس سے بیوی پر دوطلاق صریح رجعی پڑ گئی ہیں، عدت گذرنے سے پہلے پہلے رجعت کر کے بلا نکاح بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے، رجعت کی صورت یہ ہے کہ شوہر زبان سے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کر لی ہے یا بیوی کے ساتھ ہمبستر ہو جائے۔

" رھا کردم" أي سرحتک یقع به الرجعي مع أن أصله کنایة أیضاً (إلی قوله) أن الصریح مالم یستعمل إلا في الطلاق من أي لغة کانت. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، زکریا ٤/٥٣٠، کراچي ٣/٢٩٩)

وقعتا رجعیتین لو مدخولاً بها، کقوله: أنت طالق، أنت طالق. (الدر المختار، کراچي ٣/٢٥٢، زکریا ٤/٤٦٣)

والرجعة أن یقول: راجعتک، أوراجعت امرأتي (وقوله) أویطأها، أویقبلها، أویلمسها بشهوة. (هدایة، اشرفي دیوبند ٢/٣٩٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۵۸۶)

تین مرتبہ کہنا کہ ”تو میری طرف سے آزاد ہے“

سوال [۶۴۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی عاصفہ بی کا نکاح محمد اشتیاق ولد عبدالوہاب مسجد کہنہ ٹانڈہ کے ساتھ تقریباً دو سال قبل ہوا، شادی کے بعد ہی سے عاصفہ بی کی سسرال والوں نے مارنا پیٹنا شروع کر دیا تھا، اس دوران عاصفہ کے شوہر محمد اشتیاق نے کہا میری طرف سے فائنل ہے، دو بول ہیں فون پر سن لیں یا لکھ کر لے لیں محلّہ کی ایک بزرگ خاتون سے اور میری بیوی سے کہا میری طرف سے فائنل ہے۔

ایک بار اپنی بیوی عاصفہ سے کہا کہ میری طرف سے تو آزاد ہے جا سکتی ہے۔ ایک بار کہا کل کو تجھے طلاق دوں گا۔ ایک بار عاصفہ سے کہا تو غیر میں غیر، تیرا میرا کوئی مطلب واسطہ نہیں نہ تیرے ہاتھ سے کچھ کھاؤں گا، نہ پیوں گا، میں تجھے اب رکھوں گا نہیں، تیرا فیصلہ ہی دوں گا، میری طرف سے تو آزاد ہے، یہ بات بہت بار کہی گئی ہے۔ کیا اس صورت حال میں میری لڑکی عاصفہ کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اور اگر طلاق واقع ہوئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی؟ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل کے ساتھ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد شمیم، محلّہ قاضی پورہ، نگر پالیکا کے پیچھے، ٹانڈہ بادلی، رام پور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محمد اشتیاق کا اپنی بیوی عاصفہ سے تین مرتبہ سے زائد یہ کہنا کہ ”میری طرف سے تو آزاد ہے“ ہمارے عرف میں یہ صریح طلاق ہے؛ اس لئے اس سے طلاق صریح واقع ہوگئی اور طلاق صریح جب تین مرتبہ یا اس سے زیادہ ہوتی ہے، تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا عاصفہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے آپس میں نکاح بھی جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۴/ ١٦)

”فإن سرحتک“ كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ”رها كردم“ أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ٣/ ٢٩٩، زكريا ٤/ ٥٣٠)

الصريح يلحق الصريح. (شامي، زكريا ٤/ ٥٤٠، كراچي ٣/ ٣٠٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٩/ محرم الحرام ١۴٢٣ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٦/ ٧۴٣٩)

مختلف مواقع پر چھ سات مرتبہ آزاد کردیا کہنا

سوال [۶۴۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کو پانچ سال ہوگئے، شادی کے بعد ہی سے میرے شوہر نے جھگڑا کرنا شروع کردیا اور چار پانچ مہینے سے کتنی بار جھگڑے کے دوران کہہ دیتے ہیں ’’جا میں نے تیرا فیصلہ کردیا، اپنا سامان اٹھا اور اپنے گھر جا‘‘ کبھی کہتے ہیں ’’چل اٹھ نکل اس گھر سے میں نے تمہیں آزاد کیا، آج تیرا فیصلہ کردیا، ایک مہینہ پہلے مجھے گھر سے نکال رہے تھے، اس پر میں نے کہا ایسے میں نہیں جاؤں گی، سب خاندان والوں کو اکھٹا کرو اور بات ہوگی جو فیصلہ ہوگا میں وہی مانوں گی، تو اس پر کہنے لگے’’ میں نے تیرا فیصلہ کیا جا اپنا بچہ لے اور سامان اٹھا کر نکل جا‘‘ لڑائی کی وجہ چاہے کتنی چھوٹی ہو، بس ان کے الفاظ یہ ہوتے ہیں کہ اپنا سامان اٹھا اور نکل جا اور کئی بار گھر سے نکال چکے ہیں؛ لیکن گھر والے خاندان والے ایک یا دو مہینہ میں واپس چھوڑ جاتے ہیں، اس مسئلہ پر میں نے ۵؍دن پہلے سنا کہ ایسا کہنا ٹھیک نہیں ہے، طلاق کے قریب ہے، جب میں نے اپنے شوہر سے یہ بات کہی تو انہوں نے کہا میں غصہ میں کہہ دیتا ہوں اور غصہ کی بات کچھ نہیں ہوتی؛ لیکن آزاد کردیا اور فیصلہ کردیا، یہ الفاظ ۵؍سال میں ۶؍۷؍بار یا اس سے بھی زیادہ کہہ چکے ہیں اور وہ رشتے میں میرے ماموں زاد بھائی ہیں۔ شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتیہ: شیما کوثر، کشن گنج، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’آزاد کردیا، کا لفظ ہمارے عرف میں بیوی کے حق میں طلاق کے لئے مستعمل ہوتا ہے؛ اس لئے اس لفظ کے ذریعہ سے طلاق صریح واقع ہوتی ہے، جب مختلف مواقع میں تین مرتبہ یا اس سے زائد یہ لفظ شوہر نے بیوی کے حق میں استعمال کرلیا ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے اور اس لفظ سے طلاق

واقع ہونے کے لئے نیت کی ضرورت نہیں ہے اور غصہ کی حالت میں اور مذاق میں ہر صورت میں اس کے ذریعہ طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا سوال نامہ کے مطابق بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوچکی ہے، ان دونوں کے درمیان کسی طرح ازدواجی تعلق جائز نہیں ہے۔

(مستفاد: امداد الفتاوی ۲/۴۲۵، فتاوی محمودیہ ۱۲/۵۰۴، ڈابھیل)

ولو قال: "رهاكردم" مضافاً إلى المرأة فهو صريح يوجب الرجعة فلا يصدق أنه لم ينوبه الطلاق خصوصاً عند مذاكرة الطلاق. (تاتارخانية، ٤/٤٦٥، رقم: ٦٦٨١)

بخلاف فارسية قوله: سرحتک وهو "رهاكردم" لأنه صار صريحاً في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي......فإن سرحتک" كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: "رهاكردم" أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كنايةٌ أيضاً، وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت . (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ٣/٢٩٩، زكريا ٤/٥٣٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف/)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۵/۲۹ھ

متعدد بار آزاد کرنا

سوال [۶۴۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے لڑائی جھگڑے کے دوران متعدد مرتبہ یہ لفظ کہہ دیا کہ ''میں نے تجھ کو آزاد کیا'' بیوی کی فرمائش پر، مگر اب دونوں نادم ہیں، اور چاہتے ہیں کہ دونوں ساتھ رہیں، بیوی دو مہینے کے حمل سے ہے۔

المستفتی: حافظ محمد ظہور، شریف نگری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''آزاد کیا،، کا لفظ ہمارے عرف میں بیوی کے حق میں طلاق کے لئے بولا جاتا ہے؛ لہٰذا اگر یہ لفظ بیوی کے لئے تین مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ استعمال کیا ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/۴۲۵)

''رہا کردم'' أي سرحتک یقع به الرجعي (إلی قوله) إن الصریح ما لم یستعمل إلا في الطلاق من أي لغة کانت. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، زکریا ٤/ ٥٣٠، کراچي ٣/ ٢٩٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱/ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۳۵۷۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱/ ۹/ ۱۴۱۴ھ

بارہا ''آزادی دی'' کہنا

سوال [۶۴۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ اگر تو نے اپنے لڑکے کے یہاں کھانا کھایا، تو میری طرف سے تجھے طلاق ہے، اس بات کو تین آدمیوں نے سنا، دو آدمی یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ کہا تھا کہ اگر تو نے کھانا کھالیا، تو تجھے طلاق ہے؛ لیکن ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ میں نے کھانے کی بات نہیں؛ بلکہ طلاق کی بات سنی، اس وقت لفظ طلاق بیوی نے بھی ایک بار سنا، تین آدمی جو گواہ ہیں، دو ان صاحب کے بیٹے ہیں اور تیسرا آدمی بستی کا ہے، جو وہاں موجود تھا، لفظ طلاق ان صاحب نے تین چار مرتبہ دہرائے، بیوی نے کھانا نہیں کھایا، شوہر کا بیان یہ ہے کہ میں نے بیوی کے سامنے طلاق کا لفظ دو مرتبہ استعمال کیا اور ''آزادی دی،، کا لفظ بارہا استعمال کیا۔

المستفتی: سلطان پور پٹی، نینی تال (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے عرف میں آزادی دی کا لفظ بیوی کے حق میں طلاق کے لئے مستعمل ہے، لہٰذا اس سے طلاق صریح واقع ہوجائے گی اور لفظ طلاق دومرتبہ کہنے کی وجہ سے دوطلاق صریح واقع ہوجائیں گی اور ’’آزادی دی،، کے لفظ سے ایک طلاق مزید ہوگئی؛ لہٰذا کل تین طلاق واقع ہوکر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوچکی ہے۔ اب بلاحلالہ دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

”رھاکردم“ أي سرحتک یقع به الرجعي مع أن أصله کنایة، وقوله: ”رھاکردم“ لأنه صار صریحاً في العرف–وقوله– وقد مرأن الصریح ما لم یستعمل إلا في الطلاق من أي لغة کانت. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنایات، کراچي ۳/۲۹۹، زکریا ٤/٥٣٠)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها أو یموت عنها. (عالمگیري، زکریا ۱/٤٧٣ جدیدزکریا ۱/٥٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍محرم الحرام ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱؍۳۸۴۳)

(۱۳) باب الکنایۃ

کنائی الفاظ سے بلانیت طلاق کا حکم

سوال [۶۴۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو فلاں مکان میں آ کر مجھ سے ملاقات نہیں کرے گی تو تجھے ایک طلاق، اس جملہ کو سننے کے بعد بیوی نے اس مکان میں آ کر اپنے شوہر سے ملاقات کرلی، پھر اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد آپس میں گھریلو کسی کام کے بارے میں اس کی بیوی نے شوہر سے کہا کہ مجھے اس گھر کے چال وچلن اچھے نہیں لگتے، تو شوہر نے فوراً ڈانٹنے کی غرض سے بیوی سے غصہ میں کہا جب تمہاری سمجھ میں اس گھر کے چال چلن نہیں آتے، تو تم اس گھر کو چھوڑ کر چلی جاؤ، ایک مرتبہ اس شخص کی بیوی نے اپنے شوہر سے یہ کہا کہ میرے ماں باپ نے اس گھر میں شادی کر کے میرا نصیب پھوڑ دیا، تو شوہر نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ جہاں تمہارا نصیب اچھا ہو وہاں چلی جاؤ، اس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد پھر بیوی نے شوہر کی کوئی نافرمانی کی اور شوہر نے اس کو غصہ میں برا بھلا کہا اور اس کو مذکورہ بالا پہلا واقعہ یاد دلایا اور کہا کہ دیکھو تم اکثر میرا کہنا نہیں مانتی ہو، جس بات سے میں منع کرتا ہوں، اسی کو تم کرتی ہو، دیکھو میں تم کو ایک طلاق دے چکا ہوں، تم ہوشیار ہو جاؤ، میں تمہیں چھوڑ دوں گا، اس جملہ کے فوراً بعد یہ کہا کہ جب تم میرا کہنا نہیں مانتی ہو، تو مجھ سے کیا واسطہ یہاں نیت طلاق کی نہیں تھی؛ بلکہ یوں ہی ڈانٹنے کے لئے اس طرح کے الفاظ کہے تھے، پھر تھوڑی دیر کے بعد بیوی اس کے پاس آئی تو شوہر نے پھر اس کو ڈانٹنے کے لئے کہا کہ تم مجھے ہاتھ مت لگانا، اگر ہاتھ لگاؤ گی تو گناہ گار ہو گی اب چار مہینے تک عدت گذارو،

اس کے بعد میرا اور تمہارا معاملہ ختم ہو جائے گا، شوہر نے چار مہینے سے قبل ہی ڈھائی مہینے کے بعد بیوی سے صحبت کر لی اور باقاعدہ آپس میں رہنے لگے اور عہد کر لیا کہ اب ایسی باتیں نہیں کریں گے۔

اب شوہر کے دل میں یہ شک پیدا ہو گیا کہ کہیں ہماری یہ زندگی خلاف شرع تو نہیں گذر رہی ہے؛ اس لئے اس مسئلہ کے بارے میں علماء دین سے رجوع کیا گیا ہے، علماء اس کا جواب شریعت مطہرہ کی روشنی میں اطمینان بخش عطاء فرمائیں کہ مذکورہ باتوں کے کہنے سے کوئی طلاق تو واقع نہیں ہوئی، اگر ہوئی تو بائن ہوئی ہے یا رجعی یا مغلظہ؟ اگر طلاق بائن ہوئی ہے، تو عدت کے اندر یہ دونوں اپنا دوسرا نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟ طلاق بائن پڑنے کے بعد عدت کے اندر اندر متعدد بار الفاظ کنایہ کہے اور نیت طلاق کی ہی تھی، تو ایک ہی طلاق رہے گی یا طلاق مغلظہ کی کوئی صورت بن جائے گی؟ بہت غور کے ساتھ اور بالتفصیل جواب دیں۔

المستفتی: محمد عتیق الرحمٰن، لالپوری، گھاس والی مسجد، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ عبارات میں سے ۱/۲/۴/ الفاظ کنایات میں سے ہیں، اگر ان سے شوہر کی نیت طلاق کی نہیں ہے، تو ان سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔

والکنایات لا تطلق بها قضاءً إلا بنية، أو دلالة الحال (إلى قوله) نحو اخرجي، واذهبي. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب النكايات، كراچي ۳/۲۹۶-۲۹۸، زكريا ٤/٥٢٨-٥٢٩)

أن من الكنايات ثلاث عشرة لا يعتبر فيها دلالة الحال ولا تقع إلا بالنية: حبلك على غاربك–اخرجي، اذهبي. (البحر الرائق۳/۲۰۲-۳۰۳، زکریا ۳/۵۲٦، کوئٹه ۲/۵۰۲)

۳/ سے ایک طلاق صریح رجعی واقع ہو گئی۔

الصريح لا يحتاج إلى النية. (الأشباه والنظائر قديم٦ ٤)

لہٰذا اگر اس کے بعد ہمبستری ہوگئی ہے، تو رجعت بھی ثابت ہوگئی اور عبارت نمبر۵/ ایلاء کے لئے الفاظ کنایات میں سے ہے، اگر اس سے ایلاء کی نیت کی ہے تو ایلاء ثابت ہوگیا۔

وأما تفويض الطلاق، والخلع والإيلاء (إلى قوله) وما كان كناية اشترطت له. وفي الحموی: وفي الإيلاء لا أبيت معک على فراش. (الأشباه والنظائر قديم مطبع ديوبند ٤٨)

لیکن جب چار مہینے سے قبل ہمبستری کرلی، تو ایلاء ختم ہوکر کفارہ واجب ہو چکا ہے۔

فإن وطئها في الأربعة الأشهر حنث في يمينه ولزمته الكفارة؛ لأن الكفارة موجب الحنث، وسقط الإيلاء. (هداية، كتاب الطلاق، باب الإيلاء، اشرفي ديوبند ٢/ ٤٠١ باب الإيلاء)

لہٰذا اب شوہر پر ایک کفارۂ قسم ادا کرنا واجب ہوگا یعنی دس مسکینوں کو دو وقت تک کھانا کھلانا یا ان کو کپڑا پہنانا اور اگر اس کی طاقت نہیں ہے، تو مسلسل تین روز روزہ رکھنا ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ﴾. [سورة المائدة: ٨٩]

وكفارته تحرير رقبة، أو إطعام عشرة مساكين، أو كسوتهم بما الخ.

(تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الأيمان، مطلب كفارة اليمين، زكريا ٥/٣ ٥٠، كراچي ٣/٧٢٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴۴/۲۳)

الفاظ کنائی سے طلاق

سوال [۶۴۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ ہم دونوں میاں بیوی میں کچھ کہا سنی ہوگئی، تو غصہ کی حالت میں یہ الفاظ زبان سے دو بار نکل گئے کہ ’’میں نے تجھے طلاق دی، تو بیوی کی ماں نے مجھے پکڑا اور ڈانٹ کر بٹھا دیا، پھر دو بارہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ چل اپنے گھر جا، تیرا یہاں کوئی کام نہیں، ارے کیوں ، جاتی کیوں نہیں؟ ان الفاظ سے کونسی طلاق شرعاً واقع ہوئی ؟ اور دو بارہ ساتھ رہنے کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟

المستفتی: نوشاد احمد، محلّہ برولان، مرادآباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میں نے تجھے طلاق دیدی کا لفظ دو مرتبہ استعمال کیا گیا، اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(در مختار مع الشامي، باب الصريح، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥٢)

اور چل اپنے گھر جا اور ارے جاتی کیوں نہیں کے الفاظ سے اگر طلاق کی الگ سے نیت نہیں ہے؛ بلکہ ڈانٹنا مقصد ہے، تو ان الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا عدت کے اندر رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤، هندية، زكريا ١/٤٧٠ جديد زكريا ١/٥٣٣، قدوري امدادية ديوبند ١٧٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍ ۶۲۳۰)

الفاظ کنائی سے طلاق دینا

سوال [۶۴۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ صبح کے وقت زید کا سالا اور بھائی دونوں آئے اور مجھ سے کہا کہ ”بھائی قیوم“ نے میری بہن کو چھوڑ دیا، مجھے کیا کرنا ہے؟ میں نے چار بچوں کو خبر دی اور چاروں ایک ساتھ قیوم صاحب کے مکان پر گئے اور قیوم سے معلوم کیا کہ تمہارا سالا شکیل کہہ رہا ہے کہ ”میری بہن کو طلاق دیدی ہے“ کیا یہ صحیح ہے، تو قیوم نے کہا ہاں میں نے طلاق دی ہے، کیسے دی ہے، تو میرے نکاح سے باہر اور تجھے میں نے فارغ خطی دی، میرا مکان خالی کر، یہ سب اس نے اپنے سالے سے کہا اور اب ہم چار پنچ کے سامنے بھی کہا اور کہا کہ میرا کوئی دھرم نہیں، میرا کوئی رشتہ دار نہیں اور میں عیسائی بننے جا رہا ہوں اور رات کے وقت میں اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی گالی بکی، جو بیان کرنے کی میری ہمت نہیں، اسی دوران پنچایت ہوگئی، جس میں فیصلہ ہوا کہ لڑکی عدت کرے اور اس کے بعد حلالہ ہو اور عدت ہو، پھر سے نکاح ہوگا۔ اس دوران قیوم نے فتوی منگوایا جس میں اپنی مرضی کا بیان لکھا، جو ہم پنچوں کی نظر میں صحیح نہیں ہے اور جس حافظ صاحب نے نکاح پڑھایا ہے، سارے حالات ان کو معلوم ہیں اور پنچایت میں بھی شامل تھے؛ لہٰذا حافظ صاحب اور گواہوں و وکیل اور نکاح میں شامل حضرات کے لئے خود قیوم کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالسمیع، گولر گٹی، رام نگر نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قیوم نے پنچوں اور اپنے سالے کے سامنے طلاق دینے کا جو اقرار کیا ہے، اس میں پہلا لفظ یہ ہے کہ ”ہاں میں نے طلاق دی“ یہ پچھلے واقعہ کی خبر ہے، پھر وہ واقعہ اس طرح نقل کر رہا ہے کہ تو میرے نکاح سے باہر، تو میرے نکاح سے باہر“ تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے؛ اس لئے کہ الفاظ کنایہ کے تکرار سے تعدد نہیں ہوتا اور فارغ خطی دی کے لفظ سے ایک طلاق رجعی پڑی ہے؛ لیکن یہ بھی بائن کے ساتھ مل کر بائن ہی ہوگئی، تو ان الفاظ کے ذریعہ سے دو طلاق بائن واقع ہوگئیں، اس کے بعد اس نے اپنے دھرم اور مذہب اسلام کا مذاق اڑایا اور اللہ تعالیٰ کی شان میں گالی کے

الفاظ استعمال کیے جس کے نتیجہ میں اس کا ایمان خطرہ میں پڑا اور اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے اور گالی بکنے کی وجہ سے ایمان سے خارج ہوگیا؛ اس لئے اس کے اوپر تجدید ایمان اور سچی توبہ لازم ہے، پھر تجدید ایمان اور سچے دل سے توبہ کرنے کے بعد اس کو اپنی بیوی سے از سرنو نکاح کرنے کی گنجائش ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں؛ اس لئے کہ اس کی بیوی پر تین طلاق واقع نہیں ہوئیں؛ بلکہ دو ہی طلاق واقع ہوئیں اور چونکہ دو طلاق بائن ہوئی ہیں؛ اس لئے اگر تجدید ایمان اور توبہ کے بعد نکاح پڑھا گیا ہے، تو نکاح درست ہے، اس حافظ صاحب اور گواہوں پر کوئی الزام نہیں ہے اور اگر تجدید ایمان سے پہلے نکاح پڑھایا گیا ہے، تو اب از سرنو نکاح کرنا ضروری ہے۔

أو قال: لم يبق بيني وبينك نكاح يقع الطلاق إذا نوی. (هندية، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق الفصل الخامس في الكنايات، زكريا ١/٣٧٥ جديد زكريا ١/٤٤٣)

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة، والبائن يلحق الصريح لا يلحق البائن البائن. (شامي، زكريا ٤/٥٤٠-٥٤٢، كراچي ٣/٣٠٦-٣٠٨)

إذا وصف الله تعالیٰ بما لا يليق به، أو سخر باسم من أسماء الله تعالیٰ...... يكفر. (تاتارخانية، ٧/٢٨٥، رقم: ١٠٤٩٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹؍۱۰۳۸۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۴/۲۹ھ

کیا الفاظ کنائی سے طلاق ہو جاتی ہے؟

سوال [۶۴۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے سب گھر والوں کی موجودگی میں یہ کہا کہ ''چلی جا یہاں سے، نکل جا میں تجھ کو نہیں رکھنے کا، بھاگ جا یہاں سے'' اس قسم کے الفاظ

کہنے سے کیا حکم لاگو ہوتا ہے؟

المستفتی: فصاحت حسین، مدرسہ بدرالعلوم، گنگوار، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ ”چلی جا، یہاں سے نکل جا، میں تجھے نہیں رکھنے کا، بھاگ جا“ ان تمام الفاظ میں سے کسی سے بھی اگر شوہر کی نیت طلاق کی تھی، تو طلاق بائن واقع ہوگئی، بغیر دوبارہ نکاح کئے ہوئے بیوی حلال نہیں ہوسکتی اور اگر طلاق کی نیت نہیں تھی، تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم دیوبند ۹/۳۸۳)

الكنايات لا تطلق بها قضاء إلا بنية، أو دلالة الحال......فنحو اخرجي، واذهبي، وقومي. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب النكايات، زكريا ٤/٥٢٨، كراچي ٣/٢٩٦)

كل لفظ يستعمل في الطلاق، ويستعمل في غيره نحو قوله أنت بائن......قومي، اخرجي، اغربي، انطلقي، انتقلي......وإذا احتملت هذه الألفاظ الطلاق، وغير الطلاق فقد استتر المراد منها عند السامع، فافتقرت إلى النية لتعيين المراد. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/١٦٧، ١٦٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ رجمادی الاول ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۰۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۵/۱۴۱۵ھ

ایک طلاق بائن کی صورت میں دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے

سوال [۶۴۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اختر خاں ولد بابو خاں کا نکاح بلقیس بانو سے ۱۹۸۵ء کو ہوا تھا، بعض وجوہات کی بنا پر اختر خاں نے ۱۹۹۴ء میں بلقیس بانو کو ایک طلاق بائن دیدی، اس طلاق نامہ کا عکس اس سوالنامہ کے ساتھ منسلک ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب اختر خاں بلقیس بانو کو دوبارہ اپنی زوجیت میں لینا چاہتے ہیں، شرعی اعتبار سے اس کا کیا طریقہ اور حکم ہے، اس طلاق کے بعد بلقیس بانو نے کسی شخص سے نکاح نہیں کیا۔

المستفتی: اختر خاں ولد بابو خاں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کے مطابق جب اختر خاں نے اپنی بیوی کو صرف ایک ہی طلاق بائن دی تھی، تو اب طرفین کی رضامندی سے باقاعدہ نکاح کر کے دوبارہ میاں بیوی کی طرح زندگی گذارنا جائز ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۲/ ۳۶۷)

عن سماکؒ قال: سمعت عکرمةؒ یقول: الطلاق مرتان: فإمساک بمعروف أو تسریح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبة، ما قالوا في الطلاق مرتان مؤسسه علوم القرآن بيروت ۱۰/ ۱۹۷، رقم: ۱۹۵٦٤)

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها؛ لأن حل المحلية باق لأن زواله معلق بالطلقة الثالثة فينعدم قبله. (هداية، باب الرجعة ۲/ ۳۹۹، عالمگيري، زكرياقديم ۱/ ٤٧٦، جديدزكريا۱/ ٥٣٥، الجوهرة النيرة، امدادية ملتان ۲/ ۱۲۸، دارالكتب ديوبند۲/ ۱۲۲، الفتاوى التاتارخانية، زكرياه/ ۱٤۸، رقم: ۷۵۰٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۸۹۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

طلاق بائن کے بعد ساتھ رہنے کی صورت

سوال [۶۴۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے تقریباً دوسال قبل اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی تھی، اس کے بعد اپنی بیوی سے رجعت کرلی تھی، اب ۲۶/اگست ۱۹۹۳ء کو اسٹامپ پیپر پر ٹائپ کرا کر اور دستخط کر کے اپنی بیوی کو طلاق بائن تحریری طور پر دی، زید کی بیوی پر کونسی طلاق واقع ہوئی؟ زید اگر اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہے، تو کیا صورت ہوگی؟ اور کتنی مدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے؟ کیا زید تجدید نکاح کرسکتا ہے؟ اگر ہاں تو کیا مہر کی رقم دوبارہ مقرر کرنی ہوگی؟

مندرجہ بالا طلاق کی صورت میں کیا زید کی بیوی پر عدت لازم ہے؟ اور عدت کی مدت کیا ہوگی؟

المستفتی: آفتاب علی، جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ دیکھ لیا گیا ہے کہ اس میں ایک طلاق بائن کا ثبوت ہے، اور اس سے قبل ایک طلاق رجعی دے چکا تھا؛ اس لئے بیوی پر اب کل دو طلاق بائن واقع ہو چکی ہیں۔ اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں، تو باقاعدہ نکاح کر کے رہ سکتے ہیں، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هداية، باب لرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۶ جديد زكريا ۱/۵۳۵، تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۶۶/۲۹)

دوطلاق سے عدت گذرنے کے بعد تجدید نکاح کا حکم

سوال [۶۴۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو دوطلاق دیں تاکہ وہ بری عادتوں سے باز آجائے اور اپنے نکاح سے نکالنے کا ارادہ بالکل نہیں تھا، تو اب ان دوطلاق سے عدت گذرنے کے بعد طلاق بائن ہوگئی یا مغلظہ؟ اگر بائن ہوئی، تو تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ تجدید نکاح میں پہلے والے مہر کافی ہوں گے یا دوبارہ مہر متعین ہوں گے؟

المستفتی: عبدالمنان، پورنوی، متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر صرف دوطلاق دے کر بیوی سے الگ رہا ہے، اور میاں بیوی کے درمیان پھر کبھی ملاقات نہیں ہوئی اور اس درمیان میں تین ماہواری گذر گئی ہیں، تو عدت پوری ہونے سے پہلے دو طلاق رجعی تھیں اور عدت گذرنے کے بعد وہی دوطلاق بائن ہوگئیں۔ اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو پھر بغیر حلالہ کے تجدید نکاح لازم ہے۔

عن سماکؒ قال: سمعت عکرمةؒ یقول: الطلاق مرتان: فإمساک بمعروف، أو تسریح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نکحها، وإذا طلقها ثنتین فإن شاء نکحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیره. (المصنف لابن أبي شیبة، ما قالوا في الطلاق مرتان مؤسسة علوم القرآن بیروت ۱۰/۱۹۷، رقم:۱۹۵۶٤)

وإذا کان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن یتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هدایة، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹، هندیة، زکریا قدیم ۱/٤۷٦ جدید زکریا ۱/۵۳۵، تاتارخانیة، زکریا ۵/۱٤۸، رقم:٤۵۰۷)

تجدید نکاح میں مہر لازم ہے، مہر کی جس مقدار پر میاں بیوی راضی ہوجائیں وہی کافی ہے۔
(مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۸/ ۲۶۶، ۸/ ۲۸۲)

أو تزوج ثانياً في العدة. وفي الشامية: فيما لو طلقها بائناً بعد الدخول، ثم تزوجها في العدة وجب كمال المهر الثاني بدون الخلوة والدخول.
(درمختار مع الشامي، باب المهر، كراچي ۳/ ۱۰۲، زكريا ٤/ ٢٣٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۰۵۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۵/۲۸ھ

طلاق رجعی بعد عدت بائن بن جاتی ہے

سوال [۶۴۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اوراس کی بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوگیا، بیوی شوہر سے یہ کہہ کر چلی گئی کہ میں تمہارے پاس نہیں رہوں گی، اس واقعہ کے بعد ایک شخص نے زید سے اس کی بیوی کے بارے میں کہا کہ تمہاری بیوی تمہارے گھر سے چلی گئی اور ایسے ویسے کہہ رہی ہے، تو زید نے اس آدمی سے کہا کہ ”میں نے اسے طلاق دے کر نکال دیا ہے“ پھر اس واقعہ کے بعد زید نے کئی آدمیوں سے یہ بات کہی کہ میں نے اسے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا ہے، ایسی صورت میں زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں اور اگر ہوئی، تو کون سی ہوئی؟ اس واقعہ کو تقریباً آٹھ ماہ کا عرصہ ہوگیا۔

المستفتی: عبد اللہ مغل پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: پہلی مرتبہ جو کہا ہے کہ میں نے اسے طلاق دے کر نکال دیا ہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر رجعت کی

گنجائش تھی، اب چونکہ اس وقت سے آٹھ ماہ گذر گئے ہیں، تو اس درمیان عدت بھی پوری ہوگئی ہوگی؛ لہٰذا اب ایک طلاق بائن کے ساتھ نکاح سے باہر ہوگئی، آئندہ جب چاہے بغیر حلالہ نکاح کر کے رکھنے کی گنجائش ہے اور پہلی مرتبہ کے بعد جتنی بار اسے طلاق دے کر نکالنے کی بات کہی گئی ان الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ وہ سب پہلی والی کی خبر ہیں۔

ولو قال لامرأته: أنت طالق، فقال له رجل: ما قلت؟ فقال: طلقتها أوقال هي طالق، فهي واحدة في القضاء. (هندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الاول في الطلاق الصريح، زكريا قديم ١/ ٣٥٥ زكريا جديد ١/ ٤٢٣)

ولو قال: لامرأته: أنت طالق، فقال له رجل: ما قلت؟ فقال: طلقتها، أو قال: قلت: هي طالق، فهي واحدة في القضاء؛ لأن كلامه انصرف إلى الإخبار بقرينة الاستخبار. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/ ١٦٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٧/ ذی قعدہ ١٤٢٣ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٦/ ٧٨٥٤)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٨/ ١١/ ١٤٢٣ھ

اشارہ کنایہ وغیرہ کے ذریعہ سے بھی بیوی کی طرف طلاق کی نسبت نہ ہوتو؟

سوال [٦٤١٥]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بچی کا عقیقہ کیا، اس تقریب سے فراغت کے بعد لڑکے کی ماں نے اپنے بیٹے سے خرچ کے بارے میں تنازع کیا اور لڑکا غصہ میں گھر چھوڑ کر جارہا تھا، لڑکے کے احباب نے اس کو روک لیا، اس پر لڑکے نے طلاق طلاق طلاق بول دیا، اس وقت بیوی موجود نہیں تھی اور لڑکے کا بیوی سے کوئی اختلاف بھی نہیں ہے اور لڑکا کہتا ہے کہ بیوی کا اس

وقت میرے ذہن میں خیال بھی نہیں آیا تھا، اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد اخلاق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں جب شوہر نے بیوی کا نہ نام لیا، نہ ہی اس کا خیال ذہن میں تھا، نہ تو بیوی کی کوئی صفت بیان کی، نہ ہی اس کی جانب اشارہ کیا، تو لڑکے کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا اور بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۲۷۴، میرٹھ ۱۸/۹۰)

رجل قال: امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأة ثلاثاً، وقال: لم أعن به امرأتي يصدق. (خانية على الهندية، زكرياقديم ١/٤٦٥ جديدزكريا١ /٢٨٢، خانية اتحاد ١ /٢٨٢)

طلقت امرأةأو قال: امرأة طالق، ثم قال: لم أعن امرأتي يصدق في قوله. (تاتارخانية، ١٢/٤٢١، رقم: ٦٥٧٩، شامي، زكريا ٤/٤٥٨، كراچي ٣/٢٤٨)

والقول له بيمينه في عدم النية. (شامي، زكريا ٤/٥٣٣، كراچي ٣/٣٠٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۳۲۹)

لفظ ٹھیک نہ صریح ہے، نہ کنایہ

سوال [۶۴۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بھانجی شبنم کا نکاح مسمیٰ تاج الدین ساکن موانہ سے ماہ اگست ۱۹۸۶ء میں ہوا، رخصت کے بعد شبنم تاج الدین کے گھر تین رات ٹھہری، اس دوران میں کوئی ہمبستری نہیں ہوئی، جیسا کہ لڑکی نے اپنی ماں سے بتایا اور لڑکے والوں میں اس پر نزاع ہوا، لڑکا کہتا ہے

کہ لڑکی نے اپنی طبیعت خراب بتا کر اسے موقع ہی نہیں دیا، بعد میں لڑکی والوں اور لڑکے والوں میں باہمی فیصلہ کی بات ہوئی، اس موقع پر لڑکے والے لڑکی کو طلاق دینے اور اپنا سامان واپسی کے لئے تیار ہو گئے، مگر لڑکے نے کہا کہ میں اس صورت میں لڑکی کو طلاق دینے کے لئے تیار ہوں، جبکہ لڑکی طلاق مانگتی ہو، اس پر لڑکا ہمراہ معزز گواہ کے لڑکی کے پاس گیا، تو لڑکی نے لڑکے سے کہا کہ مجھے طلاق چاہئے، اس پر لڑکے کا جواب تھا کہ ٹھیک ہے، اور اس نے واضح الفاظ میں طلاق نہیں دی، ان حالات میں طلاق فریقین میں ہوئی یا نہیں؟ کیا ایسی صورت میں شوہر کو مہلت دی جائے گی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عتیق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی، دونوں کا نکاح قائم ہے؛ اس لئے کہ ''ٹھیک ہے'' کا لفظ نہ طلاق کے لئے صریح لفظ ہے اور نہ ہی الفاظ کنایات میں سے ہے، اور جب شوہر نے یہ کہہ دیا کہ اس کو موقع ہی نہیں دیا ہے، تو شرعاً لازم ہے کہ لڑکی کو لڑکے کے حوالہ کر دیا جائے، پھر اگر مرد کا نامرد ہونا ثابت ہو جائے تو قاضی حاکم مسلم اس کو مزید ایک سال کا موقع دے، جس میں لڑکی شوہر کے پاس رہے گی، ایک سال کا موقعہ دئے بغیر اگر تفریق کر دیں گے، تو شرعاً فیصلہ صحیح نہیں ہوگا۔

إذا رفعت المرأة زوجها إلى القاضي وادعت أنه عنين فطلبت الفرقة، فإن القاضي يسئله هل وصل إليها أو لم يصل فإن أقر أنه لم يصل أجله سنة سواء كانت المرأة بكراً، أو ثيباً. (فتاوى عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشر في العنين، زكرياقديم ١/ ٥٢٢ جديدزكريا ١/ ٥٧٦، فتاوى قاضي خان على الهندية، زكريا قديم ١/ ٤١٠، جديد مكتبه زكريا ١/ ٢٤٥ - ٢٤٦، مجمع الأنهر شرح ملتقي الأبحرقديم ١/ ٤٦٩، جديد دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ١٣٨) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٧/ ذی الحجہ ١٤٠٧ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٢٣/ ٤١٤)

''تو مجھ پر حرام ہے'' کے لفظ سے طلاق صریح بائن

سوال [۶۴۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا ''اگر تو عمر کے سامنے آئی تو تو میرے لئے حرام ہے، اس کے بعد وہ عمر کے سامنے آگئی، تو ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد روشن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب ہندہ عمر کے سامنے آگئی، تو شرط کے پائے جانے کی وجہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی اور ہندہ زید پر حرام ہوگئی اور لفظ حرام سے طلاق صریح بائن واقع ہوجاتی ہے اس میں طلاق کی نیت کی بھی ضرورت نہیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۵۲۷، میرٹھ ۱۹/۳۴)

أنت علي حرام، والفتوی أنه یقع به البائن، وإن لم ینوِ لغلبة الاستعمال. (تاتارخانية، ٤/٤٤٨، رقم:٦٦٣٧)

لو قال لها: أنت علي حرام، والحرام عنده طلاق وقع وإن لم ینو.

(البحر الرائق، زکریا۳/۵۲۳، کوئٹه۳/۳۰۰)

أفتی المتأخرون في ''أنت علي حرام'' بأنه طلاق بائن للعرف بلا نیة.

(شامي، کراچي ۳/۲۵۳، زکریا٤/٤٦٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۳۸۷)

شوہر نے کہا کہ، میں تیرا شوہر نہیں ہوں، تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

سوال [۶۴۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو اپنے والدین سے ملتی ہے، تو میں تیرا شوہر نہیں ہوں، سوال یہ ہے کہ ”یہ کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو صریح یا کنائی؟

المستفتی: محمد شہزاد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زید نے اپنے قول ”میں تیرا شوہر نہیں“ سے طلاق کی نیت کی ہے، تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور اگر طلاق کی نیت نہیں تھی، تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

قال لها: ما أنا بزوجک، فإن قال أردت به الکذب یصدق في الرضا، والغضب جمیعاً ولا یقع الطلاق، وإن قال: نویت الطلاق یقع في قول أبي حنیفةؒ. (هندیة، زکریا ١/٣٧٥ جدید ١/٤٤٣، المحیط البرهاني، کوئٹه ٣/٣٨٢، بیروت ٤/٤٣٤، رقم: ٤٧٧١)

ولو قالت لزوجها: لست لي بزوج، فقال: صدقت، قال الشیخ أبو نصر أخاف أن یقع عند أبي حنیفةؒ کما في قوله: ما أنا بزوجک ونویٰ به. (التاتارخانیة، ٤/٤٦٨، رقم: ٦٦٨٩) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
١٨ محرم الحرام ١٤٣٥ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٤٠/١١٣٨٦)

”نہیں رکھوں گا“ اور ”نکل جا“ کہنے کا حکم

سوال [٦٤١٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید باہر سے گھر میں آیا بیوی سے کسی بات میں جھگڑا ہوگیا، زید نے اپنی بیوی کو مارا اس پر بیوی نے زید کو ناشائستہ الفاظ کہے، جس کے جواب میں زید نے بیوی کو کہا کہ جب تو نے یہ حرکت کی ہے، تو میں تجھ کو رکھوں گا نہیں، بیوی نے کہا کہ نہیں رکھو گے، تو زید نے کہا

کہ نہیں رکھوں گا، تیری بدتمیزی مجھے برداشت نہیں، نہیں رکھوں گا نکل جا، پھراس نے امام مسجد کے سامنے توبہ کی کہ اب ایسے الفاظ نہیں کہوں گا، معاف کردو میں نے کہا کہ میں فتوی لے کر جواب دوں گا، اور میری نیت ان الفاظ سے صرف ڈرانے اور دھمکانے کی تھی، اب میرے لئے شرعاً کیا حکم ہے تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: شوقین شاہ، کبیر پور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ''نہیں رکھوں گا'' صیغۂ استقبال ہے اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا ''نکل جا'' الفاظ کنایات میں سے ہے، جس میں طلاق واقع ہونے کے لئے نیت کی ضرورت ہوتی ہے اور سوال نامہ میں شوہر کی طرف سے صراحت موجود ہے کہ اس نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی ہے۔

الكنايات لا تطلق بها إلا بنية، أو دلالة الحال، فنحو اخرجي، واذهبي، وقومي. (تنوير الأبصار مع الدر المختار والشامي، كراچي ۳/۲۹۷، زكريا ۴/۵۲۸، وكذا في البدائع، زكريا ۳/۱۶۷-۱۶۹، وكذا في البحرا الرائق، زكريا ۳/۵۲۶، كوئٹه ۳/۳۰۲-۳۰۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۶۸/۲۴)

''اگر میں نے تم کو روکا، تو بہن بنا کر رکھوں'' سے طلاق کا حکم

سوال [۶۴۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکے نے غصہ میں آکر ایک دوبار اپنی بیوی کو یہ کہہ دیا کہ اگر میں آپ کو رکھوں تو بہن بنا کر رکھوں'' اس پر یہ لڑکا بہت پریشان ہے اور کہہ کر اپنی غلطی کو حد سے زیادہ محسوس کر

رہاہے،اس کے لئے کوئی حل ہے یانہیں؟

المستفتی: اسرارعلی، قصبہ امری، تحصیل امروہہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں اگرشوہر نے طلاق کاارادہ کیاہے، تو ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے، بلا حلالہ دوبارہ نکاح کر کے رکھ سکتے ہیں اوراگر اس نے ظہار کا ارادہ کیاہے، تو جب تک کفارہ ادانہ کرے گا، بیوی کے پاس جانا حرام ہے، کفارہ کی صورت یہ ہے کہ دوماہ مسلسل بلاناغہ روزہ رکھے اوراگراس کی استطاعت نہ ہو، تو ۶۰/مسکینوں کودوٹائم کھانا کھلادے اوراگرشوہر کاارادہ نہ طلاق کاہے اورنہ ظہار کاہے؛ بلکہ صرف بیوی کو دھمکانا مقصود ہے، تو اس سے کچھ نہیں ہوگا، بیوی بناکر یونہی رکھ سکتا ہے۔ (مستفاد: امدادالفتاوی ۲/۴۷۸، ۲/۴۸۰، ۲/۴۸۲، فتاوی دارالعلوم ۱۰/۲۰۶و۲۰۲)

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هداية، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، هندية، زكرياقديم ١/٤٧٦ جديدزكريا ١/٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٨، رقم:٧٥٠٤)

وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْر ○ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. [سورة المجادلة:٣-٤]

ولوقال: أنت علي كأمي، أو قال: مثل أمي، فإن نوى ظهاراً، أوطلاقا، فهو علي مانوى. وفي الهداية: وإن قال: أردت الطلاق، فهو طلاق بائن وإن لم تكن له نية فعلى قول أبي حنيفة هو ليس بشيئ. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٥/١٦٩، رقم:٧٥٦٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ
۶/صفرالمظفر ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۱۹۸)

’’اگر میں تیرے پاس جاؤں تو یہ ایسا ہے جیسا کہ میں اپنی بیٹی کے پاس آیا‘‘

سوال [۶۴۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں اور بیوی کے مابین سخت نزاع اور جھگڑا ہونے کی وجہ سے شوہر یہ قسم کھالے کہ اگر میں تیرے پاس جاؤں (ہمبستری کے لئے) تو ایسا ہے، جیسا کہ میں اپنی بیٹی کے پاس آیا، تو ایسی صورت میں کیا شوہر کے لئے بیوی حرام ہوجائے گی اگر اس سے ہمبستری کرلے؟

المستفتی: محمد مشیر، محلّہ اسعد پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی ہے، تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، عدت کے اندر یا عدت کے بعد نکاح کرکے بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے اور اگر ظہار کی نیت کی ہے، تو ظہار ہوگیا ہے، جب تک کفارہ ادا نہ کرے گا، بیوی سے صحبت نہیں کرسکتا، کفارہ پے در پے ساٹھ روزہ رکھنا ہے، اگر اس کی طاقت نہ ہو، تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

وإن نویٰ بأنت علي مثل أمي، أو كأمي براً، أوظهاراً، أو طلاقاً، صحت نيته ووقع مانواه لأنه كناية. (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الظهار، كراچي ٣/ ٤٧٠، زكريا٥/ ١٣١، كوئٹه ٢/ ٦٢٦)

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هندية، زكرياقديم ١/ ٤٧٦ جديدزكريا ١/ ٥٣٥، هداية، اشرفي ديوبند٢/ ٣٩٩)

وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْر ۝ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ

سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. [سورة المجادلة:٣-٤] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍شوال المکرّم ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۳۵/۲۴)

تجھے طلاق دی اور دوسری مرتبہ کہا، تو میرے نکاح سے باہر ہوگئی کا حکم

سوال [۶۴۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اپنی بیوی ستارہ خاتون کو اس کے لڑکی ہونے کے تیس دن کے بعد آپسی کچھ فساد کی وجہ سے یعقوب حسین نے اپنی بیوی کو دو بار اس طرح طلاق دی کہ پہلی بار کہا ”میں نے تجھے طلاق دی اور دوسری بار کہا کہ تو میرے نکاح سے باہر ہوگئی، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ وہ اپنے کئے پر بڑا پشیماں ہے؛ لہٰذا شریعت کیا حکم دیتی ہے۔

المستفتی: محمد دانش

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں بیوی پر دو طلاق بائن واقع ہوں گی اس لئے کہ اس میں ایک طلاق صریح ہے اور دوسری طلاق بائن ہے، اور جب صریح بائن سے مل جاتی ہے، تو دو طلاق بائن ہو جاتی ہیں۔

إذا لحق الصريح البائن كان بائناً. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/ ٥٤٠، كراچي ٣/ ٣٠٦، البحرالرائق، كوئٹہ ٣/ ٣٠٧)

اور بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں اور آئندہ نہایت احتیاط کریں؛ اس لئے کہ اگر کبھی بھی ایک طلاق دیں گے، تو طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۵۴۰/۳۵)

''آپ کی لڑکی مجھے نہیں بھری جانے کی'' سے طلاق

سوال [۶۴۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کا نام چاندنی بانو ہے، اس کا نکاح چندا کے ساتھ ہوا، اب لڑکی اپنی ماں کے مرنے سے آٹھ روز پہلے آئی، جس کو آج تقریباً ایک سال دو دن ہو چکے ہیں، اس کا شوہر بھی اپنی ساس کے مرنے میں آیا تھا، پھر تقریباً ایک ۲/ روز کے بعد وہ اپنی بیوی کو لینے آیا تھا، تو گھر پر کچھ مہمان تھے، جس کی وجہ سے اس سے یہ کہا گیا کہ تو پھر لے جانا یا ہم پہونچادیں گے، اس کے بعد وہ لینے کے لئے نہیں آیا، تو اس کو لڑکی کے باپ نے پہونچادیا؛ لیکن جیسے ہی لڑکی لڑکے کے گھر پہونچی، لڑکے کے خسر نے کہا کہ ہم آپ کے بچوں کو لے آئے، آپ تو لینے کے لئے نہیں گئے، تو اس لڑکے نے جواب دیا کہ آپ کی لڑکی مجھے نہیں بھری جانے کی، یہ الفاظ تین مرتبہ کہے جب اس نے یہ الفاظ تین مرتبہ کہے تھے، تو اس ٹائم دو آدمی ایک عورت موجود تھے، اس کے بعد وہ لڑکا ملا تو اس سے اس کے خسر نے کہا کہ آپ اس لڑکی کو آزاد کردو، جب نہیں لے جانا چاہتے، تو اس نے کہا کہ ''میں اپنے منہ سے تو آزاد نہیں کروں گا'' اگر آپ کو ضرورت ہے، تو عدالت سے کرا لیجئے، تو عدالت کے اندر کارروائی کردی، اس کے بعد دو شخص اس کے پاس پہونچائے، تو اس نے ان کو بھی نہیں لیا، اب اس کے بعد کچھ نہیں کرایا سرکاری طرف سے بھی، ان الفاظ کو سن کر لڑکی اب جانے کے لئے منع کررہی ہے۔

دیگر بات یہ ہے کہ جب یہ ساری باتیں ہوگئی تھیں یعنی اس لڑکے نے بالکل ہی منع کردیا تھا، اس کے بعد جو عرصہ گذرا ایک سال دو روز کا اس کے اندر بھی اس لڑکے نے کوئی خبر نہیں لی، اب لڑکی کے بیانات یہ ہیں کہ اب اگر وہ لینے کے لئے آئے، تو میں کسی بھی طریقہ سے جانے کے لئے تیار نہیں ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ماحول بہت زیادہ گندہ ہے، اور پھر لڑکے نے

ہی بالکل انکار کر دیا ہے کہ مجھے آپ کی لڑکی نہیں بھری جانے کی یہ الفاظ تین مرتبہ کہے، دیگر بات یہ ہے کہ ''اب ہمیں صرف آزادی چاہئے، نہ تو مہر چاہئے، نہ ہی کوئی سامان صرف ہماری لڑکی کو آزاد کر دے''

المستفتی: محمد صادق، اسلام نگر، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مجھے نہیں بھری جانے کی صیغۂ مستقبل الفاظ کنایہ میں سے ہے، نیز یہ کہنا کہ میں آزاد نہیں کروں گا، عدم نیت طلاق کی دلیل ہے؛ اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی، اگر لڑکی آزادی چاہتی ہے، تو اپنا معاملہ شرعی پنچایت میں پیش کرے، شرعی پنچایت الحیلۃ الناجزہ میں درج شدہ احکام کے مطابق فیصلہ کردیگی۔

بخلاف كنم لأنه استقبال فلم يكن تحقيقًا بالتشكيك......ولو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقًا. (هندية، زكريا قديم ١/٣٨٤، زكريا جديد ١/٤٥٢)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ر ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۶۴۴)

آپس میں کوئی رشتہ نہیں کہنے کا حکم

سوال [۶۴۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دوران جھگڑا عبد اللہ نے کہا کہ ''آپس میں کوئی رشتہ نہیں ہے، جو منھ میں آئے بولے جارہی ہے'' یہ خط کشیدہ الفاظ ڈانٹتے ہوئے عبد اللہ نے کہا مطلب یہ تھا کہ ہمارے تمہارے درمیان میں ایک رشتہ ہے اس کا خیال کیوں نہیں کر رہی ہے جو زبان پہ آرہا ہے بولے جارہی ہے، حضرت مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ خط کشیدہ

الفاظ سے طلاق پڑ گئی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد انس، پاکبڑہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارا تمہارا آپس میں کوئی رشتہ نہیں، جو منھ میں آئے بولے جارہی ہے، ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ یہ الفاظ کنائی ہیں، اور الفاظ کنائی سے وقوع طلاق کے لئے نیت کرنا شرط ہے اور یہاں واضح کیا گیا ہے کہ شوہر نے ان الفاظ کے ذریعہ طلاق کی کوئی نیت نہیں کی ہے؛ بلکہ بیوی کو تنبیہ کی گئی ہے، جو رشتہ میرے اور تمہارے درمیان قائم ہے، تو نے اس رشتہ کا بھی لحاظ نہیں کیا اور جو منھ میں آیا بولتی چلی گئی؛ لہٰذا میاں بیوی کے درمیان نکاح بدستور باقی ہے۔

لو قال لها: لا نكاح بيني و بينک، أوقال: لم يبق بيني وبينک نكاح يقع الطلاق إذا نوىٰ. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات، زكريا قديم ١/٣٧٥ جديد زكريا ١/٤٤٣، قاضي خان على الهندية، زكريا قديم ١/٤٦٨ قديم، جديد مكتبه زكريا ١/٢٨٤، بزازيه على الهندية، زكريا ٤/١٩٤، جديد مكتبه زكريا ٢/١٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍ شوال المکرّم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱۶۶۸)

لفظ البتہ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۴۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا صحیح مسلم ۱/۴۷۷ پر حضرت رکانہ نے بیک وقت تین طلاقیں دی تھی، اور اللہ کے رسول نے اسے رجعی قرار دیا تھا، اگر ۴۷۷ پر موجود ہے، تو برائے کرم مفصل جواب تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: مولوی عصمت، جنرل مرچنٹ، نئی بازار، محمود آباد سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق : مذکورہ الفاظ کے ساتھ صحیح مسلم میں یہ روایت موجود نہیں ہے؛ بلکہ حضرت رکانہ کا خود بیان ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی اور البتہ کا لفظ ایک طلاق اور تین طلاق دونوں کے لئے مستعمل ہے اور طلاق البتہ میں نیت کا اعتبار ہے، اگر ایک کی نیت کی جائے، تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے، اور اگر تین کی نیت کی ہے، تو تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں؛ چنانچہ جب حضرت رکانہؓ نے حضور ﷺ کے سامنے بیان دیا تو حضور ﷺ نے معلوم فرمایا کہ تم نے البتہ سے کتنی طلاق کی نیت کی ہے، تو حلفیہ بیان دیا کہ صرف ایک طلاق کی نیت کی تھی، تو حضور ﷺ نے رجعی قرار دے کر رجعت کا حق دیا تھا، جولوگ تین طلاق بتلاتے ہیں وہ حضرت رکانہ پر الزام لگاتے ہیں۔

إن ركانة بن عبد يزيد طلق امرأته سهيمة البتة فأخبر النبي صلى الله عليه وسلم، بذلك وقال والله ماأردت إلا واحدة، فقال: رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أردت إلا واحدة، فقال ركانة: والله ما أردت إلا واحدة، فردها إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (أبوداؤد شريف، كتاب الطلاق،باب في لبتة، النسخة الهندية، ١/ ٣٠٠، دارالسلام رقم:٢٢٠٦، ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب الطلاق البتة، النسخة الهندية ١٤٨، دارالسلام رقم: ٢٠٥١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ ؍ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۴۲ ۱۷)

اپنے گھر چلی جاؤ سے طلاق

سوال [۶۴۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو گھریلو اخراجات کے سلسلہ میں بار بار کہنے پر کہ

میں اپنے گھر چلی جاؤں گی، آپ سے میرا خرچہ پورا نہیں ہو رہا ہے، مجبور کرنے پر شوہر نے کہا کہ ”چلی جاؤ، اپنے گھر چلی جاؤ، میں نے طلاق دی“ صرف ایک بار کہہ دیا، یہ بات کبھی نہ اس سے پہلے کہی تھی اور نہ ہی ارادہ تھا؛ کیونکہ میرے تین لڑکے اسکول میں پڑھتے ہیں، جن کا کل اخراجات اچھے طریقے سے ادا کرتا چلا آ رہا ہوں، کچھ ہوا دینے والوں نے لڑکی کی طرف جا کر بات کو بڑھاوا دے دیا۔ اب پتہ چلا کہ تین مہینہ دس دن آج پورے ہونے جا رہے ہیں، وہاں عدت ہو رہی ہے، دوڑ بھاگ کرنے پر اور سسرال والوں سے بات چیت کرنے پر معلوم ہوا کہ صحیح حالات لکھ کر فتوی لے لوں، لڑکی اور لڑکے والے دونوں بخوشی آنے پر رضامند ہیں؛ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ قانون محمدی کے مطابق اس مسئلہ میں غور خوض کر کے صحیح جواب ملنا چاہیے۔

مندرجہ بالا سوال کے تحت طلاق ہوئی یا نہیں؟ میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر صحیح بیان دے رہا ہوں، اس کا سارا بار بوجھ مجھ پر ہی رہے گا۔ فقط والسلام۔

المستفتی: شہزاد خاں، چماروں کی پلیہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر نے دو الفاظ استعمال کئے۔

(۱) جاؤ اپنے گھر چلی جاؤ۔

(۲) میں نے طلاق دی، لفظ اول سے طلاق کی نیت کی تو اس سے طلاق بائن واقع ہوگئی۔

مثل اذهبي فيحتاج إلى النية (إلى قوله) وإن نوىٰ فهي واحدة بائنة.

(شامي، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، كراچي ۳/۳۱٤، زكريا ٤/٥٥١)

لفظ ثانی سے دوسری طلاق واقع ہوگئی، دو طلاق بائن واقع ہوگئیں؛ لہٰذا اس صورت میں بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح درست ہے۔

والبائن يلحق الصريح. (الدر المختار، باب الكنايات، كراچي ۳/۳۰٦، زكريا٤/٥٤٠، البحر الرائق، كوئٹه ۳/۳۰۷، زكريا ۳/۵۳۳)

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هندية، زكريا ۱/٤٧٢جديد زكريا ديوبند ۱/٥٣٥، هداية، اشرفي ديو بند۲/۳۹۹)

اور اگر لفظ اول سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی، تو لفظ ثانی سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر اندر رجعت کرسکتا ہے۔

کطلقتک وأنت طالق، ومطلقة يقع بها واحدة رجعية. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب الصريح، زكريا ٤/٤٥٧، كراچي ۳/۲٤۷-۲٤۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً، أوتطليقتين، فله أن يراجعها في العدة. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹٤)

حیض آنے والی عورت کے لئے عدت پورے تین حیض گذرنے تک ہے۔

قال الله تعالیٰ: وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ. [البقرة:۲۲۸]

وإذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً، أورجعياً، أو وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلٰثة أقراء. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/٤۲۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱؍محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۲۴/۲۳)

’’تو اپنے باپ کے گھر چلی جا‘‘ سے طلاق

سوال [۶۴۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی میں کسی وجہ سے لڑائی ہوگئی، تو میاں نے غصہ میں آکر اپنی بیوی کو یہ لفظ کہا کہ تو اپنے باپ کے گھر چلی جا اور اس کی کوئی نیت نہیں ہے، تو اس سے کیا طلاق مراد لی جائے گی یا نہیں، اگر لی جائے گی تو کونسی طلاق؟

المستفتی: محمد بلال احمد، متعلم جامع الہدیٰ گلشہید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جھگڑے کے وقت شوہر کا بیوی سے کہنا کہ ”تو اپنے باپ کے گھر چلی جا“ یہ جملہ کنایات طلاق میں سے ہے، ان میں نیت سے طلاق ہوتی ہے؛ لہٰذا جب یہ جملہ کہتے وقت شوہر کی نیت طلاق کی نہیں تھی، تو اس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۹/۴۰۴)

فالكنايات لا تطلق بها إلا بنية، أو دلالة الحال......فنحو اخرجي، واذهبي، وقومي. (در مختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۳/۲۹۶، زكريا ٤/٥٢٨، ٤/٥٢٩، البحر الرائق، زكريا ٣/٥٢٦، كوئٹه ٣/٣٠٢، هداية، اشرفي ديو بند ٢/٣٧٤، هندية، زكريا ١/٤٤٢، زكريا جديد ديوبند ١/٣٧٤، خانية على الهندية، زكريا ١/٤٦٨ جديد زكريا ديوبند ١/٢٨٤ سيٹ ٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۷۹۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۲۷ھ

جواب دیا کا لفظ کنائی ہے یا صریح

سوال [۶۴۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد اسلم نے اب سے دس سال پہلے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ ”میں نے تجھے ایک جواب دیا“ اس کے بعد اس نے دس سال کے بعد برسر محفل بیوی کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ ”میں نے تجھے ایک جواب دیا دو جواب دیئے اور ایک جواب ابھی تیرا باقی ہے“ مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ مذکورہ صورت میں کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟ واضح فرما کر عند اللہ ممنون ومشکور ہوں۔

المستفتی: قاری شبیر احمد صاحب، ساکن پھلکا، کٹیہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جواب دیا کا لفظ طلاق کے لئے وضع نہیں کیا گیا ہے ؛ بلکہ اس کو کسی بھی سوالیہ گفتگو کے مقابلہ میں بولنے کے لئے وضع کیا گیا ہے؛ اس لئے یہ لفظ اپنی حقیقت اور محاورہ کے اعتبار سے طلاق کے لئے نہیں بولا جاتا؛ لہٰذا یہ لفظ جب طلاق کے لئے بولا جائے، تو اس سے طلاق صریح رجعی واقع نہیں ہوگی؛ بلکہ ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور الفاظ کنائی متعدد بار بولے جائیں، تو ان سے متعدد طلاق واقع نہیں ہوتیں؛ بلکہ ایک ہی طلاق بائن واقع ہوتی ہے؛ اس لئے لفظ ''جواب دیا'' سے ایک ہی طلاق بائنو اقع ہوگی؛ البتہ حالت غضب اور مذاکرۂ طلاق میں اس لفظ سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت لازم نہیں ہے، یہی حکم حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاوی ۲/۴۴۴ میں تحریر فرمایا ہے اور مولانا ظفر احمد تھانویؒ نے امداد الاحکام ۱۹/۴، میں، حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ نے فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۱/۵۷، میں اور فتاوی دار العلوم ۹/ ۴۲۶، میں وہی سوال وجواب ہے، جو امداد الفتاوی اور فتاوی محمودیہ میں ہے کہ لفظ '' جواب دیا'' عرف میں صرف طلاق کے لئے مستعمل نہیں ہے؛ اس لئے اس سے طلاق بائن صریح واقع نہیں ہوگی؛ بلکہ طلاق بائن ہی واقع ہوگی، یہی اصل حکم ہے؛ کیونکہ ہمارے عرف میں لفظ ''جواب دیدیا'' صرف طلاق کے لئے مستعمل نہیں ہے، مگر فتاوی دار العلوم ۹/ ۲۱۶ میں صوبۂ سندھ سے آیا ہوا، ایک سوال ہے، جس میں مستفتی نے سندھ کے محاورہ میں لفظ'' جواب دیدیا'' سے طلاق صریح رجعی واقع ہونے کو لکھا ہے، مگر غیر مدخولہ ہونے کی وجہ سے اس سے ایک طلاق بائن ہونے کو بھی لکھا ہے اور مفتی رشید احمد صاحبؒ نے احسن الفتاوی ۵/ ۱۹۲ میں جواب دیدیا کے لفظ کو عرف میں طلاق کے لئے مستعمل قرار دے کر طلاق رجعی واقع ہونے کو لکھا ہے اور یہ جواب مفتی رشید احمد صاحب نے صوبۂ سندھ کی دار الحکومت کراچی میں رہ کر تحریر فرمایا ہے، ممکن ہے کہ صوبۂ سندھ میں یہ لفظ صرف طلاق ہی کے لئے مستعمل ہوتا ہو، اگر ایسا ہے تو صوبۂ سندھ میں اس لفظ سے طلاق رجعی واقع ہوگی اور مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی نے قاموس

الفقہ ۳۴۲/۴، میں لفظ ''جواب دیدیا'' کو لفظ ''فارغ خطی'' کی طرح محاروہ میں طلاق ہی کے لئے مستعمل ہونے کو لکھا ہے کہ لفظ جواب دیدیا بھی طلاق کے لئے مستعمل ہے؛ اس لئے اس سے بھی طلاق رجعی واقع ہوگی اور صوبۂ بہار کے دوسرے بعض لوگوں نے بھی بتلایا کہ بہار میں لفظ ''جواب دیا'' صرف طلاق ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے، مگر دارالافتاء امام شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ بہار سے ۲۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ کو ایک فتوی جاری کیا گیا ہے، اس میں چار مرتبہ ''لو جواب'' کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ شخص مذکور کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو دوبارہ نکاح کر کے ساتھ رہ سکتے ہیں، خواہ عدت کے اندر ہو یا بعد عدت کے فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۲/ ۵۷۸ میں یہ فتوی پورے سوال کے ساتھ موجود ہے؛ اس لئے صوبۂ بہار کے بارے میں بھی تردد ہوگیا؛ لہٰذا اگر واقعی بہار کے محاورہ میں صرف طلاق ہی کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہو، تو ایسی صورت میں وہاں پر اس لفظ سے طلاق رجعی واقع ہوگی اور مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی چونکہ بہار ہی کے رہنے والے ہیں اور وہ بہار کے محاورہ کو زیادہ بہتر جانتے ہیں؛ اس لئے صوبۂ بہار میں اس لفظ سے طلاق رجعی واقع ہونا ممکن ہے؛ لیکن ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں ''جواب دیدیا'' کا لفظ ''فارغ خطی'' کے لفظ کی طرح طلاق کے لئے مستعمل نہیں ہے؛ بلکہ دیگر معنوں کے لئے بھی مستعمل ہے؛ کیونکہ بیوی سے کسی بھی دوسرے معاملات کے لین دین اور مطالبہ میں جواباً بیوی کو کہا جاسکتا ہے کہ میں نے تجھے اس بات کا جواب دے دیا ہے، اور بیوی کے اصرار پر شوہر کہتا ہے کہ میں تجھے بار بار جواب دے چکا ہوں، تو اس سے ہرگز طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لہٰذا ہندوستان کے دیگر صوبوں میں یہ لفظ صرف طلاق کے لئے مستعمل نہیں ہے؛ بلکہ دوسرے مفہوم کے لئے بھی کثرت سے استعمال ہوتا ہے؛ اس لئے حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا ظفر احمد تھانویؒ، مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ ان سب حضرات نے اس کو الفاظ کنائی میں شامل فرمایا ہے۔ اب اس گفتگو کے بعد زیر نظر سوال پر غور کرنا ہے۔

یہ سوال بہار سے آیا ہوا ہے، ہم اس لفظ کو الفاظ کنائی میں سے جانتے ہیں، مگر صوبۂ بہار میں اس لفظ کو طلاق صریح کنائی میں شامل کرنے میں تردد ہو گیا ہے؛ اس لئے ''جواب دیدیا'' کہنے کے بعد دس سال تک جو دونوں ساتھ رہے ہیں، اس کو حرام کاری پر حتمی طور پر محمول نہیں کیا جا سکتا؛ بلکہ اس سلسلہ میں تردد پیدا ہو چکا ہے، اگر وہاں کے محاورہ میں صرف طلاق کے لئے مستعمل ہے، تو اس سے طلاق صریح رجعی واقع ہو گئی ہے اور بیوی کو ساتھ رکھنے کی گنجائش ہے؛ لہٰذا اس دوران میاں بیوی کا ساتھ رہنا حلال ہو گیا ہے اور اولاد ثابت النسب ہے اور اس کا دس سال کے بعد یہ کہنا کہ ایک جواب پہلے دیا اور دوسرا جواب اب دے رہا ہوں اور ایک جواب آئندہ کے لئے باقی ہے، تو ایسی صورت میں دس سال کے بعد دوسری طلاق واقع ہو گئی ہے اور وہ بھی طلاق رجعی ہوگی اور اب بھی رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے۔

وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت.

(شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/ ٥٣٠، كراچي ٣/ ٢٩٩)

الأصل في هذا النوع من الألفاظ كل لفظ من الفارسية يستعمل في الطلاق، ولا يستعمل في غيره فهو كصريح الطلاق بالعربية، وإن كانت اللفظة مستعملة في الطلاق وغيره، فهو بمنزلة كنايات بالعربية (وقوله) وأنه صريح عند أبي يوسفؒ كان الواقع به رجعياً، ويقع بدون النية. وفي الخلاصة: وبه أخذ الفقيه أبو الليث. وفي التفريد: وعليه الفتوىٰ.

(الفتاوى التاتارخانية، ٤/ ٤٦٣، رقم: ٦٦٧٧، ٦٦٨٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۳/ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/ ۱۱۸۳۱)	۱۴۳۶/۱/۸ھ

''جواب دیا، جدا کر دیا، میرے گھر سے چلی جا'' کہنا

سوال [۶۴۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا، میاں نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ دوران جھگڑا کہے کہ ''میں نے تجھ کو جواب دیدیا، تجھ کو جواب دیا، جدا کر دیا، میرے گھر سے چلی جا، نکل جا، ہٹ جا، دور ہو جا، اپنے ماں باپ کے سر جا کے بیٹھ، اپنے گھر جا میرے تیرے درمیان نباہ نہ ہوگا'' اور یہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے تھے، اور پندرہ بیس دن کے بعد میاں بیوی کے درمیان رضا مندی ہوگئی اور بغیر نکاح کے آپس میں رہنے لگے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی تھی یا نہیں اور ساتھ ساتھ رہنے کے لئے نکاح کرنا ضروری ہے یا حلالہ بھی کرنا پڑے گا؟

المستفتی: عبدالجلیل، مدرسہ امدادیہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: لفظ ''جواب دیدیا'' دو مرتبہ کہا ہے اور جدا کر دیا اور گھر سے چلی جا، نکل جا، یہ سارے الفاظ طلاق کے لئے کنائی ہیں، اگر نیت کی گئی ہے تو سب سے صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگئی۔

ولا يلحق البائن البائن بأن قال لها: أنت بائن، ثم قال لها: أنت بائن لايقع إلا طلقة واحدة بائنة لأنه يمكن جعله خبراً عن الأول وهو صادق، فلا حاجة إلى جعله إنشاء. (هندية، زكريا ۱/۳۷۷، زكريا جديد ديوبند ۱/٤٤٥)

اور لفظ جواب دیدیا کے بارے میں احسن الفتاوی ۵/۱۹۲ میں لکھا ہے کہ اس سے طلاق صریح واقع ہوتی ہے اور اس پر کوئی حوالہ پیش نہیں فرمایا، مگر حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاوی ۲/۴۴۴، امداد الاحکام ۴/۳۳، عزیز الفتاوی ۴۹۶، فتاوی محمودیہ قدیم ۱۱/۲۱۹، جدید ڈابھیل ۱۲/۹-۵۷، میں تفصیل کے ساتھ جواب دیدیا کو طلاق کنائی میں شمار فرمایا ہے؛ اس لئے اس لفظ سے طلاق کنائی ہی واقع ہوا کرے گی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۴۵۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۵/۳ھ

لفظ جواب سے ایک طلاق بائن

سوال [۶۴۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق کی جگہ لفظ جواب بذریعہ ڈاک لکھ کر روانہ کر دیا اور اس میں لفظ جواب تین جگہ لکھا، جواب سے مراد طلاق کو لیا ہے، ایسی صورت میں ہندہ پر کونسی طلاق ہوئی؟

المستفتی: محمد صلاح الدین، نور پٹہ، سہرسہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: لفظ جواب طلاق کے لئے کنایہ ہے، لہٰذا اس سے طلاق بائن ہی واقع ہوسکتی ہے اور وہ بھی صرف ایک ہی طلاق واقع ہوسکتی ہے؛ لہٰذا اگر شوہر نے لفظ جواب طلاق کے ارادہ سے تین مرتبہ زبان سے کہا ہے یا تحریر میں لکھا ہے، تو دونوں صورتوں میں ایک طلاق بائن واقع ہوگئی؛ کیونکہ طلاق کنائی کے الفاظ مکرر درمکرر بولنے سے متعدد طلاقیں واقع نہیں ہوتیں؛ بلکہ ایک ہی طلاق واقع ہوا کرتی ہے۔ (امداد الفتاوی ۴۴/۲) میں مفصل جواب موجود ہے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۳۴۳/۴-۳۴۳)

ولا يلحق البائن البائن، بأن قال لها: أنت بائن، ثم قال لها: أنت بائن لايقع إلا طلقة واحدة بائنة؛ لأنه يمكن جعله خبراً عن الأول وهو صادق، فلا حاجة إلى جعله إنشاء (هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات، زكريا ۳۷۷/۱، زكريا جديد ديو بند ۴٤٥/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۷۵۸/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۵/۲۰ھ

لفظ جواب دیدیا سے ایک طلاق بائن

سوال [٦٤٣١]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے درمیان بات چیت ہورہی تھی، اسی دوران شوہر نے بیوی سے کہا'' میں نے تم کو جواب دیا'' جس علاقہ میں یہ واقعہ پیش آیا ہے، وہاں یہ طلاق کے معنی میں بولا جاتا ہے، یہ طلاق صریح ہے یا کنائی یا اس سے کوئی بھی طلاق واقع نہ ہوگی یا طلاق کا مدار شوہر کی نیت پر ہے؟ جو بھی حکم ہو دلائل کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جواب دیا کا لفظ عرف میں کنایہ ہے اور یہ کنایہ کے اقسام میں سے وہ قسم ہے، جس میں رد اور سب کا احتمال نہیں، اگر شوہر نے یہ لفظ حالت رضا میں کہا ہے، تو طلاق کا مدار شوہر کی نیت پر ہے، بلا نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی، دلالت حال یعنی عضب اور مذاکرۂ طلاق میں کہنے کی صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ٢/٤٤)

لا تطلق بها قضاء إلا بنية، أو دلالة الحال، وهي حالة مذاكرة الطلاق، أو الغضب. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/٥٢٨، كراچي ٣/٢٩٧، البحرالرائق، زكريا٣/٥١٩، كوئٹه ٣/٢٩٨)

الحاصل أنه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريمها لايكون إلا بالبائن، هذا غاية ماظهرلي في هذا المقام وعليه فلا حاجة إلى ما أجاب به في البزازية من أن المتعارف به إيقاع البائن، لما علمت مما يرد عليه. (شامي، زكريا٤/٥٣١، كراچي٣/٣٠٠)

أنت علي حرام والفتوى أنه يقع الطلاق البائن وإن لم ينو لغلبة

الاستعمال. (تاتارخانية، ٤/٤٤٨، رقم: ٦٦٣٧،الفتاوى الولوالجية، مكتبه دارالإيمان ٢/١٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۷۷)

''اگر آپ کی لڑکی دوسری جگہ شادی کے لئے تیار ہے، تو میری طرف سے اجازت ہے'' سے طلاق

سوال [۶۴۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی خالدہ سے بچپن میں ہوئی تھی، اوراب دونوں سن بلوغت تک پہونچ چکے ہیں؛ لیکن ابھی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہیں اورلڑکے کے خسر صاحب نے خط لکھا ہے کہ تمہاری بیوی سن بلوغ تک بہت پہلے پہونچ چکی ہے اوراس کے نان و نفقہ سے تم لاپرواہ ہو، سوتم ہاں یا نہ کا جواب دو، ورنہ پھر میں آگے راستہ دیکھوں گا، زید نے خط کا جواب دیا کہ اگر آپ کی لڑکی دوسری جگہ شادی کرنے کے لئے تیار ہے، تو میری طرف سے اجازت ہے، تو کیا اس جملہ سے طلاق واقع ہوگئی؟

المستفتی: محمد مستقیم پورنوی، متعلم جامعہ الہدیٰ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید سے دریافت کیا جائے کہ یہ تحریر اس کی ہے یا نہیں، اگر اس کی ہے، تو اس سے معلوم کیا جائے کہ اس نے جو دوسری جگہ شادی کی اجازت کی بات کہی ہے، اس سے اس کی مراد کیا ہے؟ طلاق ہے یا ناراضگی کا اظہار؟ اگر وہ کہے طلاق ہے، تو ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے اوراگر غصہ اورناراضگی کا اظہار مقصود ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، اس کا نکاح بدستور باقی ہے، اس کا فیصلہ خود زید کے بیان سے ہوسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم ۱۱/۲۳۶، جدید ڈابھیل ۱۲/۵۳۷)

عن إبراهيم قال: إذا قال لامرأته: اذهبي فانكحي، ليس بشيئ، إلا أن يكون نوىٰ طلاقاً، فهي واحدة وهو أحق بها. (مصنف عبد الرزاق، كتال الطلاق، باب اذهبي فانكحي،المجلس العلمي بيروت٦/٣٦٦، رقم:١١٢١٤)

ولو قال لها: اذهبي فتزوجي لا يقع الطلاق إلا بالنية. (تاتارخانية، زكريا٤/ ٤٦١، رقم:٦٦٧٢)

ولو قال لها: اذهبي فتزوجي تقع واحدة إذا نوىٰ. (هندية، زكريا ١/٣٧٦، جديد زكريا ديوبند ١/٤٤٤، قاضي خان على الهندية، زكريا ١/٤٦٨، جديد زكريا ديوبند ١/٢٨٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ	احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۴۰۴۷)	۱۴۱۵/۶/۲ھ

جا طلاق ہوگئی، اب تو آزاد ہوگئی، جاؤ گھومو، سے طلاق

سوال [۶۴۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے غصہ کی حالت میں یہ الفاظ کہے ”ریشمہ ہم نے تم کو طلاق دی، طلاق دی، جا طلاق ہوگئی“ اب تو آزاد ہوگئی، جاؤ گھومو“ مذکورہ الفاظ سے کونسی طلاق واقع ہوئی؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد توحید، پرتا بگڈھی، مدرسہ شاہی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دی طلاق دی کے دونوں لفظ سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں، اس کے بعد آگے کے تین الفاظ ہیں، جن کے بارے میں شوہر سے تحقیق کی ضرورت ہے۔

(۱) جا طلاق ہوگئی۔

(۲) اب تو آزاد ہوگئی۔
(۳) جاؤ گھومو۔

اگر ان الفاظ سے اس کا مقصد پہلے دونوں لفظوں کی خبر دینا ہے کہ چونکہ تمہیں دوطلاقیں ہوگئی ہیں، اب یہاں سے جاسکتی ہو، آزاد ہوگئی ہو، گھوم سکتی ہو، تو ایسی صورت میں بعد کے تینوں لفظوں سے کوئی طلاق نہیں ہوئی، صرف دو طلاق رجعی مانی جائیں گی اور اگر بعد کے الفاظ سے خبر دیتے ہوئے یہی مقصد تھا کہ دوطلاقیں تمہیں دی گئی ہیں۔ اب تم نکاح سے آزاد ہوگئی ہو، میرے سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا ہے، آزاد گھوم سکتی ہو اور پہلی دونوں طلاق رجعی کو بائنہ بنانا مقصود ہے، تو دوطلاق بائن واقع ہوگئی ہیں، پس پہلی صورت میں طلاق رجعی ہونے کی وجہ سے عدت میں رجعت کر کے رکھ سکتے ہیں اور دوسری صورت میں بائنہ ہونے کی وجہ سے اگر رکھنا چاہیں تو بغیر حلالہ کے نکاح کر کے رکھ سکتے ہیں، طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ جدید ڈابھیل ۱۲/۳۴۳)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً، أوتطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤، هندية، زكريا ١/٤٧٠، زكريا جديد ديوبند ١/٥٣٥، قدوري، امداديه ديوبند ص: ١٧٧)

عن الحسن فلا تعضلوهن قال: حدثني معقل بن يسار أنها نزلت فيه قال: زوجت أختا لي من رجل، فطلقها حتي إذ ا نقضت عدتها جاء يخطبها، فقلت له: زوجتک وفرشتک، وأكرمتک فطلقتها، ثم جئت تخطبها لا والله لاتعود إليک أبداً، وكان رجلاً لا بأس به، وكانت المرأة تريد أن ترجع إليه، فأنزل الله هذه الآية. فلا تعضلوهن، فقلت الأن أفعل يا رسول الله قال: فزوجها إياه. (بخاري، كتاب النكاح، باب من قال لا نكاح إلا بولي، النسخة الهندية ٢/٧٧٠، رقم:٤٩٣٧، ف: ٥١٣٠، سنن الترمذي، التفسير، سورة البقرة، النسخة الهندية ٢/١٢٧، دارالسلام رقم: ٥ ٦١ ٣)

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هندية، زكريا ١/٤٧٦، زكريا جديد ديوبند ١/٥٣٥ ،هداية، اشرفي ديوبند٢/٣٩٩، تاتارخانية، زكريا ٥/١٤٨، رقم: ٧٥٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۵۴۶/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۷/۲۸ھ

''اب وہ میرے لئے حرام ہے'' کہنے کا حکم

سوال [۶۴۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عبداللہ کی شادی ہوئی ازدواجی زندگی گذر رہی تھی، ملازمت کی وجہ سے عبداللہ گھر سے کچھ دوری پر رہتا تھا اور بیوی کو اپنے سے کچھ دور ایک رشتہ دار کے پاس رکھا تھا، نیز عبداللہ کا اپنے والد سے تکرار ہو گیا اور بہت دیر تک ہوا؛ چنانچہ عبداللہ کو غصہ آیا اور فون پر اپنی والدہ سے والد کو برا بھلا کہا اور یہ کہہ دیا بیوی کے تعلق سے کہ ''اب وہ میرے لئے حرام ہے، اور میں بقرعید میں اس کو گھر لے کر آرہا ہوں، ٹرین میں اسے ہاتھ نہیں لگاؤں گا، اجنبی ہے، اجنبی کی طرح لے کر آؤں گا'' پھر دوبارہ کہا کہ ''میں بقرعید میں اسے گھر لے کر آرہا ہوں ٹرین میں اسے ہاتھ نہیں لگاؤں گا، اجنبی کی طرح لے کر آرہا ہوں'' چونکہ عبداللہ کی سسرال راستے میں ہی پڑتی تھی، اس لئے دوسری بار میں یہ بھی کہا کہ ''میں اس کو اس کے گھر چھوڑ دوں گا''۔

عبداللہ نے چونکہ مذکورہ جملے فون پر جھگڑے کے درمیان میں کہے؛ اس لئے اس کو اس وقت بالکل احساس نہیں ہوا کہ میں نے ایسا جملہ کہہ دیا کہ جس سے طلاق پڑ سکتی ہے نیز تھوڑی دیر میں جھگڑا ابھی ختم ہو گیا؛ اس لئے عبداللہ گھر بھی نہیں گیا اور ایک ہفتہ بعد دونوں میاں بیوی ایک ساتھ رہنے لگے نتیجتاً عبداللہ کی بیوی حاملہ ہوگئی اور اب حمل سات مہینے کا ہو گیا، اچانک پھر

عبداللہ کا اپنے والدین سے بیوی کے تعلق سے ایک بات پر تکرار ہوگیا؛ لہٰذا عبداللہ تکرار کی وجہ سے فکر مند رہنے لگا، اچانک ذہن پر زور دے کر الفاظ یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا؛ چنانچہ اوپر لکھے ہوئے جملے ہی یاد آئے۔ نیز مذکورہ جملوں کا دوبار کہنا یقین کے ساتھ یاد آرہا ہے؛ لیکن ساتھ ساتھ تیسری بار کہنے کا ایک وہم ہورہا ہے؛ کیونکہ اس کے ذہن میں تین بار کہنے کا یا تین طلاق کا کوئی تصور بھی نہیں تھا، نیز اس نے اپنی والدہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک دوبار کہا ہوگا، اب ایسی صورت میں عبداللہ کیا کرے؟ خوف خدا کی وجہ سے عبداللہ بہت پریشان ہے، مہربانی فرما کر درج ذیل مسائل کی وضاحت فرمائیں۔

(۱) طلاق کونسی واقع ہوگی؟

(۲) بچہ جائز یا ناجائز نطفے کا ہوگا؟ کیونکہ وہ اپنی بیوی کو حلال سمجھ کر ایک ساتھ رہ رہا تھا، اس کے ذہن میں طلاق کا کوئی شائبہ بھی نہ تھا۔

(۳) دوبارہ ازدواجی زندگی کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: محمد انس، پاک باڑہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) جب شوہر عبداللہ نے بیوی کے بارے میں کہا کہ اب وہ میرے لئے حرام ہے، تو اس کی وجہ سے بلانیت ہی اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اس کے بعد جو جملے عبداللہ نے کہے ہیں وہ سب پہلے جملہ کی وضاحت کے قبیل سے ہیں، ان کی وجہ سے بیوی پر مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اس کے بعد میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا اور آپس میں زن وشوہر کا تعلق کرنا جائز نہیں تھا؛ لہٰذا دونوں ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے، جس کے لئے استغفار وتوبہ کرنا ضروری ہے۔

والحاصل أن المتأخرين خالفوا المتقدمين في وقوع البائن بالحرام بلانية حتي لا يصدق إذا قال: لم أنو لأجل العرف الحادث في زمان المتأخرين، فيتوقف الآن وقوع البائن به علىٰ وجود العرف كما في

زمانهم. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، كراچي ۳/ ۲۹۹، زكريا٤/ ٥٣٠)

(۲) پیدا ہونے والے بچہ کا نسب شوہر عبداللہ ہی سے ثابت ہوگا۔

والمبتوتة يثبت نسب ولدها إذا جاءت به لأقل من سنتين؛ لأنه يحتمل أن يكون الولد قائماً وقت الطلاق، فلا يتيقن بزوال الفراش قبل العلوق فيثبت النسب احتياطاً. (هداية، اشرفي ۲/ ٤٣٠، شامي، زكريا ٥/ ٣٣١، كراچي ٣/ ٥٤١)

(۳) دوبارہ ایک ساتھ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے تجدید نکاح کریں، اس کے بغیر ایک ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اور تجدید نکاح اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ دو مردوں کے سامنے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ایجاب وقبول کرلیں، شوہر کہہ دے کہ میں تمہیں اپنی زوجیت میں لیتا ہوں اور بیوی کہہ دے کہ میں نے قبول کیا، اتنا کہنا بھی کافی ہے، اس کے لئے الگ سے مہر بھی متعین کرنا ضروری ہے۔

عن سماکؒ قال: سمعت عكرمةؓ يقول: الطلاق مرتان: فإمساك بمعروف، أو تسريح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبة، ما قالوا في الطلاق مرتان، مؤسسة علوم القرآن بيروت ١٠/ ١٩٧، رقم: ١٩٥٦٤)

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹، هندية، زكريا ١/ ٤٧٦، جديد زكريا ديوبند ١/ ٥٣٥، تاتارخانية، زكريا ٥/ ١٤٨، رقم: ٧٥٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۱۵۹/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۲/۳ھ

تمہارا فیصلہ کر دیا کہنے کا حکم

سوال [۶۴۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری ہمشیرہ رئیس فاطمہ عرف شمشیر فاطمہ بنت علی محمد محلہ مہند جنگلہ گلڑیا والی مسجد شاہجہانپور کا نکاح لگ بھگ تیس سال پہلے محمد سلیم ولد سمیع اللہ محلّہ علی زئی کیساتھ ہوا تھا دونوں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، شادی کے کچھ دنوں بعد سے ہی دونوں کے تعلقات کشیدہ رہے مگر دنیا کی نظر میں رشتہ بنا رہا، وضاحت کر دوں کہ محمد سلیم ہمارے خالہ زاد بھائی بھی ہیں، اب سے لگ بھگ ڈھائی سال پہلے محمد سلیم نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ (تمہارا فیصلہ کر دیا، اپنا ٹنڈ یلہ بڑھاؤ) اور رات میں لگ بھگ ساڑھے نو بجے کا واقعہ ہے تب سے رئیس فاطمہ میکہ میں رہ رہی ہے اب ان کی کفالت مجھ پر ہے والدین کا انتقال ہو چکا ہے، محمد سلیم سے اس بارے میں کئی بار صلح کے لئے بات کی گئی مزید دیگر رشتہ داروں کو بھی بتانے کے لئے بھیجا گیا مگر وہ کسی طرح راضی نہیں ہوا، کچھ دن پہلے شمشیر فاطمہ سے مزید معلومات کرنے پر پتہ چلا کہ مندرجہ بالا الفاظ جو بریکٹ میں ہیں، اس سے قبل بھی کئی بار الگ الگ وقت میں کہے گئے، محمد سلیم نے بھی مندرجہ بالا الفاظ کی کئی آدمیوں کے سامنے تصدیق کی ہے کیا اوپر بریکٹ میں دئے ہوئے الفاظ کو بیوی سے کہنے پر طلاق ہو گی؟

المستفتی: محمد ابراہیم انصاری، شاہجہانپور، یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ فیصلہ کر دیا سے جو بھی نیت کی جائیگی اسی کا حکم شرعی ثابت ہوگا، اگر شوہر نے بیوی سے ''تمہارا فیصلہ کر دیا'' کہہ دیا ہے، تو اس سے اگر بیوی کو دھونس دینا ڈانٹ ڈپٹ کرنا مراد لیا ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور اگر مطلقاً طلاق کی نیت سے کہا ہے، تو ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اور اگر طلاق کی تعداد کی نیت کی ہے، تو اس کی صراحت سامنے آنے کے بعد حکم شرعی بتایا جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ جدید ڈابھیل ۱۲/۳ ۵۷)

کنایته مالم یوضع له أي الطلاق واحتمله وغیره، فا لکنایات لاتطلق بهاقضاءً إلا بنیةٍأو دلالة الحال. (الدرالمختار مع ردالمختار، کراچی۳/ ۲۹٦، زکریا ٤/ ٥٢٦ تا ٥٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۶۲۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۶/۱۱ھ

طلاق دے کر اپنی زوجیت سے علیحدہ کردیا

سوال [٦٤٣٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بعض حالات کی بناپر میرے شوہر نے مجھے اس طرح تحریری طور پر طلاق دیدی تھی، تحریری الفاظ یہ تھے ’’فریق دوم نے فریق اول کوروبرو گواہان طلاق دیکر اپنی زوجیت سے علیحدہ کردیا‘‘ اس تحریر سے کون سی طلاق واقع ہوئی اوراب دوبارہ اسی شوہر سے نکاح ہوسکتا ہے یانہیں؟

المستفتیہ: خدیجہ فاطمہ، کالا پیادہ مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دے کرزوجیت سے علیحدہ کردیا کے لفظ سے ایک طلاق بائن واقع ہوئی اس لئے کہ لفظ طلاق اگر چہ صریح رجعی کے لئے ہے لیکن ساتھ میں زوجیت سے علیحدہ کردیا کے لفظ نے تاکید پیدا کر کے رجعی کے بجائے بائنہ کردیا؛ اس لئے مذکورہ صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے، مگراس سے طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوئی اس لئے زوجین آپس میں دوبارہ ساتھ رہ کر زندگی گذارنا چاہیں تو بغیر حلالہ کے دوبارہ شریعت کے مطابق دوگواہوں کے سامنے باضابطہ نکاح کر کے زندگی گذارنا جائز ہوگا اس کے لئے حلالہ کی ضرورت نہیں۔

إذا وصف الطلاق بصفة تدل على البينونة كان بائناً. (شامي، زكريا ٤/ ٥٠١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ رجب ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۸۹۶/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۷/۱۶ھ

تیرا میرا کوئی رشتہ نہیں ہے

سوال [۶۴۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے دوبار کہا طلاق دی، تیسری بار کہا میرا تیرا کوئی رشتہ نہیں، کیا اس صورت میں حرمت مغلظہ ہوگئی، خالد کا کہنا ہے کہ حرمت مغلظہ ہوگئی کیوں کہ تیسرا جملہ طلاق کنائی ہے اور غضب ومذاکرہ کی حالت میں کنائی سے بلانیت طلاق واقع ہو جاتی ہے، جواب سے نوازیں۔

المستفتی: مجیب الرحمٰن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دی، طلاق دی، دومرتبہ کہنے پر دو طلاق صریح واقع ہوگئیں، اور تیسرا میرا کوئی رشتہ نہیں، یہ الفاظ عام طور پر دھمکی اور دھونس کے لئے بولے جاتے ہیں، اس لئے اگر اس لفظ سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، بلکہ صرف دھمکی مقصود ہے تو مذاکرۂ طلاق کے باوجود بھی اس لفظ سے بلانیت طلاق واقع نہیں ہوگی، لہٰذا شوہر سے معلوم کیا جائے کہ اس لفظ سے طلاق کی نیت کی تھی یا نہیں، اور اس کو طلاق کنائی اس وقت شمار کیا جاسکتا ہے، جبکہ ان الفاظ کو مذاکرۂ طلاق کے وقت کہا ہو اور اس سے طلاق کی نیت کی ہو۔

(مستفاد محمود یہ ڈابھیل ۱۲/ ۵۵۰، فتاوی دار العلوم ۹/ ۳۹۹، امداد الفتاوی ۲/ ۴۳۳)

لو قال لها: لا نكاح بيني وبينك أو قال: لم يبق بيني وبينك نكاح

یقع الطلاق إذا نوی (هندية، زكريا جديد ديوبند ١/٤٤٣ كتاب الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات كوئٹه ١/٣٧٥، كذا في البزازية على هامش الهندية نوع آخرفي إنكار النكاح ٤/١٩٦، زكريا جديد ديوبند ١/١٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷ رجب ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۱۰۵۴۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸/۷/۱۴۳۳ھ

میں نے شادی ختم کردی ختم کردی ختم کردی کہنا

سوال [۶۴۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دلشاد حسین نے اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہے کہ ”میں نے شادی ختم کردی“، ختم کردی، ختم کردی، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں طلاق پڑے گی یا نہیں اگر طلاق پڑے گی تو کتنی طلاق پڑیں گی؟

المستفتی: محمد نوشاد حسین مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شادی ختم کردی، کے الفاظ از قبیل کنایہ ہیں، ان الفاظ سے اگر طلاق کی نیت کی گئی ہے تو پہلے والے لفظ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے، اس کے بعد لفظ ختم کردی، ختم کردی، جو دو مرتبہ کہا ہے، وہ پہلے کے لئے خبر اور تاکید کے درجہ میں ہے ان سے الگ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اس لئے کہ طلاق کنایہ میں متعدد الفاظ جو کہے جاتے ہیں، تو ان میں بعد کے الفاظ سے کوئی نئی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اس لئے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے، ہاں البتہ اگر شوہر نے شادی ختم کردی کے الفاظ سے تین طلاق مراد لی ہے تو پھر تین طلاق واقع ہوجائیں گی:

ولو قال: فسخت النكاح ونوى الطلاق يقع، وعن أبي حنيفةؒ إن

نـویٰ ثـلاثاً فثلاث، كذا فی معراج الدراية. (هـندية، زكريا قديم ١/٣٧٥، جديد زكريا ديوبند ١/٤٤٢)

ولـوقال: فسخت النكاح بيني وبينک ونوی الطلاق يقع الطلاق؛ لأن فسـخ الـنكـاح نقضه فكان فی معنی الإبا نة. (بـدائـع الصنائع، زكريا جديد ديوبند ٣/١٧٢)

ولا يـلـحـق البـائـن البـائـن بأن قال لها أنت بائن ثم قال لها أنت بائن لايقع إلاطلقة واحدة بـائنة لأنه يمكن جعله خبراً عن الأول وهو صادق فيه فـلاحـاجة إلـیٰ جعلـه إنشاءً ا(هـنـدية، زكـريا قديم ١/٣٧٧، ، زكـريـا جديد ديو بند١/٤٤٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٣ ربیع الثانی ١٤٢٩ھ
(فتویٰ نمبر: الف ٣٨/ ٩٥٧٦)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٤٢٩/٤/٢٣ھ

رات کے اندھیرے میں بھی اپنی ماں کے گھر گئی تو میرے نکاح میں نہیں رہنے کی

سوال [٦٤٣٩]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے دوعورتوں کی موجودگی میں اپنی بیوی سے کہا اگر تو دس سال تک رات کے اندھیرے میں بھی اپنی ماں کے گھر گئی تو تو میرے نکاح میں نہیں رہنے کی ، یا کہا نکاح سے باہر ہو جائے گی ،اس کے بعد اگلے روز ہی بیوی اپنی ماں کے گھر چلی گئی یہ واقعہ سوا دومہینہ قبل کا ہے، اوراس دوران شوہر بیوی کی کوئی ملاقات نہیں ہے، اورابھی ایک ہفتہ پہلے اس عورت کو بچی پیدا ہوئی ہے؟

المستفتی: صوفی محمد نعیم امروہہ، جے پی نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید نے اپنی بیوی سے یہ جملہ کہا کہ ’’اگر تو دس سال تک رات کے اندھیرے میں بھی اپنی ماں کے گھر گئی، تو تو میرے نکاح میں نہیں رہنے کی‘‘ یا یہ جملہ کہا کہ ’’نکاح سے باہر ہو جائیگی، تو یہ کنائی جملہ ہے اس سے اگر طلاق کی نیت کی گئی ہے تو ایک طلاق بائن ماں کے گھر جانے کی وجہ سے ہو جائیگی اور بغیر حلالہ کے آپس میں نکاح درست ہو جائیگا۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. (عالمگیری، زکریا دیوبند ۱/۴۲۰، زکریا جدید دیوبند ۱/۴۸۸)

ولو قال لها: لانكاح بيني وبينك أوقال: لم يبق بيني وبينك نكاح يقع الطلاق إذا نوى. (عالمگیری، زکریا دیوبند ۱/۳۷۵، زکریا جدید دیوبند ۱/۴۴۳، مثلہ فی البزازیہ علی هامش الهندية ۴/۱۹۶، جدید زکریا ۱/۱۲۸، هكذا فی قاضی خان علی هامش الهندية ۱/۴۶۸، زکریا جدید ۱/۲۸۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ شعبان ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۷۰۲/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۸/۱۱ھ

طلاق دیدی کے بعد چلی جا کہنے سے طلاق

سوال [۶۴۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا دوران جھگڑا زید کے بھائی وغیرہ جمع ہو گئے زید نے کہا، میں نے اس کو طلاق دیدی، جا چلی جا، پھر کچھ دیر بعد کہا کہ گئی کیوں نہیں اس سے کہدو کہ چلی جائے آیا اب زید کی بیوی کو طلاق ہوئی، یا نہیں اگر طلاق واقع ہوئی تو کونسی ہوئی

ذرا وضاحت سے مدلل ومفصل تحریر فرمانے کی زحمت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالغفار ہیبت پور جویا مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید کے اس جملہ سے کہ میں نے اس کو ’’طلاق دیدی‘‘ ایک طلاق رجعی ہوچکی اب اس کے بعد زید نے جو چلی جا کہا اگر اس سے اس کی مراد یہ ہو کہ چونکہ میں نے تجھے طلاق دی اس لئے اپنے میکہ چلی جا تو ایسی صورت میں اس دوسرے جملہ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر اس سے اس نے دوسری طلاق کا ارادہ کیا ہو تو ایک طلاق مزید ہوکر دونوں طلاق بائنہ ہوجائیں گی اب شوہر خود دیکھ لے اسکی نیت کیا تھی۔

الطلاق الصريح وهو كأنت طالق ومطلقة وطلقتک وتقع واحدة رجعية وإن نوى الأكثر والإ بانة أولم ينو شيئًا. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/ ۳۵٤، زکریا جدید دیوبند ۱/ ٤۲۲)

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن، والبائن يلحق الصريح (درمختار) **وفي الشامية: وإذا لحق الصريح البائن كان بائنا؛لأن البينونة السابقة عليه تمنع الرجعة.** (شامی، کراچی ۳/ ۳۰٦، زکریا ٤/ ٥٤۰) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱/ شعبان ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ٦۸٦٦)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۸/۱ھ

تم اپنے گھر چلی جاؤ سے طلاق کا حکم

سوال [٦۴۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے بیوی سے غصہ میں کہہ دیا کہ تم اپنے گھر چلی جاؤ اور انھوں نے اپنے گھر

جا کر کہا کہ انہوں نے مجھے طلاق دیدی ہے، تو کیا یہ کہنے سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد معروف بروالان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر نے غصہ کی حالت میں جو یہ کہا کہ میرے گھر سے چلی جاؤ اس سے اگر اس نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے تو بیوی کو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور بیوی کا یہ کہنا کہ مجھے اس نے طلاق دیدی ہے محض اس کے اس دعوی کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوئی اس پر لازم ہے کہ ایسے دوشرعی گواہ سے اپنا دعوی ثابت کرے جنہوں نے خود طلاق سنی ہو اس کے بغیر بیوی کا دعوی معتبر نہیں ہے؛

قال اللّٰہ تعالی: وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. (سورة البقره: ۲۸۲)

قال وما سوی ذلک من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين الخ.

(هداية، اشرفی بك ڈپو ديوبند ۳/ ۱۵۵، هندية، زكريا ۳/ ۴۵۱، زكريا جديد ديوبند ۳/ ۳۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ شعبان ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۰۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۸/۱۷ھ

جاؤ اب چلی جاؤ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۴۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی سے ایک بار کہا تھا کہ جاؤ میں نے تمہیں طلاق دی، جاؤ اب چلی جاؤ، جاؤ اب چلی جاؤ، تو اس سے کون سی طلاق واقع ہوئی اب دوبارہ اس کے ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں، جاؤ اب چلی جاؤ وغیرہ کے الفاظ سے طلاق دینے کی نیت نہیں تھی؟

المستفتی: کوثر علی محلّہ بھٹی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جاؤاب چلی جاؤ وغیرہ کے الفاظ سے جب طلاق کی نیت نہیں کی ہے بلکہ صرف تمہیں طلاق دی کہنے کا نتیجہ مقصد ہے، تو اس سے کوئی طلاق نہیں ہوئی ہے، اور لفظ میں نے تمہیں طلاق دی سے ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے، عدت کے اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے،

عن سماک قال: سمعت عکرمةؓ یقول: الطلاق مرتان فإمساک بمعروف، أو تسریح بإحسان قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نکحها، وإذا طلقها ثنتین فإن شاء نکحها، فإذاطلقها ثلاثاً فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیره. (المصنف لابن ابی شیبه، باب ماقالوا فی الطلاق مرتان ١٠/ ١٩٧، رقم:١٩٥٦٤)

إذاطلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة أوتطلیقتین فله أن یراجعهافی عدتها. (هدایه، اشرفی بکڈپو دیوبند ٢/ ٣٩٤، وکذافي الهندیة، زکریا قدیم ١/ ٤٧٠، زکریا جدید دیوبند ١/ ٥٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۹ محرم ۱۴۲۰ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۵۹۸۵)	۱۴۲۰/۱/۱۹ھ

مجھے ریحانہ کی ضرورت نہیں سے طلاق کا حکم

سوال [۶۴۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنے والد کے نام بزبان کنڑی خط لکھا جس کا ترجمہ کنڑ زبان کے پانچ چھ ماہرین سے کروانے کے بعد روانہ کررہا ہوں، نیز زید نے اپنے والد کو یہ خط بطور دھمکی (زید کے قول کے مطابق) روانہ کیا ہے، حضرت والا سے درخواست ہے کہ حضرت والا سے جتنا

جلد ہوسکے اس کا جواب مرحمت فرمائیں، پیارے ماں باپ تمہارے برخوردار کی طرف سے سلام، وہاں پر اللہ کے فضل وکرم سے خوشحال رہیں گے میں بھی یہاں خیریت سے ہوں میری شادی ریحانہ سے کر کے تم نے اپنی آرزو پوری کرلی لیکن میری زندگی برباد ہوگئی اس پر بھی میں خاموش رہا اور ریحانہ کو ڈیوٹی (نوکری، ملازمت) پر نہ بھیجو کہنے کے باوجود بھی آپ نے اسکی مرضی سے ڈیوٹی (نوکری) پر روانہ کیا، مجھے پہلے ہی سے ہیڈ ماسٹر پر گمان تھا، کئی ایک مرتبہ اس بارے میں بولتا رہا اور یہ چیز مجھے ناپسند تھی وہاں کیا کیا ہوا نہ معلوم، مجھے تین دن کی رخصت ملی تھی دوسرے سب رشتہ داران کے گھر گئے ہیں، میں نہیں گیا میں یہیں رک گیا تھا، اب مجھے ریحانہ کی ضرورت نہیں ہے میں اسے طلاق دینے والا ہوں میری بات کو ٹھکراتے ہوئے پھر سے وہ ڈیوٹی پر گئی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص وہاں اس کے ساتھ ہے اس واسطے مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے، میں طلاق دینے والا ہوں، اگر اس کے درمیان آپ آئے تو یوں سمجھو کہ میں آپ کے حق میں مرگیا، آپ نے میری زندگی برباد کی، اس لئے آپ کے گھر کو آنا بھی نہیں چاہتا یہ سب ہونے کا سبب ہی ابا جان ہیں، آپ نے خود میری زندگی برباد کی تمہاری ہی بات چلی مگر میری بات نہیں، اسلئے آپ ریحانہ کو ڈیوٹی پر بھیجیں اگر طلاق ہوگئی تو اس کا سبب آپ ہیں خود، یوں سمجھ لو کہ آپ کا بیٹا آپ کے حق میں مرگیا۔

فقط آپ کا بیٹا یعقوب شریف

نیز ساتھ ساتھ یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ کتنی طلاق واقع ہوئیں؟ اسلئے کہ یہاں ایک مولانا نے یوں فرمایا کہ تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں، اور اب کوئی صورت نہیں رہی؟

المستفتی: محمد عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال مذکورہ میں شوہر نے جو یہ الفاظ کہے کہ میں اسے طلاق دینے والا ہوں اس سے طلاق واقع نہ ہوئی کیونکہ یہ استقبال کا صیغہ ہے،

وفي المحيط: لوقال بالعربية: أطلق لايكون طلاقاً إلا إذا غلب

استعماله للحال، فیکون طلاقاً وقوله کنم لأنه استقبال فلم یکن تحقیقا بالتشکیک. (هندیة، زکریا ۱/ ۳۸٤، زکریا جدید دیوبند ۱/ ٤٥٢)

اورشوہر کے یہ الفاظ کہ مجھے ریحانہ کی ضرورت نہیں ہے، جوکہ دومرتبہ کہے ہیں یہ الفاظ کنائی میں سے ہیں لہٰذا اس سے اگرشوہر نے نیت طلاق کی کی ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی، اوراگر نیت طلاق کی نہیں کی ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی لہٰذا اس صورت میں شوہر سے اس کی تحقیق کی جائے کہ شوہر نے یہ الفاظ کس نیت سے کہے ہیں۔

لایقع الطلاق بشي من الکنایات إلا بالنیة کذا لوقال لا حاجة لی فیک (خانیة علی هامش الهندیة زکریا ۱/ ٤٦٨) جدید ۱/ ۲۸٤)

قوله لایلحق البائن البائن. (هندیة، کتاب الطلاق، الفصل الخامس، فی الکنایات، قدیم ۱/ ۳۷۷، زکریا جدید دیوبند ۱/ ٤٤٥، هکذا فی التبیین، زکریا ۳/ ۸٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍محرم ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴؍۵۹۹۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳؍۱؍۱۴۲۰ھ

ایک مرتبہ طلاق دینے کے بعد کہنا کہ تمہارا معاملہ صاف

سوال [۶۴۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں ایک بار کہا ''طلاق'' پھر دوسری بار کہا کہ تمہارا معاملہ صاف اس واقعہ کو تقریباً پانچ ماہ ہو چکے ہیں، بیوی اس وقت سے لے کر اب تک میکہ میں ہے، زید اسے اپنے گھر لانا چاہتا ہے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ وہ عورت زید کی بیوی رہی یا نہ رہی اور زید اسے اپنے گھر لاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عابد حسین جامع مسجد مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے ایک طلاق صاف الفاظ کے ساتھ دیدی ہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، پھر اس نے تمہارا معاملہ صاف جو کہا ہے تو وہ حالت مذاکرۂ طلاق میں کہا ہے، اس میں طلاق کی نیت موجود ہوتی ہے، اس لئے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، لہٰذا بیوی پر دوطلاق بائن واقع ہوگئی تھیں، اور یہ واقعہ پانچ مہینہ پہلے پیش آیا تھا۔اب بیوی شوہر کے نکاح میں کسی طرح باقی نہیں رہی ہے، اسکو اختیار ہے، چاہے دوسرے مرد سے نکاح کرے چاہے پہلے شوہر سے نکاح کرے اور چونکہ تین طلاق نہیں ہوئی تھیں اسلئے پہلے شوہر سے نکاح کے لئے حلالہ کی ضرورت نہیں۔

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة والبائن يلحق الصريح (إلى قوله) لايلحق البائن البائن. (درمختار، زکریا ٤/ ٥٤٠، کراچی ٣/ ٣٠٨، هكذا في الهندية، زکریا ١/ ٣٧٧ جديد زكريا ديوبند ١/ ٤٤٥)

وإذا كان الطلاق بائنًا دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة وبعدانقضائها. (هداية، أشرفي بکڈپو ديوبند ٢/ ٣٩٩، هكذا في التاتارخانية، جديد زكريا ٥/ ١٤٨، رقم: ٧٥٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ شعبان ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/ ۷۸۰۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۸/۱۴ھ

دومرتبہ طلاق دینے کے بعد ”جایار میں نے تیرا فیصلہ کردیا“ کہنا

سوال [۶۴۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو دومرتبہ یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی میں نے تجھے طلاق دیدی پھر تیسری مرتبہ بھی یہ کہنا چاہتا تھا کہ محلّہ کی عورت نے زید کے منھ پر ہاتھ رکھ لیا نہ کہنے دیا مگر زید نے یہ لفظ ضرور کہہ دیا کہ جایار میں نے اب تیرا فیصلہ کردیا؟

المستفتی: محمد یوسف سلمانی شریف نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کے اپنی بیوی کو دومرتبہ میں نے تجھے طلاق دی کہنے کی وجہ سے دوطلاق رجعی واقع ہوگئیں، اس کے بعد زید کا پھر یہ کہنا کہ جا یار میں نے اب تیرا فیصلہ کردیا، اگر اس سے مزید طلاق کی نیت کی ہے تو زید کی بیوی پر تیسری طلاق مغلظہ ہوجائے گی اور اگر طلاق کی نیت نہ کی ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی لہٰذا زید عدت کے اندر رجعت کرسکتا ہے۔

وقعتا رجعيتين، لو مدخولا بها، كقوله : أنتِ طالق، أنتِ طالق. (شامي، زكريا ٤/٣٦٤)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذلك أولم ترض. كذا في الهداية. (عالمگيرى، جديد زكريا ديوبند ١/٥٣٣– ١/٤٧٠، هكذا في الهداية، أشرفي بكڈپو ديوبند٢/٣٩٤)

فالكنايات لاتطلق بها قضاءً إلا بالنية أودلالة الحال. (شامي، زكريا ٤/٥٢٨، كراچی ٣/٢٩٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ جمادی الاولی ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۰۲۰/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۵/۲ھ

آج سے ہمارا تمہارا رشتہ ختم

سوال [۶۴۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد فہیم نے اپنی بیوی کو اس کی موجودگی میں چندلوگوں کے سامنے یہ جملہ کہا عالم کی بیٹی (لڑکی) ''جا میں نے تجھ کو طلاق دی آج سے ہمارا تمہارا رشتہ ختم'' اس جملہ سے ایک طلاق واقع ہوئی یا دو واضح ہو کہ محمد فہیم کچھ دنوں پہلے ایک طلاق دے چکا ہے، واضح ہو کہ محمد

فہیم کہتا ہے کہ ہم نے ایک طلاق دی ہے بعد والے جملہ سے ہمارا مقصد طلاق نہیں تھا کیا محمد فہیم عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے، یا پہلے والی طلاق ملاکر تین واقع ہوئیں؟ وضاحت سے تحریر فرمائیں؟

المستفتی: محمد فہیم کٹرہ، میدنی گنج، پرتاب گڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ''عالم کی بیٹی جامیں نے تجھ کو طلاق دی'' اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور دوسرے جملے آج سے ہمارا تمہارا رشتہ ختم سے الفاظ کنائی ہونے کی وجہ سے نیت کے بغیر اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا پہلی والی طلاق ملاکر کل دو طلاق رجعی ہوگئیں، جس بناپر فہیم صاحب کو عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کا حق ہے۔

ولو قال لها: لانكاح بيني وبينك أوقال: لم يبق بيني وبينك نكاح يقع الطلاق إذانوى. (قاضي خان على هامش الهندية، زكريا قديم ٤٦٨/١، زكريا جديد ديوبند ٢٨٤/١، هندية، زكريا قديم ٣٧٥/١، جديد زكريا ديوبند ٤٤٣/١)

وفي شرح الطحاوي لانكاح بيني وبينك ....و إن قال لم أردبه الطلاق أولم تحضره النية لايكون طلاقًا. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ديوبند ٤٦٠/٤، رقم: ٦٦٦٩)

وإذاطلق الرجل امرأته، تطليقة رجعية، أوتطليقتين، فله أن يراجعها فى عدتها، رضيت بذلك أولم ترض. (هندية، زكريا قديم ٤٧٠/١، جديد زكريا ديوبند ٥٣٣/١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۲۷۰/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱۰/۲۳ھ

لفظ ''ڈیزولو'' اور ڈیوورس سے طلاق کا حکم

سوال [۶۴۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ یہاں برطانیہ کے کورٹ میں میرج ختم کرنے کے لئے جو فارم بھرا جاتا ہے، اس میں شوہر درخواست دیتا ہے کہ میرج کو ڈیزولو کیا جائے کورٹ جب میرج کو ختم کرتا ہے، اور سرٹیفیکٹ بھیجتا ہے، اس میں بھی یہی ڈیزولو کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، یعنی میرج ڈیزولو کردیا گیا ہے، ڈیزولو کا معنی یہ ہے: پگھلانا، منسوخ کرنا، معاہدے کو توڑ دینا،

(۱) سوال یہ ہے کہ شوہر اگر یہاں کے کورٹ میں درخوست دے اور کورٹ میرج کو ختم کرے، تو اس لفظ ڈیزولو سے طلاق رجعی واقع ہوگی یا بائن؟

(۲) یہ لفظ طلاق میں صریح ہے یا کنایہ؟

(۳) یہ لفظ اگر کنایہ ہے تو بغیر نیت کے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(۴) ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ خوشی کے ساتھ زندگی بسر کررہا ہے، اور اسکی دوسری بیوی ہندوستان میں ہے، جو اپنی پہلی بیوی سے کورٹ میرج کو قانونی طور پر توڑنا چاہے، اب یہ صاحب بغیر نیت طلاق کے صرف کورٹ سے علاحدگی کی غرض سے کورٹ کو درخواست دے تو اس لفظ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(۵) اسی طرح کا ایک اور لفظ ڈیوورس ہے، اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

المستفتی: ازاسلامک دعوۃ اکیڈمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ ڈیزولو کے استعمال کا مدار برطانیہ کے عرف پر ہے، اگر وہاں کے عرف میں یہ لفظ بیوی کے حق میں صرف طلاق ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے، تو اس سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اور اگر بیوی کے حق میں طلاق کے علاوہ اور

امور میں بھی استعمال ہوتا ہے، تو پھر یہ طلاق کنائی میں شمار ہوگا، اور اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی، اور یاد رکھئے کہ سوالنامہ میں اس کے تین معانی بیان کئے گئے ہیں، حکم شرعی کا مدار صرف بیوی کے حق میں استعمال ہونے پر ہے جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے، لہٰذا وہاں کے تجربہ کار علماء اور اہل حل وعقد اس لفظ کے بارے میں وہاں کے عرف کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے کہ بیوی کے حق میں یہ لفظ کنایہ میں شمار ہوگا یا الفاظ صریح میں، اگر الفاظ صریح میں مستعمل ہوتا ہے، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور کورٹ میرج ڈیزولو کرانے کی صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی بعد میں رجعت کر کے زندگی گذارنے کی اجازت ہوگی۔ اور اگر وہاں کے عرف میں الفاظ کنایہ میں شمار ہے تو کورٹ میرج ڈیزولو کرانے سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی بعد میں دوبارہ رکھنا چاہے تو نکاح کرنا ضروری ہوگا، نیز اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ کورٹ کے کاغذات میں علاحدگی دکھلانے کے لئے درخواست دی ہے، اور طلاق کی نیت نہیں ہے، اور نہ ہی علاحدگی کی نیت ہے بلکہ صرف سرکاری کاغذات میں دکھلانے کے لئے ہے تو الفاظ صریح ماننے کی صورت میں نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور کنایہ ماننے کی صورت میں نیت کا اعتبار ہوگا۔

نیز (۵) میں لفظ ڈیوورس جو لکھا ہے اس کا بھی یہی حکم ہوگا جیسا کہ شامی کی حسب ذیل عبارت سے واضح ہوتا ہے۔

”رھا کردم“ أي صرحتک يقع به الرجعي مع ان أصله كناية وماذلک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق، وقد مرأن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كراچي ۳/۲۹۹، كتاب الطلاق، باب الكنيات، زكريا ٤/٥٣٠)

وقد مر أن الصريح ماغلب في العرف استعماله في الطلاق بحيث لايستعمل عرفًا إلا فيه من أي لغة كانت. وهذا في عرف زماننا كذلک، فوجب اعتباره صريحاً. (شامی، زكريا ٤/٤٦٤، شامی، كراچی ۳/۲۵۲)

وصريح الطلاق ما استعمل اللفظ له ولا يستعمل في غيره.
(تاتارخانية، زكريا ديوبند ٤/٤٠٠، رقم: ٦٥٢٢)
فإن ما غلب استعماله في معنى بحيث يتبادر حقيقة أو مجازاً صريح. (فتح القدير، بيروت ٤/٣، وهكذا في البحر الرائق، كراچي ٣/٢٥١، زكريا ٣/٤٣٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۴۰۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۶/۱۴ھ

میں انگوٹھا دے آیا ہوں

سوال [۶۴۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی سسرال گیا تھا وہ کسی بات پر سسرال سے ناراض ہوکر اپنے گھر چلا گیا اس کے والد نے اس سے معلوم کیا کہ تم اپنی بیوی کو ساتھ کیوں نہیں لائے؟ زید نے اپنے باپ کو جواب دیا کہ میں اپنی سسرال میں انگوٹھا دے آیا ہوں اور زید نے انگوٹھے پر روشنائی یا اور کسی چیز کا رنگ لگا دکھایا اور زید نے اپنے گاؤں والوں سے بھی وہی الفاظ کہے اور وہی انگوٹھا دکھایا اور پھر زید نے اپنی سسرال والوں کو خبر دی تین مرتبہ کہ اپنا سامان لے آئیں اور میرا مجھے دیدیں اور جب زید کے گاؤں والوں اور سسرال والوں نے اس تنازعہ کو حل کرنے کے لئے لوگوں کو زید کے گاؤں میں جمع کیا تو وہاں پر بھی زید نے اقرار کیا کہ میں نے ایسا ہی کیا ہے، اور نہ ہی زبان سے کوئی ایسی بات کہی۔

نوٹ: زید خفت الحواس ہے کبھی انکار کرنے لگتا ہے۔

المستفتی: صابر حسین عمری کلاں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں خط کشیدہ جو عبارتیں زید کی ہیں، یعنی

جواب میں یہ کہنا کہ میں اپنی سسرال میں انگوٹھا دے آیا ہوں اور زید اور زید کے انگوٹھہ پر نشان بھی ہونا نیز اس کا یہ کہنا اور خبر دینا اپنی سسرال میں کہ اپنا سامان لے آئیں اور میرا مجھے دیدیں، یہ الفاظ کنائی ہیں زید سے معلوم کیا جائے کہ اسکی کیا مراد ہے، اگر وہ طلاق کہتا ہے تو طلاق بائنہ واقع ہوگی، زید کا خفت الحواس ہونا پاگل ہونے کی دلیل نہیں ہے، بہرحال حسب سوال سائل زید سے ہی اس کے الفاظ کی مراد معلوم کی جائے، اگر وہ طلاق اپنا منشاء نہ بتائے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۳۱۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱/۶/۱۴۱۸ھ

تو میری زندگی میں میرے گھر نہیں آسکتی ہے، میں تمہارا کچھ نہیں ہوں

سوال [۶۴۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ماہ اگست ۹۶ء سے علیل ہے اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ کبھی طبیعت ٹھیک رہی کبھی طبیعت زیادہ علیل ہوجاتی ہے، دن ورات روتا رہتا ہے، اور کہتا ہے کہ میرا دل ودماغ کام نہیں کرتا ہے، اور دل گھبراتا رہتا ہے، ڈاکٹر کا علاج چل رہا ہے، دریں اثناء زید نے اپنی بیوی ہندہ سے ۱۰/اپریل ۹۷ء بروز جمعرات کو کہا کہ میرے لئے اناج بھون کر ستو تیار کردو تو ہندہ ہوا تیز چلنے کی وجہ سے اناج بھون کر ستو تیار نہ کرسکی اور سوچنے لگی کہ ہوا کم ہوجائے، تو اناج بھون لونگی، اسی درمیان ہندہ اپنے رشتہ دار کے یہاں چلی گئی کوئی بیمار تھا اسکی عیادت کے لئے۔ اور کچھ دیر بعد واپس لوٹی تو زید نے مندرجہ بالا دن بوقت تین بجے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ تو میری زندگی میں میرے گھر نہیں آسکتی ہے، میں تمہارا کچھ نہیں ہوں، اس پر ایک آدمی نے زید سے کہا کہ ہندہ کہاں جائیگی تو زید نے کہا کہ میں نے مہر بھی دیدیا ہے، اور ہندہ کو لاٹھی سے مارنے کے لئے اٹھایہ سب باتیں بول کر چپ ہوگیا اور بعد ازاں بعد نماز

مغرب لوگ جمع ہوئے اور زید سے پوچھا کہ تم نے مندرجہ بالا جملے بولے اس سے کیا مقصد تھا تو زید نے کہا میرا ان جملوں سے تنبیہ کرنا مقصود تھا پھر بروز سنیچر لوگوں نے جمع ہوکر زید سے پوچھا کہ مندرجہ بالا جو جملہ بولے ہو کیا دل سے بولے ہو یا نہیں تو اس پر زید نے بولا کہ مجھ کو یاد نہیں ہے کہ ہم دل سے بولے ہیں یا نہیں، ہم کو پتہ نہیں ہوسکتا ہے کہ دل سے بول دیا ہو۔
مندرجہ بالا باتوں کے بارے میں صحیح مسئلہ بتائیں کہ ہندہ کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں، یا اگر کوئی دوسرا مسئلہ ہو تو بتائیں تاکہ زندگی صحیح گذار سکے؟

المستفتی: محمد حذیفہ ڈھرپور، بھاگلپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب مذکورہ الفاظ کے استعمال میں اس نے طلاق کی نیت نہیں کی اور محض حالت غصہ میں یوں ہی کہہ دیا ہے تو محض دھونس ہے، اس سے کوئی طلاق نہیں ہوئی نکاح بدستور باقی ہے۔

اخرجي اذهبي خلية برية في حالة الغضب ملزم النية. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايات، زكريا ٤/٥٣٤ ، كراچی ٣/٣٠٢)

وإذا احتملت هذه الألفاظ الطلاق وغير الطلاق فقد استتر المراد منها عندالسامع فافتقرت إلى النية لتعيين المراد. (بدائع، زكريا ٣/١٦٩)

أن من الكنايات ثلاث عشرة لايعتبر فيها دلالة الحال ولا تقع إلا بالنية. (البحر الرائق كوئٹه ٣/٣٠٢، زكريا ٣/٥٢٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۱۰۱/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۱/۵ھ

دو مرتبہ طلاق دے کر جاؤ بھاگو کہنا

سوال [۶۴۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ میں محمد صدیق ولد محمد ولی نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں کہا ہم نے تم کو طلاق ہم نے تم کو طلاق دی جاؤ بھاگو یہاں سے اب ایسی حالت میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟

المستفتی: محمد عمیر ہاپوڑ گڑھ مکتیشور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: تم کو طلاق دی کے الفاظ دو مرتبہ کہنے پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئیں اور جاؤ بھاگو کے الفاظ کنایہ میں سے ہیں اگر اس سے الگ سے طلاق کی نیت کی جائے تو طلاق ہوتی ہے، اور اگر الگ سے طلاق کی نیت نہ کی جائے تو طلاق نہیں ہوتی ہے، لہٰذا اگر اس ارادہ سے جاؤ بھاگو کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ اس سے پہلے دو مرتبہ طلاق کے الفاظ کہہ دیے ہیں لہٰذا جاسکتی ہو جاؤ بھاگ جاؤ یعنی ڈانٹنا اور دھتکارنا مقصد ہے تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی ایسی صورت میں رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے، اب شوہر خود فیصلہ کرے کہ جاؤ بھاگو کے الفاظ کس نیت سے کہا ہے۔

عن عبدالله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى قوله الطلاق مرتان قال: هو الميقات الذى يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسک ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، الحديث (سنن كبرى كتاب الرجعة دار الفكر بيروت ۲۸۱/۱۱، ۲۸۲ رقم ۱۵۵۳۹)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أوتطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذلک أولم ترض. كذا فى الهداية. (عالمگيري، زكريا كتاب الطلاق الباب السادس فى الرجعة الخ جديد ۱/۵۳۲، ۴۷۰، مختصر القدوري، امدادية ديوبند ۱۷۷، هداية، أشرفى ديوبند ۲/۳۹۴)

اذهبي الى جهنم يقع إن نوى خلاصة، وكذا اذهبي عني وافلحي. (شامی، زكريا ٤/ ٥٥١، كراچي ٣/ ٣١٤)

وقعتا رجعيتين لو مدخولا بها، كقوله: أنت طالق، طالق.
(الدرالمختار مع شامي، زكريا٤ /٤٦٣، كراچي ٣/٢٥٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۲۸۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۳/۷ھ

اگر گھر سے باہر گئی، تو نکاح سے باہر

سوال [۶۴۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر گئی تو نکاح سے باہر، یا اگر تو گھر سے باہر گئی، تو نکاح سے باہر، صورت حال یہ ہے کہ زید خود اس گھر کا مالک بھی نہیں ہے زید کا کہنا ہے کہ میرا ارادہ اسے جدا کرنا بھی نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی میری نیت ہے الگ کرنے کی، زید کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ بعد عورت گھر سے باہر نکل گئی تو کیا ہندہ کو طلاق ہو جائے گی جبکہ زید کی طلاق کی نیت بھی نہیں ہے؟

(۲) اس کے کچھ دن بعد پڑوس میں ایک تقریب تھی ہندہ کا کہنا ہے کہ زید نے شرکت کے لئے کہا اس پر ہندہ نے کہا کہ آپ نے تو پابندی لگا رکھی ہے، اس پر زید نے کہا کہ اب تو تو جائیگی، تو باہر نہ جائیگی لیکن زید اس قول سے انکار کرتا ہے، ہندہ کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں ہے، کیا بلا ثبوت وبلا گواہ کے ہندہ کے کہنے سے ہندہ نکاح سے باہر ہو جائیگی؟

المستفتی: محمد ذاکر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر گئی تو نکاح سے باہر یا یہ جو کہا ہے کہ اگر تو گھر سے باہر گئی تو نکاح سے باہر یہ دونوں جملے الفاظ کنائی میں سے ہیں ان سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت شرط ہے سوال نامہ میں شوہر خود کہتا ہے کہ

طلاق کی نیت نہیں تھیں لہٰذا ایسی صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اس طرح کچھ دن بعد پڑوس میں تقریب کے موقع پر جو بات پیش آئی ہے اس سے بھی کوئی طلاق نہیں ہوگی اس لئے کہ اس میں بھی شوہر کی طرف سے طلاق کی نیت نہیں پائی گئی۔

ولو قال لها لانكاح بيني وبينك أوقال لم يبق بيني وبينك نكاح يقع الطلاق إذا نوى (هنديه، كتاب الطلاق الفصل الخامس في الكنايات، ١/٣٧٥، زكريا جديد ديوبند ١/٤٤٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۷۰۸۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۳/۱ھ

بیوی سے کہا میں نے تجھے خلع دیا

سوال [۶۴۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو لڑائی جھگڑے میں یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے خلع دیا، شوہر حلفیہ یہ بیان دیتا ہے، کہ میری اس وقت طلاق کی نیت نہیں تھی، اور نہ ہی مجھے خلع کے بارے میں معلوم ہے کہ خلع کیا چیز ہے، میں نے ٹی وی میں سیریل کو دیکھ کر یہ کہہ دیا، مگر اس کی حقیقت سے ناواقف ہوں کہ خلع کیا چیز ہے، طلاق کے بارے میں شوہر بالکل منکر ہے، مگر بیوی حلفیہ یہ بیان دیتی ہے کہ مجھے میرے شوہر نے یہ کہا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دیدی، جامیں تجھے تیرے گھر والوں کے اوپر طلاق دیدوں گا میں نے تجھے خلع دیا، جھگڑے کے وقت دو عورتیں موجود تھیں، ان میں سے ایک عورت حلفیہ یہ بیان دیتی ہے کہ شوہر نے اس طرح سے کہا ہے کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، آج میں تجھے طلاق دیدوں گا میں تجھے رکھوں گا نہیں میں نے تجھے خلع دیا، دوسری عورت بھی حلفیہ یہی بیان دیتی ہے کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا میں تجھے رکھوں گا نہیں، یہ واردات گذر جانے کے بعد ٹھکیدار عبدالعزیز

صاحب نے جا کر لڑ کی سے معلوم کیا کہ یہ معاملہ کس طرح ہو گیا تو لڑکی نے یہ بیان دیا، مجھے میرے شوہر نے یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی جا، دوسری مرتبہ یہ کہا کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، اور تیسری مرتبہ کہا خلع دیا، یہ واقعہ ۲۳/۸/۲۰۰۱ء بروز جمعرات کا ہے، اور میاں بیوی نے علیحدہ گی اختیار نہیں کی ہے، دونوں پہلے ہی کی طرح مل جل رہے ہیں؟ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی ہوئی کیا عورت سے رجعت کرنے کا حق حاصل ہے یا نکاح ثانی کی ضرورت ہے، لڑکے کی زبان پر طلاق کا لفظ نہیں آیا ہے، یہ حلفیہ لڑکا بیان دیتا ہے؟

نوٹ: تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ بیان میں نے گواہوں سے اور میاں بیوی سے حلفیہ لئے ہیں۔

المستفتی: ابرار احمد قاسمی خادم مدرسہ مصباح العلوم نور پور بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ تحریر سے جو سمجھ میں آتا ہے وہ تین باتیں ہیں (۱) شوہر کا قول میں نے تجھے خلع دیا اس میں تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ یہ جملہ شوہر کی زبان سے نکلا ہے، جو کہ لفظ کنائی ہے، اور الفاظ کنائی میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے، کہ اس سے اگر طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق بائن واقع ہوگی، اور اگر طلاق کی نیت نہیں ہے تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وخالعتک لایقع الطلاق إلا بالنیة. (فتاوی عالمگیری زکریا کتاب الطلاق الفصل الخامس فی الکنایات جدید ۱/۴۴۲/ ۳۷۵)

الکنایات لایقع بها الطلاق الا بالنیة. (هندیة زکریا ۱/ ۳۷٤ کتاب الطلاق الفصل الخامس فی الکنایات جدید ۱/ ٤٤۲)

(۲) شوہر کا قول تجھے طلاق دیدوں گا، یہ جملہ وعدۂ طلاق ہے اور وعدۂ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

لوقال أطلقک لم یقع الخ. (سکب الأ نهر، قدیم ۱/ ۳۷۸، جدید دارالکتب العلمیه بیروت ۲/ ۱٤)

بخلاف کنم لأنه إستقبال فلم یکن تحقیقا با لتشکیک ......لوقال بالعربیة: أطلق لایکون طلاقا. (هندیة، کتاب الطلاق، الفصل السابع فی الألفاظ الفارسیة، زکریا قدیم ۳/ ٤٥۱، زکریا جدید دیوبند ۱/ ٤٥۲)

أنا أطلق نفسی لم یقع؛ لأنه وعد. (درمختار، کراچي۳/ ۳۱۹، زکریا٤/ ٥٥۹)

(۳) شوہر کا قول میں نے تجھے طلاق دی یہ جملہ طلاق کے لئے صریح ہے لیکن شوہر اس جملہ کا منکر ہے اور عورت اس کی مدعی ہے ساتھ ہی عورت کے پاس کوئی شرعی گواہ بھی نہیں ہے، اور شوہر قسم کے ساتھ اس جملہ کا منکر ہے اسلئے شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا، اور اس لفظ سے بیوی پر طلاق واقع ہونے کا ثبوت نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم۹/ ۱۹۳)

قال الله تعالی: وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ. [البقرة: ۲۸۲]

وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیها شها دة رجلین أورجل وامرأتین سواء کان الحق مالا أوغیر مال مثل النکاح والطلاق (هدایه، أشرفی دیوبند ۳/ ۱٥٤، درمختار، زکریا ۸/ ۱۷۸، کراچي ٥/ ٤٦٥، فتاوی عالمگیری، کتاب الشهادات، قبیل الباب الثانی الخ زکریا قدیم ۳/ ٤٥۱، زکریا جدید۳/ ۳۸۸، البحرالرائق، زکریا ۷/ ۱۰٤ کوئٹه۷/ ٦۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۶۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۶/۱۲ھ

’’تو میرے لئے مرگئی میں تیرے لئے مرگیا‘‘ سے طلاق

سوال [۶۴۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دس بارہ لوگوں کے سامنے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی ایک بار تو اس کے بہنوئی نے منھ پر ہاتھ رکھ لیا کہ سردار اب کچھ نہیں کہنا اس کے بعد یہ شخص کئی مرتبہ کہہ چکا ہے کہ تو میرے لئے مرگئی میں تیرے لئے مرگیا، تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں ہے، ہزار بار اس بات کو دہرا چکا ہے، ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں شرع کی رو سے جواب دیا جائے

المستفتی: سید خالد رضا ولد مولانا مفتی سید واحد رضا صاحب، محلّہ قاضی ٹولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر طلاق کا لفظ صرف ایک مرتبہ کہا ہے تو اس سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے عدت کے اندر رجعت کر کے رکھ سکتا ہے، اور اس کا یہ کہنا کہ ’’میرے لیئے تو مرگئی میں تیرے لئے مرگیا، تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں ہے‘‘ ان الفاظ سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت شرط ہے لہٰذا اس بارے میں شوہر سے معلوم کیا جائے کہ اس نے کیا ارادہ کیا تھا اگر صرف ڈرانے اور دھمکانے کے لئے کہا ہے تو ان الفاظ سے کوئی حکم لاگو نہ ہوگا۔

عن عبد اللّٰہ وعن أناس من أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إلی قوله الطلاق مرتان قال: هو المیقات الذی یکون علیها فیه الرجعة، فإذا طلق واحدة أو ثنتین فإما أن یمسک ویراجع بمعروف وإما یسکت عنها حتی تنقضي عدتها. الحدیث. (سنن کبری للبیهقي، کتاب الرجعة، دارالفکر بیروت ۱۱/۲۸۱، رقم ۱۵۵۳۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة أو تطلیقتین فله أن یراجعها

فی عدتها. (هداية، باب الرجعة، أشرفي ديوبند ٢/ ٣٩٤، هندية، زكريا ١/ ٤٧٠، كتاب الطلاق الباب السادس فى الرجعة الخ جديد١/ ٥٣٣)

لوقال لها: لانكاح بيني وبينك أوقال: لم يبق بيني وبينك نكاح يقع الطلاق إذا نوىٰ. (هندية زكريا ١/ ٣٧٥، كتاب الطلاق الفصل الخامس فى الكنايات جديد١/ ٤٤٣، خانية على الهندية، كتاب الطلاق، فصل فى الكنايات الخ جديد١/ ٢٨٤، زكريا ١/ ٤٦٨، بزازية على هامش الهندية، زكريا ٤/ ١٩٦، كتاب الطلاق نوع آخر فى انكار النكاح جديد١/ ١٢٨)

الكنايات لايقع بها الطلاق إلابا لنية. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس فى الكنايات، زكريا ١/ ٣٧٤، زكريا جديد ١/ ٤٤٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۸۱۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸/ ۹/ ۱۴۱۲ھ

تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں کے لفظ سے طلاق

سوال [۶۴۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شوہر اپنی بیوی کو اس کے میکے میں صرف بیوی کے سامنے یہ کہہ کر چلا جائے کہ یہیں پڑی سڑتی رہ میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں اور میں اب تجھے بلانے نہیں آؤں گا آیا اس کے لئے کیا حکم صادر ہوتا ہے طلاق کے لئے؟

المستفتی: سعید احمد نئی بستی منیہا روالی گلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں کا لفظ الفاظ کنایہ میں سے ہے اس کے کہتے وقت شوہر نے ڈرانے دھمکانے کا ارادہ کیا تھا طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا تو طلاق نہ ہوگی یہ بات شوہر سے معلوم کرلی جائے کہ اس نے طلاق کی نیت کرلی تھی یا نہیں اور بلانے نہیں آؤں گا کے لفظ سے کوئی حکم ثابت نہ ہوگا۔

وفی الفتاویٰ: لم یبق بینی و بینک عمل ونوی یقع ، کذا فی العتابیة.

(هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس فى الكنايات ت زكريا ١/ ٣٧٦، جديد ١/٤٤٣)

الكنايات لايقع بها الطلاق إلا بالنية أوبدلالة الحال لأ نها غير موضوعة للطلاق بل يحتمله وغيره فلابد من التعين أودلالته. (هداية أشرفي ديو بند ٢/٣٧٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ شعبان ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/ ۲۷۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۸/۱۴۱۲ھ

طلاق دی دی کہنے کے بعد چلی جا کہنے سے کتنی طلاق واقع ہوں گی؟

سوال [۶۴۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے غصہ میں آکر اپنی بیوی سے کہا ''طلاق دی دی'' تو بیوی نے شوہر سے معلوم کیا کہ پھر میں چلی جاؤں؟ تو شوہر نے غصہ میں کہد یا کہ چلی جا؛ لہٰذا کتنی طلاق واقع ہوئیں؟

المستفتی: عبدالرحمان ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دی دی، سے دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں،

وقعتا رجعيتين لو مدخولا بها كقوله أنت طالق أنت طالق الخ

(الدرالمختار كتاب الطلاق، باب الصريح كراچى ٣/٢٥٢، زكريا ٤/٤٦٣، امداد الفتاوى ٢/ ٤٣٠، فتاوى دارالعلوم ٩/ ٣١٥)

میں چلی جاؤں کے جواب میں جو چلی جا کہا ہے یہ کنایات میں ایسا لفظ ہے کہ اس سے طلاق واقع ہونے کے لئے بحالت رضا وغضب ومذاکرۂ طلاق ہر حال میں مستقل طلاق کی نیت شرط ہے اگر شوہر نے اس لفظ سے طلاق دینے کی نیت کی ہے تو اس سے ایک طلاق واقع

ہوجائیگی، اورکل تین طلاق ہوکر بیوی بالکل حرام ہوجائیگی، اوراگراس سے طلاق کی نیت نہیں کی ہےتواس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ لہٰذاصرف دوطلاق رجعی ثابت ہوں گی۔

اخرجي ، اذهبي في رضاغضب مذاكرة تلزم النية الخ. (شامي تحت النقشة كراچی ۳/۳۰۲، زكريا ٤/٥٣٤)

كل لفظ يستعمل في الطلاق ويستعمل في غيره نحو قوله أنت بائن قومي اخرجي..... وإذااحتملت هذه الألفاظ الطلاق وغيره فقد استتر المراد منها عند السامع فافتقرت إلى النية لتعيين المراد. (بدائع الصنائع، زكريا ٣/١٦٧- ١٦٩، البحر الرائق، زكريا ٣/٥٢٦، كوئٹه ٣/٣٠٢-٣٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ	الجواب صحیح:
۹ صفرالمظفر ۱۴۱۰ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۶۳۰)	۱۴۱۰/۲/۹ھ

اگرمیں تیرے پاس جاؤں توصاف طلاق

سوال [۶۴۵۶]: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زیداپنی بیوی سے بارہابلاناغہ ہمبستری کاخواہش مندرہتاہے، مگراس کی بیوی اس کی رائے کے خلاف ہے، ایک روز زید نے اسی غرض سے بلایاتو بیوی چڑچڑااٹھی اورکہنے لگی کہ روزانہ کیایہی کام رہ جاتاہے، کثرت کی عادت ٹھیک نہیں، الغرض دونوں میں بحث ہوگئی اورنوبت یہ آئی کہ زید نے کہااگرمیں تیرے پاس جاؤں ’’توصاف طلاق‘‘ اس کے بعدزید نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی، اب علماء سے پوچھاگیاتوبعض نے کہاطلاق رجعی واقع ہوئی، اوربعض نے کہاایک طلاق بائنہ ہوئی، لہٰذاانہوں نے بلاحلالہ تجدیدنکاح کرکے زیداوراس کی بیوی کوملادیا؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ مشروط کے پائے جانے کے بعد’’توصاف طلاق‘‘ سے کیاایک ہی طلاق

واقع ہوتی ہے؟ اگر ایک ہوتی ہے تو کونسی ''رجعی یا بائنہ'' بالتفصیل تحریر فرمائیں؟

المستفتی: مولانا محمد عبدالخالق بدرپوری، کریم گنج، آسام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں چونکہ زید نے صریح طلاق کو معلق کیا تھا، اسلئے مشروط کے وجود کے بعد مذکورہ جملہ سے زید کی بیوی پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی عدت کے اندر اندر بلا تجدید نکاح کے رجعت کر لینے کی گنجائش ہے، اس سلسلہ میں طلاق رجعی کا بتایا گیا مسئلہ درست ہے، بائن کا نہیں، کیوں کہ بائنہ کنایات کے ذریعہ معلق کرنے کی صورت میں ہوا کرتی ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم ۱۰/۹۱)

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط مثل أن يقول لإ مرأته إن دخلت الدار فأنت طالق: (هداية، باب الايمان في الطلاق، أشرفي ديوبند ۳۸۵/۲، هندية، كتاب الطلاق، الفصل الثالث فى تعليق الطلاق زكريا قديم ۴۲۰/۱، زكريا جديد ديوبند ۴۸۸/۱)

فالصريح قوله أنت طالق – فهذا يقع به الطلاق الرجعى.... وإذا وصف بضرب من الزيادة والشدة كان بائناً (هداية، باب إيقاع الطلاق، أشرفي ديوبند ۳۵۹/۲-۳۶۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱/محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۰۳۶/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱/۲۲ھ

''چل نکل جا میرے گھر سے'' کے لفظ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۴۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے حفیظ خان جھگڑے کے دوران اپنی بیوی کو ان الفاظ میں طلاق دی ''طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، چل نکل جا میرے گھر سے'' اس کے بعد پھر میں نے اپنے ماموں

سے فون کر کے یوں کہا کہ اسے لے جایئے میں اسے طلاق دے رہا ہوں، تو مسئولہ صورت میں کتنی طلاقیں واقع ہوئیں اور اب ساتھ رہنے کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: حفیظ خاں کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں شوہر کے اس جملہ کہ ''آج میں تجھے طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں'' سے اس کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، اس کے بعد دوسرا جملہ کہ چل نکل جا میرے گھر سے، اگر اس جملہ سے مزید ایک طلاق کی نیت کی ہے تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور بدون حلالہ شرعیہ میاں بیوی کی طرح رہنا جائز نہ ہوگا، اور اگر اس لفظ سے مزید ایک طلاق کی نیت نہیں کی تو اس لفظ سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، البتہ پہلے جملے سے دو طلاقیں رجعی واقع ہو چکی ہیں، ایسی صورت میں عدت کے اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح رہنے کی گنجائش ہے، اس بات کی تحقیق شوہر کے بیان پر موقوف ہے، اس سے اسکی نیت دریافت کر لی جائے۔

والبائن يلحق الصريح. (شامي زكريا ٤/ ٥٤٠، كراچى ٣/ ٣٠٦)

طـلـق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها فى عدتها رضيـت بـذلك أولم ترض. (هـداية، أشـرفي ٢/ ٣٩٤، هـنـدية، كتاب الطلاق، البـاب السادس فى الرجعة، زكريا قديم ١/ ٤٧٠، زكريا جديد ديوبند ١/ ٥٣٢، مختصر القدورى، امدادية ديوبند ١٧٧)

قـال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لـم تـحـل لـه حتـى تـنـكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (دارقطني، ٤/ ٢١، دارالإيمان، كذا فى مجمع الزوائد، دارالكتاب العلميه بيروت ٤/ ٣٤٠) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۲۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۲۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/ ۱۱/ ۱۴۳۱ھ

میں نے تجھے طلاق دی، تیرا میرا حساب صاف ہوا

سوال [۶۴۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی کی عادت چوری کی تھی میں نے اسے بار بار سمجھایا مگر وہ باز نہ آئی میں نے اس کے میکے میں ساس کے سامنے اسکی شکایت کی، مگران لوگوں نے بھی مجھے ہی برا بھلا کہا جس کی وجہ سے بہت غصہ مجھے آیا، اور میں نے اپنی بیوی کو دوبار اس انداز میں یہ لفظ کہا میں نے تجھے طلاق دی، پھر تھوڑی دیر بعد تیرا میرا حساب صاف ہوا جبکہ میری بیوی حمل سے ہے، اور آٹھ ماہ کا حمل ہے، اب ہم دونوں ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں، شریعت کی رو سے ہم دونوں پر کیا حکم ہے ارشاد فرمائیں عین نوازش ہوگی؟

المستفتی: شمیم احمد عمری کلاں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں شوہر نے تین جملے استعمال کئے ہیں، دو جملے ''میں نے تجھے طلاق دی'' کے ہیں اور ایک جملہ تیرا میرا حساب صاف ہے، پہلے دونوں جملوں سے دو طلاق صریح واقع ہو چکی ہیں، اب غور طلب تیسرا جملہ ہے کہ اگر اس جملہ سے شوہر نے طلاق کا ارادہ کیا تھا تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا، اور اگر اس جملہ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے، بلکہ پہلی دونوں طلاقوں کی خبر دینا مقصود ہے، تو اس جملے سے کوئی طلاق نہ ہوں گی صرف دو طلاق شمار ہوں گی، عدت کے اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے۔ اب شوہر خود فیصلہ کرے کہ اس کی نیت کیا تھی؟

وقعتا رجعيتين لو مد خولاً بها، كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ.

(درمختارمع الشامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ٤/٤٦٣، كراچي ٣/٢٥٢)

لم يبق بيني و بينك عمل و نوى يقع. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس فى الكنايات، زكريا قديم ٤٧٦/١، زكريا جديد ديو بند ٤٤٣/١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۵۲۸/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۳/۳ھ

تم چلی جاؤ، مجھے تم سے کوئی ضرورت نہیں کہنا

سوال [۶۴۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم چلی جاؤ مجھے تم سے کوئی ضرورت نہیں ہے، تم میرے سامنے مت آنا نہ تم سے میں کھانا کھاؤں گا نہ پانی پیوں گا نہ تمہارے ساتھ بیٹھوں گا تم چاہے اپنے گھر چلی جاؤ، تو ان تمام باتوں پر غور کرتے ہوئے فرمائیں کہ اس عورت کو طلاق پڑے گی یا نہیں، خوب وضاحت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں طلاق ہوگی یا نہ ہوگی؟

المستفتی: محمد حبیب الرحمٰن محلہ اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر زید نے مذکورہ الفاظ سے طلاق دینے کی نیت کی ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو چکی ہے، اور اگر طلاق کی نیت نہیں کی ہے تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ صرف ایک قسم کی دھونس ہے نیت کے بارے میں زید خود فیصلہ کرے۔

ولوقال لها اذهبي أى طريق شئت لايقع بدون النية وإن كان فى حال مذاكرة الطلاق الخ. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات زكريا قديم ٣٧٦/١، زكريا جديد ٤٤٣/١)

اخرجي، اذهبي تلزم النية. (شامى كراچى ٣/ ٣٠٢، زكريا٤/ ٥٣٤)

إن من الكنا ية ثلاث عشرة لايعتبر فيها دلالة الحال ولا يقع

إلا بالنية، اخرجي، إذهبي. (البحر الرائق، زكريا ٣/٥٢٦، كوئٹه ٣/٣٠٢-٣٠٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ جمادی الثانیہ ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/ ۳۲۲۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۶/۵ھ

”اب وہیں رہ“ کہنے کا حکم

سوال [۶۴۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی اور زید کی ماں کے درمیان تو تو میں میں اور جھگڑا ہوا پھر زید کی بیوی بلا اجازت اپنے میکے چلی گئی، اور اپنے گھر صحیح اور غلط شکایتیں کیں اور اس کی ماں نے آ کر زید کے گھر گالیاں دینی شروع کر دیں، پھر زید نے غصہ میں آ کر بہ نیت طلاق دو مرتبہ یہ الفاظ کہے ”اب وہیں رہ اب وہیں رہ“ دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی اور کتنی طلاقیں ہوئیں؟

المستفتی: مولوی عبد العزیز، موضع برینا ضلع بستی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔

والمدلولات (إلى قوله) والحقي بأهلك (إلى قوله) إن نوى بها الطلاق وقع بائناً الخ. (الجوهرة النيرة، كتاب الطلاق، امداد يه ملتانى ٢/١٠٥، دار الكتاب ديو بند ٢/١٠٠)

وقوله الحقي.. بأهلك يحتمل الطلاق – ويحتمل الطرد والإبعاد عن نفسه مع بقاء النكاح. وإذا احتملت هذه الألفاظ الطلاق

وغير الطلاق فقد استتر المراد منها عند السامع فافتقرت إلى النية لتعيين المراد. (بدائع الصنائع زكريا ۳/۱٦۹)

ولايلحق البائن الخ (الدرالمختار، كراچى ۳/۳۰۸، زكريا٤/٥٤٠، البحر الرائق، كوئٹه ۳/۳۰۷، زكريا ۳/٥۳٤، هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس فى الكنايات، زكريا قديم ٤/۳۷۷، جديد ۱/٤٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۴۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۰۸/۱/۵ھ

لفظ ’’تجھے خلع دیا تین مرتبہ کہنے سے طلاق‘‘

سوال [٦۴٦۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا اسی درمیان اس نے کہا کہ تو چپ ہو جا ورنہ تجھے خلع دیدوں گا کچھ دیر بعد اسے اور غصہ آ گیا اور اس نے کہا تجھے خلع دیا، تجھے خلع دیا، تجھے خلع دیا اور بظاہر اس کی نیت طلاق ہی کی تھی تو اس سے کتنی طلاق واقع ہوئیں؟

المستفتی: محمد عبدالرحمٰن، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق کی نیت سے ’’تجھے خلع دیا‘‘ کہنے سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے، اس لئے کہ خلع طلاق کے کنائی الفاظ میں سے ہے، اور الفاظ کنائی سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے، اور مزید جو اس نے دو مرتبہ یہی الفاظ دہرائے ہیں، ان سے کوئی اور طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ طلاق بائن کے ساتھ مزید بائن معتبر نہیں ہوتی۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۱۰/۱۹۱، ۱۹۲)

ولو قال لها قد خلعتك ونوى الطلاق فهي واحدة. (هندية،

كتاب الطلاق، الباب الثامن، قبيل الفصل الثانى فيما جاز الخ زكريا قديم ٥٢٦/٣، زكريا جديد ديوبند ٥٥٢/١، كوئٹه ٣٠٢/٣-٣٠٣)

لايلحق البائن البائن. (شامی، کراچی ٣٠٨/٣، زكريا٤/ ٥٤٠، البحرالرائق كوئٹه ٣٠٧/٣، زكريا ٥٣٤/٣، هندية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس فى الكنايات زكريا قديم ٣٧٧/١، زكريا جديد ديوبند ٤٤٥/١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۱۸/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱۱/۲۶ھ

تو میری بہن ہے لا بہن پانی لا سے طلاق

سوال [۶۴۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کچھ ایام پہلے کہا تھا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر گئی تو تجھے طلاق، ہندہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی تھی اس کے بعد مفتیان کرام نے فتوی دیا کہ طلاق واقع ہوگئی عدت کی کوئی ضرورت نہیں ہے؛ لہٰذا دوبارہ نکاح کرادیا گیا پھر کچھ ایام کے بعد زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ ”تو آج سے میری بہن ہے لا بہن تو مجھے پانی پلا“ تو کچھ علماء نے کہا کہ طلاق واقع ہوگئی اور عدت گزارنی پڑے گی اور دونوں طلاقیں واقع ہوگئیں اگر عدت گذارنے کے بعد نکاح کرایا جاتا ہے، تو زید اس صورت میں ایک طلاق کا مالک ہوگا تو اب سوال یہ ہے کہ مفتیان شرع اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

المستفتی: عبداللہ ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شوہر نے بیوی ہندہ سے کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر گئی تو تجھے طلاق اور پھر ہندہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی تو اس کی وجہ سے بیوی پر ایک

طلاق رجعی واقع ہوگئی تھی، پھر شوہر نے کہا ”تو میری بہن ہے لا بہن پانی پلا“ اس جملہ سے شوہر نے کیا نیت کی ہے اس کی وضاحت نہیں ہے، اگر اس جملہ سے طلاق وغیرہ کسی چیز کی نیت نہیں تھی اور یوں ہی اس سے یہ جملہ کہا ہے تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اسی طرح اگر اس کی نیت صرف اتنی ہے کہ اس کی بہن جس طرح قابل احترام ہے اسی طرح اس کی بیوی بھی قابل احترام ہے تو ایسی صورت میں بھی کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور اگر اس سے اس نے طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اس سے ایک طلاق بائن ہوگئی ہے، اب شوہر سے معلوم کرلیا جائے کہ اس کی نیت کیا تھی، اگر طلاق کی نیت تھی تو ایسی صورت میں پہلے ایک طلاق رجعی ہوگئی تھی، اب یہ ایک طلاق بائن ہوگئی، ساتھ رہنا چاہیں تو بغیر حلالہ کے نکاح کرکے رہ سکتے ہیں، اب آئندہ ایک بھی طلاق دے گا تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً، مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق. (عالمگیری، کتاب الطلاق، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق زکریا جدید دیوبند ۱/ ۴۸۸، هداية أشرفي ديوبند ۲/ ۳۸۵)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها الخ. (هداية، ۲/ ۳۹٤، هندية، كتاب الطلاق الباب الباب السادس فی الرجعة الخ زكريا ۱/ ٤۷۰، جديد ۱/ ۵۳۳)

ولوقال لها: أنت على مثل أمي او كأمي ينوى فإن نوى الطلاق وقع بائناً، وإن نوى الكرامة أوالظهار فكما نوى هكذا في فتح القدير وإن لم تكن له نية فعلى قول أبي حنيفةؒ لايلزمه شئ حملاً للفظ على معنى الكرامة كذا في الجامع الصغير والصحيح قوله هكذا في غاية البيان. (عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظهار، زکریا قدیم ۱/ ۵۰۷، زکریا جدید ۱/ ۵٦٤)

وإن نوى بأنت علي مثل أمي أو كأمي براً، أوظهاراً، أوطلاقاً،

صحت نيته ووقع ما نواه؛ لأنه كناية والا ينو شيئاً، أوحذف الكاف لغا وتعين الأدنى أي البر يعني الكرامة ويكره قوله أنت أمي ويا ابنتي ويا أختي ونحوه الخ. (شامي، باب الظهار كراچی ۳/ ٤٧٠، زكريا ٥/ ١٣١ وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعد ها بالإجماع، كتاب الطلاق باب الرجعة، مطب في العقد على المبانة شامي، كراچي ۳/ ٤٠٩)

الطلاق مرتان فإمساک بمعروف ......فإن طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. [البقرة: ۲۳۰] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍رجب ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰؍۱۱۱۹۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲؍۷؍۱۴۳۴ھ

❑❖❑